فروغِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے کوشاں

کاروانِ نعت

KITABI-SILSILLAH FEB-MAR, 2007

نعت خوانی نمبر

واحسن منک لم تر قط عینی
واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرأ من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

آپ ﷺ سے زیادہ حسین کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں اور آپ ﷺ سے خوبصورت کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔
آپ ﷺ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی حسبِ منشاء پیدا کیا گیا ہے۔

والضحیٰ
واللیل اذا سجیٰ

(اے حبیبِ مکرم!)
قسم ہے چاشت (کی طرح آپ کے چہرۂ انور) کی
(جس کی تابانی نے تاریک روحوں کو روشن کر دیا)

Marfat.com

فرہنگ

حمد و نعت

☆ اداریہ — محمد ابرار حنیف مغل — 8
☆ اللہ سبحانہ وتعالیٰ — حسین مرتضیٰ — 16
☆ قرآن — عظمت اعظمی — 19
☆ حمدِ باری تعالیٰ: علامہ محمد اقبالؒ سید انور جاوید ہاشمی' تنویر پھول' حنیف ساجد' عزیز الدین خاکی' انجینئر اشفاق حسین ہمدانی' — 20
☆ نعت رسول مقبول ﷺ: شکیب وجدانی' مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ حضرت پیر مہر علی شاہؒ ریاض حسین چودھری' صادق جمیل' خورشید ناظر' کوثر بریلوی' پروفیسر محمد اکرم رضا' اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلویؒ صاحبزادہ نصیر الدین نصیر گولڑوی' ریاض الدین سہروردی' مولانا محمد ولی رازی' منیر قصوری' اقبال عظیم' عبدالستار نیازی' عشرت چودھری' محمد علی ظہوری' راجا رشید محمود' خواجہ غلام قطب الدین فریدی' احمد ندیم قاسمیؒ غلام مصطفیٰ قمر' سید صبیح الدین صبیح رحمانی' محمد فیروز شاہ' فیض رسول فیضان' رشید وارثی' طاہر سلطانی' سید منظور الکونین' قمر انجم' عبدالغنی تائب' شہباز کھروڑی' حفیظ تائب' اعظم چشتی' پروفیسر یونس جیلانی' رفیع الدین ذکی قریشی' نعیم الدین نظر' بشیر احمد مسعود' محمد حسین آزاد لدھیانوی' محمد محبوب الرسول قادری' اخلاق عاطف' ضیاء نیر' صاحبزادہ خان اختر ندیم نقشبندی' عبدالحق ظفر چشتی' پروفیسر ریاض احمد قادری' رفعت اقبال قادری' سعید بدر' اقبال ناز' حضرت سلطان باہوؒ میاں محمد بخشؒ خواجہ غلام فریدؒ — 23
☆ خالد شفیق بٹ' علامہ محمد شہزاد مجددی...... کاروان نعت — 49
☆ فیض حزب نعت...... کاروانِ نعت — محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری — 50
☆ نعت خوانی اور ہم؟ — سید عارف مہجور رضوی — 51
☆ تاریخ کائنات کا سب سے بڑا دن — ریاض حسین چودھری — 53
☆ جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند — علامہ سید محمود احمد رضوی — 54
☆ حضور ﷺ کا یوم میلاد...... عیدوں کی عید — پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود — 58
☆ ذکر رحمت عالم ﷺ — محمد طارق خان — 61

مقاصد نعت

☆ فیضان محبت — ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری — 66
☆ حرف نیاز...... بارگاہ رسالت مآب میں — منیر احمد — 72
☆ دعویٰ عشق رسول ﷺ — ماسٹر محمد شبیر ہاشمی — 87
☆ اسوۂ رحمتہ اللعالمین — عبدالرؤف قریشی — 89

Marfat.com

☆ محافل نعت اور حسن خلق	رشید وارثی	92

تاریخ نعت

☆ نعت خوانی کا اولین دور	جمشید اعظم چشتی	96
☆ شاعر رسول ﷺ حضرت حسان بن ثابتؓ	سعید بدر	102
☆ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ گلزارِ نعت میں	پروفیسر محمد اکرم رضا	138
☆ حافظ مظہر الدینؒ ایک صاحب مقام نعت گو	پروفیسر منیر قصوری	166
☆ شہید نعت......قاری زبید رسول رحمتہ اللہ علیہ	سرور حسین نقشبندی	192
☆ گلشن نعت کے نامور سفیر ثناء اللہ بٹؒ	سرور حسین نقشبندی	195
☆ حضرت پروفیسر محمد حسین آسیؒ	ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری	198
☆ ذکر غلامان شہنشاہ امم ﷺ	محمد ابرار حنیف مغل	202

فروغ نعت

☆ انٹرویو: سید صبح الدین صبیح رحمانی	حاجی محمد سرفراز، محمد ابرار حنیف مغل	208
☆ انٹرویو: پروفیسر محمد اکرم رضا	ڈاکٹر محمد اکمل جان، محمد اعجاز	213
☆ انٹرویو: ریاض حسین چودھری	محمد طاہر، محمد ابرار حنیف مغل	232

آداب نعت

☆ نعت خواں کا زیور	محمد ابرار حنیف مغل	244
☆ نعت خوانی اور ہوس زر	ریاض حسین چودھری	246
☆ نعت خواں کے لئے ضابطہ اخلاق	پروفیسر افضال احمد انور	248
☆ آداب محافل حمد و نعت	ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی	266
☆ محافل نعت کے آداب اور دورِ جدید کے تقاضے	ڈاکٹر عبدالشکور ساجد	268
☆ ملاقات کے آداب	ابوالحسین	277

اصلاح نعت

☆ نعت خواں کا زادِ سفر	محمد ابرار حنیف مغل	280
☆ وابستگان نعت کی ذمہ داریاں	پروفیسر فیض رسول فیضان	267
☆ نقیبان محافل میلادِ مصطفیٰ ﷺ	عبدالحق ظفر چشتی	296
☆ محافل نعت اصلاح اعمال کی ایک صورت	شاکر کنڈال	303
☆ محافل نعت میں صدر کا کردار	ریاض احمد قادری	308

Marfat.com

فن نعت خوانی

☆ نعت خواں نعتیہ کلام کا جائزہ کیسے لیں؟ — ڈاکٹر عاصی کرنالی — 312
☆ نعت خوانی کی فنی ضرورتیں — سرور حسین نقشبندی — 329
☆ نعت خوانی میں تغنم و ترنم — محمد عمران انیس طاہری — 456

تنقید نعت

☆ محافل نعت میں غلو کا پہلو — محمد شہزاد مجددی — 334
☆ محافل نعت کی زیاں باریاں — پیرزادہ اقبال احمد فاروقی — 339
☆ محافل نعت......قرآن وسنت کے آئینے میں — محمد حسن علی قادری — 342

سوال و جواب/فتاویٰ جات

☆ نعت رسول ﷺ کے ساتھ ذکر الٰہی — سید احمد علی شاہ — 374

تبصرہ جات

☆ نعت اور ہماری سوچ — محمد ابرار حنیف مغل — 394
☆ بیتابی......خواجہ غلام قطب الدین فریدی — تبصرہ نگار: ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی — 398
☆ ثنا کا موسم......علامہ محمد شہزاد مجددی — تبصرہ نگار: حفیظ تائبؒ — 405
☆ تبصرہ نعتیہ کتب — محمد یوسف ورک، ریاض احمد قادری — 409
☆ تاثرات: محمد حسن علی قادری، عبدالغنی تائب، ریاض حسین چودھری، خواجہ غلام قطب الدین فریدی
عزیز الدین خاکی، ابو حفص عمر مجددی، ابوالامتیاز ع س مسلم، عابد سعید عابد، پروفیسر محمد اکرم رضا،
ملک محبوب الرسول قادری، منیر ملک، محمد منشا تابش قصوری، غوث میاں، شہزاد احمد، فقیر مصطفیٰ
امیر، شبیر احمد قادری، ناصر زیدی، ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم، پروفیسر ریاض احمد شیخ، قاری غلام
زبیر نازش، ڈاکٹر عاصی کرنالی، محمد انور قمر شرقپوری، محمد زاہد نیازی، محمد زکریا شیخ الاشرفی — 416

ابلاغ نعت

☆ فروغِ نعت میں میڈیا کا کردار — سرور حسین نقشبندی — 426
☆ نعتیہ خبریں — ابوالحسن — 430
☆ خبرغم — محمد یوسف ورک — 432
☆ محافل نعت — حاجی سرفراز احمد — 434
☆ اتحاد اُمت سیمینار — سید ارتضیٰ علی کرمانی — 446

ENGLISH SECTION 1 - 30

Marfat.com

ذخیرہ
جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ سبحانہ وتعالیٰ

حمد و نعت

☆ اداریہ

☆ اللہ سبحانہ وتعالیٰ

☆ قرآن

☆ حمدِ باری تعالیٰ / ☆ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم / ☆ منقبت

☆ نعت خوانی اور ہم؟

☆ تاریخ کائنات کا سب سے بڑا دن

☆ جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم میلاد ...... عیدوں کی عید

☆ ذکر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اداریہ

آمدِ شاہ امم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم...... مبارکباد۔

شان کرم کی آج مدینے پہ ہے نظر ہر لحظہ نا خدا کی سفینے پہ ہے نظر
قدرت کی ''دین حق'' کے خزینے پہ ہے نظر انگشتری سے بڑھ کے نگینے پہ ہے نظر
گھر گھر ہے تذکرہ شہر گردوں رکاب کا آغاز ہو رہا ہے نئے انقلاب کا

اللہ کریم جل شانہ کے فضل و کرم سے ہم بڑے ہی اعزاز یافتہ لوگ ہیں کہ رحمت اللعالمین، شافع روز جزا، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے ہیں۔ آپ کی امت ہونے کا اعزاز و اکرام اتنا بڑا عطیہ رب کریم جل شانہ ہے کہ ساری زندگی بندگی کرنے کے باوجود بھی اس کا حق ادا کرنے کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اُمت ہونے کے تصور کی پختگی ہی ہمیں اس لائق بنائے گی کہ ہم اپنے آپ کو چھوٹا سمجھیں۔ یہ بات ذہن میں راسخ کر لی جائے کہ ہم اُس بارگاہ میں جس قدر اپنے پست ہونے کا تصور کریں گے اتنے ہی بلند ہوتے جائیں گے۔ ہم جس قدر بھی ان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اُمتی ہونے پر ناز و فخر کریں گے اسی نسبت سے اس بارگاہِ کریم جل شانہ میں ہمارا مقام بنتا جائے گا۔ جس قدر اپنی ذات کو گم کرتے جائیں گے اسی قدر ان کی ذات ہمارے معاملات میں در آئے گی۔ ہم جس بھی کام کے بارے میں سوچیں گے، جتنا بھی عمل کریں گے یہاں تک کہ راہ حیات کی کوئی کلی بغیر ان کی راہنمائی کے بغیر نہیں کھلے گی اور یقیناً یہی کائنات کے مالک کی مرضی ہے کہ ہم اپنے من اور تن کے تانے بانے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم کے تابع کر دیں کیونکہ حیات سرمدی کا حصول اس کے بغیر کسی صورت ممکن نہیں۔

اُن کے امتی ہونے کے ادراک و شعور کے مظاہرہ کا وقت ویسے تو زندگی کے ہر گوشے میں موجود رہتا ہے لیکن اس کے اظہار کا اصل موقع وہ ہوتا ہے جب محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا دن قریب ہو تو اُمتی و محب کا شوق دیدنی ہوتا ہے، دیکھنے والا دیکھتا ہے اور بے اختیار بول اٹھتا ہے کہ اس کے تو پاؤں ہی زمین پر نہیں لگ رہے۔ اس کا لباس، اس کی چال، لوگوں سے ملنے کا رنگ، ڈھنگ، انداز اور میل میلاپ ہر چیز میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ ہر محب رسول ﷺ یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ مجھے اپنے اُمتی ہونے کا حق ادا کرنا ہے، مجھے اس ''یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس انداز میں منانا ہے کہ

میں اپنی غلامی، محبت اور اُن کا کچھ ہونے کی ''مہر'' ان سے ضرور لگوا لوں اور پھر اس پر ناز کروں اور اپنے ہر دو جہاں کو چمکا لوں۔ ان کو راضی کر لوں، کوئی ایسی صورت ہو کہ میں ان کو راضی کر لوں۔ جب بات کسی کو راضی کرنے کی ہوتی ہے تو پھر ایک ہی بات اول بھی ہوتی ہے اور ایک ہی آخر'' وہ ہے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا'' بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ امتی تو اللہ پاک جل شانہ کے حکم کی روشنی میں حضور علیہ الصلوٰۃ کے میلاد کی خوشی میں ''محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کو راضی کرنے کے لئے میلادِ پاک منائے اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی نہ ہوں یہ بھی واضح رہے کہ یہ خیال دل میں نہ آئے کہ محلے کا چوہدری دیکھے اور مجھے محبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھے' یہ بھی نہ سوچیں کہ گھر والے آپ کو نیک سمجھیں' یہ لایعنی سوچ بھی تنگ نہ کرے کہ میں نے اس کو میلادِ پاک کے پروگرام کے لئے اتنی رقم دی ہے مگر اس نے میرا شکریہ بھی ادا نہیں کیا۔ ذہن یہ سوچ کر بھی انتشار کا شکار نہ ہو کہ مجھے محفل میں عزت نہیں دی گئی۔ جس محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ امتی ہیں ان کے ادنیٰ امتی کا درجہ یہ ہے کہ ''پوری دنیا کو اپنی ہتھیلی پر دیکھتے ہیں'' جبکہ ہم تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی ہیں ہم اگر ان کا تصور رکھ کر' ان کے غلام بن کر' مخلص ہو کر دھوم دھام سے' گج وج کے' پورے ذوق وشوق سے ادب واحترام کے ساتھ' سراپاء عجز و نیاز بن کر غلامِ محبوب بن کر' ان کا میلاد منائیں گے تو وہ کیوں نہیں دیکھیں گے۔ آئیں ان کی نظرِ التفات کے حصول کے لئے دل و جان سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوم میلاد منائیں جس کا طریقہ درج ذیل بھی ہوسکتا ہے:

1- اپنے اپنے گھروں پر چراغاں کریں دوسروں کو بھی ترغیب دیں۔
2- ماہِ صفر سے ہی ماہ ربیع الاول شریف کی خوشی میں محافل نعت و میلاد؛ نعتیہ مشاعرے اور دیگر پروگرامز کا انعقاد شروع کریں۔
3- مجالس درودِ پاک کی محافل شروع کروائیں۔
4- بچوں کو یوم میلادِ رسول ﷺ کی اہمیت سے آگاہ کریں تاکہ وہ اس دن کو ہر اعتبار سے اہم سمجھیں۔
5- بچوں اور خواتین کی سطح پر میلاد و سیرت کوئیز مقابلے کروائیں۔
6- دوست احباب کو بذریعہ فون میلاد کارڈز ایس ایم ایس اور انٹرنیٹ سے مبارک بادی کے پیغامات دیں اور دوسرے لوگوں کو بھی ترغیب دیں۔
7- اخبارات و رسائل' تعلیمی اداروں' کسی بھی سطح کی سرکاری و غیر سرکاری تنظیمات کو مبارکبادی کے کارڈز کے ساتھ خطوط لکھیں اور لکھوائیں جس میں احساس دلایا جائے کہ اِس دن کو پورے جوش و جذبہ سے منانا ایک ''مسلمان'' کے ایمان کا مسئلہ ہے لہٰذا آپ اپنا حقِ غلامی ادا کریں۔

Marfat.com

8- کیبل آپریٹرز کو محافل میلاد کی سی ڈیز فراہم کریں تاکہ یوم میلادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دھوم مچ جائے۔

9- ٹی وی چینلز کے مالکان سے ملاقات کریں اور خطوط لکھ کر ان کو اس بات کی طرف متوجہ کریں۔

10- یومِ میلاد رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رات اگر رات بھر کا پروگرام نہ رکھ سکیں تو سحری کے وقت (جو کہ اصل سرکار ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا وقت ہے) ''مجلس درود'' ضرور رکھیں اور بچوں کو لازمی شریک کریں۔ بے شک صرف گھر میں ہی کریں۔

11- یوم میلاد رسول ﷺ کے دن بھرپور خوشی کا اظہار کریں' خوشبو لگائیں۔ غسل کریں۔ ایسی خوشی جو ہمارے من سے گناہوں کی سیاہی دھو کر نور پیدا کردے اور ہمارے اعمال کی اصلاح ہو جائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆☆☆

کاروانِ نعت......ایک سال

دراصل کاروان نعت کا آغاز تو اس دن ہی ہو گیا تھا جب کوہِ فاراں کی چوٹی پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان نبوت کے بعد پہلے فرد نے آپ ﷺ کو اپنے دین اور دنیا کا مالک ومختار چن لیا تھا یا یوں کہہ لیں کہ جب اس جہان فانی میں حضور کریم ﷺ کو اللہ کریم کا سچا ''پیغام بر'' مان کر آپ سے کسی نے محبت کا اظہار کیا تھا۔ مگر ہم یہاں بات کریں گے اسی محبتِ رسول ﷺ کو عام کرنے کیلئے کوشاں ماہنامہ کاروانِ نعت کے اس سفر کی جو آج سے چودہ صدیاں پرانا تو نہیں ہے مگر اس کی ڈور کا سرا شروع وہاں سے ہی ہوتا ہے۔ گو باقاعدہ اس کا آغاز فروری 2006ء سے ہوا مگر اس کی کرنوں کی نمود اسی نور مبیں سے ہوئی جو پروردہ رب قدیر ہے۔ آئیں آج ذرا اس ایک سال کا بنظر غائیر جائزہ لیں تاکہ آئندہ کے لیے راہ عمل کا تعین آسان ہو سکے اور ہم پہلے سے زیادہ برق رفتاری سے معاشرے کو محبت رسول ﷺ کا سبق یاد کروانے کی کوشش کر سکیں۔

سب سے پہلے میں اُن لوگوں کا ذکر کروں گا ''جنھوں نے کوئی لمحہ ایسا نہیں آنے دیا جس میں میری حوصلہ افزائی نہ کی ہو۔'' میں سمجھتا ہوں اگر ماہنامہ کاروان نعت نے اپنا ایک سال مکمل کر لیا ہے تو اس میں اللہ پاک کے فضل اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عنایات کے بعد اُن دوستوں کا بڑا حصہ ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ کریم ایسے بزرگوں اور دوستوں کو تا قیامِ قیامت صحت اور سکون کی دولت سے تا لا مال فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

Marfat.com

دوسرے درجے میں بہت سارے ایسے لوگ آتے ہیں جن سے کام شروع کرتے وقت مجھے بہت سی اُمیدیں تھی اور انہوں نے وعدے بھی کیے مگر بعد ازاں بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ آج کے اس نفسا نفسی کے دور میں اللہ سبحانہ اور حضور مدنی تاجدار ﷺ کی محبت کا کام خلوص نیت سے کرنا یا ساتھ چلنا آپ کی خاص کرم نوازی کا ہی مرہون منت ہے۔ میری دعا ہے اللہ پاک حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ہر اُمتی کو دین اسلام کی سر بلندی کے لیے صبح و شام بہ دل و جان کوشاں رہنے کی توفیق دے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

عشاقانِ رسول ﷺ ! آج اس پہلے سال کے اختتام اور دوسرے سال کے شروع میں مجھے حضور نبی پاک ﷺ کے ہر اُس غلام کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے جس نے کسی چھوٹی سے چھوٹی بات کے لیے مجھے خط لکھا' مجھے فون کیے' میرے پاس تشریف لائے' کتب ارسال کیں الغرض کسی بھی طرح میری راہنمائی کی اور اس سارے عمل میں اُن کی سوچ فقط یہ تھی کہ یہ ''کاروان'' میرے حضور ﷺ کی محبت کو عام کرنے کیلئے کوشاں ہے۔ شکریہ شکریہ شکریہ۔

محترم ومعزز احبابِ گرامی!

اس ایک سال گزر جانے کے بعد مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ فروغِ محبت رسول ﷺ کے اس ''کاروانِ'' کیلئے کام کے مواقع بڑھتے جا رہے' رابطوں کے بڑھنے سے خبروں کا سلسلہ بڑھ گیا' اداب کو لوگوں کی مجبوری بنانے اور اصلاحِ اعمال کی ادائیگی کے لیے مواد کی فراہمی کی ضرورت بڑھتی جا رہی ہے۔ نعت کے لوگوں کی ہر طرح کی تربیت ناگزیر ہو چکی ہے اور دیگر اسی طرح کے امور متقاضی ہیں اس بات کے کہ موجودہ میگزین کے ہر طرح کے وسائل کو بڑھایا جائے اس کے لیے درج ذیل اقدامات کی گزارش کر رہا ہوں۔ اُمید ہے بھر پور توجہ فرمائیں گے:

1- علاقائی سطح پر نمائندگان بنائے جائیں۔

2- عوام الناس میں میگزین کو متعارف کروانے کے لیے محافل میں ''مستقل بینرز'' کا سلسلہ شروع کیا جائے۔

3- مقامی اخبارات و رسائل میں کاروانِ نعت کے تعارف شائع کروائے جائیں۔

4- ایسے افراد تیار کیے جائیں جو ہر ماہ کم از کم 10 شمارے فری تقسیم کروائیں۔

5- مقامی سطح پر اشتہارات کے لیے کوشش کی جائیں۔

6- زیادہ سے زیادہ محافل کی کوریج اور نعت کے لوگوں کی تشہیر کیلئے کوشش کریں۔

7- کسی بھی ادارہ' جماعت' تنظیم کی ''نعت'' سرگرمیوں کو اپنے میگزین مین کوریج کیلئے کوشش

Marfat.com

کریں۔

بہت سے محبت کرنے والے دوستوں کی رائے کی روشنی میں عرض کناں ہوں کہ انشاء اللہ کاروان نعت اپنے دوسرے سال میں پہلے سے کئی گناہ بہتر طریقہ سے آگے بڑھے گا۔ آپ بھی کاروانِ نعت کے قافلے کے مسافر بن کر ''محبت رسول ﷺ'' کو عام کرنے کا عزم کریں کیونکہ ہم سب کا یہ نعرہ ہے۔ ''غلام ہیں غلام ہیں'' ''رسول ﷺ کے غلام ہیں'' اور ہمیں ہر صورت اس نعرہ کو مربوط کرنے کے لیے کوشاں رہنا ہے۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ایک دوسرے کا خیال رکھیں۔ شکریہ

فروغِ نعت کیلئے چند تجاویز

☆ علاقائی سطح پر ہر عمر کے لوگوں کے لئے مقابلہ جات کا انعقاد کروایا جائے۔

☆ علاقہ جات کی سطح پر قائم ہونے والی نعتیہ تنظیمات کو منظم کیا جائے تاکہ وہ پورا سال متحرک رہیں نیز جن علاقوں میں تنظیمات عمل میں نہیں آئیں وہاں کوشش کی جائے۔

☆ علاقائی سطح پر نعتیہ اکیڈمیز کا قیام کیا جائے تاکہ نعت خواں کی فنی تربیت کے ساتھ ساتھ عملی و شعوری تربیت بھی ممکن ہو سکے۔

☆ علاقائی سطح پر موجود ''نعت خواں'' کی تربیت کیلئے قلیل مدتی و طویل مدتی کورسز کا اجراء۔

☆ نعت خواں کے لئے ایسا تربیتی نصاب بنایا جائے جس کے بغیر وہ نعت خواں نہ کہلا سکے۔

☆ نعت خواں کی تربیت کا مؤثر نظام جس سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو کو عام کرنے میں آسانی پیدا ہو سکے۔

☆ سکولز کے بچوں کو نعت کی تعلیم و تربیت دینے کا خصوصی اہتمام کیا جائے اور سکولز کی سطح پر نعتیہ مقابلہ جات کروائے جائیں۔

☆ نعتیہ مقابلوں میں اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والوں کو خصوصی انعامات سے نوازا جائے اور حوصلہ افزائی کی جائے۔

☆ مقابلہ جات میں اداب محافل اور عملی زندگی کی ضروریات کا مصطفوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شعور اُجاگر کیا جائے۔

☆ خواتین میں نعت کے فروغ کے لئے خصوصی کاوشیں کی جائیں تاکہ آنے والی نسل کی تربیت کو ممکن بنایا جا سکے۔

☆ مقامی سطح پر علماء، قراء، نقباء، نعت گو، نعت خواں اور نعتیہ تنظیمات کے نمائندوں کو محافل نعت میں خصوصی اہمیت دی جائے۔

Marfat.com

ذہنوں کی تیرگی کا مداوا اسی میں ہے
ہر دل میں شمع عشق محمد ﷺ جلائی جائے
آؤ کہ پھر بسائیں دلوں کی بستیاں
گھر گھر نبی ﷺ کے ذکر کی محفل سجائی جائے

فروغِ نعت ومحبتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مندرجہ بالا تجاویز پرعمل درآمد کے سلسلہ میں ادارہ کاروانِ نعت بساط بھر ہر طرح تعاون کرنے کو تیار ہے۔ کسی بھی قسم کی مزید تجاویز کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ ہم اُمید کرتے ہیں عشاقانِ وغلامانِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حوالے سے اپنا بھرپور کردار ادا کریں گے۔ نیز ان امور کو عملاً آگے بڑھانے کیلئے رابطہ کریں گے۔

کاروانِ نعت......نعت خوانی نمبر

آج کے دور کو جہاں نعت کا دور کہا جاتا ہے وہاں مادہ پرستی کا دور بھی کہا جاتا ہے۔ ہر چیز اپنے زوال کی حدوں کو چھو رہی ہے‘ ہر شعبہ ظاہراً ترقی کر رہا ہے مگر اصلاً ترقی سے اُس کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ ہر مغربی سوچ‘ رواج اور تہذیب کو نئی اور ماڈرن تہذیب سے یاد کیا جاتا ہے‘ جھوٹ کو مکاری اور خیانت کو ’’تیزی‘‘ کا نام دے دیا گیا ہے۔ شرافت کو بزدلی اور بدمعاشی کو شاطری کا لباس پہنا دیا گیا ہے۔ الغرض اسی طرح اور کئی ایسی ’’بیماریاں‘‘ پیدا ہوگئی ہیں جن کے نام لینے سے بھی طبیعت میں کراہت پیدا ہوتی ہے۔ آج کے اس دورِ پرفتن میں ایمان کی اساس میں کمزوری کا در آنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ یہ ایسا دور ہے جس میں شیطانی قوتوں کا جادو سرچڑھ کر بول رہا ہے۔ جہاں میڈیا پہ آنے والے ایک طرف تو ’’درس قرآن وحدیث‘‘ دے رہے ہیں اور دوسری طرف وہی اپنی وضع کے لحاظ سے ایسے محسوس ہوتے ہیں جیسے قرآن کی طرف سے عطا کردہ عمل کی کرنیں اُن کے نصیب میں نہیں۔ جہاں دوسروں کو تبلیغ کے خواں خاں خود اپنی اولادوں کے لیے عملِ خیر کیلئے ترساں ہوں‘ جہاں چوروں کے روپ میں سعد گردش کر رہے ہیں۔ جہاں پیٹ کا ایندھن کسی بھی صورت ہوس کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کو تیار نہیں‘ جہاں روشنی کی لوٹمار رہی ہو‘ جہاں عمیق اندھیروں نے گھر کرلیا ہو‘ جہاں برائی کے مواقع وافر مقدار میں موجود ہوں‘ جہاں کوئی بھی کسی کے حق کو اپنا حق سمجھتا ہو‘ جہاں اسلام اور ایمان کا نام تو باقی ہو مگر برائے نام ایسے حالات میں!

مجھے سلام پیش کرنا ہے اُن لوگوں کو جو نعتِ رسول مقبول ﷺ کے فروغ کے لیے مصروف عمل ہیں۔ ☆ مجھے سلام پیش کرنا ہے اُن لوگوں کو جو نعتیہ محافل مشاعرہ کے انعقاد کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ☆ مجھے سلام پیش کرنا ہے اُن لوگوں کو جو گھروں کے روزن کو صرف اس

Marfat.com

لیے کھلا رہنے دیتے ہیں کہ اُس سے محبت رسول ﷺ کے نغمے دلوں کو مسحور کرتے ہیں۔ ☆ مجھے سلام پیش کرنا ہے اُن لوگوں کو جو جلوس میلاد النبی ﷺ کی قیادت و سعادت اس لیے کرتے ہیں کہ آج کے دن میری سرکار ﷺ اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے تھے۔ ☆ مجھے سلام پیش کرنا ہے اُن لوگوں کو جو اس فکر میں رہتے ہیں کہ جیسے میرا بیٹا عاشقِ رسول ﷺ ہے ایسے ہی میرا پوتا بھی غلام رسول ﷺ بنے اور میری آنے والی نسلوں میں صرف اور صرف مدنی کریم ﷺ کے عشاق ہی پیدا ہوں۔ ☆ مجھے سلام پیش کرنا ہے اُن لوگوں کو جو ہر طرح کی مایوسیوں کے باوجود محافل میلاد و نعت کے فروغ کا کام جز و ایمان سمجھ کر کرتے ہیں۔ ☆ مجھے سلام پیش کرنا ہے اُن پاکیزہ سلیقہ شعار بہنوں کو جو سارا سال اپنے جیب خرچ سے پیسے بچا بچا کر اکٹھے کرتی ہیں یہاں تک کہ اپنے تن کا نیا لباس تک نہیں خریدتی کہ اُسے یہ لگن ہوتی ہے کہ جب میرے پیارے آقا جانی ﷺ (اُن پر میرے ماں باپ قربان) کا یوم میلاد آئے گا تو آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی مناؤں گی تاکہ میرے سرکار ﷺ مجھ سے راضی ہو جائیں۔ ☆ مجھے سلام پیش کرنا ہے ہر اُس ادارہ، تنظیم، انجمن اور اُس سوسائٹی کو جو یوم میلاد رسول ﷺ کے دن کے علاوہ بھی پورا سال یوم میلاد رسول ﷺ کی یاد کو تازہ رکھنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ ☆ مجھے سلام پیش کرنا ہے اُن تعلیمی اداروں کو جو ''یوم میلاد رسول ﷺ'' کیلئے خصوصی اہتمام کرتے ہیں جس سے اِس دن کی اہمیت بچوں کے ذہنوں میں راسخ ہو جائے۔ ☆ مجھے سلام پیش کرنا ہے پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانکس میڈیا کے احبابِ اقتدار و مالکان کو جو اپنے ایمان کی سلامتی اور ایک مذہبی فریضہ کی ادائیگی کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یوم میلاد کو منانے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔

جب ہم معاشرے کی بگڑتی ہوئی صورت حال اور فروغ نعت خوانی میں حائل رکاوٹوں یا اصلاح طلب امور کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ نعت خوانی کے ماحول میں داخل ہونے والے افراد بہر حال اسی بگڑے ہوئے معاشرے کے لوگ ہیں۔ اسی صورت حال کے پیش نظر ہم نے محسوس کیا کہ نعت خوانی کے ماحول پر باتیں کرنا ہر بندہ اپنا فرض سمجھتا ہے کہ فلاں محفل میں نعت خواں کا رویہ یہ تھا۔ منتظمین کا برتاؤ یہ رہا۔ نقیب محفل نے یہ غلطی کی عالم دین نے سختی سے یہ کہہ دیا وغیرہ...... یہ باتیں یونیورسٹی کے میٹنگ روم میں بھی ہیں، کالج کے لان میں بھی ہوتی ہیں، چائے کے کھوکھے پہ بھی ہوتی ہیں، پھل کی ریڑھی پر بھی ہوتی ہیں، مگر میرے خیال میں آج کے دن تک باقاعدہ اس موضوع کو بنیاد بنا کر کام کوئی نہیں کیا گیا۔ الحمد للہ کاروانِ نعت کو اللہ نے یہ توفیق عطا فرمائی۔

ہمارا اس بات پر مکمل یقین ہے کہ ایسے پاکیزہ و خالص امور میں ''کمی'' کے پیدا ہونے کی وجہ شیطانی قوتیں ہوتی ہیں اور یہ صرف اُس وقت کارگر ثابت ہوتی ہیں جب یہ انسان کو (وابستگان نعت کو)

Marfat.com

اصل سبق بھلا دیتی ہیں اور وہ اصل سبق ''حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام'' کی سچی سوچ اور بے غرض محبت ہے۔ ہم نے کاروانِ نعت کے اس خصوصی نمبر بعنوان ''نعت خوانی نمبر'' میں اسی سبق کو یاد کروانے کی کوشش کی ہے۔ یہ واضح کردوں کہ ہمارا اس کام کو کرنے کا مقصد کسی گروہ، طبقہ یا فرد پر کیچڑ اُچھالنا نہیں ہے، کسی کو برا یا بھلا کہنا نہیں ہے۔ ہم نے موجود کوتاہی کا نیک نیتی سے حل پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ آج ہم نے اس شمارے سے لوگوں کو آدابِ نعت سرکار ﷺ یاد کروا دیئے ہیں۔ ابھی بڑا کام باقی ہے........ آپ سے گزارش ہے کہ ہماری کوشش کے باوجود مختلف چیزوں کی تقرار آئے گی لیکن ہر رائٹر کا بات کرنے کا اپنا انداز ہے لہٰذا محسوس کیئے بغیر ہر شخص کے اندر ایک جج موجود ہوتا ہے اُس کے سامنے بیٹھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ مبارک کا تصور کر کے اس کو پڑھیں اور جس کو اپنے عمل میں جہاں خامی یا کمی محسوس ہو اپنی اصلاح کرتے جائیں اگر کوئی بات اچھی لگے تو دوسرے تک پہنچائیں اور اگر کسی بھی جگہ کمی محسوس کریں تو ہمیں حکم کریں یا آپ بھی لکھیں مگر یہ تحریر قرآن وسنت کی روشنی میں ہو۔ اگر کسی جگہ کوئی بات آ جائے جو آپ نے کبھی نہیں دیکھی تو بھی پریشان نہ ہوں کہ ضروری نہیں..... ایک بات یہ بھی ذہن میں رہے کہ اگر اس کے باوجود ہماری لکھی ہوئی کوئی بات، کوئی جملہ یا حرف آپ کی طبیعت پر گراں گزرے تو میں معافی کا خواستگار ہوں۔ اُمید ہے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کریں گے۔ اگر آپ اس قسم کے مزید موضوعات پر قلم اٹھانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو ہمارے شمارے کے صفحات حاضر ہیں۔

کاروانِ نعت کے خصوصی نمبر کو دوسرے لوگوں تک پہنچانے کے لیے خصوصاً کوشش کریں۔ محافل نعت میں فری تقسیم کروائیں تاکہ محافل نعت کا ماحول ''نور کے موتیوں کی لڑی'' بن جائے اور ہمارے سرکار ﷺ ہم سے راضی ہو جائیں اور رہیں۔ آخر پہ یہ کہتے ہوئے اجازت چاہوں گا کہ ایک غلام کے لیے سب سے بڑا انعام اُس کے آقا کی محبت ہوتی ہے اور یہ تعلق سے ہی بنتی اور بڑھتی ہے اور پہلے بھی اور آج بھی صرف اور صرف درود و سلام سے ہی یہ تعلق زندہ رہ سکتا ہے۔ آئیں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور درود پاک والسلام کا نذرانہ پیش کریں۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول صلی اللہ علیک وسلم

معزز قارئین! آپ سے درخواست ہے کہ کاروانِ نعت کے خصوصی نمبر کو پڑھیں اور کسی بھی جگہ کوئی کمی یا بہتری کی گنجائش محسوس کریں تو ہمیں ضرور لکھیں ہمیں خوشی ہوگی۔ مزید آپ سے درخواست ہے کہ ہمیشہ اس ناچیز کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور دوا کا فیض بھی دیتے رہیں تاکہ کسی بھی جگہ کوئی کام نہ رُکے نہ ٹھنڈا پڑے۔ اللہ کریم ہماری آنے والی نسلوں کو محبت رسول ﷺ سے حصہ وافر عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقط والسلام

محمد ابرار حنیف مغل

Marfat.com

اللہ سبحانہ وتعالیٰ

مرتب: حسین مرتضیٰ

لفظ اللہ ذات باری تعالیٰ پر دلالت کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اسے اسم ذات کہتے ہیں اور اس کے علاوہ باقی سب ناموں کو اسمائے صفاتی کہتے ہیں۔ یہ لفظ باری تعالیٰ کی ان تمام صفات حسن وکمال کو حاوی ہے جن سے وہ متصف ہے۔ کسی بھی ذات کا صحیح ادراک اس کی صفات کو جاننے ہی سے ممکن ہوتا ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کی تمام صفات و کمالات کو جانا جائے۔ محض چند صفات کے حوالے سے کسی شخصیت کی جزوا اور نامکمل معرفت تو حاصل ہوسکتی ہے مگر اُس کا جامع تعارف ممکن نہیں۔

'اسم ذات' شخصیت کی من حیث الکل نشاندہی کرتا ہے۔ اس کی دلالت محض شخصیت کے کسی خاص گوشے یا پہلو سے نہیں ہوتی۔ جب کہ اسمائے صفات میں سے ہر اسم' ذات کی کسی نہ کسی ایک صفت کو ہی اجاگر کرسکتا ہے۔ مثلاً 'قدیر' اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت پر دلالت کرتا ہے۔ علیم اس کی صفت علم پر' حی اس کی صفت حیات پر' کلیم اس کی صفت کلام پر' سمیع و بصیر اس کی صفتِ سمع و بصر پر' خالق اس کی صفت خلق پر' رب اس کی صفت ربوبیت پر اور رحمان ورحیم اس کی صفت رحمت پر۔ الغرض یہ سب اسماء ذات باری تعالیٰ کی مختلف صفات کی نشاندہی کررہے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی اسم ایسا نہیں جو جمیع صفات الوہیت کا احاطہ کرسکے اور اس کو سنتے ہی اس حسن مطلق کا ایسا تصور ذہن میں آسکے' جو من کل الوجوہ مکمل ہو۔

اللہ ہی ایک ایسا نام ہے جس کی دلالت کلی طور پر واجب الوجود پر ہے جو جامع صفات وکمالات ہے۔ یہ ذات حق کی کسی ایک یا چند صفات کی نہیں بلکہ بیک وقت ذات اور اس کی تمام صفات کی نشاندہی کرتا ہے۔ کیونکہ صفات ایک اعتبار سے گویا ذات کا حصہ ہوتی ہیں۔ جب کہ ذات اپنی کسی بھی صفت کا حصہ نہیں ہوتی۔ ذات کے دامن میں اس کی تمام صفات از خود موجود ہوتی ہیں۔ اس لیے اسم ذات ہی جملہ صفات وکمالات کو پورے طور پر محیط ہوتا ہے۔

شانِ رب کریم قرآن کے آئینہ میں:

☆ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ○

القرآن الحشر ۵۹:۲۲

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں' ہر نہاں وعیاں کا جاننے والا' وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا○''

Marfat.com

☆ هُوَ اللّٰهُ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ ط سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ o القرآن الحشر ۵۹:۲۳

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں' بادشاہ' نہایت پاک' سلامتی دینے والا' امان بخشنے والا' حفاظت فرمانے والا' عزت والا' عظمت والا' تکبر والا' اللہ پاک ہے ان کے شرک سے o''

☆ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ط یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ o القرآن ۵۹:۲۴

''وہی اللہ ہے بنانے والا' پیدا کرنے والا' ہر ایک کو صورت دینے والا' سب اچھے نام اسی کے ہیں۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور عزت وحکمت والا ہے o''

☆ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ o القرآن الرعد ۱۳-۱۶

''فرمائیے! کون رب ہے آسمانوں اور زمین کا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہی فرما دیجیے! اللہ ہے o''

☆ قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط قُلِ اللّٰهُ o القرآن النباء ۳۴-۲۴

''(ان کافروں کے سامنے) فرمائیے کہ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ آپ (خود ہی) فرما دیجیے! اللہ ہے o''

ایک مقام پر کفار کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

☆ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ o القرآن العنکبوت ۲۹-۶۱

''اور اگر آپ ان سے پوچھیں کس نے بنائے آسمان اور زمین اور (کس نے) کام میں لگائے سورج اور چاند تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے o''

☆ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا ط لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ o القرآن العنکبوت ۲۹-۶۳

''اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے پوچھیں کس نے اتارا آسمان سے پانی؟ پھر اس کے سبب سے زمین کو مردہ ہو چکنے کے بعد زندہ کر دیا تو ضرور کہیں گے اللہ نے o''

☆ اَللّٰهُ یَبْدَؤُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ o القرآن الروم ۳۰-۱۱

''اللہ ہے جو پہلے بناتا ہے' پھر دوبارہ بنائے گا۔ پھر تم اسی کی طرف پھیر دیئے جاؤ گے o''

Marfat.com

☆ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ ثُمَّ رَزَقَکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ○ ۳۰-۴۰

''اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا' پھر تمہیں روزی دی' پھر تمہیں مارے گا' پھر تمہیں زندہ کرے گا○''

☆ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ○ السجدہ ۳۲-۴

''اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے' چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استوار فرمایا○''

علیٰ ہذا القیاس نہ صرف ہر جگہ باری تعالیٰ نے اپنی ذات کا تعارف لفظ اللہ کے حوالے سے ہی کرایا ہے۔ بلکہ ہمیشہ اپنی صفات و کمالات کا ذکر بھی اسی نام سے شروع کیا ہے۔ چنانچہ قرآن کا یہ اندازِ بیان نہ صرف اس کے اسم ذات ہونے پر بلکہ اس کی اہمیت' جامعیت اور ہمہ گیریت پر بھی دلالت کرتا ہے۔

یہ اسم ذات (اللہ) قرآن حکیم میں کم و بیش ستائیس سو ایک (2701) مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ اتنی کثرت سے کوئی دوسرا لفظ قرآن میں استعمال نہیں ہوا۔

☆☆☆☆☆☆

اللہ کا ذکر

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْ وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُہُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ ط
اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ○

(سورۃ الرعد۔ ۲۸ پارہ۔ ۱۳)

ترجمہ : جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں' جان لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

(ترجمہ: عرفان القرآن)

Marfat.com

قرآن

عظمت اعظمی

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطاء جدتِ کردار

قرآن ہی بس درد کا درماں ہے جہاں میں
مسلم کی یہی جاں یہی ایماں ہے جہاں میں

انوارِ جہاں کیلئے قرآں ہے جہاں میں
سچ ہے یہی اِک شمع فروزاں ہے جہاں میں

مسلم کیلئے نعمت یزداں ہے جہاں میں
سچ پوچھئے تو چشمۂ عرفاں ہے جہاں میں

عقبیٰ کیلئے عیش کا ساماں ہے جہاں میں
مسلم کیلئے دولت ایماں ہے جہاں میں

افسوس کہ قرآں سے مسلمان ہوئے غافل
سمجھے نہیں یہ نعمت یزداں ہے جہاں میں

تہذیب کہن ہم نے جب اسلاف کی چھوڑی
اس کو بھی کیا ترک جو قرآں ہے جہاں میں

قرآن ہی سے دور ہوئی ظلمت عالم!
دراصل یہی مہر درخشاں ہے جہاں میں

جس فیض کے چشمہ سے گریزاں ہیں مسلماں
وہ فیض کا چشمہ یہی قرآں ہے جہاں میں

کیوں غیروں کی تہذیب کو پھر سیکھیں مسلماں
جب چشمہ تہذیب یہ قرآں ہے جہاں میں

افسوس کہ اب چشم بصیرت نہیں ملتی،
ورنہ یہی رہبر مرا قرآں ہے جہاں میں

قرآن صداقت کیلئے یوں ہے جہاں میں
جس طرح کہ یہ نیر تاباں ہے جہاں میں

قرآن یہی کہتا ہے کہ سب جھگڑے مٹا دو
ہاں سب کا خدا بس وہی رحمٰن ہے جہاں میں

زنہار فنا کر نہیں سکتی اسے دنیا!
اللہ ہی قرآن کا نگراں ہے جہاں میں

یا رب تو مسلماں کو یہ توفیق عطا کر!
سمجھیں وہ کہ رہبر یہی قرآں ہے جہاں میں

کچھ غم نہیں کچھ فکر نہیں مجھ کو اے عظمت!
جب تک مرے ہمراہ یہ قرآں ہے جہاں میں

دعوتِ عمل

آئیں! قرآن پاک کو مشعل راہ بنا کر اپنے لیے عمل کا راستہ متعین کریں تا کہ احکامات اللہ جل شانہ اور فرمودات مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور نصیب ہو۔

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

خودی کا سرِ نہاں لا الہ الا اللہ — خودی ہے تیغ فساں لا الہ الا اللہ
یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے — صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ
اگرچہ بت ہیں جماعتوں کی آستینوں میں — مجھے ہے حکمِ اذاں لا الہ الا اللہ
یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند — بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ
کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا — فریبِ سود و زیاں لا الہ الا اللہ

علامہ محمد اقبالؒ

حمد باری تعالیٰ

وردِ زباں جو اسمِ رسول و خدا ہوا — کثرت سے اعتماد سے صبح و مسا ہوا
سنیئے جہانِ حمد میں پھر غلغلہ ہوا — مصروفِ حمد ہاشمی سا بے نوا ہوا
صدقے میں آں حضور کے کار ہنر ملا — مضمون تازہ حمد کا ہر دم عطا ہوا
یا رب تری رضا و عنایت کہوں گا میں — ملتا ہے حمد میں جو ہنر بولتا ہوا
دھوئے گئے ہیں عمر گزشتہ کے سب گناہ — اس کے کرم سے ہاشمی بھی پارسا ہوا

سید انور جاوید ہاشمی (کراچی)

حمد باری تعالیٰ

یہ آرزو ہے میری کہ جب تک یہ جاں رہے! — حمد خدائے پاک ہی وردِ زباں رہے!!
جائے گا تو جہاں بھی اُسی کی ہے سلطنت! — مخلوق کا حصار سدا آسماں رہے!!
فرعون دیکھ مر گیا' نمرود مٹ گیا!! — جھوٹے خدا تھے جتنے یہاں' بے نشاں رہے
حافظ ہے تو حفیظ ہے تو کارساز ہے! — تیری عنایتوں سے ہی امن و اماں رہے!
فرعون کے محل میں کی موسیٰ کی پرورش! — گر حکم ہو ترا تو عدو پاسباں رہے!
گردش میں ہے زمین ترے حکم سے خدا!! — ہر پل جہاں میں گونجتی صوتِ اذاں رہے!
دونوں جہاں میں لطف کے طالب ہیں اے کریم — رحمت کا تیری ہم پہ سدا سائباں رہے!
باغ جہاں میں پھول یہ کرتا ہے التجا! — قسمت میں اس کی خُلد کا ہی گلستاں رہے!

تنویر پھول (کراچی)

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

خدائے عز و جل سے بندگی منسوب کرتے ہیں
نبی ﷺ محترم سے زندگی منسوب کرتے ہیں

نگاہِ دل جو رکھتے ہوں زمانے کی مسافت میں
وہ تجھ سے ہی شعور و آگہی منسوب کرتے ہیں

زمانے کے اندھیروں میں جو سامانِ سحر پیدا
ترے ہی فکر سے وہ روشنی منسوب کرتے ہیں

ملی نخلِ جہاں کو دستِ قدرت سے جو شادابی
ترے ہی نام سے وہ تازگی منسوب کرتے ہیں

نہیں لاتے کسی مسند کو خاطر میں مگر ساجد
درِ بطحا سے اپنی زندگی منسوب کرتے ہیں

حنیف ساجد (سرگودھا)

حمد باری تعالیٰ

خالق و مالک تو ہی ہے دوسرا کوئی نہیں
اے مرے رب جز ترے رب العلا کوئی نہیں

تو ہی رحمان و رحیم و قادر و قیوم ہے
کون کہتا ہے کہ میرا آسرا کوئی نہیں

ذرے ذرے سے نمایاں ہے تری قدرت، قدیر!
تو ہی تو ہے ہر طرف تیرے سوا کوئی نہیں

جیسا تو یکتا ہے ویسا ہی ترا محبوب ہے
اس کا منکر بولہب کے ماسوا کوئی نہیں

کبریائی تجھ کو زیبا ہے ترا ہی وصف ہے
ماسوا تیرے الٰہی کبریا کوئی نہیں

تیرے پیاروں کے وسیلے سے ہر اک مشکل ٹلی
پھر بھلا کیسے کہوں حاجت روا کوئی نہیں

پھر سے بابِ ملتزم کی حاضری خاکی ملے
دل میں اب اس کے علاوہ مدعا کوئی نہیں

عزیز الدین خاکی (کراچی)

حمد باری تعالیٰ

تو سب سے بڑا مولا تو سب کا خدا مولا
سب تیرے سوالی ہیں در تیرا بڑا مولا

تو ہی ہے ہمیشہ سے اور تو ہی ہمیشہ ہے
مخلوق ہے سب فانی اک تو ہی سدا مولا

بھرپور خزانے ہیں تیری ہی شہنشاہی!
سب تیرے ہی تابع ہیں یہ ارض و سماء مولا

تیرے ہی سہارے سے زندہ ہوں سلامت ہوں
تیری ہی پنہ میں ہوں دیکھوں نہ بلا مولا!

ہر ایک نفس میرا تیرے ہی کرم سے ہے
ہر لمحہ تری رحمت ہے میری بقاء مولا

بس اب تو تمنا ہے لگ جائے ترے رستے
یہ عمر کا جو حصہ میرا ہے بچا مولا

کرتا ہے یہ ہمدانی ہر آن جو تجھ سے ہی
محبوب ﷺ کے صدقے میں سن میری دعا مولا

انجینئر اشفاق حسین ہمدانی (فیصل آباد)

Marfat.com

صوفی محمد برکت علی لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہ کی محبت بھری دعوتی تحریر

لوگو!

☆ اللہ کی طرف رجوع کرو۔

☆ یہاں سدا نہیں رہنا اور نہ ہی دوبارہ لوٹ کر آنا ہے۔

☆ اپنے اللہ سے ڈرو۔ جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے کرو' جن کاموں سے منع کیا گیا ہے باز رہو۔

☆ یہ دنیا اور اس کی ہر شے ناپائیدار' فانی اور چند روز کی مہمان ہے۔

☆ ہم لوگ دنیا میں آخرت کمانے آئے ہیں جو یہاں بوؤ گے وہی وہاں کاٹو گے۔

☆ اللہ نے نماز کی بڑی ہی تاکید فرمائی ہے۔ اذان سنتے ہی گھروں سے نکل پڑا کرو۔ دنیا کا کوئی شغل آپ کو نماز سے نہ روکے۔

☆ دنیا کا مال دنیا ہی میں چھوڑ جانا ہے' کوئی بھی چیز ساتھ نہیں جانی۔

☆ نماز قائم کرو' نیکی کرو اور نیکی کا حکم دو۔ بُرائی سے رُکو اور رُکنے کا حکم دو۔ اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لئے اپنے گھروں سے نکلو۔ ضرور نکلو' اگر چہ بہت ہی قلیل مدت کے لئے نکلو۔

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''جس نے میری اُمت کے بگڑنے کے وقت میری سنت کو اپنا رہنما بنایا اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔'' (وہ وقت آج پوری طرح چھایا ہوا ہے)۔

☆ اعمال میں میانہ روی اختیار کرو۔ بہترین عمل وہ ہے' جو روز ہو' اگر چہ تھوڑا ہو۔

☆ اپنے اعمال کو باطل مت کیا کرو۔ کسی عمل کو ایک بار اختیار کر کے ترک کر دینا عمل کو باطل کرنا ہے۔ نفلی عبادت مستحب ہے' نہ فرض ہے اور نہ واجب مگر جب کوئی نفل عبادت ایک بار اختیار کر لی جاتی ہے۔ واجب الادا ہو جاتی ہے۔ پھر اسے کبھی ترک نہ کرو۔ اللہ سے استقامت طلب کیا کرو۔

111243

Marfat.com

☆ اللہ کی مخلوق کو اللہ کا کنبہ سمجھ کر اس کی خدمت میں مصروف ہو جاؤ۔

☆ کسی سے کوئی بُرائی نہ کرو ☆ کسی کی توہین نہ کرو ☆ ہتک نہ کرو ☆ آبروریزی نہ کرو ☆ عیب جوئی نہ کرو ☆ کسی کو حقیر نہ جانو ☆ گالی نہ دو' دھوکا نہ دو ☆ لعن طعن نہ کرو ☆ بددعا نہ کرو ☆ کسی کی غیبت نہ کرو ☆ چغلی نہ کرو جہاں ضروری ہو اُس وقت سامنے کہہ دو ☆ کسی کے خلاف دل میں کینہ نہ رکھو ☆ کسی کو عار نہ دلاؤ ☆ طعنہ نہ دو ☆ کسی کا کوئی پردہ فاش نہ کرو ☆ جہاں تک ہو سکے اپنی طرف سے کسی کا دل نہ دکھاؤ ☆ نہ ہی کسی کو رُلاؤ ☆ ٹوٹے ہوئے دلوں کی ڈھارس بندھاؤ ☆ کسی سے بحث نہ کرو ☆ قرآن وسنت کے مطابق جو بات آتی ہو بتا دو ☆ اصرار و تکرار نہ کرو ☆ دین کا کام کرنے والی کسی جماعت یا درسگاہ یا شخصیت کے خلاف بھول کر بھی ہتک آمیز کلمات نہ کہو ☆ ہر کسی سے نیکی کرو ☆ ہر کسی کو نیکی کی تلقین کرو ☆ اگر کوئی سوال کرے جہاں تک ممکن ہو پورا کرو ☆ مسلمان کی حاجت روائی کا بڑا ہی درجہ ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو ''شخص میری امت میں سے کسی شخص کی حاجت کو پورا کرے اور اس سے اس کا منشا اس کو خوش کرنا ہو تو اس نے مجھ کو خوش کیا اور جس نے مجھ کو خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا' اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔'' (انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ/ بیہقی رحمتہ اللہ علیہ)

☆

''ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا کے پاس جب کوئی سائل آتا اور دعائیں دیتا جیسا کہ سائلین کا طریق ہے تو ام المومنین بھی اس فقیر کو دعائیں دیتیں اور بعد میں کچھ خیرات دیتیں۔'' کسی نے کہا: ''اے اُمّ المؤمنین! آپ سائل کو صدقہ بھی دیتی ہو اور جس طرح وہ آپ کو دُعا دیتا ہے آپ بھی دعا دیتی ہو۔'' فرمایا کہ اگر میں اس کو دعا نہ دوں اور فقط صدقہ دوں تو اس کا احسان مجھ پر زیادہ رہے گا' اس لیے کہ دعا صدقہ سے کہیں بہتر ہے۔ اس لیے دُعا کی مکافات دُعا سے کر دیتی ہوں تا کہ میرا صدقہ خالص رہے۔

Marfat.com

حمد و نعت

جس سے میرے نین لڑے ہیں اونگھے ہے نہ سووے ہے
ہر پل ہے وہ ناچے جھومے ڈال ڈال وہ کوئل گھومے
مست الست سے سرشاروں کی اپنی ہی اک دنیا ہے
اوگن ہاری میں دکھیاری، پاپ گھڑیا حد سے بھاری
جیون کیا ہے، جیون ساتھی، ساتھی وہ جو توڑ کا ساتھی
کہے شکیب یہ بات پرانی، ہر شے فانی، آنی جانی

جس کو ہووے نندیا پیاری، وہ کب پیاری ہووے ہے
جس کے من میں ہے سانوریا، اُس تن چین نہ ہووے ہے
جس کو اپنا ہوش ہے باقی وہ ھا جن کو کھووے ہے
مجھ پاپن کا کون ہے ساجن، پاپ جو میرے دھووے ہے
پاوے ہے جو ساتھ نبی ﷺ کا وہ نہ چھپ چھپ روۓ ہے
اللہ باقی، نام نبی ﷺ کا، پریم کا کھیت جو بووے ہے

شکیب وجدانی

نعت شریف

تنم فرسودہ جاں پارہ زہجراں یا رسول اللہ
چوں سوئے من گزر آری من مسکیں زِناداری
زکردہ خیش حیرانم سیاہ شد روزِ عصیانم
زِجام حبّ تو مستم بہ زنجیر تو دل بستم
بصدیقت خریدارم عمر را دوست می دارم
چوں بازوئے شفاعت را کشائی بر گنہگاراں

دلم پژمردہ آوارہ زعصیاں یا رسول اللہ
فدائے نقشِ نعلینت کنم جاں یا رسول اللہ
پشیمانم پشیمانم پشیماں یا رسول اللہ
نمی گویم کہ من ہستم سخنداں یا رسول اللہ
فدا سازم دل و جاں را بعثماں یا رسول اللہ
مکن محروم جامیؔ را درا آں یا رسول اللہ

مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ

نعت شریف

اج سک متراں دی ودھیری اے
لُوں لُوں وچ شوق چنگیری اے
مکھ چند بدر شعشانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
اس صورت نوں میں جان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
ایہا صورت شالا پیش نظر

کیوں دلڑی اداس گھنیری اے
اج نیناں نے لایا کیوں چھڑیاں
متھے چمکے لاٹ نورانی اے
مخمور اکھیں ہن مد بھریاں
جاناں کہ جانِ جہان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں
رہے وقتِ نزع تے روزِ حشر

Marfat.com

وچ قبر تے پُل تھیں جد ہوسی گزر — سب کھوٹیاں تھیسن تد کھریاں
لاہو مُکھ تھیں مخطط بُرد یمن — من بھانوری جھلک دکھاؤ سجن
اوہا مٹھیاں گالیاں الاؤ مٹھن — جو حمرا وادی سن کریاں
اینہاں سکدیاں تے کُر لاندیاں تے — لکھ واری صدقے جاندیاں تے
اینہاں بردیاں مفت وکاندیاں — شالا وت وی آون اوہ گھڑیاں
سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا اَجْمَلَکَ — مَا اَحْسَنَکَ مَا اَکْمَلَکَ
کِتھے مہر علی کِتھے تیری ثناء — گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

حضرت پیر مہر علی شاہؒ

یہ کون آیا کہ تاریخِ بشر پھولوں سے مہکی ہے

یہ کون آیا کہ ہر شاخِ برہنہ مسکرا اُٹھی
یہ کون آیا کہ کشتِ دیدہ و دل لہلہا اُٹھی

یہ کون آیا کہ تشنہ آرزوؤں پر بہار آئی — یہ کون آیا کہ گلشن میں ہوائے مشکبار آئی
یہ کون آیا کہ انساں کا مقدر جاگ اُٹھا ہے — یہ کون آیا کہ عرش و فرش تک اِک نور پھیلا ہے
یہ کون آیا کہ سجدے سے مچلتے ہیں جبینوں میں — یہ کون آیا کہ ٹھنڈک پڑ گئی پیاسی زمینوں میں
یہ کون آیا کہ پرچم کھل گئے توحیدِ باری کے — حضورِ خالقِ یکتا ہماری آہ و زاری کے
یہ کون آیا کہ دیوارِ حرم سروِ چراغاں ہے — یہ کون آیا کہ شاخِ آرزو خوش بو بداماں ہے
یہ کون آیا کہ تاریخِ بشر پھولوں سے مہکی ہے — تمدن کی جبیں پر چاندنی چپکے سے اُتری ہے
یہ کون آیا کہ آدم کا شرف ہی معتبر ٹھہرا — یہ کون آیا کہ ہر اک لفظ ہے حکمِ خدا جس کا
یہ کون آیا کہ ظلماتِ شب ماتم مٹی یک سر — یہ کون آیا کہ تا حدِ نظر پھیلے خنک منظر
یہ کون آیا کہ تپتے ریگ زاروں پر گری شبنم — یہ کون آیا کہ نظمِ جبر و باطل بھی ہوا برہم
یہ کون آیا کہ محرابِ یقیں میں جشن برپا ہے — یہ کون آیا کہ ابرِ نور و نکہت کھل کے برسا ہے
یہ کون آیا کہ حرفِ آگہی کو مل گئے معنی — یہ کون آیا کہ جس کی منتظر ساری خدائی تھی
یہ کون آیا کہ چھائی ہے فضا میں سرمدی راحت — یہ کون آیا کہ حوا کو ملی ہے چادرِ رحمت
یہ کون آیا کہ اتری ہے دھنک کالی زمینوں پر — یہ کون آیا کہ محرابِ یقیں چمکی جبینوں پر

Marfat.com

یہ کون آیا کہ جو توقیر انساں کی ضمانت ہے
یہ کون آیا کہ اب تک ہم نوا ابرِ شفاعت ہے

یہ کون آیا کہ ہر تارِ نفس بھی گنگناتا ہے
یہ کون آیا کہ پلکوں پر چراغاں ہوتا جاتا ہے

یہ کون آیا کہ ہے ارض و سما پر وجد سا طاری
یہ کون آیا کہ چشمہ فیض کا ہے آج بھی جاری

یہ کون آیا کہ جو شاداب لمحوں کا امیں ٹھہرا
یہ کون آیا ہے خورشیدِ محبت نقش پا جس کا

یہ کون آیا کہ جو سردار ہے بزمِ رسالت کا
جو مرکز ہے محبت کا، جو پیکر ہے سخاوت کا

یہ کون آیا کہ بعد حشر بھی جس کی حکومت ہے
ازل سے تا ابد جس کی امامت ہے، عدالت ہے

یہ کون آیا کہ رحمت کی گھٹائیں جھوم کر آئیں
یہ کون آیا کہ امیدیں بھی انسانوں کی بر آئیں

یہ کون آیا کہ قندیلوں میں کرنیں جھلملاتی ہیں
یہ کون آیا کہ گلشن میں فضائیں گنگناتی ہیں

یہ کون آیا کہ نخلستاں سجے ہیں ریگ زاروں میں
یہ کون آیا کہ کرنیں بٹ رہی ہیں ماہ پاروں میں

یہ کون آیا کہ جو مقصودِ تخلیق دو عالم ہے
یہ کون آیا کہ جو انسان کے زخموں کا مرہم ہے

یہ کون آیا کہ سبزہ بچھ گیا ہے ریگ زاروں میں
اتر آئے ہیں اب شاداب لمحے مرغزاروں میں

یہ کون آیا کہ جو ننگے سروں پر ایک سایہ ہے
یہ کون آیا کہ جو کون و مکاں کے سر کی چھایا ہے

یہ کون آیا کہ ہر سو رنگ بکھرے ہیں فضاؤں میں
یہ کون آیا کہ خوش بو ناچ اٹھی ہے ہواؤں میں

یہ کون آیا کہ ارضِ جاں پہ رحمت کے سحاب آئے
یہ کون آیا کہ دامانِ سحر میں آفتاب آئے

یہ کون آیا کہ ہونٹوں پر درودوں کی سحر جاگی
جوارِ دیدہ و دل میں انہی کی رہ گزر جاگی

یہ کون آیا کہ فصلِ لالہ و گل لہلہا اُٹھی
یہ کون آیا کہ میری شامِ غم بھی گنگنا اُٹھی

یہ کون آیا کہ جس کے نور سے ہے ارضِ جاں روشن
یہ کون آیا کہ ہے جن و بشر کی داستاں روشن

یہ کون آیا کہ کنگرے گر گئے ایوانِ باطل کے
ملے آثار دشتِ بے اماں میں ہم کو منزل کے

یہ کون آیا کہ ہے فقر و غنا زادِ سفر جس کا
رہے گا ہر اُفق پر تا ابد رنگِ سحر جس کا

یہ کون آیا کہ دستارِ سخن میں چاندنی اتری
یہ کون آیا کہ غارِ روز و شب میں روشنی اُتری

یہ کون آیا کہ پھرتی ہے دھنک مکے کی گلیوں میں
یہ کون آیا کہ خوش بو جھومتی ہے بند کلیوں میں

یہ کون آیا قلم کی خستہ حالی پر کرم ہوگا
کتابِ زندگی کا بابِ روشن اب رقم ہوگا

یہ کون آیا کہ جس کو حاصل کون و مکاں کہیے
یہ کون آیا کہ جس کو ہر صدی کا حکمراں کہیے

ریاضؔ اس پیکرِ انوارِ رحمت کی ثنا لکھیے
اس کی ذاتِ اقدس کو محمد مصطفیٰ ﷺ لکھیے

ریاض حسین چودھری

Marfat.com

نعت شریف

نجم و خورشید و قمر اور یہ جگنو نکلے
آپ آئے تو سبھی نور کے پہلو نکلے

اُن کی ہر بات ہے لاریب کلامِ ربی
کیسے ممکن ہے کوئی فرق سرِ مو نکلے

بالیقیں ہے وہی بخشش کا ضمانت نامہ
یادِ سرکار ﷺ میں آنکھوں سے جو آنسو نکلے

لفظ انصاف سے کب لوگ تھے واقف پہلے
آپ کے عہد مبارک میں ترازو نکلے

اُس کے خیراتی ہیں سب عنبر و ریحان و گلاب
عرق جسم محمد سے جو خوشبو نکلے

چاند جس رات نہیں نکلا تو اُس رات جمیلؔ
روشنی بانٹنے سرکار کے گیسو نکلے

صادق جمیلؔ

نعت شریف

آ گیا ہے آمنہ دی اکھ دا تارا آ گیا
آ گیا سوہنے خدا دا سبھ توں پیارا آ گیا

ہر طرف ہن نور تے رحمت دی اک برسات ہے
سوہنے عبداللہ دے چن دی سبھ توں مٹھی ذات ہے

تھی گئی ہے اَج خلیل اللہ دی عرضی قبول
جیندی ڈس ڈتی رسولاں آ گیا ہے او رسول

خورشید ناظر

نعت شریف

بڑی محبت بڑے ادب سے حبیب داور کا نام لکھنا
یہ نام لکھنا تو ہے یہ لازم درود لکھنا سلام لکھنا

حضور کا جو عمل ہے اُس کو رضائے ربِ انام لکھنا
حضور نے جو بھی کچھ کہا ہے اُسے خدا کا کلام لکھنا

جہاں بھی اللہ لکھا ہوا ہے وہیں محمد لکھا ہوا ہے
یہ عقل انساں سے ماورا ہے حبیب رب کا مقام لکھنا

جو اُنکے در پہ امام جائے ہے مقتدی میں شمار اُس کا
جو اُنکے حلقے کا مقتدی ہے اُسے جہاں کا امام لکھنا

وہیں سے تو دین حق ملا ہے وہیں سے علم و عمل ملا ہے
لکھو جو شہر نبی تو اُس کو ضرور دارالسلام لکھنا

کسی بھی منصب کسی لقب سے کبھی نہ لکھنا مجھے خدارا
اگر کبھی لکھنا چاہو مجھ کو تو مصطفیٰ کا غلام لکھنا

پیام ہے یہ سخن وروں کو یہ بات ہر وقت یاد رکھنا
نبی کی نعتیں ضرور لکھنا مگر بصد احترام لکھنا

شفیع محشر قسیم کوثر کے در پہ جانا ہو جب بھی کوثرؔ
وہاں پیو جتنا آبِ زم زم اُسے بھی کوثر کے جام لکھنا

کوثر بریلوی

Marfat.com

سراپائے اقدس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہے فزوں تر عقل سے جب حسن والا آپ کا
میں بھلا لکھوں گا پھر کیسے سراپا آپ ﷺ کا

نعت کہنے کا ارادہ جب کیا تو میرے پاس
قاصدِ رحمت سلام لطف لایا آپ ﷺ کا

پھر ہوا ضوبار میرے مطلع وجدان پر
پیکر انوار یا نوری صحیفہ آپ کا

یک بیک کھلنے لگے اسرار حسن مصطفےٰ
ڈھل گیا اشعار میں پُر نُور حُلیہ آپ کا

خامۂ بے جان کو تحریر کی لذت ملی
ہوگیا پیش نظر ذکر رَفَعْنَا آپ کا

کوئے طیبہ سے نسیم جاں فزا آنے لگی
نام نامی میرے ہونٹوں پر جو آیا آپ کا

ایک ہی پل میں نئی لذت دل و جاں کو ملی
اسم اعظم جب کبھی دل نے پکارا آپ کا

گیسوئے عنبر فشاں سے آپ کے قدمین تلک
عضو ہے ہر ایک حسیں اور مہکا مہکا آپ کا

گل بدن گل پیرہن غنچہ دہن شیریں سخن
دل مہک اُٹھتے ہیں جب پڑھتے ہیں کلمہ آپکا

جب خدا ہو مدح خوانِ مصطفےٰ قرآن میں
کیوں نہ ہو پھر حشر تک دُنیا میں چرچا آپکا

مرتبہ دانِ نبی لاتے ہیں بھر بھر جھولیاں
اس طرح دریائے لطف وجود اُمڈا آپ کا

بہر تزئین دو عالم خالق تقدیر نے
نور کے سانچے میں ڈھالا ناک نقشہ آپکا

خامۂ عاجز سے ہو کیا آپ کی مدحت رقم
آپ ہیں اللہ کے اللہ تعالیٰ آپ کا

احمد و محمود و حامد یا محمد مصطفےٰ
چشم عالم نے کہیں ثانی نہ دیکھا آپ کا

آپ کے تذکارِ عالی سے جہاں آباد ہے
فرش سے تا عرش ہے ہر آن چرچا آپ کا

کون سی بستی ہے جس جا آپ کا چرچا نہیں
ضوفگن کس جا نہیں نور تجلی آپ کا

اہل بینش کو ملی علم و عمل کی روشنی
آئینے میں دہر کے جب نور جھلکا آپ کا

مٹ گئے اشرارِ باطل کفر کا منہ فق ہوا
نورِ ایمانی جو چاروں سمت چھایا آپ کا

آپ کے چہرے سے پائی چاند سورج نے ضیاء
ہے اسی خاطر لقب یٰسین و طٰہٰ آپ کا

آتشِ دوزخ ہوئی اس شخص پر بالکل حرام
جاگتی آنکھوں سے دیکھا جس نے چہرہ آپکا

یوسف کنعان پر ہوتی نہ ہرگز شیفتہ
دیکھتی اک بار چہرہ گر زلیخا آپ کا

کفر کی تاریکیاں مٹنے لگیں مٹتی گئیں
مطلع فطرت پہ چمکا نور والا آپ کا

آپ کے رخسار سے لی ہے شفق آفاق نے
تابشِ انوارِ ربانی ہے جلوہ آپ کا

طلعتیں رُخسار انور کی ہیں تفسیر جمال
سورۂ یٰسین ہے سرکار سہرا آپ کا

Marfat.com

زرفشاں عارض پہ جیسے نور کی پھوہار سی
آب زر سے کم نہیں ہرگز پسینہ آپ کا

آپ کی لوحِ جبیں ہے لوحِ محفوظ ازل
ٹل نہیں سکتا کسی صورت بھی کہنا آپ کا

آپ کی پیشانیٔ انور جمالِ زندگی
ہے زمین و آسماں پر بول بالا آپ کا

بینیٔ پُر نور سر افرازیٔ بزمِ جمال
ہر نفس ضوبار ہے اے شاہِ بطحا آپ کا

گوہر و الماس کی لڑیاں تھے دندانِ حسیں
اعتبارِ زندگی تھا حسن زیبا آپ کا

آپ کے دندان جو چمکے تو سوئی مل گئی
کس قدر ہے روشنی پرور اُجالا آپ کا

کان وہ جن کو کہیں کانِ گہرائے عدن
دور اور نزدیک کو یکساں ہے سننا آپ کا

آپ کے کانوں سے ہے ذوقِ سماعت کا بھرم
ہم جو سن لیتے ہیں تو یہ بھی ہے صدقہ آپ کا

آپ کی آنکھوں سے پوشیدہ نہیں اسرارِ غیب
ہے بصیرت آفریں مازاغ سرمہ آپ کا

پیارے پیارے ہونٹ باغِ قدس کی وہ پیتاں
ان کی برکت سے ہی ہم پڑھتے ہیں کلمہ آپکا

آپکے لب پیارے پیارے دیں شفاعت کی نوید
عرصۂ محشر میں جب ڈھونڈیں وسیلہ آپ کا

پیارا پیارا سا دہن وہ غنچۂ صحنِ چمن
ہے جو عنبر بار ہر لفظ شگفتہ آپ کا

جنبشِ لب ہائے نازک ہے صداقت آفریں
نازشِ تقریر ہے ایک ایک جملہ آپ کا

شرح احکام خدائے پاک اقوالِ حسیں
آپ کے خالق نے یوں اعزاز رکھا آپکا

آخری حج پر بڑے ذوقِ عقیدت سے سنا
لاکھ سے زائد مسلمانوں نے خطبہ آپ کا

ہر جگہ پر آپ کی آواز پہنچی ایک سی
نقشِ گیتی بن گیا ہر ایک جملہ آپ کا

وہ زبانِ پاک اسرارِ ازل کی ترجماں
پرتو تقدیر ہے ہر حرف اولیٰ آپ کا

آپ ہیں بعد از خدا سب سے بزرگ و محترم
قلبِ ہستی میں تصور ہے سمایا آپ کا

آپ سا دیکھا نہ دُنیا نے کوئی بھی سر بلند
یوں تو کہتے ہیں کہ تھا قد میانہ آپ کا

آپ ہی ہیں مظہرِ شانِ فَاَوْحٰی بالیقیں
آیۂ قَدْ جَآءَکُمْ ہے ذکرِ اعلیٰ آپ کا

آیۂ وَالَّیْل سے ظاہر ہے زلفوں کی پھبن
ہے جہاں سارا انہی زلفوں پہ شیدا آپ کا

مانگ زلفوں کی وہ سیدھی سیدھی سر کے درمیاں
ہے صراطِ مستقیم اس طور جادہ آپ کا

وہ رُخِ روشن پہ زلفیں چاند پر جوں بدلیاں
صورتِ "حٰمٓ" ہے زلفوں کا حلقہ آپ کا

ساجد محراب دو ابرو ہوا زلفوں کا خم
اس میں تھا آئینہ عارض دمکتا آپ کا

بن گئے وہ سرورِ کشور کشایانِ جہاں
موئے سر جب حضرت خالد نے پایا آپ کا

خط وہ پیارا سا لبوں پر غیرتِ روئے بہار
ہو گیا جس سے دو بالا حسن تازہ آپ کا

Marfat.com

آپ کے منہ کا لعاب پاک اکسیر شفا — بٹ رہا ہے چار سو رحمت کا باڑا آپ کا
چشم خوں گشتہ جمادی جب لعاب پاک سے — لطف یہ کیسے بھلاتے بو قتادہ آپ کا
گردن پاکیزہ تھی جیسے صراحی سیم کی — شرح حُسن پاک ہر نقش مجلّے آپ کا
قلب اطہر آپ کا اُمت کے غم میں بیقرار — مخزن الطاف روحانی ہے سینہ آپ کا
حضرت جبریل نے دھویا شب معراج کو — آب زمزم سے شہا قلب مصفّی آپ کا
پاؤں کی عظمت تعالیٰ اللہ شبِ معراج کو — بن گیا بوسہ گہ جبریل تلوا آپ کا
پاؤں ایسے فیض پرور جس جگہ پر آگئے — مثل کوہ طور روشن ہے وہ رستہ آپ کا
سجدہ گاہ شوق ہے ان کے لیے وہ بالیقیں — پایا جب عشاق نے نقش کف پا آپ کا
جس کی سرافرازیوں پر ہوں تصدق آسماں — قوت ایماں کا مظہر ہے عمامہ آپ کا
اور وہ مہر نبوت پشت انور پر کہ تھا — نور ایمان و یقیں جس سے ہویدا آپ کا
مل گئی عکاشہ کو فوراً ہی جنت کی سند — اس نے تھا نقشِ نبوت جب کہ چوما آپکا
نرم و نازک پتلی پتلی لمبی لمبی انگلیاں — ہاتھ تھے مضبوط اور سینہ کشادہ آپ کا
نقش ہے تاریخ میں انگشت انور کا کمال — چاند دو ٹکڑے ہوا پا کر اشارا آپ کا
سرمۂ چشم عقیدت آپ کی خاک قدم — چاند کاہیدہ ہوا تھا دیکھ جلوہ آپ کا
آپ کا ملبوس ایسا جس میں سو پیوند تھے — رشک خوبان دو عالم ہے یہ جامہ آپ کا
عرش اعظم سے شب معراج کو روح الامین — لے کے آئے تھے بطور خاص جوڑا آپ کا
سرور دُنیا و دیں اور ایک حجرے کے مکیں — عرش اعظم سے ہے نازک تر یہ حجرا آپ کا
خطہ امن و سکوں گہوارۂ اہل نظر — بالیقیں وہ شہر اقدس ہے مدینہ آپ کا
رفعت افلاک بھی ہو جس کے آگے سرنگوں — قبر انور کہیے یا قصر معلے آپ کا
ذکر بھی اس کا حسیں ہے اور تصور بھی حسیں — روح ایمان و یقیں ہے بس وہ روضہ آپکا
پالنے میں تھے تو بہلانے کی خاطر چاند بھی — بن گیا تھا شاہِ دیں ادنیٰ کھلونا آپ کا
چاند شق ہو سنگ وحیواں کو بھی گویائی ملے — یہ بھی اک اعزاز ہے اے شاہ طیبہ آپ کا
کالی کملی شانۂ اقدس پہ سجتی دیکھ کر — "ایھا المزمل" خالق پکارا آپ کا
"مارمیت اذمیت" بھی ہے اکرام نبی — پر تو منشائے قدرت ہے ارادہ آپ کا
مصدر تخلیق ہستی جان "لولاک لما" — بول بالا آپ کا ہے ذکر اونچا آپ کا
مظہر نور خدا ہے پیکر حسن ازل — جگمگایا چار سو نجم "فاوحی" آپ کا

Marfat.com

آپ مزمل ہیں مدثر ہیں روح زندگی / ہے نبوت میں کوئی ثانی نہ ہم پایہ آپ کا
عظمتیں ہیں آپ کی پرتو فگن قرآن میں / "سورہ والنجم" بھی ہے اک نگینہ آپ کا
بار دو عالم اٹھایا دستگیری کیلئے / ہر طرف فیضان ہے جاری اے شاہا آپکا
اُمی ایسے سرور عقدہ کشایان زمن / غیرت علم الیقیں ایک ایک نکتہ آپ کا
انبیاء کو آرزو تھی آپ کی تقلید کی / اولیا چلتے رہے جس پر ہے رستہ آپ کا
آپ کی شاہی نہیں محدود ملکوں تک فقط / ہے دلوں کی سلطنت پر بھی تو قبضہ آپ کا
جسم وہ کہ اس پہ مکھی بھی کبھی بیٹھی نہ تھی / قلب ہے انوارِ رحمت کا خزینہ آپ کا
آپ کی آنکھوں کی ہر جنبش پیام اذن حق / آپ ہیں اللہ کے اللہ تعالیٰ آپ کا
چہرہ انور پہ جب زلفیں بکھر جاتیں تو پھر / رشک سے مہتاب روئے پاک تکتا آپ کا
خوش ادا خوش خلق اور خندہ جبیں خندہ دہن / ہے نوید صد بہاراں مسکرانا آپ کا
آنکھ پرنم اُمت عاصی کے غم میں ہر گھڑی / اور پیام مغفرت ہر ایک سجدہ آپ کا
حشر کا دن ہے شہ کونین کی عظمت کا دن / جبکہ خود آدم بھی ڈھونڈیں گے وسیلہ آپ کا
روزِ محشر کیوں نہ ہو سایہ فگن لطف خدا / جب گنہگاروں کی بخشش ہو سہارا آپ کا
آپ کے جسم حسیں کا اس لیے سایہ نہ تھا / ڈھانپ لے گا ہم کو محشر میں جو سایہ آپکا
پا رہے ہیں اہل دل ہر آن ہی تابانیاں / مثل شمع آگہی روشن ہے اُسوہ آپ کا
دے رہا ہے رہروان راہ حق کو روشنی / بن کے قندیل ہدایت لمحہ لمحہ آپ کا
آپ کا آب وضو ملتے ہیں چہروں پر سبھی / احترام اس طور کرتے ہیں صحابہ آپ کا
پایا موسیٰ نے جواب "لن ترانی" اس لیے / کیونکہ دیدارِ خداوندی تھا حصہ آپ کا
آیہ یُحْبِبْکُمُ اللہ سے ہوا ثابت یہی / ہے وہی خالق کو پیارا جو ہے پیارا آپ کا
خون کے پیاسے کو دی کسریٰ کے کنگن کی نوید / ہوگیا حلقہ بگوش اس دم سراقہ آپ کا
کوہ فاراں سے فروغ علم و حکمت کیلئے / اک ادا سے مہر عالم تاب اُبھرا آپ کا
"قل ھو اللہ" کہہ اُٹھے بت منہ کے بل گرنے لگے / نام نامی جب صنم خانوں میں گونجا آپ کا
ہم گنہگاروں کی خاطر اس طرح روتے حضور / آنسوؤں سے تربتر ہوتا مصلیٰ آپ کا
مخزن انوارِ فطرت مصدر اسرار کل / ہے الم نشرح کا عمل سینہ کشادہ آپ کا
آپ کی پشت مبارک چاندی پگھلائی ہوئی / ہے وجود عنبریں بے مثل و یکتا آپ کا
آنکھ سو جائے مگر سلطان دین سوتے نہیں / ذکر خالق میں ہے ہر لمحہ گزرتا آپ کا

Marfat.com

سنگ خارا پر چلیں تو نرم ہو جاتا ہے وہ
ہے یہی تو نرمیٔ گفتار خاصہ آپ کا

نور اندر نور باہر ظاہر و باطن بھی نور
اور مزین نور سے نوری دوشالا آپ کا

جسم نوری نے جو ملبوسِ بشر پہنا تو پھر
زندگانی جھوم اُٹھی دیکھ جامہ آپ کا

اوّل و آخر بھی ہیں اور ظاہر و باطن بھی وہ
ماورائے عقل انسانی ہے رتبہ آپ کا

پوجنے والے بتوں کے بتکدے ڈھانے لگے
یوں جمالِ نطق اک دن رنگ لایا آپ کا

کفر ٹھہرے کس طرح سے جبکہ باطل کیلئے
ایک ہی اعلان ہو "کَانَ ذَھُوقًا" آپ کا

وہ ہے خوش قسمت ملی جس کو غلامی کی سند
وائے بدقسمت نہ جو پیغام سمجھا آپ کا

کر دیا زندہ ہمیشہ کیلئے عشاق کو
کیوں نہ لیتے نام پھر خضر و مسیحا آپ کا

شافع روز جزا ہیں مالک ملک خدا
ہے اسی خاطر رواں ہر سمت سکہ آپ کا

روزِ محشر بس وہی خوش بخت ہوگا سرخرو
سایۂ دامانِ رحمت جس نے ڈھونڈا آپ کا

مجھ پہ بھی چشم کرم یا رحمت اللعالمین
میں بھی ہوں اے سرورِ ذیشان بردا آپ کا

جل رہا ہوں وقت کے دوزخ میں اب درکار ہے
مجھ کو اے بادِ کرم بس ایک جھونکا آپ کا

میں نے بھی پھیلا دیا ہے کاسۂ دست طلب
دیکھ کر ابر کرم ہر سو برستا آپ کا

آپ کے دامان رحمت میں چھپے چور آپکا
شاہ دو عالم! میں مجرم ہوں انوکھا آپ کا

یا رسول اللہ میری خستہ حالی پر نظر
آپ کے دربار میں سائل ہے آیا آپ کا

کاسہ حاجت لیے میں حاضر دربار ہوں
دیکھ کر اک بحر لطف وجود بہتا آپ کا

جب پڑی مشکل تو پھر مشکل کشائی کیلئے
اے مرے سرکار مجھ کو نام سوجھا آپ کا

مثل بوصیری مری بھی دستگیری کیجیے
میں بھی ہوں اے مالک کونین منگتا آپ کا

میرے دامن میں بجز جرم و گنہ کچھ نہیں
مجھ کو ہے درکار محشر میں سہارا آپ کا

مجھ کو بھی دو بوند اب اس سے عطا کر دیجیے
بہہ رہا ہے چار سو رحمت کا دریا آپ کا

اے سراپا نور مجھ پر بھی تجلی ڈالیے
کیوں رہے ظلمات میں سائل بھٹکتا آپ کا

اے رضا یہ فیض و لطف سرورِ کونین ہے
مجھ سے عاجز نے بھی لکھا ہے سراپا آپ کا

پروفیسر محمد اکرم رضا

Marfat.com

نعت شریف

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں — تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
جو ترے در سے یار پھرتے ہیں — در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں
ان کے ایما سے دونوں باگوں پر — خیل لیل و نہار پھرتے ہیں
ہر چراغ مزار پر قدسی — کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں
اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں — مانگتے تاجدار پھرتے ہیں
پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں — دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں
ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں — پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں
بائیں رستے نہ جا مسافر سن — مال ہے راہ مار پھرتے ہیں
کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا — تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلویؒ

نعت شریف

اب تنگیٔ داماں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ — دیتا ہے کرم ان کا صدا اور بھی کچھ مانگ
اس در پہ یہ انجام ہوا حسن طلب کا — جھولی مری بھر بھر کے کہا اور بھی کچھ مانگ
سلطان مدینہ کی زیارت کی دعا کر — جنت کی طلب چیز ہے کیا اور بھی کچھ مانگ
مانا کہ اسی در سے غنی ہو کے اٹھا ہے — جو کچھ تجھے ملنا تھا ملا اور بھی کچھ مانگ
ہر چند کہ آقا نے بھرا ہے ترا کشکول — کم ظرف نہ بن ہاتھ بڑھا اور بھی کچھ مانگ
جنت کی طلب بھی ہے بجا مانگنے والے — سرکار سے جنت کے سوا اور بھی کچھ مانگ
پہنچا ہے جو اس در پہ تو رہ رہ کے نصیر آج — آواز پہ آواز لگا اور بھی کچھ مانگ

صاحبزادہ نصیر الدین نصیر گولڑوی

نعت شریف

اے عشقِ نبی میرے دل میں بھی سما جانا — مجھ کو بھی محمد ﷺ کا دیوانہ بنا جانا
جو رنگ کہ رومی پہ جامی پہ چڑھایا تھا — اس رنگ کی کچھ رنگت مجھ پہ بھی چڑھا جانا
قدرت کی نگاہیں بھی جس چہرہ کو تکتی ہیں — اس چہرۂ انور کا دیدار کرا جانا
جس خواب میں ہو جائے دیدارِ نبی ﷺ حاصل — اے عشق کبھی مجھ کو نیند ایسی سلا جانا
دیدارِ محمد ﷺ کی حسرت تو رہے باقی — جز اسکے ہر اک حسرت اس دل سے مٹا جانا

ریاض الدین سہروردی

Marfat.com

نعت دراردوئے معرا

ہر دم درودِ سرور عالم ﷺ کہا کروں
ہر لحہ محوِ روئے مکرم رہا کروں

اسم رسول ﷺ ہو گا مداوائے دردِ دل
صلِّ علیٰ سے دل کے دکھوں کی دوا کروں

معمور اس کو کر کے معرا سطور سے
ہر کلمہ اس کا دل کے لہو سے لکھا کروں

گو مرحلہ گراں ہے مگر ہو رہے گا طے
اسم رسول ﷺ سے ہی درِ دل کو وا کروں

ہر دم رواں ہو دل سے درودوں کا سلسلہ
طے اس طرح سے راہ کا ہر مرحلہ کروں

دے دوں اگر رسول مکرم کا واسطہ
دل کی ہر اک مراد ملے گر دعا کروں

اسکے علاوہ سارے سہاروں سے ٹوٹ کر
اللہ کے کرم کے سہارے رہا کروں

ہو کر رہے گا سہل ہر اک مرحلہ کڑا
اللہ کے کرم کا گر آسرا کروں

مولانا محمد ولی رازی

نعت شریف

اٹھو کہ سُوئے شہر رسالت سفر کریں
خود کو قریب روضۂ خیر البشر ﷺ کریں

کیوں فکر مشکلات رہِ پُر خطر کریں
ہر مرحلہ خیالِ مدینہ میں سر کریں

جو سرزمین غیرت عرشِ عظیم ہے
اُس سرزمیں پہ تیز روی سے حذر کریں

قدموں کی آہٹیں بھی سنائی نہ دیں وہاں
ایوانِ مصطفےٰ ﷺ میں کچھ ایسے گزر کریں

ہر صفحۂ جبیں پہ ہو ان کی ثنا لکھی
اس بار اُن ﷺ کی دید بطرزِ دگر کریں

اس کارِ خیر کا کوئی نعم البدل نہیں
مدحِ حضور ﷺ خوب کریں، عمر بھر کریں

اتنے ہی ماورا ہیں وہ فکر و خیال سے
توصیف تاج دارِ حرم جس قدر کریں

سمجھو کہ اس غریب کی دنیا سنور گئی
جس آدمی کے دل میں وہ اک بار گھر کریں

لاریب اصل کعبہ مقصود ہے اُدھر
محبوب کبریا ﷺ رخ انور جدھر کریں

کیا جانے کب مرادِ نظر پا لے آدمی
ہرگز اس آستاں سے نہ صرف نظر کریں

سرکارِ کائنات سے کیا شے ملی انہیں
جو خود کو مثلِ بادِ صبا در بدر کریں

یوں تو حضور ﷺ صاحبِ لطفِ عمیم ہیں
عرضِ طلب مزاج نبی ﷺ دیکھ کر کریں

اُن ﷺ کیلئے یہ کوئی بڑی بات بھی نہیں
ہر ظلمتِ مہیب کو رشکِ سحر کریں

بد ہیں تو آپ ﷺ کے ہیں بھلے ہیں تو آپ ﷺ کے
ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رُخ کدھر کریں

سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں
آقا ﷺ حضور اپنے کرم پر نظر کریں

پروردۂ رسولِ حرم ہیں منیر ہم
پھر کس طرح ہم اُن کی ثنا سے حذر کریں

منیر قصوری

Marfat.com

نعت شریف

جہاں روضہ پاک خیر الوریٰ ہے وہ جنت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
کہاں میں کہاں یہ مدینے کی گلیاں یہ قسمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
محمد ﷺ کی عظمت کا کیا پوچھتے ہو کہ وہ صاحب قوسین ٹھہرے
بشر کی سرِ عرش مہماں نوازی یہ عظمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپالے جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
شفاعت قیامت کی تابع نہیں ہے، یہ چشمہ تو روزِ ازل سے ہے جاری
خطا کار بندوں پہ لطف مسلسل شفاعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
قیامت کا اک دن معین ہے لیکن ہمارے لیے ہر نفس ہے قیامت
مدینے سے ہم جاں نثاروں کی دوریٔ قیامت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
تم اقبالؔ یہ نعت تو کہہ رہے ہو مگر یہ بھی سوچا کہ کیا کر رہے ہو
کہاں تم کہاں مدحِ ممدوحِ یزداں یہ جرأت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

اقبال عظیم

نعت شریف

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں
آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں
وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرورِ عالم ﷺ کا میلاد مناتے ہیں
آقا کی ثنا خوانی دراصل عبادت ہے
ہم نعت کی صورت میں قرآن سناتے ہیں
جن کا بھری دنیا میں کوئی بھی نہیں والی
ان کو بھی مرے آقا سینے سے لگاتے ہیں
جو سرورِ عالم کو لجپال سمجھتے ہیں
دامانِ طلب بھر کر محفل سے وہ جاتے ہیں
اس آس پہ جیتا ہوں کہہ دے یہ کوئی آ کر
چل تجھ کو مدینے میں سرکار بلاتے ہیں
اللہ کے خزانوں کے وارث ہیں نبی سرور
یہ سچ ہے نیازیؔ ہم سرکار کا کھاتے ہیں

عبدالستار نیازی

Marfat.com

نعت شریف

سنہری جالیوں کو اب نظر آنے کا موقع دو
فقیروں کو شہِ بطحا ادھر آنے کا موقع دو

دلوں میں کروٹیں لیتی ہوئی بے کل تمنائیں
یہ کہتی ہیں کہ قدموں میں بکھر جانے کا موقع دو

تمہارا ذکر ہم آٹھوں پہر کرتے ہیں رو رو کر
ہماری عاقبت کو بھی سنور جانے کا موقع دو

تقاضا آخری ہے آپ سے یا شافعِ محشر
ہمیں بھی اب مدینے میں اتر آنے کا موقع دو

لپٹ جائے گا عشرتؔ بھی درِ اطہر کے جلووں سے
اسے بھی آپکے جلووں میں گھر جانے کا موقع دو

عشرت گودھری

نعت شریف

بگڑی ہوئی بنتی ہے ہر بات مدینے میں
غم خوار محمد ﷺ کی ذات ہے مدینے میں

جا کر تو کوئی دیکھے حالات مدینے میں
رحمت کی برستی ہے برسات مدینے میں

وہ دن بھی تو آئے گا وہ رات بھی تو آئیگی
دن گزرے گا مکے میں اور رات مدینے میں

روکو نہ مجھے لوگو! دیوانہ ہوں دیوانہ
قابو میں نہیں رہتے جذبات مدینے میں

وہ دن بھی آئے گا پہنچیں گے ظہوریؔ سب
اترے گی غلاموں کی بارات مدینے میں

محمد علی ظہوری

نعت شریف

جسکی نظروں میں زر پائے پیمبر ﷺ چمکے
سامنے اس کے نہ گنجینۂ گوہر چمکے

بخت ذرے کے جو یاور ہوں عرب تک پہنچے
خاکِ طیبہ سے لگے مہر سے بڑھ کر چمکے

رو برو گنبدِ خضرا کے پہنچ جاؤں اگر
مجھ زیاں کار کا بھی نقشِ مقدر چمکے

ذہن میں دشتِ مدینہ کا تصور آیا
پھول الفت کے مری شاخِ نظر پر چمکے

جب بھی آیا ہے کوئی زائرِ طیبہ واپس
کتنے تارے مری پلکوں کے اُفق پر چمکے

ذکر اُن ﷺ کا ہے تو ہر لب کا مقدر بن جائے
یاد اُن ﷺ کی ہے تو سینوں میں اُتر کر چمکے

اس کو اللہ ولی کہہ کے مراتب بخشے
اُن ﷺ کی سیرت جو کسی شخص کے اندر چمکے

راجا رشید محمود

Marfat.com

نعت شریف

اشکوں کو روشنائی جگر کو قلم کریں
اوراق دل پہ نعت پیمبر رقم کریں

ہے بے کسوں کی لاج شہِ انبیاء کے ہاتھ
عقبیٰ کا کوئی خوف نہ دنیا کا غم کریں

سجدے میں ہے سرور نہ لذت رکوع میں
جب تک نہ آنکھ درِ محمد ﷺ میں نم کریں

اُس آستاں سے میری جبیں سرفراز ہو
مجھ پر اگر حضور ﷺ نگاہِ کرم کریں

سب تاجدار تاجِ شہی کو اتار کر
پیش حضور ﷺ اپنی جبینوں کو خم کریں

سینے میں اپنے قطب سجا کر نبی کا عشق
آؤ کہ ہم بھی خانہ دل کو حرم کریں

خواجہ غلام قطب الدین فریدی

نعت شریف

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے، یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقش کفِ پا تیرا

تہ بہ تہ تیرگیاں ذہن پہ جب ٹوٹتی ہیں
نور ہو جاتا ہے کچھ اور ہویدا تیرا

کچھ نہیں سوجھتا جب پیاس کی شدت سے مجھے
چھلک اُٹھتا ہے مری روح میں مینا تیرا

پورے قد سے میں کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

دست گیری مری تنہائی کی، تو نے ہی تو کی
میں تو مر جاتا اگر ساتھ نہ ہوتا تیرا

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ ترے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں، جہاں بھر پہ ہے سایا تیرا

تو بشر بھی ہے، مگر فخر بشر بھی تو ہے
مجھ کو تو یاد ہے بس اتنا سراپا تیرا

میں تجھے عالم اشیاء میں بھی پالیتا ہوں
لوگ کہتے ہیں کہ ہے عالم بالا تیرا

احمد ندیم قاسمیؒ

نعت شریف

حرف میلا نہیں ہوتا لحن میلا نہیں ہوتا
نبی ﷺ کی نعت کا کوئی سخن میلا نہیں ہوتا

شہید عشق احمد ﷺ کا بدن مٹی نہیں کھاتی
بدن کی بات کیا! اُس کا کفن میلا نہیں وتا

درود اُن پر پڑھا کر تو محبت سے عقیدت سے
وظیفہ ایسا کرنے سے دہن میلا نہیں ہوتا

پیمبر ﷺ کی اطاعت ہی کلیدِ کامرانی ہے
نبی ﷺ کی رہ پہ چلنے سے چلن میلا نہیں ہوتا

محبت، درگزر خاصہ ہے عشاق محمد ﷺ کا
غبارِ بغض سے تو اُن کا من میلا نہیں ہوتا

قمر یادِ نبی ﷺ میں اشک بہتے ہیں تو بہنے دو
گلوں پر اوس پڑنے سے چمن میلا نہیں ہوتا

غلام مصطفیٰ قمر

Marfat.com

نعت شریف

اللہ نے پہنچایا سرکار کے قدموں میں — صد شکر کہ پھر آیا سرکار کے قدموں میں
کچھ دیر سلامی کو ٹھہرایا مواجہ پر — پھر مجھ کو ادب لایا سرکار کے قدموں میں
رد کیسے بھلا ہوگی اب کوئی دعا میری — میں رب کو پکار آیا سرکار کے قدموں میں
کچھ کہنے سے پہلے ہی پوری ہوئی ہر خواہش — جو سوچا وہی پایا سرکار کے قدموں میں
کچھ لمحے حضوری کے پائے تو یہ لگتا ہے — اک عمر گزار آیا سرکار کے قدموں میں
مجھ جیسا تہی داماں کیا نذر کو لے جاتا — اک نعت سنا آیا سرکار کے قدموں میں
یاد آئی صبیحؔ اپنی ہر اک خطا مجھ کو — اعمال پہ شرمایا سرکار کے قدموں میں

سید صبیح الدین صبیح رحمانی

نعت شریف

شبوں کے پچھلے پہر میں سرور گھل جائے — مرے زمانے میں گر تیرا نور گھل جائے
مرے گناہ سبھی کاغذی مکاں کی طرح — بس ایک ابرِ کرم! ہر قصور گھل جائے
میں تجھ سے دور سہی، تو تو مجھ سے دور نہیں — لہو میں قرب کی خوشبو حضور گھل جائے
محبتوں کی مہک پھر سے عام ہو جائے — جو روحِ عصر میں تیرا شعور گھل جائے
ہمارے عہد میں ہر شخص قیصر و کسریٰ — پھر ایک صوتِ ہدیٰ ہو، غرور گھل جائے

محمد فیروز شاہ

نعت رسول مقبول ﷺ

جس پہ چشمِ نبی نہیں ہوتی — اُس کو حاصل خوشی نہیں ہوتی
جب تلک حاضری نہیں ہوتی — ''زندگی زندگی نہیں ہوتی''
میں غلامِ رسول ہوں مجھ سے — در بہ در چاکری نہیں ہوتی
میں اسے بھی کرم سمجھتا ہوں — دردِ دل میں کمی نہیں ہوتی
سبز گنبد نہ جس کی منزل ہو — آنکھ وہ شبنمی نہیں ہوتی
کون ایسا غلام ہے اُن کا — بات جس کی بنی نہیں ہوتی
کون ایسا فقیر ہے اُن کا — جس کی جھولی بھری نہیں ہوتی
اُن کی یادوں سے جو تہی گزرے — وہ گھڑی کام کی نہیں ہوتی
نعت ہے سر بسر عطا اُن کی — خود بخود شاعری نہیں ہوتی
ماہِ طیبہ کے شہر میں فیضانؔ — شب کو بھی تیرگی نہیں ہوتی

فیض رسول فیضانؔ

Marfat.com

نعت سرور کائنات ﷺ

یارسول اللہ! عجب ہے شان عظمت آپ ﷺ کی — مالک عرش بریں کو بھی ہے چاہت آپ ﷺ کی
خلوت حق میں جو دیکھی شان قربت آپ ﷺ کی — حاملین عرش کے لب پر ہے مدحت آپ ﷺ کی
آپ ہیں سارے زمانوں کی خلائق کے رسول — جملہ موجودات پہ واجب ہے طاعت آپ کی
ذات اقدس آپ کی ہے اصل دورانِ وجود — ممکنات دو جہاں پہ ہے یہ رحمت آپ ﷺ کی
سب شرائع سابقہ کی آپ ﷺ نے تجدید کی — سارے نبیوں کی مصدق ہے شریعت آپ ﷺ کی
قلب اطہر آپ ﷺ کا ہے بیت علم ذوالجلال — کاشف سر نہاں ہے چشم رحمت آپ ﷺ کی
خلق ہے ذات خدا کا آپ ﷺ کا خلق عظیم — فطرت باری پہ ہے سرکار! فطرت آپ ﷺ کی
آپ ﷺ کو اعلیٰ افق پر مستوی رب نے کیا — یوں رسولانِ ملک نے دیکھی رفعت آپ ﷺ کی
ہو صلوٰۃ اللہ دائم آپ ﷺ پہ محبوب حق! — تا ابد تسلیم بھیجے یونہی اُمت آپ ﷺ کی
خیرہ چشمانِ جمال پاک و مشتاقانِ شوق — دیکھتے ہیں چشم دل سے تاب وجلوت آپ ﷺ کی
دل سے آتی ہے صدا آ عشق مولا کی طرف — وارثی ہے عشق مولیٰ ہی میں راحت آپ ﷺ کی

رشید وارثی

نعت رسول مقبول ﷺ

دل میں جاگے پھر جذبۂ درگزر — اُن ﷺ کی سیرت کا رکھ سامنے آئینہ
زندگی عافیت سے بھی ہوگی بسر — اُن ﷺ کی سیرت کا رکھ سامنے آئینہ
خدمت خلق کو اپنا محور بنا — اُن ﷺ کے افکار کو اپنا رہبر بنا
دونوں عالم میں تجھ کو ملے گا ثمر — اُن ﷺ کی سیرت کا رکھ سامنے آئینہ
رزق طیب کی کر جستجو تو سدا — وقت پہ کر لے ساری نمازیں ادا
تیرے گھر میں بھی اُتریں گے شمس و قمر — اُن ﷺ کی سیرت کا رکھ سامنے آئینہ
بات حق کی تو کہہ چاہے نقصان ہو — دل میں خوفِ خدا اور ایمان ہو
گرمیٔ حشر سے بچنا چاہے اگر — اُن ﷺ کی سیرت کا رکھ سامنے آئینہ
خوف ہے ہر طرف تیرگی چھائی ہے — ہاں ابھی نور کی اک کرن آئی ہے
دل کے صحرا میں کلیاں کھلیں گی مگر — اُن ﷺ کی سیرت کا رکھ سامنے آئینہ
رب کی حمد و ثنا مدحتِ مصطفیٰ ﷺ — یہ وظیفہ رہے اپنا طاہرؔ صدا
اپنی فکرِ رسا اور ہو معتبر — اُن ﷺ کی سیرت کا رکھ سامنے آئینہ

طاہر سلطانی

Marfat.com

نعت شریف

جو مجھ پہ چشم رسالت مآب ہو جائے
ہر ایک لمحہ میرا کامیاب ہو جائے

نہ آسرا ہو اگر ان کی دست گیری کا
تو ایک لمحہ بھی جینا عذاب ہو جائے

بروز حشر نہیں کوئی بھی حامی و ناصر
کرم حضورا! کہ آساں حساب ہو جائے

اگر وہ حسن چمن گلستاں میں آجائے!!
ہر ایک خار کھلے اور گلاب ہو جائے

یہ چاند آپ کے ہاتھوں کا اک کھلونا ہے
اشارہ کر دیں تو شق ماہتاب ہو جائے

خیالِ خاطر حیدر پئے ادائے نماز
طلوع ڈوبا ہوا آفتاب ہو جائے

اٹھائیں چہرۂ انور جو آسماں کی طرف
تو مہر چرخِ فلک آب' آب ہو جائے

کبھی جو اذنِ حضوری مجھے عطا فرمائیں
غم فراق کا کچھ سدباب ہو جائے

یہی دعا ہے کہ سیرت حضور کی اقدس
ہمارے مکتب دل کا نصاب ہو جائے

منظور الکونین

نعت شریف

مری زندگی مری آبرو یہ عطائے یادِ رسول ہے
جو یہ درد ہے تو قرارِ جا' اگر زخم ہے تو پھول ہے

وہی زندگی تو ہے بندگی کہ جو وقفِ نعتِ رسول ہے
جو فقط انہی کے لیے اٹھے وہ نگاہ ان کو قبول ہے

جو تری نگاہ میں آ گیا وہ بڑی پناہ میں آ گیا
ترے واسطے سے ہے مطمئن ترے واسطے ہی ملول ہے

مرا سوز بھی مرا ساز بھی مرا دل بھی دل کا گداز بھی
مری چشم تر کی بہار ہے مجھے جان و دل سے قبول ہے

تو فدا ہے حور و قصور پر مجھے ناز ذکرِ حضور پر
تری خلد کیسی ہے تو بتا مری خلد کوئے رسول ہے

ترے ذکر کی ہیں یہ برکتیں مرے بگڑے کام سنور گئے
جہاں تیری یاد ہے دلنشیں وہیں رحمتوں کا نزول ہے

یہی آرزو جو ہو سرخرو ملے دو جہان کی آبرو
میں کہوں غلام ہوں آپ کا وہ کہیں کہ ہم کو قبول ہے

قمر انجم

نعت شریف

مری پلکوں پہ قسمت کے ستارے جھلملاتے ہیں
دیئے عشق نبی کے میرے دل میں جگمگاتے ہیں

بڑے خوش بخت ہیں وہ لوگ جو فرطِ عقیدت سے
نبی محترم کے ذکر کی محفل سجاتے ہیں

مدینے میں وہی جاتے ہیں کشکول دعا لے کر
جنہیں اذن حضوری دے کے خود آقا بلاتے ہیں

کسی کے جذبۂ الفت کا پیمانہ نہیں ہوتا
عقیدت کے مظاہر کیسے لفظوں میں سماتے ہیں

انہی کا در پناہ گہ ہے خطا کاروں کی بالآخر
وہی تو ہیں شفاعت سے ہمیں جو بخشواتے ہیں

عطا و جود کے ابر رواں' بحر سخاوت ہیں
طلب سے بڑھ کے سائل آپ سے انعام پاتے ہیں

رقم کرتا ہے اشکوں کے قلم سے نعت جب تائب
مضامین ستائش لوٹ کر طیبہ سے آتے ہیں

عبدالغنی تائب

Marfat.com

نعت شریف

مرے ورد لب ہے نبی نبی مرا دل مقامِ حبیب ہے
میں مریض عشقِ رسول ہوں، وہ حبیب میرا طبیب ہے

مرا اس گلی سے ہے رابطہ جہاں سر جھکاتے ہیں انبیاء
جہاں رحمتوں کا نزول ہے وہ جو عرشِ حق کے قریب ہے

میں بڑا امیر و کبیر ہوں شہ دوسرا کا فقیر ہوں
درِ مصطفیٰ کا اسیر ہوں مرا رفعتوں پہ نصیب ہے

میں غم و الم میں ہوں مبتلا کوئی کیا کرے گا مری دوا
مرا دو جہاں میں ترے سوا نہیں شاہا کوئی طبیب ہے

وہ بھی خوب دن تھے ملائکہ مرے سامنے تھے جو سرنگوں
وہ مرا عروجِ کمال تھا یہ زوال کتنا عجیب ہے

شہباز کھروڑی

نعت شریف

دلوں کی تہہ میں پوشیدہ محبت دیکھنے والا
وہ محبوبِ خدا جذبوں کی وسعت دیکھنے والا

وہی سننے والا اُن کہے الفاظ چاہت کے
وہی ہے ان لکھے حرفِ ارادت دیکھنے والا

ہے کون جز مولائے سلمانؓ و بلالؓ اب تک
بجائے حسنِ صورت، نورِ سیرت دیکھنے والا

مکان و لامکاں کی شوکتیں زیرِ قدم اس کے
وہ موجود و عدم کی ہر ولایت دیکھنے والا

نہ جھپکی آنکھ جس کی روبروئے جلوۂ باری
سرِ قوسین ذاتِ ربِ عزت دیکھنے والا

شبستانِ حرا کیوں کر نہ بنتا مرکزِ عرفاں
کہ ہے پہلے پہل نورِ نبوت دیکھنے والا

رسول اللہ کی الفت سے ہر دل میں اُجالا ہے
زمانے میں ہے یہ رنگِ عقیدت دیکھنے والا

حفیظ تائب

نعت شریف

ایسا کوئی محبوب نہ ہوگا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے

ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو ترے در سے
اک لفظ "نہیں" ہے کہ ترے لب پہ نہیں ہے

تو چاہے تو ہر شب ہو مثالِ شبِ اسریٰ
تیرے لیے دو چار قدم عرشِ بریں ہے

ہر اک کو میسر کہاں اس در کی غلامی
اس در کا تو دربان بھی جبریلِ امیں ہے

رکتے ہیں یہیں آ کے قدم اہلِ نظر کے
اس کوچے سے آگے نہ زماں ہے نہ زمیں ہے

اے شاہِ زمن! اب تو زیارت کا شرف دے
بے چین ہیں آنکھیں مری بیتاب جبیں ہے

دل گریہ کناں اور نظر سوئے مدینہ
اعظم ترا اندازِ طلب کتنا حسیں ہے

اعظم چشتی

Marfat.com

زیارتِ روضۂ رسول ﷺ کے بعد

دیکھا جونہی روضے کو اس دل کو قرار آیا
ہر لمحہ حضوری کا بن رشک بہار آیا

سب فیض ہے اُس در کا جس در کے وسیلے سے
جذبوں نے زباں پائی لہجے میں وقار آیا

میں محو تماشا تھا خوشبوؤں کے جھرمٹ میں
لگتا تھا مدینے کی ہر شے پہ نکھار آیا

کیسی یہ کرامت تھی دربارِ رسالت ﷺ کی
سب کچھ ہی ملا مجھکو سب کچھ میں سنوار آیا

وہ میرا اثاثہ ہیں وہ عمر کا ہیں حاصل
طیبہ کی فضاؤں میں جو لمحے گزار آیا

اُس در سے میری دوری اِک بوجھ تھا اس دل پر
بہتے ہوئے اشکوں سے وہ بوجھ اتار آیا

جو عرش کی زینت ہے جو ورد ملائک ہے
سو بار وضو کرکے وہ نام پکار آیا

سرکار مدینہ کی سرکار میں یہ عاصی
یہ سوچ کے خود پر بھی واللہ مجھے پیار آیا

کیا اس کے سوا کرتا میں نذر نبی یونسؔ
اِک جاں تھی فقط باقی کر وہ بھی نثار آیا

پروفیسر یونس جیلانی

نعت شریف

کچھ اس انداز سے آراستہ بزم شبینہ ہے
زبان و دل پہ جاری نعت سلطان مدینہ ہے

خدا کی یاد اور حب پیمبر جس کے دل میں ہو
اُسی کا دل ہے کعبہ اور اُسی کا دل مدینہ ہے

معطر ہوگیا ہے دشتِ دنیا جس کی خوشبو سے
زمانے کو خبر ہے وہ فقط اُن کا پسینہ ہے

حبیب کبریا کے اُسوہ کامل کو اپناؤ
یہی فردوس کا رستہ' یہی جنت کا زینہ ہے

تمنائے زر و مال و جواہر ہو تو کیسے ہو
کہ عشق سرورِ دیں کا مرے دل میں خزینہ ہے

اُنہی کی یاد میں جینا' اُنہی کے ہجر میں مرنا
حقیقت میں یہی دُنیا میں رہنے کا قرینہ ہے

نگاہِ لطف مجھ پر بھی دلوں کے جوڑنے والے
کہ ٹکڑے ٹکڑے غم سے میرے دل کا آبگینہ ہے

خدا کا ہے کرم یہ بھی نبی کی ہے عطا یہ بھی
جوان آنکھوں میں مکہ ہے جو اس دل میں مدینہ ہے

ذکیؔ ہے جس کے جلوؤں سے ضمیر کن فکاں روشن
وہی نور حرا دراصل رشک طور سینا ہے

رفیع الدین ذکی قریشی

Marfat.com

نعت شریف

چلیں نقشِ قدم پر ہم نبی کے
تو ہوں معلوم رستے راستی کے
ملی جن کو محمد کی غلامی
وہ طالب کب ہوئے تاج شہی کے
مئے حب نبی پی کر تو دیکھ
جو ہو بویا سرورِ سرمدی کے
وہ آئے تو یہ دنیا جگمگائی
تھے سب مارے ہوئے تیرہ شبی کے
نہ کیوں نازاں ہوں وہ قسمت پہ اپنی
ہیں جو باسی مدینے کی گلی کے
کہے اشعار جو مدحت میں اُن کی
وہ حاصل ہیں نظرؔ کی شاعری کے

نعیم الدین نظر

نعت شریف

نورِ قلب و دماغ ملتا ہے
روشنی کا سراغ ملتا ہے
اے خوشا کہ ثنائے آقا ﷺ کا
دل میں روشن چراغ ملتا ہے
زیب لب ہو جو تذکرہ ان کا
ماسوا سے فراغ ملتا ہے
میکشو دیکھو میرے ساقی سے
نورِ مے کا ایاغ ملتا ہے
دونوں عالم جو ہوں تصدق تو
ان سا روشن دماغ ملتا ہے
کتنا مسعود ہے بشر جس کو
ان کی چاہت کا داغ ملتا ہے

بشیر احمد مسعود

نعتِ پاک

رسول پاک نے اُمت کی خاطر غم اُٹھائے ہیں
غم و آلام میں بھی وہ ہمیشہ مسکرائے ہیں
چلے پیغام حق لے کر محمد مصطفیٰ ﷺ جب بھی
تو سارے مشرکوں نے راہ میں کانٹے بچھائے ہیں
بہا جسم مبارک سے لہو پتھر بھی روتے تھے
مگر وہ رحمتیں لے کر جہاں بانی کو آئے ہیں
دعا مانگی خدا سے بخش دنیا میری اُمت کو
رسول پاک رحمت کی گھٹائیں لے کے آئے ہیں
بتوں کو پوجتے تھے خود بنا کر اپنے ہاتھوں سے
میرے آقا ﷺ نے باطل کے صنم خانے مٹائے ہیں
کھڑا ہے منتظر آزاد کب سے دید کی خاطر
شبِ فرقت میں آنکھوں نے بہت آنسو بہائے ہیں

محمد حسین آزاد لدھیانوی

Marfat.com

رفعتِ رحمتِ کبریا دیکھئے

رفعت رحمتِ کبریا دیکھئے — چہرۂ والضحیٰ دلربا دیکھئے
لائی بادِ صبا، بوئے شاہ زمن — جلوۂ احمد مجتبیٰ دیکھئے
شہر طیبہ میں ہر اک کے دل کی صدا — مصطفیٰ ﷺ، مصطفیٰ ﷺ، مصطفیٰ ﷺ دیکھئے
وہ ہیں شمس الضحیٰ، وہ ہیں بدر الدجیٰ — نورِ انوارِ نور الہدیٰ دیکھئے
سبز گنبد پہ اک نوری جھرمٹ لگا — شہرِ رحمت کو صبح و مسا دیکھئے
وہ ہیں محبوب رب، مالک این و آں — حوض کوثر پہ روزِ جزا دیکھئے
چار سو ان کے جلوے ہیں پھیلے ہوئے — روئے انور پہ جھومر سجا دیکھئے
بزم اقراء میں جبریل کی گفتگو — شہرِ مکہ میں غارِ حرا دیکھئے
یہ ہے سدرہ نشیں اور وہ رب کے قریں — شب اسرا کا پردہ اٹھا دیکھئے
سب ملائک، رسل اور سبھی انبیاء — قدس میں مقتدیٰ، مقتداء دیکھئے
ہیں صحابہ ستارے، قمر آپ ہیں — آل، کشتی نوح نجا دیکھئے
میرے آقا کے خادم، شہنشاہ کل — مظہر مصطفیٰ ﷺ، مرتضیٰ رضی اللہ عنہ دیکھئے
جو بھی دیکھے تجھے بس وہ کہتا رہے — صورتِ مصطفیٰ، حق نما دیکھئے
آپ کے جد اعلیٰ کا فیضان ہے — آب زمزم پہ یہ جمگھٹا دیکھئے
میں ہوں خادم ترا اور تری آل کا — شہرِ طیبہ میں مجھ کو بلا دیکھئے
ہے مری یہ دعا اور یہی التجا — اپنی اُمت کو خیر الوریٰ ﷺ دیکھئے
قادری ہی نہیں اُن ﷺ کا مدحت سرا — بوحنیفہ و غوث و رضا دیکھئے

محمد محبوب الرسول قادری

نعت شریف

یقین وعزم و استقلال اُن کے در سے پایا ہے — ہدیٰ کا راستہ سب نے اُسی رہبر سے پایا ہے
ہوئے جس کے تبسم کی ضیا سے ضوفشاں تارے — سحر نے بھی اُجالا اس رُخ انور سے پایا ہے
حرا کو اذنِ گویائی ملے تو سب کو بتلائے — کہ اُس نے لطف کیا کیا خلوت طاہر سے پایا ہے
وفور شوق پایا، صابر طائف کی سیرت سے — مذاق عاجزی، کونین کے سرور سے پایا ہے
قلم قرطاس، اس کی ترجمانی کر نہیں سکتے — تعلق اُن سے ایسا، روح کے اندر سے پایا ہے
جسے میں نے فقط خوابوں یا تصویروں میں دیکھا ہے — عقیدت کا حسن، اس روضۂ اطہر سے پایا ہے
متاع جاں سے بڑھ کر ہے مجھے نعت نبی ﷺ عاطف — شعورِ نعت میں نے گنبد و منبر سے پایا ہے

اخلاق عاطف

Marfat.com

نعت شریف

"قرارِ زندگانی لطف پیغمبر سے ملتا ہے" سکونِ دل جنابِ خالق اکبر سے ملتا ہے
محبت سرورِ عالم ﷺ کی ہے بنیاد ایماں کی خزانہ یہ حبیب ﷺ حضرتِ داوَر سے ملتا ہے
خدا سے مانگ لے ذرہ عشق سرورِ عالم! یہ ذرہ بارگاہِ حضرت سرور سے ملتا ہے
مقدر جس کا یاور ہوگیا دنیا و عقبیٰ میں اسے سب کچھ حضور شافع محشر سے ملتا ہے
محبت آشتی دنیا میں پھیلانے کو آپ ﷺ آئے پیامِ امن عالم دین پیغمبر سے ملتا ہے
سر میدان محشر جب سوا نزے پہ سورج ہو سکوں تشنہ لبی میں چشمہ کوثر سے ملتا ہے
کریم آقا کی چوکھٹ پر پڑے ہیں دیکھیے گا کب کوئی قطرہ کرم کے بے کراں ساگر سے ملتا ہے
نہیں ہے اسم اعظم کے سوا گنج گراں کوئی مگر گنج گراں یہ آپ ﷺ کے در سے ملتا ہے
ہیں ہر نعمت کے قاسم مصطفیٰ ﷺ خیر الوریٰ نیر ہمیں ہر خوانِ نعمت آپ ﷺ ہی کے در سے ملتا ہے

ضیاء نیر

تم پر سلام

اے خدا کے آخری پیغامبر تم پر سلام تم سے ہیں شام وسحر، شام وسحر تم پر سلام
پیاری بی بی آمنہؓ کے، پیارے عبداللہؓ کے لختِ دل، لختِ جگر، نور نظر تم پر سلام
اُس کی ہوجاتی ہے بخشش اُسکو مل جاتا ہے رب بھیجتا ہے جو بھی خوش قسمت اگر تم پر سلام
اے مرے آقا سحر ہو یا مسا، تم پر درود اے مرے مولا سفر ہو یا حضر تم پر سلام
اُن کی تابندہ جبینوں میں تمہارا نور ہے کیوں نہ بھیجیں پھر بھلا شمس وقمر تم پر سلام
ہجر کا صدمہ ہے ایسا، ہوش کھو بیٹھا ندیم بھیجتا رہتا ہے اس کا دل مگر تم پر سلام

صاحبزادہ خان اختر ندیم نقشبندی

نعت شریف

سجدہ گاہ عرشیاں ہے آستانہ آپ کا آسرائے فرشیاں ہے آستانہ آپ کا
گنبد خضریٰ کی ہریالی، سنہری جالیاں باعث فخر جہاں ہے آستانہ آپ کا
ہر گھڑی آنکھوں میں منظر ہر گھڑی دل میں خیال چشمہ آرام جاں ہے آستانہ آپ کا
آپ ہی کے در سے ملتی ہے حیات جاوداں باعث تسکین جاں ہے آستانہ آپ کا
آتش ہجراں نے خاکستر کیا دامانِ دل فرحت و عنبر فشاں ہے آستانہ آپ کا
ہے ظفر چشتی کو بھی اعزاز نسبت آپ سے اور پھر دار الاماں ہے آستانہ آپ کا

عبدالحق ظفر چشتی

Marfat.com

گلہائے عقیدت بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

جو کی کسی نے نظر مدینے میں
وہی تو ٹھہرا ہے پھر عمر بھر مدینے میں
مقام ادب و عقیدت یہی ہے سب سے بڑا
ہو سانس تیز نگہ نیچی کر مدینے میں
خدایا عمر بھر دلدل ملی مگر اب ہو
میری حیات کا ختم سفر مدینے میں
سوائے اس کے کوئی اور مدعا ہی نہیں
کہیں نہ جائیں گے ہم تو مگر مدینے
ہر ایک زائر شہر نبی بھی رشک کرے
عقیدتوں سے کچھ ایسے سنور مدینے میں
مثال کہکشاں روز و شب چمکتی ہے
رسول پاک کی ہر رہگزر مدینے میں
خدایا ڈال طفیل رسول ہر دوسرا
تجلی کوئی دل زار پر مدینے میں
حسینؑ اور حسنؑ ایسے پھرتے تھے جیسے
"اتر کے آگئے شمس و قمر مدینے میں"
ریاضؔ کشتی جاں کا وہیں تو ساحل ہے
ہے ختم ذات کا ہوتا بھنور مدینے میں

پروفیسر ریاض احمد قادری

نعت شریف

میں در آقا پہ سر اپنا جھکاؤں ایک دن
ان کو پھر حال دل مضطر سناؤں ایک دن
خود کو دیکھوں آپ کے قدموں سے میں لپٹا ہوا
اپنے خوابوں کی اگر تعبیر پاؤں ایک دن
ان کی چوکھٹ پر خموشی سے کھڑا تکتا رہوں
اور پلکوں پر ستارے سے سجاؤں ایک دن
آپ کی گلیوں کی مٹی سر پہ اپنے ڈال کر
جنتیں ارض و سما کی میں بھی پاؤں ایک دن
کیوں بھلا دیکھوں گا میں تخت سکندر کی طرف؟
آپ کے نعلین جب سر پہ اُٹھاؤں ایک دن
کاش وہ گھڑیاں میسر ہوں مقدر کو میرے
ان کی نعتیں سامنے ان کے سناؤں ایک دن
اُن کو دیکھوں اس طرح اپنی نہ ہو مجھ کو خبر
ساری دُنیا کو میں رفعتؔ بھول جاؤں ایک دن

رفعت اقبال قادری

نعت شریف

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وچ لائی ہُو
نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے ہر جائی ہُو
اندر بوٹی مشک مچایا جان پھلن تے آئی ہُو
جیوے مُرشد کامل باہُو جیں ایہہ بوٹی لائی ہُو
بسم اللہ اسم اللہ دا ایہہ بھی کہناں بھارا ہُو
نال شفاعت سرور عالم چھٹسی عالم سارا ہُو
حدوں بے حد درود نبی تے جیندا ایڈ پسارا ہُو
میں قربان تنہا نتوں باہُو جہاں ملیا نبی سوہارا ہُو
بغداد شہر دی کیہہ اے نشانی اُچیاں لمیاں چیراں ہُو
تن من میرا پُرزے پُرزے جیوں درزی دیاں لیراں ہُو
لنہاں لیراں دی کفنی پاکے رلساں سنگ فقیراں ہُو
بغداد شہر دے ٹکڑے منگساں باہُو کرساں میراں میراں ہُو

حضرت سلطان باہُوؒ

Marfat.com

نعت

نعت جذب و شوق کی ہے اک ادائے دل نشیں — نعت شاعر کی تمناؤں کا، اِک خواب حسیں
نعت ہے مدح و ثنائے سید خیر الانام — راہ میں آتے ہیں جس کے سخت اور مشکل مقام
نعت توفیق خداوندی کا اِک اظہار ہے! — جس کو یہ نعمت ملے اُس کا سفینہ پار ہے
نعت ہے نور ہدایت اور بشارت پر عمل — نعت ہے حسانؓ ثابت کی روایت پر عمل
نعت سے سجدوں میں ملتا ہے سرور سرمدی — نعت اہل دل کو دیتی ہے شعور و آگہی
نعت کیا ہے؟ درحقیقت علم و حکمت کا جمال — نعت کیا ہے؟ درحقیقت عشق و رقت کا جلال
نعت کیا ہے؟ اشک ہائے تر سے موتی رولنا — آنسوؤں سے بات کرنا، منہ سے کچھ نہ بولنا
نعت کیا ہے؟ تپتے انگاروں پر بھی پڑھنا درود — نعت تلواروں کے سائے میں مسلمان کا سجود
نعت کیا ہے؟ کملی والے سے تعلق جوڑنا — مَاسِوَی اللہ سے، بتوں سے رشتے ناطے توڑنا
نعت بخشش کا ذریعہ، نعت جنت کی کلید — نعت دربارِ رسالت تک رسائی کی نوید
نعت کیا ہے؟ عشق و مستی، اُلفت و سوز و گداز — نعت کیا ہے؟ اہل دل کے واسطے عجز و نیاز
نعت کیا ہے؟ درد کے قصوں کی گٹھڑی پھولنا — پھر حسیں لفظوں میں ان کو جان و دل سے تولنا
نعت کیا ہے؟ درحقیقت چشم شاعر کا وضو — نعت ہی سے بدر! تیرے شعر کی ہے آبرو

سعید بدر

عشق نبی ﷺ دا مطلب (معریٰ)

خود مصطفیٰ نے اپنی، بیٹیؓ نوں ایہہ کہیا سی — اللہ پاک ولوں، میرا رسول ہونا
روزِ حساب تیرے، کجھ کم نہ آسکے گا — اِس واسطے اے بیٹیؓ، اپنے عمل توں کر لے
اوتھے کیونکہ اپنا، اپنا حساب ہونا — تیرا حساب ہونا، میرا حساب ہونا
اوتھے تاں سب دا وکھرا، وکھرا حساب ہونا — سب شاعر و تسیں وی، کن کھول کے تاں سن لو
نعتاں دیاں کتاباں، ایویں لکھی نہ جاؤ — اوتھے ایہناں دے بارے، کوئی نہیں سوال ہونا
منکر نکیر ہوراں، اپنے سوال کرنے — اللہ نے وی جن کے، اپنے سوال کرنے
کدرے وی نعت بارے گل تک وی نہیں جے ہونی — جنت چہ جانا ایں تاں، کجھ کرکے فر وکھاؤ
عشق نبی ﷺ دا مطلب، ایہہ شعر و شاعری نہیں — ایہداَ تاں بلکہ مطلب، سنت دی پیروی اے
جو جو نبی ﷺ نے کیتا، اوہ اوہ کرو تسیں وی — نالے خدا نے جو کجھ، قرآن وچ کہیا اے
اوہتے عمل وی کرکے، سب آخرت سنوارو — نعتاں ای کہن وچ ناں، دن رات ایہہ گزارو

اقبال ناز

Marfat.com

صوفیاء کلام

رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا
جے اک قطرہ بخشیں مینوں کم بن جاوے میرا
نیچاں دی اشنائی کولوں فیض کسے نئیں پایا
کیکر تے انگور چڑھایا ہر گچھا زخمایا
مالی دا کم پانی دیناں بھر بھر مشکاں پاوے
مالک دا کم پھل پھل لاناں لاوے یا نہ لاوے
خس خس جناں قدر نہ میرا تے صاحب نوں وڈیائیاں
میں گلیاں دا روڑا کوڑا محل چڑھایا سائیاں
میں نیواں، میرا مرشد اُچا اُچیاں دے سنگ لائیاں
صدقہ جاویں اُچیاں کولوں جس نے نیویاں نال نبھائیاں

میاں محمد بخش

عارفانہ کلام

اِتھاں میں مٹھڑی نت جان بلب
اوتاں خوش وسدا وچ ملک عرب
توڑے دھکڑے دھوڑے کھاندڑی ہاں
تینڈے نام توں مفت وکاندڑی ہاں
تنڈی باندیاں دی میں باندڑی ہاں
ہم در دیاں کتیاں نال ادب
واہ سوہنیاں ڈھولن یار سجن
واہ سانول ہوت حجاز وطن
آ ڈیکھ فرید دا بیت حزن
ہم روز ازل دی تانگھ طلب
تتی تھی جوگن چودھار پھراں
ہند، سندھ، پنجاب تے ماڑ پھراں
سنجے شہر تے بانج بازار پھراں
متاں یار ملم کہیں ساہنگ سبب

خواجہ غلام فرید

طائر سدرہ نشیں مرغ سلیمان عرب

زینت خلد بریں مرغ سلیمان عرب
سب فرشتوں سے حسیں مرغ سلیمان عرب
بلبل باغ دنیٰ، نغمہ گر حمد و ثنا
''طائر سدرہ نشیں مرغ سلیمان عرب''
مرسل رب علا، حامل وحی مولا
یعنی جبریل امیں مرغ سلیمان عرب
زمزمہ خوان علق، محکمی آیات فلق
طوطی ماہ جبیں مرغ سلیمان عرب
پر کشا رہتا ہے لاہوت کی پہنائی میں
برج سدرہ کا مکیں مرغ سلیمان عرب
مستعد رہتا ہے فرمان بجا لانے کو
عرش اعلیٰ کے قریں مرغ سلیمان عرب
نور تھا، نور خدا، نور کی جانب لایا
صورت وحی مبیں مرغ سلیمان عرب
باب جبریل جو ہے روضہ اقدس کے قریں
ٹھہرا کرتا تھا یہیں مرغ سلیمان عرب
آرزو ہے ترے دیدار کی دل میں لیکن
دید کی تاب نہیں مرغ سلیمان عرب
تیرے اشعار سے شہزاد یہی لگتا ہے
تو نے دیکھا ہے کہیں مرغ سلیمان عرب

علامہ محمد شہزاد مجددی

Marfat.com

منقبت

میں تو پنجتن کا غلام ہوں میں تو پنجتن کا غلام ہوں ۔۔۔ میں مرید خیر الانام ہوں میں تو پنجتن کا غلام ہوں
مجھے عشق انکی گلی سے ہے، مجھے عشق ان کے وطن سے ہے ۔۔۔ مجھے عشق سرو سمن سے ہے مجھے عشق سارے چمن سے ہے
مجھے عشق ہے تو علی سے ہے، مجھے عشق ہے تو حسن سے ہے ۔۔۔ مجھے عشق ہے تو حسین سے، مجھے عشق شاہ زمن سے ہے
مرا شعر کیا مرا ذکر کیا مری بات کیا مری فکر کیا ۔۔۔ مری بات انکے سبب سے ہے مرا شعر انکے ادب سے ہے
مرا ذکر ان کے طفیل سے مری فکر ان کے طفیل سے ۔۔۔ کہاں مجھ میں اتنی سکت بھلا کہ ہو منقبت کا بھی حق ادا
ہوا کیسے تن سے وہ سر جدا جہاں عشق ہے وہیں کربلا ۔۔۔ مری بات انکی ہی بات ہے مرے سامنے وہی ذات ہے
وہی جن کو شیر خدا کہیں جنہیں باب صل علیٰ کہیں ۔۔۔ وہی جن کو آل نبی کہیں وہی جن کو ذات علی کہیں
وہی پختہ ہیں میں تو خام ہوں میں تو پنجتن کا غلام ہوں ۔۔۔ میں مرید خیر الانام ہوں میں تو پنجتن کا غلام ہوں

منقبت

رہ توحید کی جانب بلایا، شاہ جیلاں نے ۔۔۔ ہمیں الحاد و بدعت سے بچایا، شاہ جیلاں نے
نفاق و ظلم اور فسق و فجور اپنا وطیرہ تھا ۔۔۔ ہمیں درس محبت پھر پڑھایا، شاہ جیلاں نے
مسلماں پر تھے ہر سو نکبت وادبار کے سائے ۔۔۔ انہیں روشن سویروں سے ملایا، شاہ جیلاں نے
نبی کے دامن رحمت میں چھپ جاؤ گنہگارو! ۔۔۔ سکون دل کا یہ رستہ دکھایا شاہ جیلاں نے
فقط اللہ کے آگے جھکو، وہ سب کا داتا ہے ۔۔۔ یہ کہہ کر ہم کو ذلت سے بچایا، شاہ جیلاں نے
دیئے دل میں جلیں گے تا قیامت حب احمد کے ۔۔۔ وہ حرف معتبر ہم کو سکھایا، شاہ جیلاں نے
نبی کی راہ سے خالد بھٹکتے جا رہے تھے ہم ۔۔۔ ہمیں پھر راستہ سیدھا دکھایا، شاہ جیلاں نے

خالد شفیق بٹ

کاروانِ نعت

ہمیں تو جان سے پیارا ہے کاروانِ نعت ۔۔۔ محبتوں کا نظارہ ہے کاروانِ نعت
اکیلے چلنے سے بہتر ہے اس میں آ ملنا ۔۔۔ سفر میں ایک سہارا ہے کاروانِ نعت
زمانہ ایک سمندر ہے، زندگی کشتی ۔۔۔ تو موج موج کنارہ ہے کاروانِ نعت
سبھی کو ہم سفری کے لیے دعوت عام ۔۔۔ تمہارا اور ہمارا ہے کاروانِ نعت
سمیٹ لیتے ہیں رحمت سمیٹنے والے ۔۔۔ کہ رحمتوں کا اشارہ ہے کاروانِ نعت
ہزار نور کے چشمے اس کے رستے میں ۔۔۔ کہ مہر و ماہ و ستارہ ہے کاروانِ نعت
سکون قلب اسی میں دکھائی دیتا ہے ۔۔۔ ہر ایک درد کا چارہ ہے کاروان نعت
یہ دشت و کوہ تو دیوار بن نہیں سکتے ۔۔۔ نبی سے عشق کا دھارا ہے کاروانِ نعت
خدا کرے کہ چمکتا رہے سدا رزمی ۔۔۔ ہماری آنکھ کا تارہ ہے کاروانِ نعت

محمد بشیر رزمی

Marfat.com

فیض حزب نعت

۱۴۲۷ھ

کنز رحمت غفار

۲۰۰۷ء

خوشا، ہم لے رہے ہیں سانس جس میں — یہ ہے لاریب دور عظمت نعت
رفعنا کے مظاہر ہیں بہ ہر سو — یقیناً ہے یہ عہد کثرت نعت
عطائے حق ہے یہ ملک، ہو رہا ہے — بہ ہر سمت اس میں اونچا رایت نعت
تشخص ہے یہی میرے وطن کا — اسے کہیے دیار شوکت نعت
تب و تاب اس کے رخ کی کم نہ ہوگی — عطا اس کو ہوا ہے صبغت نعت
''مجلہ کاروان نعت'' بے شک — ہے جاں پرور صدائے دعوت نعت
یہ پر انوار روحانی صحیفہ — یہ کوشاں ہے برائے وسعت نعت
یہ محبوب ہوا خواہان مدحت — عزیز طالبان لذت نعت
بہ اخلاص تمام و صدق کامل — مسلسل کر رہا ہے خدمت نعت
ثنائے مصطفیٰ کا یہ محرک — ہے پر تاثیر اس کی دعوت نعت
بٹھائے عاشقان مصطفیٰ کے — دلوں، ذہنوں میں پیہم رغبت نعت
جہاں میں ہر طرف پھیلا رہا ہے — مہک عشق نبی کی، نکہت نعت
ہوا اس کا مکمل سال اوّل — رہے اس کی یہ سعی مثبت نعت
یہ توصیف نبی کا کار محمود — مبارک باد اے جمعیت نعت
دعا گو ہوں کرم سے مصطفیٰ کے — قوی تر ہو یہ نظم قسمت نعت
کیا اب پیش نمبر خاص اس نے — بڑھے گی اور اس سے رغبت نعت
تھص ذکر محبوب خدا کا — ہویدا اس سے ہے خاصیت نعت

یہ عالی شان نمبر، اس کی تاریخ
کہی طارق نے ''کنز عظمت نعت''

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

Marfat.com

نعت خوانی اور ہم؟

سید عارف مہجور رضوی (گجرات)

سعادت ہے سرا سر نعت خوانی / خدا کی خاص ہے یہ مہربانی
ملے توفیق نہ یہ ہر کسی کو / نہ پائے ہر کوئی اس سر خوشی کو
عطائے خاص ہے ہونا ثنا گر / نہیں کوئی فضیلت اس سے بڑھ کر
نبی کی نعت کی محفل سعادت / نبی کی نعت کی محفل عبادت
مگر با وصف اس کے مہربانو / سنو یہ بات میری، قدر دانو
محافل نعت کی بے شک سجاؤ / مگر آداب بھی خاطر میں لاؤ
زبانی عاشقی کافی نہیں ہے / محبت کاغذی وانی نہیں ہے
نہیں جو اُن پہ مر مٹنے کا جذبہ / سرا سر جھوٹ ہے اُلفت کا رشتہ
خدا را نعت خوانی کو نہ بیچو / محبت کی کہانی کو نہ بیچو
جو سمجھے کام یہ پیشہ ورانہ / ہے اس کی سوچ بے حد جاہلانہ
خلوص دل سے، باصدق و صفا پڑھ / نبی کی نعت بے غرض و ریا، پڑھ
رہے نہ منفعت کوئی نظر میں / نہیں کوئی بڑائی جلب زر میں
جو سمجھے اس کو کاروبار، بد ہے / کہاں اس کی ہوس کی کوئی حد ہے
کمائی کا نہ سمجھو اس کو رستہ / نہ بیچو اس قدر سودا یہ ستا
نہیں یہ عشق و مستی کا تقاضا / اتارو زر پرستی کا لبادہ
کرو نوٹوں کی بارش سے کنارہ / نہیں اس میں کوئی اچھا اشارہ
تھرکنا نعت پر اچھا نہیں / بھلا یوں نعت خواں لگتا نہیں ہے
ترنم ریز رہنا ہے ضروری / تو گانوں سے بھی بچنا ہے ضروری
کہاں موسیقیت کا کام اس میں / ترنم ہے برائے نام اس میں
برنگِ نعت، نعتوں کو سناؤ / تقدس کا ہو جن میں رچ رچاؤ
رہے ملحوظ دیں کی پاسداری / نہ بگڑے اسم پاک ذات باری
شعور نعت خوانی کو بھی سمجھو / نبی کی زندگانی کو بھی سمجھو
رہے پیش نظر آقا کی سیرت / تبھی مقبول ہوگی ہر عبادت
سنو میری نصیحت ٹھنڈے دل سے / گزارش ہے یہ میری اہل دل سے
اسی خاطر ہے میں نے رونا رویا / چمک اٹھے ہمارا بخت سویا
نہیں اس میں کوئی میری خطا ہے / نوا ہے وقت کی، دل کی ندا ہے
خدا و ندا دعا مبرور کر دے / صدا مہجور کی مشہور کر دے

Marfat.com

نام لیو جس چیز کا
چوگن کر یوتا
دو ملائو پانچ گن
بانٹو بیس بنا
باقی رہے سو نوگن
اس میں دو ملا
اس بیہ پر اک نام کو
محمد لیو بنا

(بابا گروہ نانک)

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور

Marfat.com

تاریخ کائنات کا سب سے بڑا دن

ریاض حسین چودھری

جشن عید میلاد النبی ﷺ کی آمد آمد ہے، پلکوں پر ابھی ان گنت ستارے جھلملانے لگے ہیں۔ نعتِ مسلسل کے سرمدی رتجگوں کا شاداب موسم قریہ جاں میں ابھی سے خیمہ زن ہے۔ کشتِ دیدہ و دل میں ابھی سے خیمہ زن ہے۔ کشتِ دیدہ و دل میں ابھی سے باد بہاری چل رہی ہے، شاخ آرزو پر ابھی سے کلیاں مسکرانے لگی ہیں۔ صبح میلاد کی دلنواز ساعتوں کی پذیرائی کے لیے دل کی دھڑکنیں چشمِ محبت کی دہلیز پر ابھی سے سمٹنے لگی ہیں۔ صباء خوشبو کے چراغ لے کر ابھی سے راہوں میں کھڑی ہے۔ تاریخ کائنات کے سب سے بڑے دن کے استقبال کے لیے عناصر فطرت رنگ و نور کی نئی پوشاک پہنے ابھی سے چشم براہ ہیں:

فصیل لب پہ سجانے لگی ہوا کلیاں
ابھی سے آنکھ سحاب کرم میں ڈوب گئی
ابھی سے جشن ولادت کے خیر مقدم کو
مری زبان بھی میرے قلم میں ڈوب گئی

ربیع الاول کے مقدس چاند کے طلوع ہونے میں ابھی چند روز باقی ہیں۔ خوشیوں اور مسرتوں کی دھنک سات رنگوں کا پرچم اٹھائے آسمانِ قلب و نظر پر جلوہ گر ہے

سمٹ رہے ہیں ستارے فلک کی بانہوں میں
غبارِ نور ہے پھیلا ہوا نگاہوں میں
یہ کس رسول کی آمد ہے بزم ہستی میں
سحر ازل سے مودب کھڑی ہے راہوں میں

اے صبح میلاد کی نورانی ساعتو! ہم غلاموں کا سلام شوق قبول کرو۔

نوٹ: سید صبیح رحمانی کے نام ریاض حسین چودھری کے ایک خط سے اقتباس (مطبوعہ نعت رنگ 18)

☆

توصیفِ مصطفوی ﷺ کی مہک سے مزین مجموعہ نعت بعنوان

محمد ﷺ جانِ محبوبی

عظیم نعت گو ...... پروفیسر صابر حسین شکیب وجدانی

کے قلم سے ...... جلد منظر عام آرہا ہے

المدینہ دار الاشاعت

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ 38، اُردو بازار لاہور۔ فون: 7312801-7320682

Marfat.com

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

تحریر: شارحِ بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری رحمہ اللہ

کائنات عالم کا ذرہ ذرہ اس روشن حقیقت کا شاہد و گواہ ہے کہ 12 ربیع الاول شریف وہ ساعت ہے جس میں آفتاب رسالت مہتاب نبوت سید عالم' نور مجسم' ہادی سبل' ختم الرسل' احمد مجتبیٰ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے صحنِ عالم میں قدم رنجہ فرمایا اور آپ ﷺ کی ضیاء پاشیوں سے کائنات کا کونہ کونہ بقعہ نور بن گیا۔ یہ مقدس ساعت جس میں حضور انور ﷺ نے طلوع اجلال فرمایا۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کی ایسی خوشی ہے جس کا کوئی بدل نہیں اور اس تقریب سعید کو دنیا کے کروڑوں فرزندان توحید نہایت تزک و احتشام سے مناتے ہیں اور آپ کی ولادت باسعادت کی خوشی منانے میں راحت ابدی محسوس کرتے ہیں۔

آج پاک و ہند بلکہ دنیا کے شہروں قصبوں اور گلیوں کو دلہن کی طرح سجایا جائے گا۔ جلوس اور جلسے منعقد ہوں گے اور ہر فرزندِ توحید محسن کائنات ﷺ کے حضور میں نذر عقیدت پیش کر کے ثواب عظیم پائے گا۔ 12 ربیع الاول کے تاریخی یوم پر سردار دو جہاں کی سیرت وصورت وفضائل ومناقب پر تقاریر ہوں گی۔ حمد ونعت کے پرکیف نغموں سے حاضرین کے قلوب کو روشن ومنور کیا جائے گا۔ غربا پروری ہوگی۔ ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے تاجدار دو عالم ﷺ کی سیرت مقدسہ پر مقالے پڑھے جائیں گے۔ مشاعروں میں ماہ طیبہ ﷺ کی مدح ہوگی۔ مؤمنین مخلصین باادب کھڑے ہو کر شہنشاہِ کائنات ﷺ کے حضور میں ہدیہ درود وسلام پیش کریں گے۔

غرضیکہ وہاں فلک پر یہاں زمین پر دھوم مچے گی۔ شادی رچے گی محبوب رب العالمین ﷺ کے ذکر پاک سے فضا معمور ہوگی اور انوار و برکات قدسیہ کی بارش جن و ملک اور انسان اس ہستی کے نقش اول اور خداوند قدوس کے خلیفہ اعظم اور اس کی ذات وصفات کے مظہر اتم کی سیرت پاک سے درس حاصل کریں گے۔

ہاں ہاں جب سے آمنہ خاتون کے نور نظر اور حضرت عبداللہ کے درِ یتیم نے اس دار فانی میں قدم رنجہ فرمایا ہے۔ تب سے لے کر جب تک قائم ہے اسلام کے کروڑوں فرزندوں نے آپ کی ولادت باسعادت کے جشن منانے کو ذریعہ نجات تصور کیا ہے۔ اسلام کی سنہری تاریخ میں اس سے باعزت دن

Marfat.com

اور کوئی نہیں ہے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے آج ہم آقائے نامدار کی پاکیزہ ولادت کا یوم سعید پاکستان کی آزاد فضا میں منا رہے ہیں۔ آج راعی اور رعایا ایک یہ سطح پر ایستادہ ہو کر حضور نور مجسم ﷺ کی عنایات کا اور ان کے رب کریم کے انعامات کا شکر بجالاتے ہیں اور یہی وہ پاکیزہ جذبہ اور حقیقی طاعت ہے جس پر عابد و معبود کا رفیع الشان قصر تعمیر ہوتا ہے۔ حضور کی ذات ستودہ صفات ہی وہ پاکیزہ ہستی ہے جس نے گمراہ انسان کو قصر مذلت سے اٹھا کر انسانیت کی اس بلندی پر پہنچا دیا جہاں ملائک بھی رشک کرتے ہیں۔

آؤ ہم اور آپ مل کر بخلوص قلب دعا کریں کہ اللہ رب العزت جل مجدہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی مسرت و انبساط کے طفیل دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے اور ہمیں آپ ﷺ کی سیرت پاک کو اپنانے اور آپ کے بتائے ہوئے مقدس راستے پر گامزن ہونے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آج دنیا میں محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا ہوئے مصطفیٰ ﷺ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

12 ربیع الاول وہ مقدس دن ہے جس میں آسمانِ نبوت کے نیر اعظم حضور رحمتہ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف فرمائے عزت و جلال ہوئے۔ یہ مقدس دن تاریخ کا ایک اہم دن ہے اور اس کی تعظیم و تکریم علامت ایمان اور اس مقدس دن کی یاد روح و جسم دونوں کی عید ہے۔

12 ربیع الاول کو پورے پاکستان میں اس تقریب سعید کو پورے عز و وقار سے منایا گیا۔ اس دن پاکستان کے ہر شہر ہر قصبہ اور گاؤں میں جلوس نکلے اور سیرت النبی ﷺ کے جلسے منعقد ہوئے اور گلی کوچے اور بازار رنگ برنگی جھنڈیوں اور خوبصورت محرابوں اور دروازوں سے سجائے گئے۔ رات کو جشن چراغاں ہوا اور ہر مسلمان نے اپنے ہادی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں گلہائے محبت و عقیدت پیش کیے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس یوم سعید کی یادگار قائم رکھنا علامات ایمان سے ہے اور یہ یوم مبارک ایک مومن کے لیے تو اس کے جسم و روح دونوں کی عید ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے ہم پر اور ہم سے پہلوں پر اور ہماری آئندہ آنے والی نسلوں پر جو احسان عظیم فرمایا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کا حق شکر گزاری ادا کرنا ہی ناممکن ہے۔ ہمارے قلوب آپ کی محبت و عقیدت سے جس قدر لبریز ہیں اور ہماری زبانیں جس قدر اپنے عظیم المرتبت ہادی ﷺ کی یاد میں رطب اللسان رہیں، کم ہی ہے۔

میلاد النبی ﷺ کی تقاریب جہاں آپ کی یاد قائم رکھنے کا ایک طریقہ ہے، وہاں آپ کی ہدایات د

Marfat.com

ارشادات کی تبلیغ و اشاعت کا بھی ایک نہایت ہی نفیس ذریعہ ہے۔ سیرت کے مقدس جلسوں میں سال کے بعد ایسا موقع مل جاتا ہے کہ جس میں ہر طبقہ کے مسلمانوں تک دین اسلام کی باتیں پہنچ جاتی ہیں اور دین کی کافی تبلیغ ہو جاتی ہے۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند　　اس دل افرزو ساعت پہ لاکھوں سلام

حیاتِ مقدس ایک نظر میں

22 اپریل 571ء .... پیدائش

تقریباً ایک ہفتہ بعد .... حلیمہ سعیدہ کی آغوش رضاعت میں

پانچ سال کی عمر میں .... پھر آغوشِ مادر میں

چھ سال کی عمر میں .... والدہ ماجدہ کا انتقال

آٹھ سال کی عمر میں .... دادا (عبدالمطلب) کی وفات

بارہ سال کی عمر میں .... شام کا پہلا تجارتی سفر

25 سال کی عمر میں .... حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح

30 سال کی عمر میں .... قوم کی طرف الامین کا خطاب

35 سال کی عمر میں .... تمام قبائل کی طرف سے حکم (ثالث)

.... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کفالت

37 سال کی عمر میں .... غار حرا میں خلوت اور عبادت و تفکر

40 سال کی عمر میں .... نزولِ وحی

3ھ نبوی 43 سال کی عمر میں .... چالیس زن و مرد کا اسلام قبول کرنا

5ھ نبوی 45 سال کی عمر میں .... حبشہ کی طرف ہجرت کے لیے

.... صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم

6ھ نبوی 46 سال کی عمر میں .... حضرت حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا

.... اسلام لانا

7ھ نبوی 47 سال کی عمر میں .... کفارِ قریش کی جانب سے بائیکاٹ اور شعب

.... ابی طالب میں محصور کرنا۔

Marfat.com

۱۰ نبوی 50 سال کی عمر میں .... معاشرتی مقاطعہ (بائیکاٹ) کا خاتمہ

.... چچا ابو طالب کا انتقال

.... حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات

.... تبلیغ اسلام کے لیے طائف کا سفر

.... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح

.... معراج کا واقعہ

۱۱ نبوی 51 سال کی عمر میں .... یثرب (مدینے) کے چھ آدمیوں کا قبول اسلام

۱۲ نبوی 52 سال کی عمر میں .... یثرب (مدینے) کے بارہ آدمیوں کا قبول اسلام

۱۳ نبوی 53 سال کی عمر میں .... یثرب (مدینے) کے 72 آدمیوں کا قبول اسلام

.... ہجرت مدینہ

۱ھ 54 سال کی عمر میں .... مدینے کے شہری نظم ونسق کی دیکھ بھال

۲ھ 55 سال کی عمر میں .... کفار کا پہلا حملہ (واقعہ بدر)

۳ھ 56 سال کی عمر میں .... کفار کا دوسرا حملہ (واقعہ احد)

۴ھ 57 سال کی عمر میں .... بنی عامر کی چالبازی اور قاریوں کی شہادت

۵ھ 58 سال کی عمر میں .... کفار کا تیسرا حملہ (واقعہ خندق)

۶ھ 59 سال کی عمر میں .... صلح حدیبیہ

۷ھ 60 سال کی عمر میں .... بادشاہوں کو دعوت نامے۔ فتح خیبر

۸ھ 61 سال کی عمر میں .... موتہ کا واقعہ فتح مکہ اور حنین کا واقعہ

۹ھ 62 سال کی عمر میں .... واقعہ تبوک۔ مسلمانوں کا حج ادا کرنا۔

.... وفود کی آمد

۱۱ھ 63 سال کی عمر میں .... حجۃ الوداع اور مشہور آخری خطبہ

۱۱ھ 63 سال کی عمر میں .... علالت ورحلت

☆

Marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یومِ میلاد

عیدوں کی عید

تحریر: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود

اللہ نے سب سے پہلے نور محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیدا فرمایا(1)۔ نبوت سے سرفراز کیا' درودوں کا سلسلہ شروع ہوا(2)۔ فرشتے پیدا ہوئے تو وہ بھی درود سلام میں شریک ہو گئے' اور جب وہ نور دنیا میں آیا(3)۔ تو انسان بھی شریک ہو گئے(4)۔ اگر سمجھنے والے سمجھیں تو یہ بھی جشن کا ایک انداز ہے.......... اللہ اکبر! روز اول سے ذکر اذکار ہو رہے ہیں اور خوشیاں منائی جا رہی ہیں.......... اللہ کو اپنے پیاروں سے بڑی محبت ہے' ان کی نشانیوں کو اپنی نشانیاں بنا دیا(5)۔ اور تعظیم و تکریم کا حکم دیا(6)۔ ان کے یادگار دنوں کو اپنا یادگار دن بنا دیا(7)۔ اور ارشاد فرمایا.......... اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ(8)۔ انبیاء علیہم السلام کا یوم ولادت بھی اللہ کے دنوں میں ایک دن ہے۔ یوم ولادت کی اہمیت کا اندازہ قرآن کریم سے ہوتا ہے.......... حضرت یحیٰی علیہ السلام کے لئے ارشاد.......... سلامتی ہو اس پر جس دن وہ پیدا ہوا(9)۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان رنگ و بو میں پیر کے دن تشریف لائے .... آپ اظہار تشکر کے لئے' پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے' جب پوچھا گیا تو فرمایا.......... اس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی(10)۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی تاریخ بعض روایات کے مطابق 12 ربیع الاول (569ء) ہے جس کی تائید تین چار ہزار برس پرانے شواہد سے بھی ہوتی ہے(11)۔ تو ''پیر'' کے دن اور 12 ربیع الاول کو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاص نسبت ہے اور نسبتوں ہی سے بلندیاں نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معبوث فرما کر احسان جتایا(12)۔ احسان اس لئے جتایا جاتا ہے تاکہ اس کو یاد رکھا جائے' یاد کیا جائے فراموش نہ کر دیا جائے .... پھر خوشیاں منانے کا بھی حکم دیا(13)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے عرض کیا.......... ''ہم پر آسمان سے خوان نعمت اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلوں اور پچھلوں کی''(14)۔ یہ بات قابل توجہ ہے خوان نعمت اترے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دن عید منائیں اور جب ''جان نعمت'' اترے تو وہ دن عید کا دن نہ ہو؟.......... جس رات قرآن اترا وہ رات ہزار مہینوں سے بہتر قرار پائے(15)۔ اور جس دن وہ قرآن ناطق صلی اللہ علیہ وسلم اترا اس کی عظمت کا کیا عالم ہوگا .... شب قدر ہر سال منائی جاتی ہے تو وہ رات کیوں نہ منائی جائے جس رات آقائے دو جہاں صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اللہ نے فرمایا ''اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو(16)۔امام بخاری فرماتے ہیں، سب سے بڑی نعمت تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں(17)۔تو چاہیے ان کا چرچا کیا جائے .... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بسرِ منبر اپنا ذکر ولادت فرمایا(18)۔بعض صحابہ کرام کو حکم دیا اور انہوں نے آپ کے فضائل وشمائل بیان کیے(19)۔آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سنہ 630/9 میں غزوہ تبوک سے واپسی پر آپ کے سامنے منظوم ذکر ولادت فرمایا(20)۔حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ نے خود منبر پر چادر شریف بچھائی اور انہوں نے منبر پر چڑھ کر آپ کی شان میں قصیدہ پیش کیا(21)۔آپ نے دعاؤں سے نوازا .... یہ تمام حقائق احادیث میں موجود ہیں .... مشہور تبع تابعی حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری پیاری باتیں سناتے تو بڑا اہتمام فرماتے(22)۔ٹھیک ایسا ہی اہتمام جیسا آج علماء ومشائخ کی بعض محافل میں نظر آتا ہے .... حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذر و نیاز پیش فرماتے تھے(23)۔اور یہ طریقہ اب تک رائج ہے .... ابن تیمیہ بھی محافل میلاد منعقد کرنے والے مخلصین کی تائید کرتے ہوئے اجر وثواب کی بشارت دیتے ہیں(24)۔مجالس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نئی چیز نہیں۔ صدیوں سے اس کا سلسلہ جاری ہے اور اس کی اصل عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے ....

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ رحمتہ اللہ علیہ پابندی کے ساتھ یوم ولادت باسعادت پر کھانا پکا کر فقراء میں تقسیم کرتے تھے(25)۔اور ان کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا معمول تھا کہ 12 ربیع الاول کو ان کے ہاں لوگ جمع ہوتے، آپ ذکر ولادت فرماتے پھر کھانا اور مٹھائی تقسیم کرتے تھے(26)۔حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ مکہ معظمہ میں ایک محفل میلاد میں شریک ہوئے جہاں آپ نے مشاہدہ فرمایا کہ انوار وتجلیات کی بارش ہو رہی ہے(27)۔مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ محفل میلاد کو ذریعہ نجات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتے اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پیش کرتے(28)۔مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمہ 12 ربیع الاول کو ہر سال بڑے تزک واحتشام سے محفل میلاد منعقد کراتے جو نماز عشاء سے نماز فجر تک جاری رہتی پھر کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پیش کیا جاتا اور مٹھائی تقسیم ہوتی، کھانا کھلایا جاتا(29)۔اللہ کے بعض فرشتے بھی کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پیش کر رہے ہیں(30)۔تو یہ فرشتوں کی سنت ہے .... سات سو برس پہلے فاضل جلیل امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ علماء کی محفل میں تشریف فرما تھے وہاں حسان وقت امام صرصری کا نعتیہ شعر پڑھا گیا جس میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کھڑے ہونے کی آرزو کی گئی تھی، شعر کا سننا تھا کہ سارے علماء کھڑے ہو گئے(31)۔تو کھڑے ہو

Marfat.com

کر صلوٰۃ وسلام پیش کرنا صلحاء امت کی بھی سنت ہے............ حضرت شیخ عبدالحق محمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پیش کرتے تھے اور اس کو قبولیت کا ذریعہ سمجھتے تھے(32)۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے(33)۔ اور یہ بھی فرمایا، جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا اس کے لئے اس کا ثواب ہے اور اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب بھی(34)۔ آپ نے یہ بھی فرمایا، ہر حال میں سواد اعظم(35)۔ اور جماعت و جمہور کے ساتھ رہو(36)۔ تو مجالس عید میلاد النبی صلی الہ علیہ وآلہ وسلم کا اہتمام، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین اور صلحاء امت کی سنت ہے اور ان کے عمل سے ثابت ہے.......... محبت کی فطرت ہے کہ عاشق ہمیشہ اپنے محبوب کی تعریف وتوصیف اور ذکر اذکار سننا پسند کرتا ہے بلکہ دل سے چاہتا ہے کہ ہر وقت اس کا ذکر ہوتا رہے، کوئی ایسا عاشق نہ دیکھا جو محبوب کا ذکر کرنے والے سے الجھتا ہو اور اس کو برا بھلا کہتا ہو کیونکہ یہ محبت کی فطرت کے خلاف ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اصل خوشی منانا تو یہ ہے کہ ہر دن اور ہر آن ظاہر و باطن میں سنتوں پر عمل کریں پھر ہر سال محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی منائیں جس طرح ہمارے ان اکابر وسلاف نے خوشی منائی جن کے دم سے اسلام کی رونق ہے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کے استاد شاہ عبدالغنی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا.......... میلاد شریف کی خوشی کرنے میں ہی انسان کی کامل سعادت ہے(37)۔ اللہ تعالیٰ حضور انور صلی اللہ علی وسلم کی ایسی سچی محبت عطا فرمائے کہ ہم خود بخود سنت کے سانچے میں ڈھلتے چلے جائیں اور ہمارا وجود دوسروں کے لئے مینارہ نور بن جائے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست　　اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

حوالہ جات: (1)۔ مدارج النبوۃ۔ ج ا۔ ص 2۔ (2)۔ اشعۃ اللمعات۔ ص 474۔ (3)۔ سورۂ مائدہ۔ 15۔ (4)۔ سورۃ احزاب۔ 57)-56۔ (5)۔ سورۂ بقرہ۔ 158۔ (6)۔ سورۂ حج 32۔ (7)۔ تفسیر خازن و مدارک۔ (8)۔ سورۂ ابراہیم۔ 5۔ (9)۔ سورۂ مریم۔ 15۔ (10)۔ ابن اثیر۔ اسد الغابہ۔ ج ا، ص 22)-21۔ (11)۔ بھاگوت پران 10 اسکند 12۔ باب 102 شلوک 18۔ (12)۔ سورۂ آل عمران۔ 16۔ (13)۔ سورۂ یونس 58۔ (14)۔ سورۂ مائدہ 114۔ (15)۔ سورۂ قدر۔ 3۔ (16)۔ سورۂ ضحیٰ۔ 11۔ (17)۔ بخاری شریف۔ ج ا۔ ص 566۔ (18)۔ ترمذی شریف۔ ج 2۔ ص 201۔ (19)۔ زرقانی۔ ج ا۔ ص 27۔ (20)۔ ابن کثیر۔ میلاد مصطفیٰ۔ ص 30)-29۔ (21)۔ بخاری شریف۔ ج ا۔ ض 40۔ (22)۔ اقامۃ القیامہ۔ ص 44۔ (23)۔ قرۃ الناظر۔ ص 11۔ (24)۔ الدر الثمین۔ ص 8۔ (25)۔ اقتضاء الصراط المستقیم۔ (26)۔ الدر المنظم۔ ص 89۔ (27)۔ فیوض الحرمین۔ ص 80-71۔ (28)۔ فیصلہ ہفت مسئلہ مع تعلیقات۔ ص 111۔ (29)۔ تذکرۂ مظہر مسعود۔ ص 177)-176۔ (30)۔ سورۂ صفت۔ 1۔ (31)۔ اقامۃ القیامہ۔ (32)۔ اخبار الاخیار۔ ص 624۔ (33)۔ موطا امام محمد۔ ص 104۔ (34)۔ مسلم شریف۔ ج 3۔ ص 718۔ (35)۔ مشکوٰۃ شریف۔ ج ا۔ ص 58۔ (36)۔ مشکوٰۃ شریف۔ ص 31۔ (37)۔ شفاء السائل۔

Marfat.com

ذکرِ رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم

محمد طارق خان

لے کر سیاہی نور رخ آفتاب سے — لکھنا ہے وصف حسن رسالت مآب کا

جس طرح دین اسلام اپنی ابدی تعلیمات اور جامعیت کے لحاظ سے دیگر مذاہب عالم میں ممتاز ہے اسی طرح رحمت عالم، پیکر خلق عظیم، باعث تخلیق کائنات سید الانبیاء حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی تعلیمات کے نمونہ عمل ہونے کے لحاظ سے دیگر انبیا و رسل میں ممتاز و منفرد مقام حاصل ہے۔

رسولوں میں محمد مصطفیٰ تم سب سے برتر ہو — قسیم آب کوثر ہو، شفیع روز محشر ہو

(نامی سہارنپوری، منشی روپ کشور)

یہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور پیغمبر کی زندگی کے چند خاص واقعات کے سوا ان کی سوانح حیات اور اخلاق و سیر محفوظ نہیں۔

فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے بارے میں اتنا لکھا جا چکا ہے کہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اتنا کسی اور شخصیت کے بارے میں نہیں لکھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے ایک ایک گوشہ کو مورخین اور ارباب سیر نے دنیائے اسلام کے سامنے پیش کیا جوں جوں زمانے نے ترقی کی اسی رفتار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سراپا کمالات کی اہمیت بڑھتی رہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سے لے کر عصر حاضر تک ہر زمانے، ہر ملک اور ہر زبان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور حیات طیبہ پر ہزاروں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔

مسلم ارباب سیر اور تاریخ نگاروں کو چھوڑ دیں کہ ان کا تو دین و ایمان ہی سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی سے وابستہ ہے، دشمنوں اور غیر مسلموں کے کیمپ میں آیئے۔ ہندو، سکھ، عیسائی، بدھسٹ اور دیگر غیر مسلم اقوام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ پر لکھا اور نہایت شاندار الفاظ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خراج تحسین پیش کیا وہ الفاظ تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں۔

☆ معروف ہندو شاعر منوہر لال دل کہتے ہیں:

کیا دل سے بیاں ہو تیرے اخلاق کی توصیف — عالم ہوا مداح تیرے لطف و کرم کا

☆ ہندو شاعر مجبور جلالوی (منشی چھترول) اپنی نعت میں معترف صد تحسین و آفرین نظر آتے ہیں

نبی برحق تم ہو اور مالک شرع مبیں تم ہو — رسالت ختم ہے تم پر کہ ختم المرسلیں تم ہو
نہ ہو کیوں دماغ اہل زمیں کا عرش عظیم پر — کہ تم فخر بنی آدم ہو اور فخر زمیں تم ہو
تمہاری شان میں لولاک فرمایا ہے خالق نے — تمہارا ہی مکاں کونین ٹھہرا اور مکیں تم ہو
تمہیں مجبور سب داد سخن کیونکر نہ دیں دل سے — کہ دل اور جاں سے مدحت سرائے شاہ دیں تم ہو

☆ منشی بشیشو دیر شاد کہتے ہیں:

Marfat.com

ذرے ذرے اس در کے کیا سیارے کیا شمس و قمر   جلوہ آراء شش جہت میں ہے ضیائے مصطفیٰ
شافع محشر ملا ہے کس پیغمبر کو خطاب   کون محبوب الٰہی ہے سوائے مصطفیٰ

☆ انگریزی زبان میں پروفیسر مارگولیوتھ کی کتاب Muhammad an rise of Islam سے جو "ہیروز آف دی نیشن" کے سلسلہ میں نیویارک سے 1905ء میں شائع ہوئی زیادہ زہریلی کتاب سیرت پر انگریزی زبان میں نہیں لکھی گئی اس نے تحقیق کے بھیس میں جو زہرافشانی کی وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں، تاہم وہ بھی اپنی مذکورہ بالا کتاب کے مقدمہ میں اس حقیقت کے اعتراف سے باز نہ رہ سکا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت نگاری ختم ہونے والی نہیں اس صف میں جگہ پا جانا ہی عزت کا مقام ہے۔ چنانچہ وہ آغاز کتاب میں رقمطراز ہے۔

"محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوانح نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا ناممکن ہے لیکن اس میں جگہ پانا قابل عزت وتکریم ہے۔"

"انسائیکلوپیڈیا امریکا" نا اعتراف حقیقت کے طور پر لکھتا ہے۔"محمد تاریخ کی مکمل روشنی میں پیدا ہوئے۔"

☆ ہارٹ میخائیل لکھتا ہے:

"قارئین میں سے ممکن ہے کہ کچھ لوگوں کو تعجب ہو کہ میں نے دنیا جہاں کی موثر ترین شخصیات میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرفہرست کیوں رکھا ہے اور وہ مجھ سے وجہ طلب کریں گے حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ پوری انسانی تاریخ میں صرف وہی ایک انسان تھے جو دینی اور دنیاوی اعتبار سے غیر معمولی طور پر کامیاب وکامران اور سرفراز ٹھہرے۔"

☆ "شانتا رام" پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میں نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ مشاہیر کی سوانح حیات پڑھنے میں صرف کیا ہے، میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عظیم انسان ہیں کہ جن کے مقابلے کا انسان روئے زمین پر نظر نہیں آتا" (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جیون چرتر/شانتا رام)۔

☆ جان ڈیون پورٹ نے 1869ء میں انگریزی زبان میں سیرت طیبہ پر ایک کتاب بعنوان Apology for Muhammad and the Quran تصنیف کی جس کی ابتداء انہوں نے ان الفاظ سے کی ہے۔

"اس میں شبہ نہیں کہ تمام مقننین اور فاتحین میں ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کے حالات زندگی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات زندگی سے زیادہ مفصل اور سچے ہوں۔"

☆ بیروت کے مسیحی اخبار الوطن نے 1911ء میں دینا کے سامنے یہ سوال پیش کیا تھا کہ دنیا کا سب سے بڑا انسان کون ہے؟ جس کے جواب میں ایک عیسائی عالم داور مجاعص نے لکھا۔

"دنیا کا سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے دس برس کے مختصر سے عرصے میں ایک نئے مذہب،

Marfat.com

ایک نئے فلسفے، ایک نئے تمدن کی بنیاد رکھی، جنگ کا قانون بدل دیا اور ایک نئی قوم پیدا اور نئی طول العمر سلطنت قائم کر دی۔ ان تمام کارناموں کے باوجود اُمّی اور ناخواندہ تھا۔ وہ کون؟ محمد بن عبداللہ قریشی۔ عرب اور اسلام کے پیغمبر۔"

☆ اے گیلیوم رقمطراز ہے:

"تاریخ انسانی میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام سب سے بلند اور منفرد ہے"

☆ فرانسیسی محقق ڈاکٹر گستا دلیبان لکھتا ہے:

"اگر اشخاص کی زندگی، بزرگی اور وقعت کا اندازہ ان کے کارناموں سے لگایا جا سکتا ہے تو ہم کہیں گے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جال التاریخ میں سب سے عظیم شخصیت گزرے ہیں"۔

☆ ای ڈرمنگھم اپنی کتاب Life of Muhammad میں لکھتا ہے:

"محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اعتبار سے دنیا کے وہ واحد پیغمبر ہیں جن کی زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ہے۔ ان کی زندزگی کا کوئی گوشہ چھپا ہوانہں ہے بلکہ منور اور روشن ہے"

☆ آنند پنڈت جگناتھ پرشاد کہتے ہیں:

مدح حسن مصطفیٰ ہے ایک بحر بے کراں اس کے ساحل تک کوئی شریں بیاں پہنچا نہیں

☆ ممتاز ہندو سیرت نگار سوامی لکشمن پرشاد اپنی کتاب "عرب کا ان" میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا اعتراف ان الفاظ میں کرتا ہے۔

"دنیا کی ان جلیل القدر ہستیوں میں جن کے اسمائے گرامی ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کئے جا سکتے ہیں۔ رحمت اللعالمین شفیع المذنبین، سید المرسلین، خاتم النبیین، باعث فخر موجودات، سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کئی اعتبار سے ایک خاص امتیاز حاصل ہے۔

مزید لکھتے ہیں: "داعی اسلام حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصلحان عالم کی ایک بڑی تعداد پر اس خصوصیت میں امتیازی اور خاص شرف و برتری حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول وفعل یکساں تھا، قول وفعل کا ایک ہونا ایک ایسا مایہ ناز وصف اور کمیاب جنس ہے کہ بازار جہاں کی بڑی بڑی نادرہ روزگار اور شہرہ آفاق ہستیوں کی سوانح حیات میں بھی نایاب ہے لیکن حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن ایسے بہت سے گوہر نایاب سے لبریز تھا جن کی درخشندگی سے کائنات کا ہر گوشہ روشن ہو سکتا ہے۔"

☆ جی ڈبلیو لیٹز لکھتا ہے: "حقیقت یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت اور ذات میں ایک ایسی کشش اور جاذبیت ہے جو کسی دور میں کم نہیں ہوگی، بلکہ کشش اور جاذبیت میں بنی نوع انسان کے لئے اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔"

☆ لین پول لکھتا ہے: "روئے زمین پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا دوراندیش ور صاحب بصیرت انسان کوئی دوسرا دکھائی نہیں دیتا۔"

☆ والٹیئر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے: "اس سے بڑا

Marfat.com

انسان، انسانیت نواز، دنیا کبھی پیدا نہ کر سکے گی"۔

☆ یورپ جسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عقیدت نہیں وہاں بھی مختلف زبانوں میں اس موضوع پر اب تک تقریباً پندرہ سو کتابوں سے زائد لکھی جا چکی ہیں۔

یہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات ہی کی عظمت ہے کہ صرف مسلمان ہی نہیں غیر مسلم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

☆ معروف ہندو شاعر شیش چندر سکسینہ کہتا ہے:

یہ ذات مقدس تو ہر انسان کو ہے محبوب   مسلم ہی نہیں وابستہ دامان محمد

☆ رگھو پتی سہائے کہتے ہیں:

معلوم ہے کچھ تم کو محمد کا مقام   وہ امت اسلام میں محدود نہیں ہیں

☆ کنور مہندر سنگھ بیدی سحر کہتے ہیں:

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں   صرف مسلم کا محمد پہ اجارہ تو نہیں

☆ رویندر، رو ہیندر جین کہتے ہیں کہ:

آپ کے ماننے والوں میں ضروری تو نہیں   صرف شامل ہوں مسلمان رسول اکرم

گوپی امن ناتھ کو بھی فخر ہے کہ:

شفیع امم رحمت اللعالمین ہے   فقط وہ متاع مسلماں نہیں ہے

یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ اور اخلاق حسنہ کی جاذبیت اور دلکشی کی بین دلیل ہے کہ اس کے ادراک و علم کے بعد غیر مسلم بھی اپنے تعصبات کے کچھار میں قید نہیں رہ سکے۔ چنانچہ عصر حاضر میں جب سیاسی اور مذہبی مفاد پرستیوں سے ہٹ کر علمی و تحقیقی سطح پر دنیائے کفر کا رابطہ اسلام اور عالم اسلام سے ہوا تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کے اعتراف اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے عقیدت کے اظہار کے جذبے نے یہاں کے محققین اور دانشوروں کی تحریروں اور تقریروں کو بھی تعصبات کی زنجیروں سے رہائی دلائی۔

یورپ میں ایسی تحریروں کا آغاز فرانسیسی عالم بولین ولیئر کی سیرت طیبہ پر تصنیف Historedes Arabes, (1730) Aved. Lavis De Mahomet سے ہوتا ہے۔ جبکہ برصغیر پاک و ہند میں سیرت خیر الانام، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تصنیفات اور نگارشات کی ابتداء انیسویں صدی کے آخر میں ہوئی جس کی ایک مثال ہندو سیرت نگار "لالہ دلیا رام گولاٹی" کی سوانح عمری محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ یہ کتاب واشنگٹن ارونگ کی کتاب Life of Mahomet کا اردو ترجمہ ہے۔ وہ غیر مسلم مفکرین جنہوں نے مذہبی تعصب کے لبادے کو اتار کر سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کا علمی سطح پر مطالعہ کیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کے معترف نظر آتے ہیں:

کیا دل سے بیاں ہو تیرے اخلاق کی توصیف   عالم ہوا مداح تیرے لطف و کرم کا

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقاصد نعت

☆ فیضان محبت

☆ حرف نیاز...... بارگاہ رسالت مآب میں

☆ دعویٰ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

☆ اسوۂ رحمتہ اللعالمین

☆ محافل نعت اور حسن خلق

Marfat.com

فیضانِ محبت

تحریر: ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری

محبت ...... خالقِ کائنات کا نور ہے اور پیغمبر انسانیت کا منشور بھی
محبت ...... تخلیقِ کائنات کا محرک ہے اور حسنِ کائنات کا جوہر بھی
محبت ...... نظمِ کائنات کا محور ہے اور شخصیتِ انسانی کا نور بھی
محبت ...... کیفیات کا بحرِ بیکراں ہے اور جذبات کا سیلِ رواں بھی
محبت ...... امنِ عالم کی ضمانت ہے اور ایمان و اسلام کی علامت بھی
محبت ...... علم و عمل کی معراج ہے اور عبادت و ریاضت کا نچوڑ بھی

یہ سب کچھ فیضانِ محبت ہے۔ یہ اس کی ہمہ جہت حقیقت کا لفظی اظہار ہے ورنہ لفظ محبت کی حقیقی اور حتمی تعبیر آج تک بیان نہیں ہو سکی۔ ہر کسی نے اپنی ذہنی بساط اور کیفیات کے مطابق اس کے معانی و معارف بیان کئے ہیں لیکن ہر دانا و بینا شخص اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ چار حروف کا مجموعہ اپنے اندر سمندر سے زیادہ گہرائی، کائنات سے زیادہ وسعت، بھڑکتی آگ کے شعلوں سے زیادہ تپش، آفتاب و ماہتاب سے زیادہ نورانیت، گلاب کی پنکھڑی سے بڑھ کر نزاکت، قطرہ شبنم سے زیادہ لطافت، اور شہد سے زیادہ مٹھاس رکھتا ہے۔ محبت میں بیقراری بھی اگرچہ ایک نعمت ہے مگر اسے جب معراج و کمال حاصل ہو جائے تو تسکین روح کا حقیقی سامان میسر آتا ہے۔ جب دل دریائے محبت میں غوطہ زن ہوتا ہے تو اس کے پیش نظر یہ آسانیاں اور آسائشیں نہیں ہوتیں بلکہ محبت کی آتشِ شوق کو ہوا دینے کے لئے وہ ابتلا اور مصائب و آلام کے طوفان اپنے سینے سے لگاتا ہے۔

غوّاصِ محبت کا اللہ نگہباں ہو
ہر قطرہ دریا میں دریا کی ہے گہرائی

حالات اس سے سمجھوتہ کریں نہ کریں یہ انجام و عواقب سے بالاتر ایک ایسا جذبہ ہے جو بغاوت پر اتر آئے تو بپھرے متموج نیلِ رواں سے بڑھ کر طغیانی دکھاتا ہے۔ شاعر فطرت شناس اقبال نے محبت کی درجہ بالا ہمہ گیریت کو بیان کرتے ہوئے بجا طور پر کہا ہے۔

بیابانِ محبت، دشتِ غربت بھی وطن بھی ہے
یہ ویرانہ قفس بھی آشیانہ بھی چمن بھی ہے
محبت ہی وہ منزل ہے کہ منزل بھی ہے صحرا بھی
جرس بھی کارواں بھی راہبر بھی راہزن بھی ہے

Marfat.com

محبت کی یہ کیفیت اس کا ایک پہلو ہے دوسری طرف اس کی اہمیت پر مختلف زاویوں سے غور کیا جائے تو محبت ہی کارخانۂ قدرت کی جان نظر آتی ہے۔ نفسی کائنات ہو یا آفاقی، اس کے جملہ پہلوؤں کے بغور مطالعے سے عیاں ہوتا ہے کہ یہی جوہر محبت اس کی تخلیق وارتقاء میں حسن توازن قائم رکھتا ہے۔ دنیا میں جہاں بھی محبت عنقا ہوتی ہے وہاں نفرتوں اور عداوتوں کی آندھیاں خوشحالی کے ہنستے بستے گلستانوں کو ویران کرنے آجاتی ہیں۔ انسانی معاشرہ جب قتل و غارتگری، افراتفری، بدامنی، سیاسی وسماجی انتشار جیسے مہلک امراض کا شکار ہو جائے وہاں محبت کے اکسیر نسخے کے بغیر کوئی دوسرا علاج کارگر ہو ہی نہیں سکتا۔ قوموں اور ملتوں کی زندگی میں محبت کی اس بنیادی اہمیت کو حکیم الامت نے بھی تسلیم کیا اور کہا

محبت ہی سے پائی ہے شفا بیمار قوموں نے
کیا ہے اپنے بخت خفتہ کو بیدار قوموں نے

یہ تھے محبت کے قومی اور بین الاقوامی اثرات و نتائج، اب انفرادی زندگی کے حوالے سے دیکھا جائے تو پورے سفر زیست میں محبت ہی انسانی شخصیت کی تعمیر و تکمیل اور تزئین کرتی ہے۔ انسان میں یہ جوہر بالفعل موجود ہو تو وہ فرشتوں سے بہتر، نکل جائے تو درندوں سے زیادہ ظالم، ماں کے دل میں بچے کے لئے محبت کے متلاطم جذبات نہ ہوتے تو انسان ممتا جیسی عظیم اور بے مثال نعمت سے محروم ہو جاتا۔ باپ کے دل میں اولاد سے محبت کا عنصر نہ ہوتا تو لغت میں لفظ ''شفقت پدری'' کا وجود نہ ہوتا۔ بہن بھائیوں میں باہمی الفت نہ ہوتی تو اخوت اور بھائی چارے کے مفہوم سے کون آشنا ہوتا اور آپس کے دکھ درد کون بانٹتا؟ ایک سوسائٹی کے رہنے والوں کے دلوں میں محبت کا یہ جذبہ نہ ہوتا تو انسانی معاشرہ رواداری، حسن سلوک اور ہردلعزیزی جیسی اعلیٰ صفات سے یقیناً محروم رہتا اور دنیا میں امن و آشتی، صلہ رحمی کا کوئی تصور نہ ہوتا۔

اس سے ایک قدم آگے بڑھیں تو واضح ہوگا کہ نظام مناکحت میں جنس مخالف سے طبعی کا قدرتی رجحان کارفرما نہ ہوتا تو کائنات میں عملِ تخلیق کا حسین سفر کب کا رک جاتا اور ہنگامہ ہائے حیات سے وجود میں آنے والی یہ ہنستی مسکراتی بستیاں اور لہلہاتی کھیتیاں ناپید ہوتیں۔ یہ روش روش پھول اور چمن چمن بہاریں اس انسان ہی کے دم قدم سے تو ہیں، جو یہ جاننے کے باوجود کہ اس نے ہمیشہ یہاں نہیں رہنا دنیا میں آرزوئے محبت کے تحت رنگا رنگ حسن بکھیر رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ انسان سمیت کائنات کی ہر نامیاتی چیز کو جو آرزو زندہ اور اسے ہر لمحے تعمیر و تحسین پر ابھارتی ہے وہ بھی آرزوئے محبت ہی تو ہے۔

یہاں تک تو انسان اور معاشرہ کے تناظر میں محبت کا عمل دخل مختصراً بیان ہوا۔ اب ذرا مذہبی اور دینی نقطہ نظر سے دیکھیں تو آپ کو اور بھی خوشگوار حیرت ہوگی کہ ایمان اور اسلام کی ساری پرشکوہ عمارت جذبہ محبت پر ایستادہ ہے۔ توحید و رسالت جیسے کلیدی عقائد پر ایمان کا معاملہ ہو یا روزہ، حج اور

Marfat.com

زکوٰۃ جیسے بنیادی فرائض کی ادائیگی کا مرحلہ ہر ایک کی صحت کے لئے خلوص و محبت بنیادی شرط ہے۔ جس طرح جملہ عقائد و اعمال کی مقبولیت و صحت کا سارا دار و مدار نیت پر ہے بعینہ نیت کی درستگی و پاکیزگی جذبہ محبت کے بغیر بہر صورت ناممکن ہے۔ وہ نماز اور حج کہاں قبول ہوں گے جن کی ادائیگی کے وقت کعبہ کے تصور کے ساتھ ربِ کعبہ کی محبت دل میں موجود نہ ہو اور وہ روزہ کیسا جس میں خورد و نوش سے پرہیز کے ساتھ ساتھ محبوب حقیقی کی رضا اور محبت کارفرمانہ ہو؟ دنیا میں مقام و مرتبے کا تعین ہو یا آخرت میں جملہ کامیابیوں سمیت قربِ الٰہی جیسی نعمت کا حصول سب محبت ہی کے دائرہ کار میں ہیں۔ الغرض جو موضوع چھیڑیں اور جس طرف نظر دوڑائیں ہر سو محبت ہی کی شاہی نظر آتی ہے اور بے اختیار یہ کہنا پڑتا ہے

محبت ہی دنیا محبت ہی دیں ہے
محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے

محبت کا داعیہ ہر انسان میں پیدائشی طور پر موجود ہوتا ہے اور وہ اس قدرتی داعیے کی تسکین کے لئے کسی نہ کسی طرف جھکاؤ ضرور رکھتا ہے۔ اب اس بندے پر منحصر ہے کہ وہ اپنی محبت کو کس طرف لگاتا ہے واضح رہے کہ کائنات ہست و بود میں انسانی محبت کا قبلہ اولین اور کعبہ عشق اللہ جل مجدہ کی ذات اقدس ہے۔ وہی ذات محبت کی خالق ہے اور وہی اس کی مستحق ترین بھی پھر وہ ہستیاں جن سے خود اس ذات نے محبت کی اور بندوں کو ان سے محبت کرنے کا حکم فرمایا، ان میں سرفہرست وجہ کائنات، صدر بزم حسینانِ عالم، محبوبِ کبریا محمد مصطفیٰA کی ذات بابرکات ہے۔ لیکن سلسلۂ تخلیق پھیلنے کے ساتھ ساتھ ہوا یہ کہ نفس و شیطان کے دلفریب پھندوں میں پھنس کر انسان جہالت کی تاریکیوں میں کھو گیا۔ اس نے خدائی ہدایت سے بغاوت کی اور اپنی محبتوں کے لئے کئی ناجائز قبلے بھی تلاش کر لئے۔ یہی انسان اگر محبوب حقیقی سے محبت کرے تو وہ مومن اور حق پرست ہوگا اور غیر خدا سے (اس کی منشا کے خلاف) محبت کرے تو مشرک کہلائے گا۔ اسی طرح بت پرستی، آتش پرستی، دنیا پرستی اور دولت پرستی سب شرک کی ہی مختلف شکلیں ہیں جو محبت کے بے محل استعمال کا نتیجہ ہیں۔

ہر چیز کی اہمیت کا اندازہ اس کے دائرہ عمل سے لگایا جاتا ہے محبت کا بھی یہی حال ہے اس کا دائرہ جتنا وسیع ہوگا اسی قدر مقبولیت اور محبوبیت میں توسیع ہوگی جتنی بڑی ہستی سے محبت ہوگی اتنی رفعت و بلندی نصیب ہوگی۔ جتنے عظیم مقصد کے لئے محبت کی جائے گی اتنی عظیم قربانی کی ضرورت ہوگی۔ کائنات میں بلند ترین ہستی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور انسان کا اعلیٰ ترین مقصد اس کی رضا کا اور محبت حصول ہے۔ اس مقام رضا کے حصول کے لئے تعلق بندگی ضروری ہے اس تعلق بندگی کی تین نوعتیں ہیں۔ ایک شخص اللہ کی عبادت یہ سوچ کر بجا لاتا ہے کہ اسے عذاب جہنم سے چھٹکارہ مل سکے۔ ایک کا تعلق بندگی اس لئے ہے کہ اسے جنت کی پرکشش نعمتیں حاصل ہو جائیں اور ایک وہ بھی ہے جسے کسی سزا و جزا کا خیال نہیں، بلکہ وہ اللہ کی عبادت بندگی محض اس کی رضا کے لئے کرتا ہے۔ پہلی دونوں قسم کی

Marfat.com

عبادتیں اگر چہ عند اللہ قبول ہو جاتی ہیں مگر چونکہ ان کی عبادت کا محرک خوف یا طلب ہوتا ہے اس لئے ان کو جزاء اُجرت کی شکل میں چکا دی جاتی ہے لیکن رضائے الٰہی کے طالبوں کو اُجرت کا طمع نہیں ہوتا، اس لئے کہ وہ اللہ کی عبادت و ریاضت بر بنائے محبت صرف اور صرف حصول قرب کی خاطر کرتے ہیں۔ ان کے لئے دونوں جہاں کی نعمتیں ایک طرف اور محبوب کے رخ زیبا کی اک جھلک ایک طرف۔ اب صاف ظاہر ہے کہ جسے تمام نعمتیں عطا کرنے والا خود مل جائے اسے باقی نعمتوں کی کیا طلب؟ اللہ تعالیٰ کا خوانِ نعمت پوری کائنات کے لئے ہے، ہر دور اور ہر مخلوق کے لئے ...... اس خزانے کے قاسم سردرِ کائناتA ہیں...... قاسمِ نعمت مہرباں ہو تو نعمتیں عطائیں اور خزانے سب اپنے ہوتے ہیں۔ اسی لئے تو ہم کہتے یں۔ جس کے حضورA ہو گئے اس کا زمانہ ہو گیا۔ محبت قربت کا سبب ہے اور جسے اپنی محنتوں کا صلہ قربت کی صورت میں حاصل ہو جائے اس کے سامنے اجرت کی کیا اہمیت؟

حقیقت یہ ہے کہ قربتِ الٰہی کے ایسے طالبوں کو اللہ تعالیٰ کی اس خالص محبت کے طفیل ایسا باطنی نور عطا ہوتا ہے کہ وہ سراپا محبت ہو جاتے ہیں۔ انہیں دیکھتے ہی ہر ایک کا کوچۂ دل مہک اٹھتا ہے اور ہر کوئی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ گویا حدیث نبویA کے مطابق ان کے چہرے دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے۔

اقبال نے محبت کی اسی اثر آفرینی پر کیا خوب کہا:

محبت کے شرر سے دل سراپا نور ہوتا ہے
ذرا سے بیج سے پیدا ریاضِ طور ہوتا ہے

اور اسی تصور کو انہوں نے مزید خوبصورت پیرائے میں یوں بیان فرمایا:

جلانا دل کا ہے گویا سراپا نور ہو جانا
یہ پروانہ جو سوزاں ہو تو شمعِ انجمن بھی ہے
مرض کہتے ہیں سب اس کو یہ ہے لیکن مرض ایسا
چھپا جس میں علاجِ گردشِ چرخِ کہن بھی ہے

جن خوش نصیبوں کو یہ مرض نایاب لگ جائے ان پر مقربین ملائکہ بھی بجا طور پر فخر کرتے ہیں۔ انہیں دنیوی امارت و ثروت اور جاہ و منصب کا طمع اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتا لیکن یہ سب کچھ ان کی ٹھوکر میں ہوتا ہے۔ وہ ہر کام محبوب حقیقی کی رضا کے لئے کرتے ہیں اور اس کی راہ میں اگر جان بھی دینی پڑے تو ہتھیلی پر رکھ کر زبانِ حال سے کہتے ہیں۔

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

اور بقول حضرت میاں محمد بخشؒ

جے او جان پیاری منگے ترت ملی تے.. تھر دے
سر منگے تاں ڈھین شتابی رتی عذر نہ کردے

Marfat.com

تاریخ گواہ ہے کہ جنہیں اللہ رب العزت اور اسکے رسولِ معظمA کی محبت کا ایک قطرہ نصیب ہو گیا۔ موت ان کا کچھ نہ بگاڑ سکی اور حوادثِ زمانہ کے ہزاروں دور بھی ان کی عظمت کے نقوش نہ مٹا سکے بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی ان دیکھی شخصیت دلوں کو مسخر کرتی چلی گئی۔ وہ لوگ محبت الٰہی میں ایسے فنا ہوئے کہ صدیوں بعد بھی ان کے آستانوں سے اس محبت کی دولت بٹ رہی ہے اور ان کے دربارِ گہر بار مرجع خلائق بنے ہوئے ہیں۔ انہیں کس چیز نے اتنا بلند کر دیا کہ وہ زمانی و مکانی حدود و قیود سے بالاتر ہو گئے؟ کیا وہ صاحبِ دولت ثروت تھے دنیوی جاہ و منصب کے مالک تھے؟ نہیں ایسا نہیں تھا وہ خاک نشین کئی کئی روز تک بھوکے پیاسے رہنے والے صحراؤں بیابانوں میں دیوانہ وار پھرنے والے اور بظاہر مفلوک الحال پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس جن کی کل کائنات معمولی سی کٹیا ہوتی تھی۔ سوچنے کی بات ہے کہ یہ لوگ آخر کیوں ایسی عظمت پر فائز ہو گئے کہ آج بھی ان کا نام سنتے ہی دلوں میں عقیدت، نگاہوں میں ادب اور شعور میں پاکیزگی اتر آتی ہے۔ اگر ہم غور کریں تو بڑی آسانی سے اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ یہ سب محبت کا فیضان ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ حیات اخروی کا دارومدار بھی محبت پر موقوف ہے۔ محبوب جتنا عظیم ہو گا محب کو اتنا دوام اور عظمت ملے گی۔ محبوب فانی ہو گا تو محبت بھی عارضی اور فانی ہو گی۔ جو لوگ دنیوی جاہ و حشمت عزت و شہرت دولت و حکومت اور فانی پیکرانِ حسن سے محبت کرتے ہیں ان کی محبت بھی ڈھلتی چھاؤں ہوتی ہے۔ یہ چار دن کی محبتیں فانی محبوبوں کے ساتھ رخصت ہو جاتی ہیں۔ محبت وہی دائمی اور باعظمت ہے جو غیر فانی اور قائم بالذات ہستی سے ہو اور وہ صرف اللہ رب العزت کی ذات ہے جس طرح وہ عظیم و جلیل ہے اسی طرح اس کا ذکر اور محبت بھی باعظمت ہے۔ اس سے محبت کرنے والے جب اس کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں تو وہ بھی اپنے بندوں سے یوں محبت کرتا ہے کہ ان کا ذکر کائنات کی بلندیوں اور بستیوں میں پھیلا دیتا ہے۔ فرشتے ان بندوں کی محبت کے ڈھنڈورے پیٹتے ہیں۔ خود اندازہ لگائیں کہ جسے وہ ذات یاد رکھے اسے کون بھلا سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ وہ عشاق، عرفاء و اولیاء جنہیں ان کی حیات ظاہری میں اگر کوئی نہیں بھی جانتا تھا تو آج سب لوگ ان کے نام سے نہ صرف واقف ہیں بلکہ ان کے نام کو وظیفہ جان کر پڑھتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی محبت کا کمال ہے جس نے فانی انسان کو بقائے دوام عطا کر دی۔

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق

ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

دائمی اور آفاقی محبتوں میں اللہ تعالیٰ اور حضور نبی اکرمA سے محبت اس فانی دنیا کی سب سے بڑی سعادت ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ سینے جن میں دھڑکنے والے دل محبتِ مصطفیٰA کے امین ہیں۔ خوش بخت ہیں وہ گھرانے جہاں اللہ اور اس کے رسولA سے تعلق محبت کے نغمے بجتے ہیں۔ محبتِ رسولA کی قوت و افادیت دیکھنی ہو تو صحابہ کرام کے واقعات جذب و شوق کا مطالعہ کیا کریں۔ سیاہ

Marfat.com

فام غلام بلال حبشی ؓ سے پوچھیں جو فروخت ہوتے ہوتے مکہ آیا قدرت نے اسے درِ رسول A سے جوڑ دیا تو اسی غلام کو فاروق اعظم ؓ اپنا آقا کہہ کر پکارتے ہیں۔ اقبال سیدنا بلال ؓ کو اسی محبت و قربت کے فیض یافتگان کا نمائندہ قرار دے کر ان کا مقابلہ دنیا کے سب سے بڑے فاتح سکندر رومی کے ساتھ کرواتے ہیں۔

دنیا کے اس شہنشہٴ انجم سپاہ کو
حیرت سے دیکھتا فلکِ نیلی فام تھا
آج ایشا میں اس کو کوئی جانتا نہیں
تاریخ دان بھی اسے پہچانتا نہیں
لیکن بلال وہ حبش زادہ حقیر
فطرت تھی جسکی نورِ نبوت سے مستنیر
جس کا امیں ازل سے ہوا سینۂ بلال
محکوم اس صدا کے ہیں شاہنشاہ و فقیر
ہے تازہ آج تک وہ نوائے جگر گداز
صدیوں سے سن رہا ہے جسے گوش چرخ پیر
اقبال کس کے عشق کا یہ فیضِ عام ہے
رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اس مادہ پرستانہ اور خدا ناشناس معاشرے میں جہاں قدریں تیزی سے بدل رہی ہیں محبت الٰہی اور محبتِ رسول A کے چرچے کئے جائیں لوگوں کو اس حقیقت عظمیٰ کی طرف متوجہ کیا جائے اور خلوص دل سے انہیں محبت الٰہی ربطِ رسالت مآب کے تقاضے اور ان کے اثرات ونتائج سے آگاہ کیا جاہے بلکہ دوسری تعلیمات تصوف کی طرح یہ چیز قال سے زیادہ حال اور علم سے زیادہ عمل کے سانچے میں ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے دعوت دین کا فریضہ سرانجام دینے والے علماء ہوں یا مسند تدریس وارشاد پر فائز علماء ومشائخ ان کا باطن اگر اس جوہر سے خالی ہوگا تو پورے وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ مطلوبہ نتائج معاشرے میں پیدا نہیں ہوں گے۔

بارگاہِ رب العزت میں دعا ہے کہ بار الٰہی:

پیدا دل ویراں میں پھر شورش محشر کر
اس محمل خالی کو پھر شاھد لیلیٰ دے
اس دور کی ظلمت میں ہر قلب اس کو
وہ داغ محبت دے جو چاند کو شرما.. دے

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حرفِ نیاز

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں

منیر احمد (مظفر گڑھ)

نوادِ نکہتِ گل کا پیام پیش کروں
گلوں کا حسن صبا کا خرام پیش کروں
حضور ﷺ! نذر گزاروں میں آبگینۂ دل
کہ ارمغانِ درود و سلام پیش کروں
عبدالکریم ثمر

ان کی گلی کی آرزو میرا تمام جذب و شوق
ذکر انہی کا ہے علیم میری تمام گفتگو

اُن ﷺ کے نام..... جن سے والہانہ محبت حاصل ایماں قرار پاتی ہے۔ جس سے دستبردار ہونا کسی بھی صاحب ایماں کے لیے ممکن ہی نہیں۔

میرے لیے خدا کے بعد سب کچھ انہی ﷺ کی ذات ہے
عشق کی ابتدا حضور ﷺ عشق کی اِنتہا حضور ﷺ
میرے لیے چراغِ راہ میرے لیے راہِ عمل
آپ ﷺ نے جو کہا حضور ﷺ آپ نے جو کیا حضور ﷺ

......☆......

حضور ﷺ کی بارگاہِ ناز میں اس اُمید کے ساتھ کہ نجانے قلم کی کون سی کاوش' زبان کی کون سی لکنت' انکسار کا کون سا بول' دل کی کون سی آہ' آنکھ کا کونسا آنسو' عقیدت کے چہرے کا وضو اور ارادت کے پھول کی شبنم ثابت ہو جو آپ ﷺ کی بارگاہِ ناز میں بار پا جائے۔

میرے تاجور ﷺ تیری نذر ہیں میرے جذبِ دل کی یہ شدتیں
میرے خواب' میری بصارتیں' میری دھڑکنیں' میری چاہتیں
میرے روز و شب کے نصب میں میرے پاس اپنا تو کچھ نہیں

Marfat.com

تیرا قرض ہے میری زندگی میرے سانس تیری امانتیں

ع گر قبول اُفتد........

بارگاہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کرنے کے لیے میرے پاس اشک ندامت کے سوا کچھ اور نہیں۔ نہ تو حسن عمل کا زادِ راہ ہے اور نہ ہی شایان شان گہر ہائے عقیدت یہ گدائے بے نوا شہنشاہ صلی اللہ علیہ وسلم کونین کے دربار میں پیش کر بھی کیا سکتا ہے۔ ماسوا اس کے۔

شاید کوئی آ نکلے خوشبو کی تمنا میں صحرائے محبت میں کچھ پھول کھلا جاؤں

اے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم! اے میرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم!

لبوں پہ اک تبسم جواب ہو جس کا میری زبان کو لِلّٰہ عطا ہو ایسا سوال

بارگاہ بیکس پناہ میں یہ حقیقت عرض کرنے کا اذن عطا ہو جس سے آپ بخوبی آشنا ہیں کہ آنسو بیان غم دل اور متاع تسکین جاں ہوا کرتے ہیں۔ آنسو محبت کے سفیر ہوتے ہیں اور محبت ہی وہ امرت ہے جو جذبے کو اظہار کا خوبصورت پیراہن عطا کرتی ہے۔ آنسو محبوب کی یاد کے کس قدر قربت ہوتے ہیں یہ کوئی دل عشاق سے پوچھے۔ عقیدت کی شبنم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کیوں گوہر نواز ہونے لگتی ہے۔ یہ کوئی روح میں اترے ہوئے ہجر کے تیکھے کانٹے کی چبھن سے اِدراک کرے آپ کے حسن تصور کے آبگینوں سے باوضو ہو کر پلکیں کیوں پائے اقدس کے بوسے لینے لگتی ہیں۔ آپ کی یاد کے آنے سے آنکھوں کے جھرنے کیوں بہہ نکلتے ہیں۔ آپ کے ذکر جمیل کی خوشبو سے آنکھیں کیوں بے اختیار چھلک اُٹھتی ہیں؟ آپ کا اسم گرامی لب پہ آتے ہی تمام جسم کا پانی نتھر کر دید کی پیاسی آنکھ سے کیوں رِم جھم برسنے لگتا ہے۔ میرے فکر کی نارسائی یہاں تک ہے کہ آپ کی محبت کے اِس منہ زور سوتے کی متحمل صرف اور صرف مشتاق دید آنکھ ہی ہو سکتی ہے۔ آنسو جس کی صدف کے موتی ہوتے ہیں۔ اِن آنسوؤں میں وہ اِنبساط اور جلن میں وہ ٹھنڈک ہوتی ہے کہ اک کیف سرمدی سا محسوس ہوتا ہے۔ جسے لفظوں میں بیان کرنا ممکن ہی نہیں۔ یہ آنسو تشکر و امتنان کا اظہار بھی ہوتے ہیں اور تحدیث نعمت کا اقرار بھی۔

غم فراق نبی میں جو اشک بہتے ہیں اُن آنسوؤں کو متاعِ حیات کہتے ہیں
نہ پوچھ ٹوٹے ہوئے دل کی آبرو کیا ہے سنا یہ ہے کہ وہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹوٹے دلوں میں رہتے ہیں

پس محبت کے ان آنسوؤں کے ساتھ...... اُن قدموں میں جن کا نام نامی آتے ہی آنکھیں عقیدت و اِرادت کے آنسوؤں سے وضو کرنے لگتی ہیں اور دیر تلک عشق و محبت کے ستارے پلکوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر دامن میں نور بھرتے رہتے ہیں۔

یہ قلب و جگر یہ فکر و نظر کیا میں اُن کی نذر کروں
پاس میرے اشکوں کے علاوہ اور کوئی سوغات نہیں

Marfat.com

اگرچہ میرے دامن میں عقیدت کے وہ پھول اور آنکھوں میں ارادت کے وہ ستارے نہیں جو سید الکونین ﷺ کی شان کے شایاں ہوں۔ پھر بھی

تیری رحمت سے الٰہی پاس یہ رنگِ قبول ۔۔۔ پھول کچھ میں نے چنے ہیں اُن کے دامن کے لیے

باعثِ صد رشک ہے وہ دل ...... جو حبیب کبریا ﷺ کی یاد میں دھڑکتا ہو ...... باعثِ صد آفریں ہے وہ زباں ..... جس کے لیے حضور ﷺ کا اسمِ گرامی درود کی حیثیت رکھتا ہو ...... وجہ صدِ افتخار ہے وہ دماغ ..... جس میں خوشبوئے فکر محمد بسی ہوئی ہو اور عرش مقام ہے وہ قلم ..... جو سینۂ قرطاس پہ مدحت رسول ﷺ کے موتی بکھیرتا ہو

میرے لفظوں میں خوشبو بسی آپ ﷺ کی ۔۔۔ آپ ﷺ سے میرے شعروں کی وابستگی

آپ ﷺ ہیں میرے احساس کی تازگی ۔۔۔ میرے افکار کی روشنی آپ ﷺ ہیں

آپ ﷺ کی یاد سے دل کو راحت ملے ۔۔۔ آپ ﷺ کے ذکر سے دل کا غنچہ کھلے

آپ کا نام ہے جن کے وردِ زباں ۔۔۔ اُن کا سرمایہ زندگی آپ ﷺ ہیں

دلِ عالم کے دلنواز ﷺ!

آپ ﷺ کا اسمِ گرامی لب پہ آتے ہی آپ ﷺ کی نظر کرم کے طفیل ہے۔ آپ ﷺ کا ذکر اور دامن رحمت کی طرف کھچاؤ جہاں آپ ﷺ کی ذرہ نوازی ہے وہاں اک ایسا احساں بھی ہے جس کے مقابلے میں دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں ہیچ ہیں .....

جب کوئی کسی کو یاد کرتا ہے' یاد رکھتا ہے' دل میں سجاتا ہے' نگاہوں میں بساتا ہے۔ روح میں سموتا ہے۔ جان میں گھلاتا ہے تو اس کی کوئی نہ کوئی وجہ ہوتی ہے۔ کوئی سبب ہوتا ہے۔ کوئی نسبت ہوتی ہے۔ کوئی تعلق ہوتا ہے۔ بات تعلق کی ہے۔ لطف و عطا کی بارش اس کے بغیر نہیں ہوتی۔

ذکر اُن ﷺ کا ادا ہو بھی نہ پایا ہے زباں سے ۔۔۔ دل میں یہ اُجالے اُتر آتے ہیں کہاں سے

کرنیں سی چٹک جائیں اسی حجرہ دل میں ۔۔۔ تم ان کو پکارو تو حضورِ دل و جاں سے

میرے دیدہ دل کے مکیں!

کیوں کہتی ہے دنیا کہ ہیں مدینے کے مکیں آپ ﷺ
جھانکا ہے جو دل میں تو ہیں موجود یہیں آپ ﷺ
توصیف ہو مقصود تو الفاظ نہیں ہیں
کونین کی ہر شے سے جمیل آپ ﷺ حسیں آپ ﷺ

Marfat.com

ہر علم ہو آپ ﷺ کے پرتو سے منور
امی کہوں کیسے کہ ہیں قرآن مبیں آپ ﷺ

اگرچہ آپ ﷺ میرے دل میں بستے ہیں۔ پھر بھی یہ آرزو ہے کہ اس کی دھڑکنوں میں اُمڈتے ہوئے جذب وشوق کے طوفانوں کا رخ آپ ﷺ کے مہر و وفا کے ساحل کی طرف موڑ دوں' اپنے قلب کی پہنائیوں میں تڑپتی ہوئی اُمنگوں کو عقیدت کی راہ دکھا دوں' پیاسی نظروں میں آپ ﷺ کی دید کے سلگتے ہوئے ارمانوں کو محبت کی زباں دے دوں۔تمنا ہے کہ اپنے جذب دروں کے سارے درد کو آپ کی مئے الفت کے ایاغ میں انڈیل دوں۔

گرے تھے ہجر میں موتی جو میری آنکھوں سے وہی تو تحفتاً دینے میں آج لایا ہوں

میرے سرور دنیا و دیں ﷺ!

دور رہ کر بھی ہے ہر سانس میں خوشبو تیری ﷺ میں مہک جاؤں جو تو پاس بلا لے مجھ کو

آپ ﷺ کے آستانِ کرم سے دور بہت دور آپ ﷺ کا اک عصیاں شعار عجمی اپنے جذبوں کی ترجمانی کے شعور کا تمنائی ہے۔آپ ﷺ کی الفت کے عطر میں بسی جذبِ دل کی یہ آرزو عرض پرواز ہے کہ اپنی توصیف وثنا میں میرے راہوار قلم کو الفاظ اس سلیقے سے پرونے کا ہنر عطا کیجئے کہ جیسے وفا کی نذر لیے اشکبار آنکھوں میں آپ کے دیوانے آپ کے در پہ بے قرار کھڑے ہوں اظہار محبت ہو تو اس طرح کہ چاہت کی روح کھچ کر الفاظ کے سینے میں سما جائے' ان میں اثر ہو تو ایسا کہ یہ نذرِ عقیدت ارادت کے یہ موتی آپ کی بارگاہ میں بار پا جائیں۔

وہ لکھیں حرف کہ روحوں میں اتر آئے گداز سطریں خود بول اٹھیں ایسی کتابت کی جائے
انگلیاں لمس پڑھیں حرف تراشیں سانسیں اس طرح درسِ تمنا کی ریاضت کی جائے

بارِ الٰہا!

روح سورج کی طرح جسم اُجالے کی مثال کیسے الفاظ میں ڈھالوں وہ تصویر جمال
ذکر اس نور مجسم ﷺ کا ہے کرنا مقصود مالکِ لوح وقلم تو میرے لفظوں کو اُجال

بارگاہ محبوب ﷺ میں عقیدت کا خراج پیش کرنا سہل نہیں۔ یہ وہ بارگاہ جلالت مآب ہے جہاں جنید رحمتہ اللہ علیہ و بایزید رحمتہ اللہ علیہ بھی دست بستہ دم سادھے نظر آتے ہیں۔

باب جبریل کے پہلو میں ذرا دھیرے سے فخر کہتے ہوئے جبریل کو یوں پایا گیا
اپنی پلکوں سے در یار ﷺ پہ دستک دینا اونچی آواز ہوئی عمر کا سرمایہ گیا

میرے نبی محترم ﷺ!

آپ کے بارے میں ایک لفظ بھی لکھنا تو کجا' سوچنا بھی میرے فہم وادراک سے بالا ہے۔قلم ہے

Marfat.com

کہ سطوتِ رسالت ﷺ سے کانپ کانپ جاتا ہے۔ دامن قرطاس ہے کہ ندامت کے آنسوؤں سے بھیگ بھیگ جاتا ہے۔ مشک وعنبر میں بسی اور عطر وگلاب سے دھلی زبان ہے کہ آدابِ شہنشاہی کے سبب لڑکھڑا لڑکھڑا جاتی ہے۔ سوچیں ہیں کہ وفورِ شوق میں سوسو بار طہارت کا وضو کرتی نظر آتی ہیں۔ لفظ ہیں کہ بار بار بارگاہ اقدس کے طواف کے لیے پاکیزگی کا احرام باندھتے دکھائی دیتے ہیں۔ مگر پھر بھی بارگاہِ جمال میں اظہار ارادت کے لیے قرطاس وقلم کا رشتہ ہے کہ پاسِ ادب کے سبب بارہا ٹوٹ ٹوٹ جاتا ہے.....

پس میں اپنے جھلملاتے ہوئے آنسوؤں کا خراج، اپنے کپکپاتے ہوئے ہونٹوں کا سکوت، اپنی لڑکھڑاتی ہوئی زبان کا عجز اور اپنے لرزتے ہوئے قلم کا نیاز آپ ﷺ کی بارگاہِ ناز میں اس آرزو کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔

شاہا ﷺ نیاز و عجز گدایاں قبول ہو ‏ آقا ﷺ سلام حلقہ بگوشاں قبول ہو
الفاظ ساتھ چھوڑ گئے گنگ ہو گئے ‏ بے ربطی نوائے پریشاں قبول ہو
ساری دعائیں سیل تجلی میں بہہ گئیں ‏ لرزاں اک اشک ہے سرِ مژگاں قبول ہو

میرے امام المرسلین ﷺ!

آپ ﷺ ایسے محبوب سے اظہار محبت کی تمنا کو چند حرفوں کا ادھورا سا پیراہن پہنا کر چاہنے کے باوجود شاخ نطق پہ آپ کی عقیدت کا ایک پھول بھی نہ کھلا سکا۔

مرا عقیدہ ہے توفیق ایزدی کے بغیر ‏ رواں ثنائے نبی میں قلم نہیں ہوتا

پھر کم وبیش دس سال بعد...... اپنی لو دیتی ہوئی عطر بیز یادوں کی چاندنی میں میری ارادت کے گنگ جذبوں، بے بصر لفظوں اور بانجھ سوچوں کے اظہار کی نارسائی کو محبت کی زباں عطا کرنا آپ ﷺ کی نظیر کرم اور بخشش وعطا کا ایک زندہ اعجاز ہے۔ دراصل جب تک لفظ احرام باندھ کر نہ نکلے اور خیال باوضو نہ ہو تو ذہن حضور ﷺ، آپ ﷺ کے بارے میں کچھ سوچ ہی نہیں سکتا۔ قلم حسن نگارش اور زباں متاعِ سخن سے محروم رہتی ہے مگر جب بارگاہ محبوب ﷺ سے مسافتوں کی دوریاں سمٹتی ہیں۔ لطف واحساں کے موتی لٹتے ہیں، علم وعرفاں کے پھولوں کے دامن بھرتا ہے تو جذبے ریشم ریشم ہو جاتے ہیں، لفظوں میں چاند اتر آتے ہیں۔ قلم محبت کا صحیفہ لکھتا ہے۔ زبان حُسن ادا کا کمخواب بنتی ہے۔ تب سینہ قرطاس پہ بکھرے ہوئے حروف نظر کا جمال بنتے ہیں۔ سانسوں میں عقیدت کے آبگینے پھوٹتے ہیں اور دل کی ہر دھڑکن حرفِ سپاس بن جاتی ہے۔

وہ نظر کیا تھی کہ مٹی بھی گہر ہوتی گئی ‏ راکھ جیسی شام مانند سحر ہوتی گئی

Marfat.com

میرے لفظوں کے دیئے اسم محمد ﷺ سے جلے میری سوچوں پہ عنایت کی نظر ہوتی گئی

میرے قبلہ جاں ﷺ!

آپ ﷺ کی عطا کے انداز نرالے ہیں۔ آپ ﷺ اپنی رحمت بیکراں سے سب کو نوازتے رہتے ہیں۔ کسی پہ چشم عنایت قرطاس قلم کے حوالے سے' کسی پہ فیضان نظر قلب پہ القا کی صورت' کسی پہ لطف و عطا سوچ سے ماورا جمالِ فکر کے انمول موتی کے ذریعے نکہت گل سے مہکتی ہوئی رات کے ریشمی دھندلکوں میں کہیں خوابوں میں آ کر' کہیں روح میں سما کر لذت آشنائی کے سبب دل کو دو عالم سے یوں بیگانہ کرتے ہیں کہ انسان خود ہی اپنے آپ سے ہمکلام رہنے لگتا ہے۔ وہ خود سے گویا ہوتا ہے۔ کوئی اس سے گویا ہوتا ہے۔ یہ سب وقت و زمانہ کی ضروریات کے تحت ہوتا ہے۔ بارگاہ قدس ﷺ سے صحیح بخاری لکھنے کے لیے کسی پہ نظر انتخاب پڑتی ہے تو وہ بھی عالم خواب میں' کسی سیرت نگار کی سوچ کے ماتھے کا جھومر بنتے ہیں تو وہ بھی اس کی عالم پیری میں جس پر سیرت النبی (شبلی نعمانی) کے گل ہائے رنگا رنگ کا ایک خوبصورت گلدستہ عالم وجود میں آتا ہے۔ جس کی مہک شام و دو عالم کو رہتی دنیا تک معطر کرتی رہے گی۔

ہر چہرہ چاند سا لگتا ہے ہر آنکھ کنول ہو جاتی ہے
جب سوچ میں وہ آ جاتے ہیں ہر بات غزل ہو جاتی ہے

محبوب ﷺ کی سراپا نگاری ہو یا سیرت نگاری' اصل بات تو عشقِ رسول ﷺ کے منزہ جذبوں کا اظہار ہے۔ یہ الفاظ و اشعار مقصود کائنات ﷺ کے چاہنے والوں میں اپنا نام لکھانے کی قلبی تمنا کا وسیلہ اظہار ہوتے ہیں۔ عشق رسول ﷺ سرمایہ ہستی ہے اور آخرت کا زادِ راہ بھی۔ پس جس لفظ لمحے یا انسان نے اس مئے نایاب کا گھونٹ پی لیا' وہ امر ہو گیا۔ حضور ﷺ کی مدح و ثنا متاعِ نگارش اور معراج ہنر ہے۔ اس کے سبب سب سے بڑی شادمانی اور کامرانی جو نصیب ہوتی ہے۔ وہ محبوب کے دامنِ پاک ﷺ سے نسبتِ عقیدت ہے۔ جسے یہ دولت مل گئی اُسے اور کیا چاہیے۔

جو سرور و کیف ملتا ہے تیرے ﷺ افکار سے وہ کسی مئے میں نہ ساغر میں نہ میخانوں میں ہے
کون چھینے گا تجھے ﷺ میرے بدن کی روح سے تو تو میرے گوشہ دل کے نہاں خانوں میں ہے
میری رگ رگ میں سمایا تیری ﷺ شفقت کا سرور تو ﷺ میرے شعروں میں پنہاں میرے افسانوں میں ہے

میرے حضور ﷺ!

طشت دل پہ سجے عقیدت کے ان پھولوں کے ساتھ کانپتے ہونٹوں دم بخود سانسوں اور ملتجی نظروں کے ساتھ آپ ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں باریابی کا متمنی ہوں۔ میری نگاہِ شرمسار میں ندامت کے آنسو

Marfat.com

بھی ہیں اور آپ ﷺ کی ذات اقدس سے وابستگی کا بے پایاں جذبہ بھی۔

صاحب لوح وقلم!

آپ ﷺ کی دیدہ وری پہ عیاں ہے کہ محبت کے راہی کا زادِراہ فقط آنسو ہی ہوتے ہیں۔ محبت حق طلب ہو یا مجاز آشنا بہرصورت آنسوؤں ہی سے عبارت ہوتی ہے۔ آنسو محبت کے سفیر ہوتے ہیں۔ ہجر کی راتوں کے امین ہوتے ہیں۔ جو برسوں کی جدائی کو پل بھر میں پلکوں کی زباں سے بیاں کردیتے ہیں۔ اشکبار آنکھوں سے ٹوٹنے والے اِن گرم گرم آنسوؤں کا گداز آپ پہ عیاں ہے۔ اپنے گنبد آبگینہ رنگ پہ نچھاور ہونے والے اِرادت کے آنسوؤں کی زبان آپ بخوبی سمجھتے ہیں۔ اپنے ہجر میں سلگتے ہوئے دلوں کے رباب سے نکلے ہوئے مدھر نغموں کی حلاوت سے آپ بخوبی آشنا ہیں۔ اپنے فراق کے مضراب سے مرتعش دل کے تاروں کے گیت آپ کے لیے نبات وانگبیں کی سی مٹھاس رکھتا ہے۔

فخر عرب وعجم ﷺ!

مجھ سا عصیاں شعار بھی ٹوٹے ہوئے دل اور بہتے ہوئے آنسوؤں کے سوا آپ ﷺ کے حضور اور کیا پیش کرسکتا ہے۔ ندامت کے یہ آنسو آپ ﷺ ہی کا تو عطیہ ہیں۔ آپ ﷺ ہی کی محبت کا اعجاز ہیں اور یہ صرف اور صرف ان خطا کاروں کا ہی نصیب ہیں۔ آپ ﷺ کی آغوش رحمت نے جن کی زینت بنا ہے۔ آپ کے لب گوہر بار کے سحر آفریں الفاظ (الطالح لی الصالح اللہ گنہگار میرے لیے اور نیکو کار اللہ کے لیے ہے) کا آسرا نہ ہوتا تو کبھی بھی آپ ﷺ کی بارگاہِ ناز میں باریابی کی جرأت بھی نہ کرپاتا۔ جہاں پہ جنید رحمتہ اللہ علیہ و بایزید رحمتہ اللہ علیہ کا زہد واتقی گوہر شبنم کی طرح آبدیدہ اور شوکتِ سنجر وسلیم قبائے گل کی طرح دریدہ نظر آتی ہے۔

شرم سے جو نہیں اٹھتی وہ نظر لایا ہوں — اپنی بھیگی ہوئی شاموں کی سحر لایا ہوں
اپنی آنکھوں کے تیرے ﷺ در پہ گہر رکھتا ہوں — صرف اک نظرِ عنایت تیرے ﷺ پاؤں پہ سر رکھتا ہوں

دلبر دلبراں ﷺ!

اگر اذن عطا ہو تو آنسوؤں کے حوالے سے آپ ﷺ کے صحیفہ عشق کے اک حسیں باب کا ورق الٹ دوں، اجازت ہو تو آپ کی شاخ عقیدت پہ مدحت کا اک اور پھول کھلا دوں۔ اگر طبع نازک پہ گراں نہ گزرے تو محبت آشنا پلکوں پہ سوز وگداز کا اک اور چراغ جلا دوں۔

نہ بار گر گوش مقدس پہ ہو یہ قصہ غم تو آپ کا اِک نام لیوا

عطا الحق قاسمی آپ کی بارگاہ میں باریابی کے حسن کو عقیدت کے دھنک رنگوں میں الفاظ کا پیراہن پہناتا ہے کہ میں 1987ء میں ایک روز نمازِ عصر کے بعد حضور ﷺ کے روضے کے سامنے کھڑا تھا اور

Marfat.com

میرے آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لیتے تھے۔ مجھے بچوں کی طرح بلکتے دیکھ کر ایک عرب نے پوچھا' تم یہاں آ کر اتنا روتے کیوں ہو؟ اس پر مجھے اپنے ایک دوست کی بات یاد آ گئی جو اس نے اس قسم کے سوال کے جواب میں کہی تھی۔ اس نے سوال کرنے والے سے کہا تھا...... ''کہ میں گزشتہ چودہ سو برس پہ محیط اس طویل عرصے میں اپنے خاندان کا واحد فرد ہوں جو یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہوا ہوں۔ اب میں اپنے آنسوؤں کو کیسے کہوں کہ تم تھم جاؤ۔''

''اوج کا نعت نمبر مجھے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا ہے۔ اس دفعہ میرے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے کی جالی کے ساتھ لگ کر رونے والوں میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ' سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ' سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ' سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ حضور کے دل کا چین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا' آنکھوں کا نور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ تمام ثنا خواں جمع ہیں جو اس نعت نمبر میں موجود ہیں۔ جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا اپنی پلکوں پہ سجے آنسوؤں کے جھرکے سے کہہ رہی ہیں...... ''جس نے صرف ایک بار خاکِ پائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مشام جاں کو معطر کر لیا تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کسی اور خوشبو کا محتاج نہ رہے...... شیر خدا اپنے لبِ گوہر بار سے فرماتے ہیں...... آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دینے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو لحد میں اتارنے کے بعد آنکھ سے اوجھل ہونے لیکن دل میں بسنے والے کے غم میں غمگین ہوں جو پھولوں کے سے گداز کی حامل آغوش لحد میں جا بسا...... ہر نماز کے وقت عشاق کے دلوں میں سیدنا بلال رضی اللہ تعالی عنہ رقت کا ایک طوفان برپا کر دیتے ہیں۔ جب وہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر پکارتے ہیں تو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی آواز آتی ہے......

''تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک اپنے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں آنسو بہانا تو لازم ہو چکا......''

میرا جی چاہتا ہے کہ جس عرب نے مجھ سے پوچھا تھا کہ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے پہ تمہارے آنسو کیوں نہیں تھمتے؟'' میں اس سے پوچھوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے آج تک آنسوؤں کا یہ قافلہ کبھی رکا ہے جو آج رک جائے گا...... یہ آنسو تو ہم سیاہ کاروں کی زندگی کا سرمایہ ہیں۔ اگر ہم رونے کی دولت سے محروم ہو گئے تو ہمارے افلاس پہ آنے والے زمانے روئیں گے۔''

ہے عشق شہ دیں صلی اللہ علیہ وسلم تو سنور جائیں گے ہم لوگ
یہ غم نہ ہو سینوں میں تو مر جائیں گے ہم لوگ

چلتے رہیں نقش قدم سرور دیں صلی اللہ علیہ وسلم پر
ذروں کی طرح ورنہ بکھر جائیں گے ہم لوگ

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم دو عالم کی محبت ہے جو دل میں
اس زینے سے ہر دل میں اتر جائیں گے ہم لوگ

Marfat.com

شاہ خوبان جہاں ﷺ!

اپنے محبوب کی مدح وثنا کس محبت کے دل کی دھڑکن اور آنکھ کی جنت نہیں اور پھر ایسی محبت جس کا تعلق آپ ایسے ذیشان محبوب ﷺ کے جمالِ جہاں آرا سے ہو وہ راحت جاں بھی ہے اور تخلیق کا ساماں بھی۔

اے عشرت فرمانہ میرا انتظار کر — میں اب ہوں بارگاہ رسالت ﷺ میں باریاب
تاباں ہو کیوں نہ میرے خیالوں کی انجمن — عشق نبی ﷺ کا دل میں درخشاں ہے آفتاب
آئی ہوا جو زلف نبی ﷺ چومتی ہوئی — خوشبو بکھیر دی ہے زمانے میں بے حساب

حضور ﷺ کے حسن سراپا میں گم قدسی مقال اقبال رحمتہ اللہ علیہ کی محبت بھری زباں یوں لب کشا ہوتی ہے۔

''جو دنیا بھر کے خوش جمالوں سے خوشتہ وزیبا تر ومحبوب تر ہے......
دل جس کے عشق سے توانا اور خاک ہمدوش ثریا ہو جاتی ہے......
وہ دلوں کا مکیں اور ہماری آبرو جس کی نسبت گرامی سے......
جلوہ طور جس کے در کا موجِ غبار......
وہ شبستان حرا کا تنہا مسافر!......
قوم وآئین حکومت کی طرح ڈالنے والا......
جس کی تلوار جنگ میں لوہا پگھلاتی اور آنکھ نماز میں نم ہو جاتی تھی......
جو نسخہ کونین کا دیباچہ......
ایسا آقا تمام عالم غلام جس کا......
وہ نگاہ عشق ومستی میں اول بھی آخر بھی......
جو قرآن بھی فرقان بھی......
اور یسین وطہ کے سجیلے نام جس کے......
جو الکتاب بھی اور آیہ کائنات کا معنی دیریاب بھی......
ایسے میں محبت میں ڈوبی ہوئی نگاہ بے ساختہ پکار اٹھتی ہے۔

سرکار ﷺ دو عالم کی ہو شان بیاں کیسے — دنیا کی لغت میں ہیں الفاظ کہاں ایسے
محبوب خدا ﷺ جب سے محبوبِ نظر ٹھہرے — نغمات درود ابھریں دن رات رگ وپے سے

Marfat.com

امی و ابی قرباں قرباں دل و جاں بھی — محبوب خدا ﷺ مجھ کو محبوب ہیں ہر شے سے

سرورِ سروراں ﷺ!

کسی بھی صاحب ایمان کے لیے اس سے بڑا اعزاز اور کوئی نہیں کہ اسے غلامانِ مصطفیٰ ﷺ اور ثنا خوانِ محمد ﷺ میں شامل کرلیا جائے

ان ﷺ کے در سے مجھے مل جائے غلامی کی سند — میرے معبود کوئی لفظ میں ایسا لکھوں

سایہ گستر نہ ہو گر صورت والیل وہ زلف — ساری دنیا کو میں تپتا ہوا صحرا لکھوں

ہر نفس تازہ تغیر کا ہدف ہے دنیا — جز تیرے دہر میں آقا ﷺ کسے اپنا لکھوں

یہ آرزو میرے دل کی معراج بنی کہ کاروانِ عشق و سرمستی کے سالار سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر آپ ﷺ کے مدحت نگاروں میں کفش بردار اور بازارِ مصر میں یوسف کے خریداروں میں بنت نیل کی حیثیت سے شامل کرلیں تو یہ احسان میرے جرم و خطا کے لیے بخشش و عطا اور مجھ بیکس و بے نوا کے لیے وجہ صد افتخار و ناز ہوگا

میں کہاں اپنے محبوب ﷺ کی توصیف کہاں — عرض کچھ کرتا ہوں رحمت کے بہانے کے لیے

تاجدار شہاں ﷺ!

دعائے خلیل و نوید مسیحا علیہما السلام سے لے کر اس آخری حرف تک جو آپ ﷺ کی مدح و ثنا میں کہا گیا سرمایہ...... اظہارِ عجز کی وہ دولت اور محبت و عقیدت کا وہ خراج ہے جو آپ کے نام لیواؤں کی طرف سے بارگاہ جمال میں پیش کیا گیا ''لولاک لما'' کا تاج وہ تاج ہے جو احسن الخالقین کی طرف سے آپ کے سرِ اقدس کی زینت بنا...... ''ورفعنا لک ذکرک'' ...... وہ سہرا ہے جو شب اسریٰ کے دولہا ﷺ! ...... آپ کے زیب و گلو ہوا

تو وہ گلدستہ قدرت ہے رسول عربی ﷺ — کم ہے تجھ پر سے اگر جان چمن کو واروں

فرق عالی پہ میں صدقے کروں سر کو اپنے — پائے اقدس پہ تیرے ﷺ اپنے میں تن کو واروں

تیری ﷺ توصیف کی راہ میں اے جان جہاں ﷺ — ہے سزاوار جو میں روح سخن کو واروں

حامی بیکساں ﷺ!

ریاض رسول ﷺ میں کتنے بلبل چہک رہے ہیں، ان کا شمار حد ادراک میں نہیں آتا...... آپ کی عقیدت کی انگوٹھی میں سیدنا حسان بن ثابت، کعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم، رومی و جامی، عرفی و خاقانی، سعدی و سینائی، قدسی و بوصیری، حالیؒ و مینائیؒ، امام اعظمؒ و فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہم، بیدم وارثی و ظفر علی

Marfat.com

خاں، نعیم صدیقی وحفیظ تائب، محسن کاکوروی و عبدالعزیز خالد، عارف عبدالمتین ومظفر وارثی، اقبال آفتاب نقوی، حافظ لدھیانوی وریاض مجید، اعظم چشتی ومحمد علی ظہوری، انور جمال و عاصی کرنالی، حافظ مظہرالدین و لالہ صحرائی ایسے ان گنت نگینے ہیں جن کی جگمگاہٹ سے ایوان نعت میں فکر ونظر کی روشنی ہے۔ ہجر محبوب ﷺ میں بے چین دلوں کا چین ہے۔ سوزِ فراق میں سلگتی ہوئی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ کئی رتجگوں کا سرور اور بے خواب راتوں کا نور ہے۔ آرزوئے وصال میں جلتے ہوئے لمحوں کا سوز اور تڑپتی ہوئی تمناؤں کا گداز ہے...... عجز اظہار کا یہ سرمایہ کہکشاں رنگ رہے گا جب تک کہ سورج دامنِ شب سے طلوع ہوتا رہے گا۔ جب تک کہ چمن میں بہاریں آتی رہیں گی جب تک کہ شبنم پھولوں کا منہ دھلاتی رہے گی۔

میرے محبوب ﷺ میں سینکڑوں سال تک اپنی گفتار سے اپنے افعال تک
نثر لکھتا رہوں شعر بنتا رہوں میں تمہارے ﷺ لیے پھول چنتا رہوں

ہم حسن و جمال بے نہایت داری ہم جود و کرم بحد غایت داری
ہم حسن تیرا ﷺ مسلم و ہم احساں محبوب ﷺ توئی کہ ہر دو آیت داری

میرے شہر یار محبت ﷺ! آپ ﷺ حسن وزیبائی اور نکہت ورعنائی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے......

☆ بخشش وعطا اور لطف وعنایت میں بھی بزم کونین میں کوئی آپ ﷺ کا ہم پایہ نہیں۔

☆ حسن واحساں دونوں انداز محبوب آپ ﷺ کی ذات اقدس ﷺ کا زیور ہیں۔

میرے محبوب کائنات ﷺ!

☆ اسی لیے تو آپ ﷺ ہی میرے محبوب ﷺ ہیں کیونکہ حسن و جمال اور لطف وعطا کی دونوں صفات سے آپ ﷺ متصف ہیں۔

یزداں نے مسکرا کے بڑی دیر میں لکھا اک لفظ آرزو میرے دل کی کتاب میں
محبوب ﷺ تیرے حسن سے غنچوں کی آبرو خوشبو تیرے ﷺ بدن کی بسی ہے گلاب میں

کوئی محبوب نظر ہے نہ محبت کی مراد بستیاں پیار کی تم ﷺ ہی سے بسی ہیں سرکار ﷺ

میرے محبوب ﷺ انس وجاں!......

انسان جس ہستی سے محبت کرتا ہے اُس کی ذات کے چمن سے وہ نہ صرف فکر ونظر کے پھول چنتا ہے۔ بلکہ اس کے وجود سے سوز وگداز کی کلیاں بھی جن سے وہ اپنے دل کا چراغ روشن رکھتا ہے۔ جن

Marfat.com

سے وہ تنہائیوں میں بھی انجمن آرا رہتا ہے۔

میرے حضور ﷺ!......

میں بھی تو محتاج کرم آپ ﷺ ہی کا اک گنہگار امتی ہوں۔ مجھے بھی تو آپ ﷺ کی ذات قدسی سے نسبت عقیدت ہے۔ میرے نامۂ اعمال کی سیاہیوں سے قطع نظر حسین کریمین علیہ التحیۃ والسلام کے صدقے مجھے اپنی کملی کے سایے میں لے لیجئے۔ للہ مجھے اپنے قدموں میں جگہ دے دیجئے......

میرے آقائے دو جہاں ﷺ!

آپ کی الفت کے اسیر......خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں:

''میں نے اپنے گھر میں کبھی ایک پل بھی قرار نہیں پایا۔ آپ کے ہجر والم میں میری ساری عمر گزر گئی۔ آپ کا فراق واضطراب مجھے در در لیے پھرتا ہے......''

اے خالقِ ہجر و وصال!

''تجھے زلف ﷺ واللیل کی قسم! کوئی ایسا وسیلہ بنا کہ میری باقی عمر تیرے محبوب ﷺ کے درِ اقدس پہ اُن ﷺ کے قدموں میں گزر جائے۔''

میرے آقا ﷺ اپنے دل کا حال میں کِس سے کہوں
چپ رہوں لیکن کہاں تک اور کیسے چپ رہوں
رات کی نیندیں میسر ہیں نہ اب دل کو سکوں
اور ہوتا جا رہا ہے درد مہجوری فزوں
صبر کا دامن چُھٹا جاتا ہے ہاتھوں سے میرے
آپ ﷺ خود فرمائیں آخر میں کروں تو کیا کروں
صرف اتنا عرض کرنے کی اجازت ہو عطا
دور رہ کر آپ ﷺ کے قدموں سے میں کیوں کر جیوں

دانائے سبل ﷺ!

تمنائے دید کے اس دشت کی پنہائی میں میری عمر بیت گئی۔ میری زیست کے کم وبیش اٹھارہ سال گزر گئے! اس عرصہ ہجراں میں میں نے راہ کے ہر سنگریزے کو پھول کی طرح چوم کر اپنی آنکھوں سے لگایا ہے۔ اپنے دل میں جگہ دی ہے مگر اب تاب انتظار نہیں۔

Marfat.com

اے نبی ﷺ! اے میرے مولا ﷺ! اے رسول ہاشمی
میری شہ رگ کا لہو اور میری آنکھوں کی نمی
میری دولت میری عزت میری اولاد عزیز
میرے ماں باپ اور میری جاں بے قیمت سی چیز
تیرے ﷺ قدموں پہ تیرے نقشِ اقدس پہ نثار
عرض یہ کرتا ہوں اور آنکھیں ہیں میری اشکبار
جاگتے میں اپنے قدموں میں بلا لیں ایک بار
ختم الرسل ﷺ!

آج تک کوئی ایسی ساعت کائنات کا مقدر نہیں بنی جو خوشبوئے اسم محمد ﷺ سے نہ مہک رہی ہو۔ آپ ﷺ کے دیدار کی آرزو کہکشاں رنگ لفظوں میں ایک مانوس خوشبو بن کر ابھرتی ہے اور مشامِ روح و بدن کو معطر کرتی چلی جاتی ہے۔ حضور ﷺ آپ کے بلاوے کے باوجود آپ کی بارگاہِ ناز میں مدتوں باریاب نہ ہو سکنے کے اس سبب۔

گل نبی ﷺ سے زباں عرض حال کی خاطر نسیم صبح کا لہجہ تلاش کرتی ہے
ملے جو لہجہ کروں کیسے سامنا اُن کا کہ روسیاہی میری سامنے سے ڈرتی ہے

آپ ﷺ کے دیار صبح بہار کے مطلع انوار میں باریابی کے حوالے سے میں انتہائی کم نصیب گردانا گیا ہوں۔ خویش و اغیار کے طنز کے تیروں کے سائے میں دل کی چبھن کے باوجود اپنی حیات مستعار کی وفا کے سلسلے میں اس گماں سے پہلے ہی ہوش و خرد سے عاری ہو جاؤں کہ آپ ﷺ کی شان کریمی پہ کوئی حرف آ سکتا ہے کیونکہ یہ کول سوچ میرے ایمان و ایقان کے فصل گل کی بہار ہے۔

نبی کی شانِ کریمی پہ حرف آتا ہے انہیں پسند نہیں انتظار میں رکھنا
لگاتے رہنا مدینے کے قافلوں کا سراغ اور آنسوؤں کے دیئے راہگذر میں رکھنا
مولائے کل ﷺ!

کسی آنکھ نے آج تک کوئی ایسا میزبان نہیں دیکھا جس نے اپنے در پہ بلائے ہوئے مہمان کو خالی ہاتھ لوٹایا ہو اور میں تو آپ ﷺ کے در کا گدا ہوں جہاں مانگتے تاجدار پھرتے ہیں۔ میں تو آپ کی گلی کا فقیر ہوں جہاں مجھ جیسے ان گنت سیاہ کار آپ ﷺ کے جود و سخا پر پل رہے ہیں۔ میرے حضور ﷺ! میں آپ ﷺ کا مہمان ہوں۔ نارسائی میرا نوشتۂ تقدیر نہیں بلکہ آپ کی زیارت بفضل ایزدی میرا مقدر ہے۔

Marfat.com

اس سے پہلے کہ بجھیں میری بصارت کے چراغ ان میں تصویر مدینے کی سجا لی جائے
یہ تو ممکن ہی نہیں رحمتوں والے آقا خالی ہاتھوں تیری چوکھٹ سے سوالی جائے

یا رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم!

مہر و مہ سے تابندہ تر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور پہ بکھری ہوئی زلف واللیل کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گہر بار سے آیا ہوا بلاوا میری زندگی کے تپتے ہوئے صحرا میں ہولے سے چلتی ہوئی بادِ نسیم اور زیست کے اجڑے ہوئے دیار میں چپکے سے آتی ہوئی بہار سے زیادہ جانفزا ہے۔ یہ نہ صرف بعد از وصال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابدی سیرت کا تحیر خیز معجزہ ہے بلکہ اللہ کا کرم بھی

کیسے ادا زباں سے ہو شکر کرد گار جالی حرم کی اور یہ چشم گناہ گار
آتا نہیں یقیں کہ میں اور درِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور قدم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوچا نہ تھا کبھی
کٹ جائے میری عمر تیرے ذکرِ پاک میں مِل جائے میری خاک مدینے کی خاک میں

یا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم!

تحدیث نعمت کے طور پر بصد عجز و نیاز عرض گداز ہوں کہ یہ امر میرے لیے باعث صد انبساط ہے کہ کروڑوں کی آبادی کے حامل پنجاب میں جو ارض پاک کا دل ہے لاکھوں نفوس میں سے میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم التفات مجھ سیاہ کار پہ ہی پڑی ہے اور مجھ گنہگار کے عرقِ انفعال کے قطروں کو نہ صرف افتخار سے نوازا ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ کریمی نے انہیں موتی سمجھ کے چُن لیا ہے۔

یہ پوچھنا ہے مجھے اپنی فردِ عصیاں سے مجھے یہ اِذن حضور عطا ہوا کیسے؟

مجھ پہ یہ عنایت ہوئی کیوں کر؟...... وادی حیرت میں گم میرے عقل و شعور اِس کا جواب دینے سے قاصر ہیں...... کیا میں استحقاق رکھتا تھا کہ میں اس سعادت سے نوازا جاؤں؟...... نہیں، بخدا نہیں...... میں تو اس قابل بھی نہ تھا کہ درِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم پہ یاد کیا جاؤں...... نجانے میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے خیال آ گیا کہ اپنے عصیاں شعار کو اپنے آستان کرم پہ بلا لیا۔ میرے پاس کہنے کو اِن لفظوں کے سوا کچھ اور نہیں

دید کے قابل یہ کہاں میری نظر ہے یہ اُن صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے کہ نظر اُن صلی اللہ علیہ وسلم کی ادھر ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آیا ہوا بلاوا میرے لیے شہیدی رحمتہ اللہ علیہ کی طرح باعثِ صد فخر و انبساط ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاک پا کی قسم صرف اِسی خوشی میں گزارنے کے لیے میری ساری عمر بھی کم ہے۔

اُن کا پیغام طلب ہاں اُن کا پیغام طلب اللہ اللہ ان کا پیغام طلب پہنچا مجھے

Marfat.com

کیوں نہ عاصی آج میں خود کو مبارکباد دوں — رحمت اللعالمین ﷺ نے یاد فرمایا مجھے
شرم سے چہرہ مرا گل رنگ ہو کر رہ گیا — شہر طیبہ کی ہوا نے اس قدر چوما مجھے
میں خش و خاشاک مشتِ خاک مجھ پر یہ کرم — یوں پذیرائی! یہ کب تھا اندازہ مجھے!

میرے شفیع المذنبین ﷺ!

یہ تمنا میری سوچ کا جھومر ہے کہ میرا انجام کرامت علی شہیدی رحمتہ اللہ علیہ کے دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے اس شعر کی زندہ تفسیر ہو۔

تمنا ہے درختوں پہ تیرے روضے کے جا بیٹھے — قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روح مقید کا

میری حسرت و آرزو ہے کہ مجھ سیاہ کار کا جسم اپنی سیاہ کاریوں اور عصیاں شعاریوں سمیت اپنی نگاہوں سے گنبد خضریٰ کی زیارت کر لے تا کہ یہ کہنے کا اعزاز حاصل کر سکے۔

حضورِ روضۂ اقدس ﷺ کھڑا ہوں — تمنا ہے نہ اب کوئی طلب ہے

اور پھر بس اس قابل نہ رہے کہ انہی آلودگیوں سمیت بارگاہ محبوب ﷺ میں باریاب ہو سکے صرف آپ ﷺ کی چشم کرم میں آجائے کہ اک گنہگار جو آپ کا اُمتی تھا اپنے گناہوں پہ منفعل تھا اسی لئے وہ اپنی گنہگار آنکھوں کو ہی گنبد خضریٰ پہ نچھاور کر سکا اپنے آلودۂ معصیت جسم کو حدِ کوئے محبوب ﷺ میں نہیں لایا کیونکہ اُسے اس بارگاہ کی عظمت وجلالت کا حددرجہ احساس تھا جو بوسہ گاہ ملائک ہے جس کا درباں جبریل امیں علیہ السلام ہے جہاں ہر روز ستر ہزار فرشتوں کی نورانی جماعت حاضر ہو کر درود وسلام کے بے پایاں پھول میرے آقائے کریم ﷺ آپ پہ نچھاور کرتی ہے اور اپنے عنبریں پروں سے روضہ اقدس پہ غبارِ گل کی افشاں کو اپنے چہرے کا غازہ اور آنکھوں کا سرمہ بناتی ہے جہاں روز و شب انوار و برکات کی بارش ہوتی ہے جہاں جنید و بایزید رحمتہ اللہ علیہ ہاتھ باندھے گم کردہ نفس نظر آتے ہیں جس کی رفعت کے سبب عرش اعظم بھی جھکا رہتا ہے۔

میرے آقائے بے کس نواز ﷺ!

کاسے میں اس بھیک کے ساتھ سائل کی اس صدا کے ساتھ اور عجز بیاں کی اس التجا کے ساتھ ریاض حسین چودھری کے مشک بو لہجے میں آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس سے نگاہِ لطف و کرم اور بخشش وعطا کا طالب ہوں۔

حضور ﷺ حاضر ہے ایک مجرم حضور ﷺ اس کو معاف کر دیں — اور اس کے کشکولِ آرزو کو کرم کے سکوں سے آج بھر دیں
یہ ہجرتوں کے اگا کے موسم حضور ﷺ لایا ہے کشتِ غم میں — یہ عافیت کی تلاش میں ہے اُسے مدینے میں ایک گھر دیں

Marfat.com

دعویٰ عشق رسول ﷺ

ماسٹر محمد شبیر ہاشمی

مسلمان قوم اپنے نصیب کے لحاظ سے افضل ترین قوم ہے کہ اسے اللہ کے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کا امتی ہونے کا شرف ملا جن کا امتی بننے کی تمنا انبیاء نے بھی کی۔ یہ قوم عشق رسول ﷺ کی دعویدار بھی ہے۔ جب کہ پہلے نبیوں کے امتیوں نے کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ کسی نے یہ نہ کہا کہ وہ عاشق آدم ہیں۔ عشقِ نوح، عشق ابراہیم، عشق اسماعیل اور عشق عیسیٰ علیہم السلام کا دعویٰ کرنے والا کوئی نہ بنا۔ ہم مسلمان عشقِ رسول ﷺ (محمد ﷺ) کے داعی ہونے کا بہت ذکر کرتے رہتے ہیں مگر اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ دین اسلام کی چند بنیادی باتیں ہم قطعاً بھول جاتے ہیں۔ ہمارے آقا ﷺ نے جھوٹ بولنے سے منع فرمایا مگر ہم ہر بات میں جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے منافق کو کافر سے بھی بُرا قرار دیا۔ ہمارے اندر یہ بُرائی کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''مومن کی پہچان اس کے وعدوں سے کی جاتی ہے۔'' ہم وعدے کر کے بھلا دیتے ہیں۔ قول و قرار پر ہم پورے نہیں اترتے ہمارے قول اور فعل میں شدید تضاد ہوتا ہے۔ مال و زر کی ہوس نے ہمیں جائز و ناجائز، حلال و حرام کی پہچان سے بے نیاز کر رکھا ہے۔ وقت کی پابندی کا احساس ہی ختم ہو گیا ہے۔ ہم کسی محفل میں دیر سے پہنچنے کو ہی اپنی شان سمجھتے ہیں۔ کیا ایسی خامیوں کے باوجود ہم عشق رسول ﷺ میں سرشار ہو سکتے ہیں۔

افسوس کہ ہم عبادت کو بھی عبادت سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ محض رسمی کارروائی پوری کرتے ہیں۔ پھر ہم مختلف فرقوں میں بٹ کر ایک دوسرے سے گریزاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ بازی نہ کرو۔'' جناب پیر نصیر الدین نصیر گولڑوی سے جب یہ سوال کیا گیا ''کیا فرقہ بندی کے ذمہ دار علماء کرام ہیں؟'' تو انہوں نے فرمایا ''جی ہاں۔ قوم کو سنوارنے یا بگاڑنے میں دو گروہوں کا بڑا اہم کردار ہوتا ہے۔ ایک علماء کرام کا اور دوسرا مشائخ کا۔ اگر ان دونوں سے بہتری نہ ہو سکے تو پھر سربراہ مملکت کا فرض ہے کہ اپنے اختیارات کو استعمال میں لا کر اس کا قلع قمع کرے۔ تمام علماء ایسے نہیں ہوتے۔ اچھے علماء بھی ہیں مگر اُن کی اکثریت فرقہ بندی کی ذمہ دار ہے۔ ایسے ہی علماء کو علماءِ سُو کہا جاتا ہے۔''

آپ مختلف مساجد میں یا جلسے جلوسوں میں اپنا جوشِ خطابت دکھاتے ہوئے کیا کچھ نہیں کہہ دیتے۔ یوں زبانی جمع خرچ سے کچھ حاصل نہیں۔ کتنے علماء اور خطیبوں کو مسجد کے کسی کونے میں یا حجروں میں تنہا

Marfat.com

بیٹھے عبادت میں مشغول دیکھا گیا ہے۔ عبادت کا سرور تو خاموشی اور تنہائیوں میں نصیب ہوتا ہے۔ بعض علماء جانے اور انجانے میں بے شمار لوگوں کے دلوں کو ٹھیس پہنچاتے ہیں اور دل آزاری کر کے اللہ کے احکامات کی نافرمانی کرتے ہیں اور ساری ساری رات جلسوں اور محفلوں میں تقاریر کا سکہ جماتے ہوئے لوگوں کے اگلے روز کے فرائض کی ادائیگی اور دیگر معمولات کو پوری دیانتداری سے ادا نہ کر سکنے کا سبب بنتے ہیں۔ روزانہ وعظ کے نام پر سپیکروں پر اپنا شوق پورا کرتے ہیں۔

کسی شخص نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے عرض کی کہ ہر صبح لوگوں کو وعظ سنانے کی اجازت دیں۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے اسے منع فرمایا اور کہا ''مجھے اس بات کا خوف ہے کہ تمہارا دماغ آسمان پر نہ پہنچ جائے۔'' ذرا غور فرمائیے کہ جو لوگ اسپیکروں کی فلک شگاف آواز میں اللہ کو اکیلا کہتے نہیں تھکتے اور اس کے پیارے نبی ﷺ کے مقام و مرتبہ سے پہلوتہی کرتے ہیں، اُن کا اللہ تبارک وتعالٰی کی نظر میں کیا مقام ہوسکتا ہے۔ ایسے خطیب/ علماء اپنی جوشیلی تقریروں کو بھی عبادت کا درجہ دے کر تفرقہ بازی کے کچوکے لگاتے ہیں۔ رات تنہائی میں بیٹھ کر سر بسجود ہو کر، آنسو بہا کر، گڑ گڑا کر، اپنے گناہوں اور غلطیوں پر شرمندگی کا احساس کر کے مخلوق خدا کو ستانے کا کفارہ ادا کرنے کا وعدہ کر کے دیکھو، یقیناً اُن کے دل کے اندر خوبصورتی کی مشعلیں روشن ہو جائیں گی، نور کے فانوس جگمگانے لگیں گے۔

میں عشق رسول ﷺ، عاشق رسول ﷺ، شیدائی رسول ﷺ کے دعویداروں سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اپنے اپنے اعمال و افعال کا غیر جانبدارانہ تجزیہ کریں کہ کیا ہم اپنے ایسے دعوؤں میں سرخرو ہو رہے ہیں۔ للہ اپنی حالت دیکھیں۔ اپنے قول و فعل کا جائزہ لیں۔ اپنے ظاہر و باطن پر غور کریں۔ کیا ہم عشق رسول ﷺ میں مبتلا یا عاشق رسول ﷺ کہلانے کے مستحق ہیں۔ اگر تجزیئے کا نتیجہ حوصلہ افزا نہ ہو تو پھر آیئے ہم غلامی رسول ﷺ کا طوق گلے میں ڈال کر دیکھیں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر سرورِ کائنات ہمیں اپنی غلامی میں قبول کر لیں تو ہماری بہت بڑی خوش نصیبی ہوگی۔ لہٰذا اپنی بزموں، انجمنوں اور محافل کو غلامی رسول ﷺ کے پٹے کے اندر محبوس کر لیں، یہی ہماری سعادت ہوگی۔

☆☆☆☆☆

سوالات آپ کے .... جوابات ہمارے

اگر آپ نعت خوانی کے حوالے سے کسی قسم کے سوالات یا ابہام کا شکار ہیں تو ابھی اپنا سوال ہمیں ارسال کریں۔ ہمارے ماہرین کا پینل دے گا آپ کے سوالات کے تسلی بخش جوابات۔ سوالات واضح لکھیں، جوابی لفافہ بھی ساتھ ارسال فرمائیں۔ انشاءاللہ

ادارہ ''کاروانِ نعت''

Marfat.com

اُسوۂ رحمتہ للعلمین

تحریر: عبدالرؤف قریشی

صحرائے عرب کے ریگزاروں سے اسلام کے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ پھوٹا تو صدیوں کی پیاسی اور دم توڑتی ہوئی انسانیت اس چشمۂ رحمت سے سیراب ہونے لگی تشنگیاں مٹنے لگیں۔ اُکھڑی ہوئی سانسیں اعتدال پر آنے لگیں دلوں کی بنجر اور بے آب و گیاہ زمینیں آباد ہونے لگیں۔ محرومیاں ختم ہونے لگیں۔ حرماں نصیبیاں کم ہونے لگیں۔ عزتیں بحال ہونے لگیں۔ عظمتیں پھر سے بلندی کی طرف پرفشاں ہونے لگیں۔ مصیبتیں ٹلنے لگیں اور روحوں کی دنیائیں سرشار ہونے لگیں کیونکہ یہ چشمۂ رحمت ہر ایک کو فیض لٹانے لگا تھا اور جب دم توڑنے والے اس چشمۂ رحمت کے آبِ حیات سے جی اُٹھے تو سب نے پکار کر کہا کہ اس کرم کے خزانے کا نام کیا ہے تو آسمان کی بے پایاں وسعتوں سے صدا آئی لوگو! یہ کوئی اور نہیں بس جان لو کہ یہ رحمت للعلمین ہے جس کا نامِ نامی زمینوں پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آسمانوں پر احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت کا پیکر اتم بنا کر خطۂ عرب میں مبعوث فرما دیا اور کہا کہ اے محبوب سرفاراں اعلان کر دو کہ لوگو! آؤ مجھ سے انسانی عظمت و وقار کے موتیوں کے ساتھ جنتوں کی نعمتیں اور رفعتیں بھی لیتے جاؤ' آؤ میرا کلمہ پڑھتے جاؤ۔ میری سنت مطہرہ پر عمل کرتے جاؤ اور اپنے اپنے دامن میں جنت کی بہاریں اور وسعتیں سمیٹتے جاؤ لوگو اُٹھو اور زمین کی پستیوں سے اوجِ ثریا پر پہنچنے کا گُر مجھ سے سیکھتے جاؤ مایوسیوں کو دامنوں سے جھٹک دو اور اُمیدوں سے اپنے نخلستانِ زندگی کو پُر بہار کر لو آؤ تم میری وساطت سے میرے رب کے بنتے جاؤ یقیناً وہ رب بھی تمہارا بن جائیگا۔

تاجدار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اعلان نبوت فرمایا تو مکے کے ہر ذی شعور انسان نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نبوت و رسالت کی دلیل کیا ہے تو وہ زبان جو ترجمانِ زبان خدا ہے جو رب کریم کے حکم اور اس کی منشا کے بغیر کھلتی ہی نہیں جس زبان کی تقدیس کے نغمے قرآن بیان فرماتا ہے کہ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحىٰ ٥ کھلی تو فرمایا لوگو! میری نبوت کی دلیل میری چالیس سالہ زندگی ہے جو میں تمہارے درمیان گزار چکا ہوں "كَمْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ." اس زندگی کا جائزہ لو اور بتاؤ کہ کیا میری زندگی میں کوئی سقم تم نے دیکھا۔ حضرت آمنہ رضی تعالیٰ عنہ کی گودِ مطہرہ سے لے کر اعلانِ نبوت

Marfat.com

تک کی زندگی کا ایک ایک باب ایک ایک ورق ایک ایک حرف' ایک ایک زیر ایک ایک زبر ایک ایک شد ایک ایک مد ایک ایک پل ایک ایک گھڑی اور ایک ایک لمحہ تمہارے سامنے ہے۔ اسے تصور میں لاؤ اور پھر بتاؤ کہ تم کیا کہتے ہو؟ تو ہر کوئی پکار اُٹھا کہ تو ''لاریب'' ہے تیری زندگی آب زمزم کی طرح مصفی و پاکیزہ ستاروں کی طرح شفاف' چاند کی جبین کی طرح اُجلی سورج کی کرنوں جیسی روشن و منور گل و گلزار کی طرح معطر اور کائنات کی بہاروں کی طرح معتبر ہے۔ واللہ تو پاک ہے واللہ تو بے عیب ہے واللہ تو فخر آدمیت ہے تو وقار انسانیت ہے جب کردار کی عظمت کی یہ سند حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مل چکی تو فرمایا لوگو! ذرا غور کرو اگر میری اعلان نبوت سے پہلے کی زندگی اتنی شفاف ہے تو پھر بطور امام الانبیاء میری زندگی کا عالم کیا ہوگا۔

گویا تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کردار آپ کی نبوت کی دلیل ٹھہرا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کردار سازی ہی تو کی تھی کہ عرب کے بدووں کو قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کا وارث بنا دیا یہ کردار ہی کے بدلنے کے مظاہرے تھے کہ بیٹیوں کو پتھروں میں زندہ درگور کر دینے والی قوم خود اپنی جان دے کر دوسروں کی جان بچانے کے لئے تیار ہوگئی۔ یہ کردار کی تبدیلی ہی تھی کہ مُردے زندہ ہوتے گئے' قاتل مسیحا بنتے گئے' راہزن راہبر بنتے گئے' غافل مستعد ہوتے گئے' جاہل عالم بنتے گئے' بے راہ رو دوسروں کے لئے نشان منزل بنتے گئے' قافلے لوٹنے والے قافلہ سالار بنتے گئے' بُرے اچھے بنتے گئے' غیر اپنے بنتے گئے' دشمن دوست بنتے گئے اور فرش نشین عرش نشین بنتے گئے پھر مصطفائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان بدلے ہوئے اور تربیت یافتہ لوگوں نے دُنیا کے ہراکڑے ہوئے سر کو اپنے سامنے جھکایا اور اُن کے لوہے کو کاٹا اور اُن کے کردار کی عظمت ہر انسانی کمال پر غالب آتی گئی۔

آج اُمت مصطفیؐ وسائل کی انتہا کی مالک ہے آسائشیں اِس کے قدموں پر نچھاور ہیں نعمتیں اس اُمت پر عاشق ہیں ہر طرف فراوانی ہی فراوانی ہے مگر وائے افسوس ہم اُس دولت سے محروم ہوگئے کہ جس کو رگ و پے میں اُتارنے کے لئے ہمارے آقا علیہ السلام نے زخم اُٹھائے پتھر کھائے اور گھر بار تک چھوڑ دیا۔ آج گفتار ہی گفتار ہے کردار خال خال ہے

؎ گفتار کا تو یہ غازی ہے کردار کا غازی بن نہ سکا

ذرا دیکھئے کہ آقا کریم علیہ السلام کی عظمت کردار اور شفقت کا عالم کیا ہے کہ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک غزوے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تو وہ عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پیچھے میرے گھر کا خیال رکھنے والا اور کام کرنے والا کوئی نہیں خضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے خباب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہوئے تمہیں فکر کی ضرورت نہیں ہے میں تمہارے گھر کا کام بھی کروں گا اور تمہاری بکریوں کو چارہ ڈال کر اُن کا دودھ بھی دھو دیا'' اور پھر ایسا ہی ہوا۔ پھر چشم فلک نے دیکھا کہ غزوہ خندق کے موقع پر کائنات کے مالک و مختار

Marfat.com

کے پیٹ پر دوسروں کے برعکس دو پتھر بندھے ہوئے ہیں سوال کرنے پر بتایا کہ میرے صحابیو! تم چار دن سے بھوکے ہو میں آٹھ دن سے بھوکا ہوں پھر ایک غزوے کے موقع پر دیکھا کہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیمے میں نہیں۔ ہر طرف پریشانی کا ماحول پیدا ہو گیا اور ہر کوئی سرکار کو تلاش کرنے لگا تو تھوڑی دیر بعد صحابہ نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دوشِ مبارک پر لکڑیوں کا گٹھا اُٹھائے تشریف لا رہے ہیں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلاموں کے ہوتے ہوئے آپ نے تکلیف کیوں کی تو فرمایا اللہ کی بارگاہ سے میں بھی تمہاری ہی طرح ثواب کا طالب ہوں۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھ سے کسی نے بدلہ لینا ہو یا حساب برابر کرنا ہو تو کر لو۔ حضرت سواد ابن غزیہ کھڑے ہو گئے عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ آپ نے مجھے چھڑی ماری تھی اور وہ بھی میری ننگی پشت پر۔ آقائے رحمت علیہ السلام نے چھڑی حضرت سواد بن غزیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھما دی اور خود پشت مبارک سے قمیض اُٹھا کر فرمایا سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم اپنا بدلہ لے لو۔ ہم جس آقا کی اُمت ہیں وہ سراپا رحمت ہیں اور عظمت وکردار کے اس مقام پر فائز ہیں کہ قیامت تک کوئی کمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال کی گرد تک بھی نہیں پہنچ سکتا مگر ہم بے کردار ہو گئے۔ بے اثر ہو گئے۔ بے حمیت ہو گئے اور بے وقعت ہو گئے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم سب کچھ ہوتے ہوئے بھی تہی دامن ہیں۔ بقول اقبال رحمۃ اللہ علیہ

اقبال بڑا اُپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے　　گفتار کا تو یہ غازی ہے کردار کا غازی بن نہ سکا

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی زندگیوں میں کردارِ مصطفیٰ کو پھر سے لاگو کریں اس سے بڑا اخراجِ عقیدت اور خراج تحسین سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کو نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنے آقا کی سنت وسیرت کے پیکر بن جائیں۔ ورنہ خالی نعرے خالی دعوے سب دکھاوے کی باتیں ہیں۔ یاد رکھیں کہ قرآن بھی ہمیں یہی پیغام دیتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُم فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ　کہ بس تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقوش پر چلنا ہی سب سے بہتر عمل ہے۔ آیئے ہم اپنے آپ کو بدلنے کا عہد کریں اور وہی کرنے کی کوشش کریں جو ہمارے آقا نے کیا۔ کیوں کہ

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں　　یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

اور

جو کرنی ہے جہاں گیری محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کر　　عرب کا تاج سر پر رکھ عجم کا شہنشاہ ہو جا

☆

محافل نعت اور حسن خلق

رشید وارثی (کراچی)

خدا کے فضل سے دورِ حاضر میں یہ بات عام طور پر دیکھنے میں آ رہی ہے کہ مہذب خاندانوں کے پرائمری و سیکنڈری سکولز کے طلباء سے لے کر کالج کے طلباء و طالبات میں بھی مدحت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا حوصلہ افزا رجحان پروان چڑھ رہا ہے۔ اس ذوق ثناء خوانی کی مقصدیت کے حوالے سے بعض ہونہار طلباء و طالبات میں اپنے اپنے تعلیمی اداروں میں منعقد ہونے والے یا ان کی جانب سے کہیں اور منعقد ہونے والے نعت خوانی کے مقابلوں میں حصہ لے کر اپنی شخصیت کو نمایاں کرنے کی آرزو بھی ہوتی ہے اور میدان عمل میں پیش رفت کرنے کی جستجو بھی۔ اس اسٹیج سے گزر کر نسل نو کے جو خوش آواز و خوش الحان افراد محافل حمد و نعت میں حصہ لیتے ہیں انہیں اکثر یہ کہتے سنا جاتا ہے کہ وہ حمد و نعت کی خدمت کے لئے خلوص دل سے کوشاں ہیں۔ اب ان حضرات سے یہ بنیادی سوال کیا جاتا ہے کہ وہ حمد و نعت کی خدمت کے لئے کیوں کوشاں ہیں؟ تو ان حضرات میں سے اکثر اس مقصد کا تعین نہیں کر پاتے اور اپنی دانست میں یہ کہہ کر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ حمد و نعت پڑھنا کارِ ثواب ہے۔

قرآن کریم میں ارکان اسلام کے حوالے سے یہ تشریح شامل ہے کہ ان اارکانِ خمسہ کا ایک مقصد انسان کے اخلاق حسنہ کی تربیت اور تکمیل ہے اور ان عبادات سے یہ روحانی اور اخلاقی ثمرہ ظاہر نہ ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ احکام الٰہی کی محض لفظی تعمیل اور عبادت کے جوہر و معنی سے یکسر خالی ہے۔ اسلام میں اخلاق کو جو اہمیت حاصل ہے وہ اس بات سے ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں جو دعا فرماتے تھے اس کا ایک جملہ یہ بھی ہے:

"واھدنی لاحسن الاخلاق لایھدی لاحسنھا"

اے میرے خدا! تو مجھ کو بہتر سے بہتر اخلاق کی رہنمائی فرما تیرے سوا کوئی بہتر سے بہتر اخلاق کی راہ نہیں دکھا سکتا۔ ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے "مسلمانوں میں کامل ایمان اس کا ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔ (ترمذی شریف)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں ایمان کے کمال کا معیار جس بات کو ٹھہرایا گیا ہے وہ حسن اخلاق ہے اسلام میں ارکان خمسہ کو جو اہمیت حاصل ہے وہ ظاہر ہے لیکن کئی مقامات پر حسنِ اخلاق کو ارکان اسلام کی قائم مقامی کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے مثلاً ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ انسان حسن اخلاق سے وہ درجہ پا سکتا ہے جو دن بھر روزہ رکھنے اور رات بھر عبادت کرنے سے

Marfat.com

حاصل ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)۔ اسلام میں حسن اخلاق ہی وہ معیار ہے جس سے انسانوں میں باہم درجہ اور مرتبہ کا فرق نمایاں ہوتا ہے۔ ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

خیار کم احسنکم اخلاقاً

''تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں'' (کتاب الادب بخاری) ایک اور حدیث میں بیان ہوا ہے کہ قیامت کے دن میزان عمل میں حسن خلق سے زیادہ وزنی کوئی اور چیز نہ ہوگی کہ حسن اخلاق سے دائمی روزہ دار اور پابند نمازی کا درجہ حاصل ہوسکتا ہے۔ (ترمذی شریف) اسی طرح امام طبرانی نے حدیث نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اللہ کا سب سے پیارا بندہ وہ ہے کہ جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ (نسائی)۔

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اچھے اخلاق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور قرب کا ذریعہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد ظاہر میں دو صحابی بیبیاں تھی۔ ان میں سے ایک رات بھر نماز پڑھتی' دن کو روزہ رکھتی اور صدقہ دیتی مگر اپنی زبان درازی سے پڑوسیوں کا انہوں نے ناک میں دم کر رکھا تھا۔ دوسری بی بی صرف فرض نماز پڑھتیں اور غریبوں کو چند کپڑے بانٹ دیتی تھیں' مگر کسی کو اپنی زبان اور عمل سے تکلیف نہ دیتی تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان دونوں بیبیوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی کی نسبت فرمایا کہ اس میں کوئی نیکی نہیں۔ وہ اپنی بدخلقی کی سزا بھگتے گی اور دوسری کے متعلق فرمایا کہ وہ جنت میں ہوگی۔ ان صحابیات کی سیرتوں کے جو مختلف پہلو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ان سے مذہب اسلام میں حسن اخلاق کی اہمیت پوری طرح نمایاں ہوتی ہے۔ ان احادیث سے قطع نظر مذہب اسلام میں اخلاق حسنہ کا اس سے بھی زیادہ کامل اور بلند تصور پیش کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اخلاق حسنہ دراصل صفات باری تعالیٰ کا عکس یا سایہ ہیں اور اس کی صفات کاملہ کے دلنشین مظاہر ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے حسن الخلق خلق اللہ الاعظم (طبرانی) یعنی حسن خلق اللہ تعالیٰ کا خلق عظیم ہے'' اسی خلق عظیم کے بارے میں سورہ القلم کی چوتھی آیت میں ارشاد ربانی ہے:

''والک لعلیٰ خلق عظیم'' ترجمہ: اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تو پیدا ہوا ہے خلق عظیم پر۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے اعلیٰ اخلاق وعادات پر آپ کو پیدا فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں جس نیکی اور بھلائی کی طرف دعوت دی گئی ہے وہ سب آپ کی ذات اقدس میں فطرتاً موجود ہیں۔

دین اسلام میں اخلاق حسنہ کی جانب جس قدر دلنشین انداز میں توجہ دلائی گئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ اس روئے زمین پر مدحت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پرچم بردار ہونے کی حیثیت سے

Marfat.com

ہم نعتیہ محافل سے وابستہ افراد اپنے عادات و اطوار اور قول و فعل کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کا پرتو بنانے کی پوری کوشش کریں اور اس کو ایک مشن بنا کر کم از کم تمام شناسا نعت خوانوں کو اور محافل نعت سے وابستہ افراد کو اس جانب متوجہ کریں تاکہ مقاصد نعت کے حصول کی راہیں کشادہ ہوں۔

یہاں مجھے بڑی دل سوزی کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے اکثر نعت خواں بزرگوں اور محافل نعت کے حوالے سے سرکردہ افراد کا رویہ متعدد حوالوں سے اخلاق حسنہ کے منافی نظر آتا ہے۔ان بزرگ افراد کو اپنے اصلاح طلب نعت خوانوں کی حوصلہ افزائی کو مدنظر رکھتے ہوئے دل آزاری کی بجائے ان کی دل بستگی پر توجہ دیں۔ مائیک ہاتھ میں آجانے کے بعد انہیں کسی کی پگڑی اُچھالنے پر ہتک آمیز گفتگو کرنے کا لائسنس نہیں مل جاتا' بلکہ اس طرح ان کی ذمہ داریاں مزید بڑھ جاتی ہیں کہ "دل بدست آور کہ حج اکبر است۔"

عین اسی طرح جونیئر (نوجوان) نعت خوانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے اطراف میں یا مسند صدارت و ارشاد پر بیٹھے ہوئے بزرگوں کے ساتھ مؤدبانہ انداز میں پیش آئیں اور حتی الامکان ان کی دل آزاری سے اجتناب کریں اور ان کی دل بستگی کو پیش نظر رکھیں یعنی ہر حال میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا و خوشنودی کے حصول پر کمر بستہ رہیں۔ (بشکریہ نعت نیوز)

☆

نرخ نامہ اشتہارات "کاروانِ نعت"

بیک ٹائٹل چار رنگہ (4 کلر) 10,000/-

چار رنگہ (Four Colour)		بلیک اینڈ وائٹ (Single Colour)	
فرنٹ اندرون	6,000/-	فرنٹ اندرون	3,500/-
بیک اندرون	6,000/-	بیک اندرون	3,500/-
اندرون صفحات فل	5,000/-	اندرون صفحات فل	2,500/-
اندرون صفحات ہاف	3,000/-	اندرون صفحات ہاف	1,500/-
اندرون صفحات کوارٹر	2,000/-	اندرون صفحات کوارٹر	1,000/-

کاروانِ نعت' یوسف مارکیٹ' غزنی سٹریٹ' 38-اُردو بازار' لاہور
فون: 042-7312801-7320682

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ نعت

☆ نعت خوانی کا اولین دور

☆ شاعر رسول ﷺ حضرت حسان بن ثابتؓ

☆ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ گلزارِ نعت میں

☆ حافظ مظہر الدینؒ ایک صاحب مقام نعت گو

☆ شہید نعت......قاری زبیدِ رسول رحمتہ اللہ علیہ

☆ گلشن نعت کے نامور سفیر ثناء اللہ بٹؒ

☆ حضرت پروفیسر محمد حسین آسیؒ

☆ ذکر غلامان شہنشاہ امم ﷺ

Marfat.com

نعت خوانی کا اولین دور

تحریر: جمشید اعظم چشتی

ہزار بار بشوئم دہن بہ مشک وگلاب　　ہنوز نام تو گفتن کمال بادبیست

ن۔ع۔ت (نعت) عربی زبان کا ایک مادہ ہے جس کے لغوی معنی ہیں ''اچھی اور قابل تعریف صفات کا کسی شخص میں پایا جانا اور ان صفات کا بیان کرنا۔'' ''نعت الرجل'' کا مطلب ہے ''کسی آدمی میں خلقۃً وطبعاً بہترین خصوصیات کا پایا جانا'' اسی طرح جب کوئی شخص اپنے گروہ یا قبیلے میں سب سے بلند مرتبہ اور سب سے بہتر صوری ومعنوی صفات کا حامل ہو تو عربی محاورے میں اس کے متعلق کہیں گے ''هُوَ نَعْةٌ'' یعنی وہ خوبی میں بہترین ہے......

عربی زبان میں تعریف وتوصیف کے لئے اور بھی بہت سے مصادر مستعمل ہیں۔ مثلاً حمد، ثناء، مدح، مدیح وغیرہ......اگرچہ ان سب کے محل استعمال میں ہمیشہ پوری پابندی نہیں کی گئی مگر اہل قلم اور اہل سخن نے اصطلاحاً لفظ ''حمد'' کو اللہ جل جلالہ کی تعریف کے لئے اور لفظ ''نعت'' کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثنا وصفت بیان کرنے کے لئے مخصوص کرلیا۔ اور اب عربی، فارسی، اردو اور ترکی زبان میں ''نعت سے مراد سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحؐ وثنا ہوتی ہے۔ اس کے اتباع میں مسلمانوں کی دیگر زبانوں مثلاً سواحلی، اوگنڈی، انڈونیشی، بنگالی، اولغوری اور ملایو وغیرہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف کے لئے لفظ ''نعت'' ہی مستعمل ہے۔

شعرا نے جب بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قصاید مدحیہ کہہ کر عقیدت کے پھول پیش کئے تو بادشاہوں، امیروں اور بزرگوں کی شان میں کہے ہوئے قصاید مدحیہ سے مدحِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ممتاز رکھنے کے لئے خصوصیت کے ساتھ انہیں ''نعت'' کا نام دیا۔ اگرچہ سب نے ہر زمانے میں ہر مقام پر اس کی پوری پابندی نہیں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف بیان کرنے کے لئے ''مدح ومدیح'' کے عنوانات بھی استعمال کئے گئے بلکہ اب بھی بعض شعرا ''مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' اور ''مدیح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔ باوجودیکہ اب لفظ ''نعت'' مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مختص ہے۔ عرفی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی 999ھ در لاہور) نے تو اپنے مشہور ومعروف قصیدہ میں نعت و مدیح کے دونوں لفظوں کو ایک ہی مصرعے میں استعمال کرکے اس فرق کو واضح کردیا ہے۔ کہتے ہیں:

عرفی مشتاب این رہ نعتست نہ صحرا　　آہستہ کہ رہ بروم تیغ است قدم را

Marfat.com

ھشدار کہ نتوان بیک آھنگ سرودن نعت شہہ کونین و مدیح کے وجم را

لوازمات نعت:

نعت پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنیاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عقیدت و محبت ہے۔ اس جذبے کے بغیر نعت' اول تو کہی ہی نہیں جاسکتی اور اگر کہی بھی جائے تو وہ اثر انگیزی سے محروم ہوگی لیکن جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب فکر وتخیل کی آنچ پر تیز کیا جاتا ہے تو ایسی نعت وجود میں آتی ہے جو فنی نقطہ نظر سے بھی ادب کے تمام معیاروں پر پورا اُترتی ہے اور دراصل یہی نعت گوئی کا حق بھی ہے۔ فکر وفن کے بغیر جو نعت محض عقیدت ومحبت کے زیر اثر کہی جائے اس میں جذبے کی قدر تو ضرور ہوتی ہے لیکن شعر' ادبی طور پر داد وتحسین سے محروم رہ جاتا ہے۔ لہٰذا نعت گوئی کے لئے جذبۂ عشق اور فکر وفن دونوں لازم وملزوم ہیں۔ چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی انتہا درجے کی مقدس ومحترم ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں اظہار کے موقع پر بھی ادب و احتیاط کا دامن چھوڑا نہیں جاسکتا۔ جیسا کہ اس شعر سے ظاہر ہے

ادب گاھیست زیر آسمان از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

علاوہ ازیں نعت گوئی کے لئے شاعر کو قرآن' حدیث' فقہ کا علم اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات' حیات اور صفات سے آگاہی لازماً ہونی چاہیے۔ اس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وستائش کا حق ادا کیا جاسکتا ہے چونکہ عشق' اندھا ہوتا ہے اور علم ایک روشنی ہے' اگر اس اندھے کو تنہا چھوڑ دیا جائے تو یہ بھٹکتا پھرتا ہے لیکن اگر اسے علم کی روشنی میسر آجائے تو پھر یہ دیکھ بھی لیتا ہے اور سمجھ بھی جاتا ہے لہٰذا گمراہی' گستاخی یا وحشت کا مرتکب نہیں ہوتا۔ نعت گوئی کے دیگر لوازمات میں الفاظ کا مناسب چناؤ' تشبیہات واستعارات کا شائستہ استعمال اور اظہار وبیان کا شایان شان انداز بے حد اہمیت کے حامل ہیں۔

نعت گوئی کا آغاز:

سید دو جہاں' خاتم المرسلین' نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثنا کا سلسلہ ازل سے جاری ہے اور تا ابد رہے گا۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ خالق دو جہان' مالک کائنات' رب العالمین جلہ شانہٗ نے (جو کہ ازل سے ہے اور تا ابد رہے گا) کلام پاک میں جا بجا اپنے محبوب رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمد وثنا فرمائی ہے جو ہر اعتبار سے ''نعت'' کے زمرے میں آتی ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں!

Marfat.com

از ''القرآن'' در نعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

1- وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ o نمبر 4۔ النشراح۔ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صاحب رفعت شان وشہرت عام (ہیں)۔

2- وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ o نمبر 107۔ انبیاء (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

3- وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ o نمبر 40۔ احزاب (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

4- وَ اِنَّهٗ لَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ o نمبر 47۔ نمل (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سراپا ہدایت ہیں۔

5- اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ o نمبر 1۔ کوثر (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صاحب کوثر ہیں۔

6- اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ o نمبر 33۔ آل عمران (وہ مصطفیٰ ہیں)

7- وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ...... نمبر 179۔ آل عمران (وہ مجتبیٰ ہیں۔)

8- یٰسٓ o وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ o اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ o نمبر 1۔ یٰسین۔ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یٰسین ہیں۔

9- طٰهٰ o مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی o نمبر 1۔ طٰہٰ (طٰہٰ ہیں)

10- یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ o نمبر 1۔ مزمل۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کملی والے ہیں۔

11- یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ o نمبر 1۔ مدثر۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر والے ہیں۔

12- وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ نمبر 46۔ احزاب (اور روشن چراغ ہیں)

13- وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ۔ نمبر 48۔ سبا (اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشیر ونذیر ہیں)

14- لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۔ نمبر 1۔ ابراہیم (تاریکیوں سے نکالنے والے ہیں۔)

15- اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ نمبر 6۔ احزاب (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایمان والوں کی جان سے بھی زیادہ عزیز اور پیارے ہیں۔

یہ محض چند مثالیں ہیں۔ ورنہ قرآن پاک اوّل تا آخر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثنا اور

Marfat.com

نعت کا مجموعہ ہے۔ بعد ازیں بنی نوع آدم میں خدا کے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت سے تقریباً پونے چھ سو سال پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی بشارت دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر منجانب اللہ نزولہ کتاب ''انجیل'' (بائبل) میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ''فارقلیط'' اور ''منھمنا'' کے ناموں سے کیا گیا ہے۔

عہد رسالت میں نعت گوئی:

اولاً عربی زبان میں صنف سخن کی حیثیت سے نعت گوئی کا آغاز ہوا اور یہ ابتدا عہد نبوت ہی میں ہوگئی تھی۔ یقیناً اسی عہد میں اس صنف خاص کو پیدا ہو جانا چاہیے تھا۔ شاعری نام ہے حقیقی جذبات قلبی کے اظہار کا جو کلام موزوں و مقفیٰ کی شکل میں ہو۔ مسلمانوں کو عموماً اور صحابہ کرام کو خصوصاً جو محبت اور دلی وابستگی ذات قدسی صفات حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھی اس کا تقاضا ہی یہ تھا کہ دل کی بات زبان پر آئے اور شعر و سخن بن کر آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی نہ صرف یہ کہ اس کی تائید فرمائی بلکہ حوصلہ افزائی بھی کی۔ فخری ہروی نے اپنی کتاب ''جواھر العجایب'' میں حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاعری کے متعلق لکھا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعر میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار اصلاح بھی فرمائی تھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ شعرا کی عزت و تکریم کرتے تھے۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ''اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ الْحِکْمَۃ'' یہ حقیقت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں شعرا نے نعتیہ اشعار کہے ان کی مدح سرائی کی اور ان سے انعام و اکرام پایا۔ احادیث کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ہجرت کے دوران جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے میں داخل ہوئے تو چند شاعرہ کنیزوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے میں مدحیہ (نعتیہ) اشعار پڑھے اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر اترے تو پہلی بات جو انہوں نے فرمائی وہ یہ تھی کہ جن بچیوں نے ان کی مدح سرائی کی ہے ان کو انعام سے نوازا جائے۔ لہٰذا انہیں نوازا گیا اس لئے تقریباً ان تمام صحابہ کرام نے جو شعر کہتے تھے نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ صحابہ کرام میں سب سے پہلی نعت حضرت میمون بن قیس نے کہی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار رسالت کے مشہور و معروف شاعر تھے۔ انہوں نے بہت سے نعتیہ اشعار کہے۔ ان کی وفات 54 ھجری میں ہوئی۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطبوعہ دیوان کافی معروف ہے۔ ان کا ایک نعتیہ شعر۔

Marfat.com

يَا رُكْنَ مُعْتَمِدٍ وَ عِصْمَةَ لَائِذٍ   وَمَلَاذَ مُنْتَجِعٍ وَجَارَ مُجَاوِرٍ

حضرت کعب بن زہیر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت کے نامی گرامی شاعر تھے اور بہت ہی نامور شاعر کے فرزند بھی۔ انہوں نے قبول اسلام (9 ھجری) کے بعد بارگاہ رسالت میں حاضری دی اور اپنا وہ مشہور و معروف قصیدہ پیش کیا جس کے ابتدائی دو اشعار یوں ہیں:

بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِى الْيَوْمَ مَتْبُولُ   مُتَيَّمٌ اِثْرَهَا لَمْ يُفْدَ مَكْبُولُ

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَيْفٌ يُسْتَضَاءُ بِهٖ   مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ قصیدہ سن کر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی چادر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت اوڑھے ہوئے تھے' عطا فرمائی۔ اسی نسبت سے اس قصیدے کو قصیدہ بردہ (یعنی چادر والا قصیدہ) بھی کہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرب کے مشہور اور عظیم المرتبہ شاعر تھے اور بہت شجاع مجاہد اسلام بھی...... انہوں نے 8 ہجری غزوہ موتہ میں مجاہدین اسلام کی کمان کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کا ایک نعتیہ شعر

وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُوْ كِتَابَهٗ   اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعٌ

اسی طرح حضرت اسید بن ابی اناس رضی اللہ تعالیٰ عنہ الکنانی' حضرت مالک بن عوف النصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو عزۃ الجمحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ النصری، حضرت عمر بن بیع الرہاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت اصید بن سلمۃ السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت العباس بن مراداس السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت اعشی بکر بن وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت الاعشی المازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت کلیب بن اسید الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت نابغہ الجعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت قیس بن بحر الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ماذن بن الغضوبہ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن الزبعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر کئی اصحابہ کرام ہیں جنہوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں نعتیہ قصاید کہے ہیں۔ حتیٰ کہ ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہر (جیسا کہ پیچھے بھی ذکر آ چکا ہے) کی طرف نعتیہ اشعار روایتوں میں ملتے ہیں۔ مثلاً حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ دو شعر بہت مشہور ہیں:

لَنَا شَمْسٌ وَّلِلْاٰفَاقِ شَمْسٌ   وَشَمْسِىْ خَيْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَاءِ

فَاِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَعْدَ فَجْرٍ   وَشَمْسِىْ طَالِعٌ بَعْدَ الْعِشَاءِ

Marfat.com

اور حضرت فاطمۃ الزہرا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر یہ شعر کہا:

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّھَا صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان میں سے حضرت ابوطالب بن عبدالمطلب جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے اور جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کی۔ انہوں نے بھی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نعتیہ اشعار کہے۔ ایک شعر ملاحظہ ہو!

وَعَوَضْتَ دِیْنًا لَا مُحَالَۃَ اِنَّہٗ مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّۃِ دِیْنًا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد اور عم زاد شیر خدا حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں یوں کہا۔

وَکُنَّا بِمَرْاٰہ نَرَی النُّوْرَ وَالْھُدٰی صَبَاحًا مَسَاءً رَاحَ فِیْنَا اَوِ اغْتَدٰی

حضرت علی کرم اللہ وجہ کا دیوان بھی چھپ چکا ہے۔ علیٰ ھذا القیاس، نعت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد اسلام کے ساتھ پھیلتا چلا گیا۔ جہاں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام ابدی پہنچا وہاں وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدح خواں اور نعت گو پیدا ہوتے گئے۔ عرب سے نکل کر نعت رسول مقبول کا یہ اٹوٹ سلسلہ ایران، افغانستان، ہندوستان، ایشیا، افریقہ اور یورپ تک پھیل گیا۔

الحمدللہ! آج اسی فیض رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرنور کرنیں ہمارے اردگرد بھی ضوبار ہیں۔ اللہ کریم ہمارے اعمال کی اصلاح فرمائیں۔ آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆☆☆☆☆☆

ضرورت نمائندگان

ادارہ ''کاروان نعت'' کو قصبہ جات، تحصیل کی سطح پر نمائندگان کی ضرورت ہے۔

عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اپنی دلچسپی کے اظہار کے لیے رابطہ کریں۔

Marfat.com

شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحریر: سعید بدر

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں جو مقام و مرتبہ حاصل تھا وہ تحریر و بیان سے باہر ہے۔ حروف والفاظ اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ وہ شاعر رسول صلی اللہ علیہ وسلم مقبول تھے۔ انہیں ثناخوان حبیب لبیب کا بلند و بالا مرتبہ حاصل تھا۔ لوگ ان کے اشعار سننے کے لئے ہر وقت بے تاب و بیقرار رہتے' حتیٰ کہ وہ ذات پاک والاصفات صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی ان کے دل پسند اشعار سن کر محظوظ اور سرشار ہوتی جس کی تعریف و توصیف قرآن پاک میں خود ذات باری نے فرمائی اور ان کا ذکر بلند کرنے کا اعلان کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ مسجد نبوی میں حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے لیے منبر بچھایا جاتا جس پر وہ کھڑے ہو کر رسول عظیم و محتشم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے محامد و مناقب بیان کرتے اور کفار و مشرکین کی ہجو پر مبنی اشعار کا دندان شکن جواب دیا کرتے۔ ان کے پاکیزہ اشعار سن کر حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ صرف خوش ہوتے بلکہ ان کے حق میں دعائے خیر و برکت فرمایا کرتے۔

حضرت برا ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک بار ارشاد فرمایا:

ان النبی قال لحسان اھجھم اوقال ھاجھم جبریل معک حضور پرنور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت حسانؓ سے فرمایا ان کی ہجو کہو اور جبریل معک علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں ان کی ضمیر سے مراد کفار مکہ' بالخصوص وہ قریش تھے جو اب تک آپ کے درپے آزار تھے جن میں ابوسفیان اور ابولہب وغیرہ بدطاطن شامل تھے۔

ان احادیث سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا مرتبہ و مقام کتنا بلند اور ارفع تھا؟ انہیں تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعائیں جبرئیل امینؑ کی تائید اور سب سے بڑھ کر رحمت ایزد متعال حاصل تھی۔

کفار اور رباطل پرستوں کے حامی شعراء نے جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہجوگوئی شروع کر دی اور ایسی بے سروپا باتیں اور حکایتیں آپ سے منسوب کر دیں کہ جن کا حقائق سے کوئی تعلق نہ تھا لیکن اہل عرب چونکہ شعروادب کے رسیا لوگ تھے' وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خلاف ہجویہ اشعار

Marfat.com

سنتے تو بہت خوش ہوتے اور پھر طرح طرح کی بے سروپا باتیں بناتے اور دوسروں میں پھیلاتے پھر ایک ایسا وقت آیا کہ باطل پرست عرب شاعروں نے ہجویہ قصائد کی بھرمار اور یلغار کر دی' آپ ﷺ نے یہ ہجویہ قصائد سنے تو طبیعت کو رنج پہنچا اور بہت مضطرب ہوئے۔ اس موقع آپ نے ارشاد فرمایا:

''لوگ تلوار سے میرا ساتھ دیتے ہیں کیا وہ ''زبان'' سے میری مدد نہیں کر سکتے۔''

یہ تھی وہ وجہ اور سبب جس کی بنا پر نبی محتشم ومکرم نے اپنے جاں نثار صحابہ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ تلوار کے ساتھ ساتھ زبان وقلم سے بھی ان کا ساتھ دیں بلکہ ان سے بھرپور تعاون اور معاونت کریں۔

9ھ میں بنو تمیم کا وفد مدینہ شریف آیا جس میں مشہور شاعر زبرقان بن بدر نے اپنی قوم کی فضیلت اور تعریف میں اشعار پڑھے تو اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حسان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم اٹھ کر اس کا جواب دو۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی ردیف میں برجستہ جواب دیا۔ استیعاب ص 131 ج 1

ان الذوائب نهر واخواتهم قد بيّنوا سنة للنّاس تتبع يرضىٰ بهامن كانت سريرة تقوىٰ الاله وبالامر الذى شرعو۔

قوم اذا حاربوا ضروا عدوهم — اوحاولوا النفع فى اشياعهم نفعوا

سجية تلك منهم غير محدثة — ان الخلائق فاعلم شرها البدع

لوكان فى الناس سباقون بعدهم — فكل سبق لادنى سبقهم تتبع

لايرفع الناس ما اوهت اكفهو — عند الرقاع ولا يوهون مارفعوا

ولا يضنون عن جار بفضلهم — ولا يمسهم فى مطمع طمع

اعفة ذكرت للناس عضنهم — لا يبخلون ولير ديهم طمع

خذمنهم ما انوا عفوا اذا عطفوا — ولا يكن اهمك الامر الذى منعوا

فان فى مربهم فانزل عداوتهم — شر الجاض اليه اصلاب والسلع

اكرم بقوم رسول الله شيعتهم — اذا تفرقت الاهواء والشيع

یہ شعر سن کر بنو تمیم کے وفد کے سبھی ارکان بیک زبان بول اُٹھے کہ ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطیب ہمارے خطیب اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے بہتر ہے۔''

حضرت حسان کی شاعری کا موضوعِ سخن ''مدافعت عن الدین'' یا پھر ''کفار کی ہجو'' تھا۔ انہوں نے بہت سے مشرکین اور کفار کی ہجو لکھی ہے لیکن اس کے باوجود اُن کا کلام فحاشی' غلو اور مبالغہ آمیزی سے

Marfat.com

پاک ہے۔

اہل عرب میں ہجو کا مقصد صرف اپنے قبیلہ کی مدافعت ہوتی تھی۔اس لیے وہ اپنے اشعار صحیح اور درست واقعات کی صورت اور نہایت مناسب اور موزوں پیرایہ اور اسلوب میں پیش کرتے تھے۔

مثال کے طور پر زہیر نے تجاہل کے طور پر یہ اشعار لکھے۔

وما ادری رسوف اخال ادری

''مجھے معلوم نہیں اور عنقریب معلوم ہو جائے گا

اقوم آل حصنٍ أم نسأ کتاب العمدہ ص139 ج2د

کہ آل حصن مرد ہیں یا عورتیں' اگر عورتیں نہیں تو ان کو ہدیہ کرنا چاہیے۔''

یہ اشعار شستہ ذوق کے حامل عربوں کو اچھے نہ لگے اور انہوں نے ان کا بہت بُرا منایا اور مشہور ہو گیا کہ عرب میں زہیر نے سب سے زیادہ سخت اور ناپسندیدہ ہجو لکھی۔

اس کے مقابلہ میں حضرت حسان بن ثابت کی ہجو سب وشتم پر مشتمل نہ تھی بلکہ صرف مدافعانہ تھی۔اس مدافعت میں بھی پیرایۂ اظہار نہایت احسن شستہ' شائستہ اور موزوں ہوتا۔''اُسد الغابہ'' کے مصنف لکھتے ہیں۔

کان حسان و کعب یعار ضانھم قولھم فی الوقائع

یعنی حسانؓ وکعبؓ مشرکین کی رزمیہ اور فخریہ نظموں کا جواب دیا کرتے تھے

والایام والماثر ویذکرون مثالبھم

اور اُن کے مثالب کا تذکرہ کرتے تھے۔اسد العابہ......کتاب العمدہ ص2139

عہد رسالت میں ہجو گوئی کی شان نزول:

عہد حاضر کے ایک مورخ اور مستشرق نے کہا ہے''شعراء کسی قوم کے قلب اور ضمیر کے محافظ'' ہوتے ہیں۔یہ بات قرون وسطیٰ بالخصوص اہل عرب پر صادق آتی ہے۔اہل عرب نہ صرف اپنے حسب و نسب پر فخر کرتے تھے بلکہ اپنی زبان پر بھی فخر و ناز کا اظہار کرتے اور اس حد تک کہ وہ اپنے علاوہ دیگر تمام اقوام کو''عجمی'' کہہ کر پکارتے ہیں جس کا مطلب''گونگا'' کے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اُنہیں اپنے شعرا اور خطباء پر بہت ناز تھا۔شعرا و خطبا نہ صرف اپنے اپنے قبیلے کی''زبان'' اور''آواز'' سمجھے جاتے تھے بلکہ وہ اپنے قبیلے اور اپنی قوم کی آراء اور خیالات کو بناتے' سنوارتے اور بگاڑتے بھی تھے۔وہ قبیلے اور قوم کے جذبات بھڑکاتے' ان کی ذہنی نشو ونما کرتے' دوسری قوم یا قبیلے کے خلاف اپنی قوم یا قبیلے کے احساسات و جذبات کو برانگیختہ کر کے اُنہیں جنگ وجدل کے لیے اُکساتے اور تیار کرتے۔تمام جنگوں اور لڑائیوں کا

Marfat.com

دار و مدار اُنہی پر تھا۔

اہلِ عرب کی شاعری میں ایسی مثالیں عام ملتی ہیں جب شعراء اور خطباء نے اپنے اشعار اور تقاریر کے زور پر قوم میں ہیجان پیدا کر کے جنگ کی آگ بھڑکائی۔ عربوں میں جب جنگ ایک بار چھڑ جاتی تو وہ برسوں تک جاری رہتی۔ اس طویل جنگ کا اصل ایندھن اور گولہ و بارود یہی شاعر حضرات فراہم کرتے۔ اس کے علاوہ خیالات، نظریات اور آراء کی ترسیل کا فریضہ بھی سرانجام دیتے۔ بہرحال شعراء کو عرب سوسائٹی میں محترم اور بلند مقام حاصل تھا اور کوئی قبیلہ یا حکومت انہیں نظرانداز نہیں کر سکتی تھی۔

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ ہوئی اور جب آفتاب نبوت ضیاء بار ہوا اور اس نے عرب معاشرہ میں موجود رسومات اور برائیوں پر ضرب کاری لگائی تو عرب بلبلا اُٹھے۔ ان برائیوں میں جھوٹ، دروغ، غیبت، چغلی، بہتان طرازی اور مبالغہ آرائی بھی شامل تھی۔ فحش نگاری، عریانی، اتہام بازی کو بھی اسلام نے پسند نہ کیا اور اُن تمام برائیوں کی بھرپور مخالفت کی۔

تاجدارِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امی ہونے کے باوصف شعر و سخن کی طاقت سے بخوبی آگاہ تھے۔ اس لیے انہوں نے اچھے شعر پر ہمیشہ پسندیدگی کا اظہار کیا اور برے پر ناپسندیدگی کا اعلان فرمایا۔ اس سلسلہ میں حضرت ابی بن کعبؓ کے روایت کے مطابق آپ کا ارشاد ہے کہ اِنّ مِن الشعر حکمۃ (صحیح بخاری) (ترجمہ) کسی شعر میں دانائی بھی ہوتی ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا:

ان الشعر کلام فحسنہ، حسن و قبیحہ، قبیح. ترجمہ: شعر کلام ہے بس اچھا شعر اچھا کلام ہے اور برا شعر برا کلام۔ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے اگر کوئی شعر دائرہ اخلاق کے اندر رہے اور شریعت اسلامیہ کے مطابق ہے تو درست ہے ورنہ ٹھیک نہیں۔

دوسرے مقام پر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنّ من الشعر لحکمۃ واِنّ من البیان سحراً (صحیح بخاری) ترجمہ: بے شک شعر حکمت ہے اور بیان جادو ہے۔

قرآن پاک نے جب شعراء کی مذمت کی تو اس کا مقصد اُن شعراء کی مذمت تھی جو حق و باطل کے معاملہ میں امتیاز نہ کرتے تھے اور مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہوئے حقیقت اور سچائی کی حدود پار کر جاتے تھے یا فحش نگاری کرتے ہوئے مخالفین کی ماؤں، بہنوں اور بیویوں کا ذکر سوقیانہ انداز میں کیا کرتے تھے۔ شاعری کو اسلام نے اس لیے بھی ناپسندیدہ کیا کہ بعض کفار نے قرآن کو شاعری قرار دینے کی کوشش کی تا کہ نعوذ باللہ قرآن کو شاعری کہہ کر اس کا مرتبہ و مقام اور اُس کا تاثر کم کیا جا سکے۔ اور لوگ

Marfat.com

سمجھیں کہ وحی الٰہی نہیں صرف شاعری ہے۔

اعلان نبوت کے بعد گزرنے والے ماہ وسال میں ہم دیکھتے ہیں کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے نام لیواؤں کو ہر لحاظ سے تکالیف اور مصائب سے دوچار کیا جس میں جسمانی تشدد بھی شامل تھا اور روحانی اور ذہنی ایذا کے ہتھکنڈے بھی مستعمل تھے۔ شاعری اور خطبات کے ذریعے اسلام اور اسلامی اصولوں کا مذاق اُڑایا گیا۔ مسلمانوں بالخصوص عورتوں کی عزت وتوقیر اور آبرو کو اُچھالا گیا اور ان پر رکیک الزامات لگائے گئے' ان کے حسب ونسب کو نشانۂ سب وشتم بنایا گیا۔ مسلمانوں کے مختلف طبقوں اور گروہوں کے درمیان نسلی منافرت اور دشمنی پیدا کرنے اور پھیلانے کی کوشش کی گئی۔ ان کی غربت اور افلاس کا مذاق اُڑایا گیا اور مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے بعد قبائل اور حکومتوں کو اُن کے خلاف ابھارا اور اُکسایا گیا حتیٰ کہ آمادۂ پیکار کرنے سے بھی گریز نہ کیا گیا۔

غرض کہ تمام وہ مساعی بروئے کار لائی گئیں جن کے ذریعے مسلمانوں کی رسوائی اور سبکی ہو' ان کی ہیٹی اور بے عزتی ہو۔ منافرت اور مخالفت جنم لے اور نوزائیدہ اسلامی ریاست قائم ہونے سے پہلے ہی مٹ جائے۔ اہل پاکستان کو اس سلسلہ میں ہندوؤں' سکھوں اور انگریزوں کی مشترکہ مساعی اور ہتھکنڈوں کا بخوبی علم ہے۔ اس لیے وہ ان حالات کا آسانی سے اندازہ کرسکتے ہیں جو آغاز میں مسلمانوں کو پیش آئے۔

اس قسم کے ناگفتہ بہ حالات اور واقعات سے تمام مسلمان آزردہ' دل گرفتہ اور افسردہ تھے۔ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بعض اوقات ان دل شکن اور حوصلہ شکن حالات سے آزردہ ہو جاتے ایسے عالم میں اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے اُنہیں حوصلہ دلاتا اور بہتر انجام اور روشن مستقبل کی تصویر دکھا کر ہمت بڑھاتا۔

یہی وہ پریشان کن اور غمناک حالات تھے جن کی وجہ سے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار صحابہ کے درمیان ان الفاظ کا اظہار فرمایا:

''جو لوگ تلوار (کے استعمال) سے میری مدد کرتے ہیں' کیا وہ ''زبان'' (کے استعمال) سے میری مدد نہیں کرسکتے؟''

یہ تھی وہ آرزو یا خواہش بلکہ فیصلہ جس نے تاریخ کا رخ بدل دیا' اب تک کفار کے ہر حربے اور ہر ہتھکنڈے کا جواب صبر اور صرف صبر تھا' قرآن پاک بھی یہی تعلیم دے رہا تھا کہ

وَالْعَصْرِ ۝ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ۙ

قسم ہے زمانے کی ۝ یقیناً انسان خسارے میں ہے۔

Marfat.com

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا

سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور نصیحت کرتے

بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

اپنے حق کے ساتھ اور تلقین کرتے رہے ایک دوسرے کو صبر کی ۝

ایسی اور بھی بے شمار آیات و احکامات موجود ہیں جن میں مسلمانوں کو صبر و تحمل اور برداشت کی تلقین کی گئی۔ جنگ بدر میں تلوار اُٹھانے کے بعد جب کفار کو دندان شکن جواب ملا تو انہوں نے شعر و شاعری پر مبنی ہجو گوئی کا بازار گرم کر دیا بلکہ عین جنگ کے درمیان بھی کفار نے رجزیہ اشعار پڑھے۔ اور اپنے مشرک ساتھیوں کو جنگ کرنے کی ترغیب دلائی۔

عہد حاضر کے لوگ جانتے ہیں کہ ''میڈیا'' کی طاقت کیا ہے؟ اہل مغرب اپنے طاقتور میڈیا کے بل بوتے پر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا کر پیش کرتے ہیں اور دنیا مان لیتی ہے۔ اُنہیں اپنی دہشت گردی، ظلم و ستم، بے انصافی نظر نہیں آتی اور مسلمانوں پر یہی الزام لگا کر دنیا بھر میں قتل عام کا بازار گرم کر رکھا ہے جس میں ہمارے بزدل اور خود غرض حکمران بھی شامل ہو گئے ہیں۔

اس دور میں شاعروں کی زبان ہی میڈیا کی طاقت تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے محسوس کیا کہ اب وقت آن پہنچا ہے کہ تلوار کے ساتھ، زبان و لسان کی طاقت کو بھی بروئے کار لایا جائے اور کفار و مشرکین کو طریقے سے ٹھوس اور مؤثر جواب دیا جائے۔ چنانچہ حضرت حسان بن ثابت خزرجی، حضرت کعب بن مالک اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما خزرجی سامنے آئے۔ پہل حضرت حسان خزرجی نے کی۔ اسد الغابہ کے مطابق حضرت حسان حسب نسب (انساب) پر تنقید کیا کرتے، کعب بن مالک کفار کو جنگ کے مہلک اثرات سے ڈراتے اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ ان کو ان کے کفر پر عار دلاتے تھے اور برائیاں یاد کراتے۔ مشرکین مکہ میں ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب، عبداللہ بن زبعری، عمرو بن العاص، ضرار بن خطاب، جیسے بد باطن تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخانہ ہجو کیا کرتے جس کو سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آزردہ اور رنجیدہ ہوتے۔ ایک دفعہ ہجویہ قصائد سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بھی تڑپ اُٹھے اور انہوں نے بلند پایہ شاعر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے عرض کیا کہ وہ ان بد باطن شاعروں کا جواب لکھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''میں آمادہ ہوں بشرطیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت مرحمت ہو۔'' معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اس کام کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ موزوں نہیں۔ اس کام کو انصار کریں گے جنہوں نے تلوار سے ہمیشہ میری مدد کی ہے۔''

Marfat.com

اس واقعہ سے اس حدیث مبارکہ کی تائید مزید ہوتی ہے جس کا ہم نے آغاز میں ذکر کیا ہے۔
اس حدیث کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواہش ظاہر فرمائی کہ جو ''لوگ تلوار سے میرا ساتھ دیتے ہیں کیا وہ تلوار سے میری مدد نہیں کر سکتے؟''

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مبارک پر حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت نے اپنی زبان پکڑ کر کہا کہ:

''میں اس کام کے لیے بخوشی آمادہ ہوں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استفسار فرمایا کہ ''قریش کی ہجو کس طرح کرو گے حالانکہ میں انہی میں سے ہوں۔'' حضرت حسان نے عرض کیا:

لاسلنک منهم كما تسئل الشعرة من العجين

''میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح نکالوں گا جیسے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے۔''

اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم نسب ناموں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مدد لینا' ان کو قریش کے نسب سے اچھی طرح واقفیت ہے۔''

حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے کچھ لکھنا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دوڑا جاتا' اُن سے دریافت کرتا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وضاحت کرتے فلاں فلاں عورتوں کو چھوڑ دینا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دادیاں ہیں' فلاں فلاں کا تذکرہ بیشک کرنا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُن کا کوئی رشتہ نہیں اس کے بعد حضرت حسان بن ثابت نے ابوسفیان بن حارث کی ہجو میں درج ذیل اشعار لکھے:

وان سنام المجد من آل هاشم — بنو بنت مخدوم دو الدت العبد
ومن ولدت ابناء زهرة منهم — كرام ولم بقريب عجائزک المجد
ولست كعباس ولا كابن امه — ولكن لئيم' لتقام له زبد
وان ارع اكانت سمية امه — وسمراء مغمو' اذا بلغ الجعد
وانت بين نيط فى آل هاشم — كما نيط خلت الراكب القدح الفرد

ان اشعار میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ' اوحاب' زبیر' حضرت حمزہ' حضرت صفیہ' حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ضراء بن عبدالمطلب کو مستثنیٰ کر دیا اور ابوسفیان کی دادی سمیہ اور اس کے باپ حارث کی ماں سمراء پر خوب طنز کیا ہے۔

Marfat.com

ابوسفیان ہی کی ہجو میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے مزید لکھا:

هجرت محمد افاجیت عنه	وعند الله فی ذالک الجذاء
هجرت مطهرا ابرا حنیفا	امین الله شمیة الوفاء
اتهجوة ولست له بند	فشر کما لخیر لما افداء
فان ابی و والده و عرضی	لعرض محمد منکم وفاء
الا ابلغ سفیان عنی	فانت مجوف نخب بواء
بان سیوفنا ترکتک عبداً	وعبد الدار سالتها الاماء
هجوت محمد ﷺ افاجبت عنهٗ	وعند الله فی ذاک الجزاء
اتهجوة ولست لهٗ بکفوءٍ	فشر کما لخیر کما الفداء
هجوت مبارکاً بَراً حنیفاً	امین الله شیمة الحیاء
فمن یهجو رسول الله منکم	ویمدحه وینصره سواء
فان ابی و والدتی و عرضی	لعرض محمد ﷺ منکم وقاء

(ترجمہ) ہاں! ابوسفیان کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ تو محض بے عقل بزدل اور ناکارہ انسان ہے۔ ہماری تلواروں نے تجھے اور قبیلہ عبدالدار کو (جن پر لونڈیاں حکومت کرتی ہیں) غلام بنا چھوڑا۔ تو نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کی، جس کا میں اُن کی طرف سے جواب دے رہا ہوں اور خدا کے ہاں میری جزا مقرر ہو چکی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا ہجو کرتا ہے تو تو اُن کے برابر کا بھی نہیں، تو بد اور وہ نیک ہیں۔ تجھ کو اُن پر قربان کر دیا جائے تو روا ہے۔ تو نے ایسی ذات کی برائی کی جو بابرکت، نیکوکار، راست باز اور خدا کی امین ہے اور جس کا شیوہ شرم وحیا ہے۔ تم میں کوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو ومنقبت کرے یا مدح ونصرت، کوئی پروا نہیں کیونکہ میرے ماں باپ اور خود میری عزت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی حفاظت کی خاطر تمہارے مقابلے میں سپر اور ڈھال بن گئے ہیں۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے ان مدافعانہ لیکن مؤثر اور بیباک اشعار سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت خوش ہوتے چنانچہ ایک مرتبہ خوشگوار کیفیت میں فرمایا:

حسان اجب عن رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ایده بروح القدس.

''اے حسان! میری طرف سے جواب دو۔ یا اللہ! روح القدس کے ذریعہ حسان کی تائید

کر

واہ! واہ! کیا شان ہے اور کیا مرتبہ؟ تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات بہ نفس نفیس دعا فرما رہے ہیں کہ یا اللہ حضرت جبرئیل یعنی روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد کر (اُسے لسانی طاقت دے اور اُس کے اشعار میں اثر وقوت عطا کر۔)

ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا

اهجهم وجبريل معك

یعنی حسان! تو مشرکین کی ہجو کر، جبرئیل امین تیرے ساتھ ہے۔

آغاز میں اس حدیث کا ذکر آچکا ہے۔

مشرکین مکہ پر حضرت حسان کے ان اشعار کے جو اثرات مرتب ہوئے تھے، اُن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

ان قوله فيهم اشد من وقع النبل. ''حسان رضی اللہ عنہ کا شعر ان (کفار ومشرکین) میں تیر ونشتر کا کام کرتا ہے۔''

اب ہم حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کے مزید ہجویہ اشعار پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

اتهجوه ولست له بند فشر كما لخير لما الفداء

''تو بایں ہمہ کی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کفو نہیں، ان کی ہجو کرتا ہے پس تم میں سے جو برا ہے، اچھے پر قربان ہے۔''

اس شعر کے آخری مصرع کو اس قدر قبولیت عامہ کا درجہ اور ہر دلعزیزی کا مرتبہ حاصل ہوا کہ یہ شعر عربی زبان میں ضرب المثل کی صورت اختیار کر گیا۔

واشهد ان لک من قريش

''میں جانتا ہوں کہ تیری قرابت قریش سے ہے لیکن اس طرح کہ جیسے

كال السقب من ولد النغام

اونٹ کے بچہ کی شتر مرغ کے بچہ سے ہوتی ہے۔

ابن مضرغ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا پہلا مصرع اُڑا کر امیر معاویہ کی ہجو لکھی

واشهد ان لک من زياد

وامک سوداء مردونة

كان اِنا ملها الحنظب

Marfat.com

''تیری ماں کالی حبشن ہے اور بے انتہا پستہ قد اور پور گویا خطب ہے (خطب ایک چھوٹے سے جانور کو کہتے ہیں۔)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی مدح گوئی یا مدح سرائی:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت صرف ہجو گوئی ہی میں باکمال اور ممتاز نہیں تھے بلکہ مدح سرائی میں بھی بلند و بالا مرتبہ اور ارفع و اعلیٰ مقام کے حامل تھے۔ آل غسان کے ملوک اور بادشاہوں کی تعریف و مدح میں لکھے گئے چند اشعار ہم نمونہ کے طور پر پیش کرتے ہیں جن سے اُن کے اشعار کی عظمت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

يسقون من ورد البريض عليهم　　　　بر دی يصفق بالرحيق السلسل

''جو شخص اُن کے ہاں جاتا ہے وہ اس کو بردی (نہر کا نام) کا پانی صاف شراب میں ملا کر پلاتے ہیں۔''

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کی مدح میں ابن قیس نے ایک شعر اسی شعر کے قریب قریب کہا ہے لیکن جو مضمون اس میں ادا ہوا ہے وہ اس شعر میں موجود نہیں۔

يغشون حتی ماتهم كلابهم　　　　لايسئلون عن السواد المقبل

مدح کی تعریف اور پس منظر

آیئے! ذرا تاریخی اعتبار سے جائزہ لیتے ہیں کہ مدح ہے کیا؟ اور عربوں میں اس کی کیا اہمیت وحیثیت تھی؟

ممتاز سکالر، ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی کی تحقیق کے مطابق مدح' عربی زبان کا لفظ ہے جو عربی گرامر یا قواعد کی رو سے مصدر کہلاتا ہے۔ معانی کے اعتبار سے حسن ثنا کو مدح کہتے ہیں۔ گویا کسی کی تعریف وتوصیف کرنا مدح یا مدح گوئی کہلائے گی۔

فقہائے لغت اور اامان اشتقاق کے نزدیک بقول علامہ مرتضیٰ الزبیدی (1205ھ) "المدح بمعنی الوصف الجميل يقابله الذم و معنی عدالماثر يقابله الهجو" گویا مدح یا تو وصف جمیل کے معنی میں ہے جبکہ اس کی ضد ذم ہوتی ہے یا خوبیوں کا شمار ہے جس کی ضد ہجو ہے۔ اگر صفات یا اوصاف شماری کو مدح کہا جائے تو پھر وہ کون سے اوصاف ہوں گے جن کا شمار کیا جائے گا۔ علماء کا خیال ہے کہ اوصاف شماری میں عمدہ اوصاف شمار کیے جائیں گے۔ اس میں اختیاریہ اوصاف بھی شامل ہوں گے۔ مطلب یوں ہوا کہ جو اوصاف خلقت یا پیدائش کے ساتھ ہی ودیعت ہوئے جن میں شکل و صورت رنگ و روپ چال ڈھال وغیرہ۔ اختیاریہ اوصاف میں امانت و دیانت' قابلیت وصلاحیت' ایثار و

Marfat.com

قربانی، بخشش وسخاوت، حق گوئی وصداقت، جواں مردی و بہادری شامل ہیں۔حمد اور مدح اگرچہ لفظی اور معنی کے اعتبار سے قریب تر ہیں اس کے باوجود دونوں الفاظ کے درمیان امتیازی فرق موجود ہے۔ علمائے لغت نے ہر دو الفاظ کی الگ الگ حدود شمار کی ہیں۔امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے ہر دو کے مابین تین امتیازی حدود کا ذکر کیا ہے جبکہ علامہ محمود آلوسی نے چھ وجوہات پیش کی ہیں۔امام ابن کثیر نے وضاحت کر دی ہے کہ مدح، حمد کے مقابلہ میں زیادہ ''عموم'' رکھتی ہے۔کہ ''اگر ان سب کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو یہ نکات سامنے آتے ہیں۔

(1) مدح کا اطلاق عموم (عام) ہے۔زندہ شخص بھی ممدوح ہوسکتا ہے اور فوت شدہ بھی اور دیگر مخلوقات حتیٰ کہ نباتات وجمادات بھی ان میں شامل ہیں۔

(2) مدح جملہ صفات واوصاف پر محیط ہے خواہ وہ پیدائشی ہوں یا اکتسابی واختیاری۔

(3) مدح میں حاصل شدہ اوصاف یا صفات کا درجۂ کمال تک ہونا ضروری نہیں۔ان کا معیار اور درجات مختلف اور الگ الگ ہوسکتے ہیں۔

(4) مدح میں مدح کرنے والے یعنی مداح کی قلبی فعالیت کا ہونا لازم نہیں یہ محض خبر تک بھی محدود ہوسکتی ہے۔

(5) اوصاف شماری کا عمل محمود بھی ہوسکتا ہے اور مذموم و نامحمود بھی۔یہ کسی غرض یا ضرورت حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہوسکتی ہے۔ماحول یا معاشرتی جبر یا معاشی ضرورت کی وجہ سے بھی لکھی جاسکتی ہے۔اس کے مقابلہ میں حمد میں دنیاوی غرض وغایت یا نامحمود وغیر صالح رویہ یا روش شامل نہیں ہوسکتی۔اس لیے عربی زبان میں کہا جاتا ہے کہ

''یعنی حمد وہ خبر ہے جو انشاء پر مشتمل ہے جبکہ مدح صرف خبر پر مبنی ہے۔''

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی رقمطراز ہیں کہ اس تشریح کی روشنی میں حمد کا درجہ مقابلتاً برتر اور مدح کا نسبتاً کمتر ہو جاتا ہے اس لیے مدح میں غیر محمود اور غیر صالح خیالات کا داخل ہو جانا ممکن ہوتا ہے جبکہ حمد مکمل طور پر پاکیزہ ومنزہ اور مقدس ومحترم خیالات کی حامل ہوتی ہے۔''

مدح گوئی میں قدم قدم پر بھٹک جانے کا خدشہ اور امکان ہوتا ہے حتیٰ کہ الفاظ کی در وبست نامناسب اور ناموزوں ہونے کے کئے کرائے اور محنت پر پانی پھر جانے کا خطرہ ہر وقت دامن گیر رہتا ہے، اس لیے مدح گوئی میں احتیاط لازمی امر ہے۔یہی وجہ ہے کہ حمد کے مقابلہ میں مدح نگاری مشکل ترین صنف سخن شمار ہوتی ہے کیونکہ اس میں افراط اور تفریط دونوں ہی نقصان دہ اور قابل گرفت ہیں۔ امام احمد رضا خاں کے قول کے مطابق ''حقیقت یہ ہے کہ نعت شریف لکھنا بہت مشکل کام ہے جس کو لوگ

Marfat.com

آسان سمجھتے ہیں۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہوتا ہے۔ اگر شاعر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہو جاتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے۔ اس میں راستہ صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں ایک جانب کوئی حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب پابندی ہے۔"

نعت ہے مدح و ثنائے سید خیر الانام
راہ میں آتے ہیں جس کے سخت اور مشکل مقام
نعت کیا ہے؟ دھار ہے تلوار کی، یا پل صراط!
جس پہ چلنے کا ہے کس میں حوصلہ؟ کس کی بساط؟

(راقم سعید بدر)

مدح نظم و نثر ہر دو اصناف میں ممکن اور جائز ہے البتہ علامہ الزبیدی اور بعض دوسروں نے بھی مدائح کو اشعار کے ساتھ مختص کیا ہے۔

عربوں میں مدح نگاری کے فن کا رواج:

عرب بادیہ نشیں اور خیمہ بدوش قوم ہیں۔ خوددار، آزادی پسند، خودسر اور انانیت کے حامل اور عزت نفس پر مر مٹنے والے لوگ ہیں۔ دور جاہلیت کے شعراء اور قصائد گو کو پسند نہ تھا کہ وہ کسی دوسرے کی تعریف میں قلابے ملائیں۔ وہ دوسروں پر اپنی ذات کو ترجیح اور فوقیت دینے کے عادی تھے۔ اس لیے ان میں مدح گوئی کے فن کو وہ عروج حاصل نہ ہو سکا جو ہونا چاہیے تھا۔ مدح دراصل اپنے مزاج اور خواص کے اعتبار سے ایسی صنف سخن ہے جس میں مداح، ممدوح کو اپنے مقابلے میں بلندتر، فائق تر اور برتر تصور کرتے ہوئے خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ گویا ممدوح کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اپنی تاثر پذیری کا بھی اظہار کرتا ہے۔ یہ کام عربوں کے لیے بہت آسان اور ممکن نہ تھا۔ وہ اپنے وجود اور ذات کی نفی گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ مدح میں چونکہ بناوٹ، تصنع، تکلف اور ناپسندیدہ مبالغہ آرائی بھی شامل ہوتی ہے، کسی حد تک عاجزی انکساری کو بھی دخل ہوتا ہے، اس لیے عربوں کے مزاج میں زیادہ رچ بس نہ سکی۔ عرب اپنے مزاج و عادات کے اعتبار سے اس امر کو بھی ناپسندیدہ خیال کرتے کہ شعر و ادب جیسے صالح اور ارفع و پاکیزہ پیشہ کو دنیاوی ضرورتوں یا تجارتی مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کیا جائے۔ وہ شعر کو وسیلہ کامیابی یا ذریعہ فتح وظفر بنانا پسند نہیں کرتے تھے بلکہ ایسے شعراء کو ناپسند یا مسترد کر دیا جاتا جنھوں نے شعر کو وسیلہ ظفر یا ذریعہ تجارت بنایا۔

دور جاہلیت میں ایسے دو شعراء ملتے ہیں جو شعری اعتبار سے بلند مقام کے حامل تھے لیکن شعر کو وسیلہ ظفر بنانے کی وجہ سے ناپسندیدگی کے زمرے میں شامل ہو گئے اور اس بلند مقام و مرتبہ سے محروم

Marfat.com

ہو گئے جو انہیں پہلے حاصل تھا۔

النابغہ عربوں کا بلند پایہ شاعر تھا۔ اس نے غسانی امراء اور بادشاہوں کی تعریف و توصیف میں ان گنت قصائد لکھے۔ انجام کار منزل و مرتبہ سے گر گیا۔ اسی طرح ''الاعشیٰ'' بھی مدح نگاری میں اعلیٰ پایے کا شاعر تھا لیکن شعر کو تجارت بنانے کی وجہ سے مقام پست پر شمار ہونے لگا۔ البتہ زہیر بن ابی سلمٰی کے مدحیہ قصائد کو بلند مقام اور ارفع درجہ ملا کیونکہ اس کے کلام کا جذبۂ محرکہ طلب مال و منال اور جستجوئے سیم و زر نہ تھا۔ وہ نیک' پاکیزہ اور صالح اعمال کا نمائندہ تھا۔ اس لیے النابغہ اور الاعشیٰ جیسے دونوں شعرا سے بازی لے گیا۔ بقول علامہ ابن عبدربہ (328ھ) ''زہیر صرف اس کی مدح کرتا جو مدح کا مستحق ہوتا۔'' عربوں میں ''حرب داحس'' نامی جنگ چالیس سال جاری رہی جس کی وجہ سے دو قبائل ''ذبیان وعبس'' کے درمیان خون کی ندیاں بہہ گئیں اور کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ اس صورت حال کے پیش نظر چند صلح جو اور نیکو کار قسم کے افراد سامنے آئے جنہوں نے دونوں قبائل میں صلح کا ڈول ڈالا۔ صلح ہو گئی لیکن عین وقت آخر پر کسی شرارتی کے نامحمود اور انتقامی رویہ نے آتش جنگ کو پھر بھڑکا دیا جس نے صلح پسند سرداروں کے حقیقی بیٹے تک ہلاک ہو گئے۔ اس نازک موقع پر زہیر بن ابی سلمٰی میدان میں نکل پڑا' اس نے خوف وخطر کے باوجود ان صلح جو افراد کی ڈٹ کر مدح گوئی لکھی' اس نے ان سرداروں کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق جلیلہ کے ترانے گائے۔

زہیر کی یہ مدح نگاری نیک نفسی اور نیک طینتی پر مبنی تھی اس میں خواہش نفس یا کسی غرض کو دخل نہ تھا۔ زہیر کے ممدوح ہرم بن سنان نے اعلان کیا کہ ''وہ زہیر کو مدح کرنے' سوال کرنے یا سلام کرنے پر لونڈی یا غلام یا گھوڑا مسلسل انعام دے گا۔ زہیر کی بے لوثی' بے غرضی اور نیک نفسی کا مظاہرہ دیکھئے کہ وہ ہرم بن سنان جیسے امیر الامراء کو سلام کرنے سے گریز کرنے لگا۔ کسی محفل یا مجلس میں مجموعی سلام کرنا پڑتا تو کہہ دیتا۔

''سب کو سلام ہو مگر ہرم بن سنان کو نہیں اگرچہ میں نے تم میں سے بہت سے بہتر انسان کا استثنیٰ کیا ہے۔''

دور جاہلیت کے باوجود عربوں کا یہ طرز عمل لائق صد تحسین ہے۔ ہم نے یہ طویل واقعہ اس لیے لکھا ہے تاکہ عہد حاضر کے مدح نگاروں کو پتہ چل سکے اور علم ہو جائے کہ دراصل ''مدح نگاری ہے کیا؟ اس کی اصل کیا ہے؟ اس کی ماہیت اور غایت کیا ہے؟''

اس موقع پر ہم رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک فرمان عالی شان درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمیہ بن الصلت کے بارے میں ارشاد کیا تھا

Marfat.com

آمَنَ لِسَانُہٗ وَ کَفَرَ قَلْبُہٗ

یعنی اس کی زبان ایماندار ہے اور دل کافر ہے۔

علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے اسی حدیث مبارکہ کے حوالہ سے نیٹشا (یورپی شاعر) کو ''قلب اُومومن دماغش کافراست'' کہہ کر یاد کیا ہے کیونکہ اس نے مسیحی فلسفہ اخلاق پر زبردست حملہ کر کے اس کے پرخچے اڑا دیے۔ اُس کا دماغ اس لیے کافر ہے کیونکہ وہ منکر خدا ہے' علامہ اقبال کے قول کے مطابق نیٹشے کے بعض اخلاقی افکار کے نتائج دین اسلام کے بہت قریب ہیں۔ فرماتے ہیں

اگر ہوتا وہ مجذوب فرنگی اس زمانے میں تو اقبال اُس کو سمجھا تا مقامِ کبریا کیا ہے

گویا عرب دور جاہلیت میں بھی مدح نگاری کو حصول مال و زر سیم کا ذریعہ بنانا پسند نہیں کرتے تھے۔ اسی لیے ان کے مدحیہ قصائد میں عظمت و استحقاق (MERIT) کا اعتراف شرط اولین رہا۔

دین اسلام کا آفتاب صداقت طلوع ہوا تو اس نے سب سے پہلے دنیائے عرب کا گوشۂ گوشہ درخشاں و منور کر دیا۔ نئے ضابطۂ اخلاق کا آغاز ہوا۔ محمود اور صالح طریقوں اور رویوں کی حوصلہ افزائی اور نامحمود شعار کی حوصلہ شکنی کا عمل چل نکلا۔

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ برکات سرچشمہ نور اور منبع فیوض و برکات تھی جو قول ان کی زبان پاک سے نکلا وہ اُصول بن گیا جو حرف ان کے منہ سے نکلا وہ قانون ٹھہرا' جو عمل کیا وہ طرز عمل اور سنت قرار پایا غرض کہ دین ہو یا دنیا کے اُمور ہر جگہ اور ہر قدم پر حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کے اقوال و افعال مسلمانوں کے لیے قابل تقلید اور قابل اعمال بن گئے۔ اس کے برعکس ہر عمل' ہر کام' ہر فعل نامحمود اور مذموم ٹھہرا۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں جھوٹ' دروغ' غیبت اور بہتان طرازی اور مبالغہ آرائی جیسے اُمور نامحمود ٹھہرے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مدح سرائی میں کسی کی تعریف بے جا' مبالغہ آرائی' ناجائز و حرام قرار پائی۔ دنیائے علم و ادب کے ماہرین و محققین کا خیال ہے کہ شعر میں جب تک Poetic Truth یعنی شاعرانہ صداقت کا شمول نہ ہو شعر میں چاشنی' مٹھاس' دلکشی اور دلچسپی پیدا نہیں ہو سکتی گویا مبالغہ آرائی اور دروغ گوئی کی شمولیت کے بغیر' شعر پھیکا رہتا ہے۔ افلاطون کے اصول کے مطابق ''شاعرانہ سچائی'' شعر و شاعری کا لازمہ ہے۔ افلاطون نے اپنی کتاب ''بوطیقا'' یہی نظریہ پیش کیا ہے جو آگے چل کر دنیا بھر میں قابل تقلید ٹھہرا۔

اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اسلام کی صداقت نے حسّان بن ثابت کے لیے مدح

Marfat.com

گوئی یا ہجو گوئی کتنی مشکل و دشوار بنا دی۔ گویا اُس دور میں یہ کار آسان نہ تھا۔

ایک طرف رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش بھی ہے جو حکم اور فرمان کا درجہ رکھتی ہے اور دوسری طرف فنی دشواریاں' قریش کی ہجو گوئی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقرباء واعزہ بھی آتے ہیں' اُنہیں آٹے سے بال کی طرح الگ کرنا ہے اور خود نبی اکرم ومحترم کی مدح گوئی کا مرحلہ آتا ہے تو جھوٹ' دروغ' مبالغہ آرائی سے گریز لازم ہے لیکن ان تمام دشواریوں اور مشکلات کے باوجود حسان بن ثابت نے ''پل صراط'' پر چلنے کے لیے خود کو پیش کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم' تاجدار ﷺ دین ودنیا کی دعاؤں اور اعانت سے وہ اس مرحلہ دشوار کا سفر اس طرح طے کرتے ہیں کہ دنیا عش عش کر اُٹھتی ہے اور آج تک کر رہی ہے۔ قبیلہ بنو تمیم کے وفد میں شامل افراد حسان کے جوابی اشعار سن کر بے اختیار کہہ اُٹھتے ہیں۔

''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطیب اور اُن کا شاعر ہمارے خطیب اور شاعر سے بڑھ کر ہے۔''

اللہ! اللہ! یہ درجہ بلند اور یہ مقام سعادت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کو مل گیا کہ جس کی دنیا میں مثال نہیں مل سکتی۔

کسی فارسی شاعر نے کہا ہے کہ

ایں سعادت بزور باز و نیست

یہ درجہ بلند ملا جس کو مل گیا تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس میں اللہ تعالیٰ کی عنایت اور فضل وکرم' رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل سے نکلی ہوئی دعائیں شامل ہیں۔ جبرئیل امین کی مدد بھی ساتھ ہوگئی اور روح القدس کی اعانت بھی حاصل ہوگئی۔

حضرت حسان بن ثابت کو امام نعت نگاراں اور سرخیل مدح گویاں کا درجہ ومرتبہ آسانی سے نہیں ملا۔ عربوں کے نزدیک مدح نگاری پہلے ہی کوئی آسان کام نہ تھا' اسلام نے اسے اور بھی مشکل تر اور دشوار تر بنا دیا۔ اس راستے پر چلنا کانٹوں پہ چلنے کا کام تھا اور قرآن پاک کی رو سے ذرا سی بے احتیاطی سے سارے اعمال اکارت ہونے کا خدشہ لاحق تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ایک شخص نے دوسرے کی تعریف کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ویلک قطعت عنق صاحبک قطعت عنق صاحبک مرا

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار فرمایا ''تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔'' بعد

Marfat.com

میں فرمایا کہ اگر کسی کی تعریف کرنا ہو تو یوں کہنا چاہیے کہ میں فلاں کے بارے میں یہ گمان رکھتا ہوں۔ معمولی فرق و اختلاف کے ساتھ یہ روایت صحیح مسلم، سنن ابی داؤد اور سنن ابی ماجہ میں بھی موجود ہے۔

اسی طرح حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی آدمی نے کسی دوسرے کی تعریف کی اور اس میں مبالغہ سے کام لیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سن لیا تو آپ نے فرمایا۔

یعنی ''تم نے ہلاک کر دیا۔ آدمی کی پشت کاٹ دی۔''

ابو معمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کسی امیر کی مدح کرنے لگا تو حضرت مقداد بن عمر رضی اللہ عنہ اس پر مٹی ڈالنے لگے۔ لوگوں نے پوچھا تو فرمایا:

''ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ مدح نگاروں کے چہروں پر مٹی ڈالو۔''

ہمام بن الحارث رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک آدمی حضرت عثمانؓ کی مدح کرنے لگا۔ حضرت مقدادؓ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر اس پر مٹی ڈالنے لگے کیونکہ وہ بھاری بھرکم انسان تھا۔ خلیفہ ثالث حضرت عثمان نے وجہ دریافت کی تو اس شخص نے جواب میں فرمایا:

''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب مداحین کو دیکھو تو ان کے چہروں پر مٹی ڈالو۔''

ایسی ہی روایت حضرت معاویہؓ سے بھی ملتی ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''مدح بے جا سے بچو کہ یہ تو ذبح کرنا ہے۔''

یہ ہے وہ معاشرہ جو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعمیر کیا۔ ہجو گوئی بہت دور کی بات ہے، مدح گوئی بھی چہروں پر خاک ڈالنے، ذبح کرنے اور گردن کاٹنے کے برابر قرار پائی۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عرب معاشرے میں بالخصوص رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے بعد مدح کس قدر دشوار اور مشکل کام تھی۔ حضرت حسانؓ بن ثابت کا یہ کمالِ فن اور مشاقی کا مظاہرہ تھا کہ اُن کی مدح گوئی اور ہجو گوئی ہر دو کو پسند کیا گیا اور پسندیدگی کی یہ سند ان کو حضور پرنور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان خوش الحان سے ملی اور اس دور کی محفلوں میں موجود سننے والے صحابہ کرام نے تائید مزید کی۔

خود رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذاتی مدح کے متعلق بھی ایک حد لگا دی اور فرمایا:

Marfat.com

لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسی بن مریم.

یعنی ''مجھے حد سے نہ بڑھاؤ! جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو حد سے بڑھایا۔''

گویا مدح گوئی کے لیے قدم قدم پر پابندیاں موجود اور حدود اور قیود عاید تھیں۔

ہم نے اس سے قبل ابوسفیان کی ہجو میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے حضرت حسان بن ثابت کے جواب میں کہے گئے قصیدہ کے چند اشعار پیش کر چکے ہیں۔ ان اشعار میں سے جب حضرت حسان نے یہ شعر پیش کیا:

ھجوت محمداً فاجبت عنہ وعند اللہ فی ذالک الجزاء

''تو نے حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کی جس کا میں اُن کی طرف سے جواب دے رہا ہوں اور خدا کے ہاں میری جزا مقرر ہو چکی ہے۔''

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا **جزاک اللہ الجنۃ** ''تمہاری جزا اللہ تعالیٰ کے یہاں جنت ہے۔''

اور حضرت حسانؓ نے جب یہ شعر پڑھا

فان ابی و والدتی و عرضی بعرض محمد ﷺ منکم وقاء

ترجمہ: ''میرے ماں باپ اور خود میری عزت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی حفاظت کی خاطر تم لوگوں کے مقابلے میں سپر اور ڈھال ہیں۔''

یہ شعر سن کر بھی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وقاک اللہ ھول المطاع

''اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے ہول سے بچائے۔''

گویا رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت' اُن سے والہانہ محبت ہی ایمان کی شرط اولین ہے۔ اس کے بغیر ایمان ہی ناقص ہے۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے کہ

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے — اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

ایک دوسرے شاعر شوکت عابد کا کہنا ہے

زیست ہے کتنی نا تمام' عشق رسول ﷺ کے بغیر — کٹتے نہیں ہیں صبح و شام' عشق رسول ﷺ کے بغیر

عشق کی بارگاہ میں' کون ہوا ہے سرخرو — کون ہوا ہے شادکام' عشق رسول ﷺ کے بغیر

احادیث کے مجموعہ ''صحاح ستہ'' میں مندرج ہے کہ ''جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ماں باپ اولاد اور تمام دنیا سے زیادہ دوست اور عزیز نہ رکھے وہ مومن ہی نہیں۔'' ایک اور روایت ہے کہ

Marfat.com

"جس کسی کو دوسرے شخص سے حب فی اللہ ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ اس سے اپنی محبت کا اظہار کر دے۔"

گویا اگر کوئی شخص رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واقعی محبت کا دم بھرتا ہے تو وہ اپنی زبان سے، اپنے قلم سے اور اپنے اعمال سے اس کا اظہار بھی کرے۔"اظہار محبت کی اجازت موجود ہے۔

اہل سلوک و معرفت کا قول ہے کہ محبت کے تین محرکات ہوتے ہیں۔

جمال، کمال اور نوال

اگر "ہم کسی کو دوست رکھتے ہیں تو اس لیے کہ وہ صاحب جمال ہے اور جمال سے متاثر ہونا تقاضائے فطرت ہے۔"

یا "پھر وہ باکمال ہے اور کمال کا گرویدہ ہونا اصل آدمیت ہے یا اس کا ہم پر احسان ہے اور احسان شناسی شرافت ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال ظاہری کے بارے میں صحابہ کرامؓ کی شہادتیں موجود ہیں۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔

مارایت احسن من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان الشمس تجری فی وجھہ.

یعنی "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور میں آفتاب گردش کر رہا ہے۔"

حضرت حسانؓ بن ثابت اس ضمن میں یوں عرض کرتے ہیں

خلقت مبرأ من کل عیب کانک قد خلقت کما تشاء

واحسن منکم لم ترقط عینی واجمل منکم لم تلد النساء

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام برائیوں سے پاک پیدا کیے گئے، گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی کے مطابق ہوئی۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین میری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوبصورت فرزند کسی خاتون کے بطن سے پیدا نہیں ہوا۔"

پہلے شعر میں یہ کہنا کہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی کے مطابق ہوئی ہے۔" نہایت عمدہ، بلیغ اور معنی خیز نکتہ ہے لیکن حیران کن امر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ شعر سن کر پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ عہد حاضر میں حسان یہی بات کہتے تو ہمارا ایک فرقہ کفر اور شرک کے فتوے جاری کر دیتا۔

Marfat.com

بلا شک وشبہ سرور کائنات کا روئے مبارک چونکہ جمال الٰہی کا آئینہ دار اور مظہر منیر تھا اس لیے وہ چہرہ ساری کائنات کے چہروں سے حسین وجمیل اور دلکش و دلپذیر تھا۔ اسی چہرہ انور کو دیکھ کر یہودیوں کے بہت بڑے عالم اور سردار عبداللہ بن سلام بے ساختہ پکار اُٹھے۔

"وجهه ليس بوجه كذاب (مشکواۃ باب فضل الصدقہ)

ان کا چہرۂ مبارک دروغ گو اور کذاب کا چہرہ نہیں۔"

اسی حسن و جمال کا ذکر کرتے ہوئے علامہ بوصیریؒ فرماتے ہیں:

فاق النّبيين في خلق و في خلق　　　ولمه يدانوه في علم الاكرم

(ترجمہ) رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن صورت اور سیرت، ظاہری و باطنی کمالات کی بدولت (عام انسان تو کیا) سارے نبیوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ دیگر انبیائے کرام (اپنی اپنی جلالت قدر کے باوصف) نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت علم کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور نہ عزت، بزرگی اور سخاوت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمسری کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے خود قرآن حکیم وکریم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ارشاد فرمایا:

والضحىٰ واللّيل اذا سجىٰ

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں شارح قصیدہ البردہ علامہ مفتی مدینۃ المنورہ (خربوت) علامہ خرپوتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"والضحیٰ" میں لفظ "ضحیٰ" سے استعارہ وجہ منیر کا ہے اور لیل سے استعارہ گیسوئے رسول کریم ﷺ کا ہے جس کی تصدیق حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا مگر حسین صورت اور حسین الصوت، اور تمہارے نبی ﷺ سب سے زیادہ حسین اور سب سے زیادہ ملیح الصوت ہیں۔"

درج بالا آیت ہی کی تفسیر مبین میں علامہ کمال الدین الدمیری اپنی کتاب "حیات الحیوان" میں فرماتے ہیں:

لم يخلق الرحمن مثل محمد ﷺ　　　ابداء و علمى انهٗ لا يخلق

(ترجمہ) یعنی "پیدا نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے مثل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کبھی بھی، اور مجھے یقین ہے کہ وہ آئندہ بھی پیدا نہیں کرے گا۔"

علامہ قرطبی "تذکرہ" میں تحریر کرتے ہیں:

Marfat.com

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال حسن ظاہر ہی نہیں ہوا ورنہ صحابہ کرام میں تاب و مجال نہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرنور کی طرف نظر بھر کر بھی دیکھ سکتے۔''

حضرت ابوہریرہؓ کے قول پاکیزہ پر مبنی حدیث میں (جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں) کی تفسیر میں شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی ایک شعر میں یوں بیان کرتے ہیں:

یا صاحب الجمال و یا سید البشر　　من و جهک المنیر لقد نور القمر

ترجمہ: ''اے حسن و جمال والے! اے تمام انسانوں کے سردار! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور سے چاند روشن ہوا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور جس طرح حسن و جمال الٰہی کا مظہر اور خوبی و کمال کا مخزن ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت و بخشش بھی سخاوت الٰہی کی مانند ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسے عطا کرتے ہیں تو در بے بہا عطا کرتے ہیں اور جسے نوازتے ہیں تو سرتاپا گوہر نایاب بنا دیتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ''رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قدر سیم و زر عنایت فرمایا کہ آپ میں اُسے اٹھانے کی طاقت نہ تھی۔''

چنانچہ اسی سخاوت و جودت اور عطاء و بخشش کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے ممدوح حضرت حسان بن ثابت فرماتے ہیں:

لہٗ ھمیم لا منتھی لکبارھا　　وھمۃ الصغریٰ اجل من الدھر

لہٗ و راحتہ لوان معشار جودھا　　علی البر کان البرا منی من البحر

ترجمہ: ''ان کے ارادے اتنے زبردست ہیں کہ اس کے بڑوں کی کوئی انتہا نہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چھوٹے سے چھوٹا ارادہ بھی زمانے سے بڑا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیاں اتنی سخی ہیں کہ ان کی سخاوت کا دسواں حصہ بھی خشکی پر پڑ جائے تو خشکی سمندر سے زیادہ ہو جائے۔''

حضرت حسان بن ثابت کے اشعار کی گواہی قرآن پاک میں پہلے ہی سے موجود ہے۔ ارشاد الٰہی ہے

اِنَّ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَر (سورہ کوثر پارہ 30)

ترجمہ: ''بیشک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اے محبوب خیر کثیر (خواہ دنیاوی ہو یا

Marfat.com

اُخروی) عطا فرمائی ہے۔"
علامہ نعیم الدین مراد آبادی نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر کیا ہے۔
"اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیشک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فضائل کثیرہ عنایت کر کے تمام خلق پر افضل کیا۔ حسن ظاہر بھی دیا حسن باطن بھی نسب عالی بھی' نبوت بھی' کتاب بھی' حکمت بھی' علم بھی' شفاعت بھی' حوض کوثر بھی' مقام محمود بھی' کثرت اُمت بھی' اعدائے دین پر غلبہ بھی' کثرت فتوح بھی اور بے شمار نعمتیں بھی اور فضیلتیں بھی عطا کیں جن کی کوئی انتہا نہیں۔"
اسی آیت مبارک کی روشنی میں صحیح البخاری جلد 2 صفحہ 558 صحیح المسلم جلد 2' ص 250 میں حضرت عقبہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وانی قد اعطیت مقاتیح خزائن الارض

ترجمہ: "اور بیشک مجھ کو روئے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں اور کنجیاں دے دی گئی ہیں۔" معمولی لفظی تبدیلی کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی یہ روایت ملتی ہے۔ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:
اے عائشہ (رضی اللہ عنہا!) قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اگر میں اپنے رب سے مکہ کے پہاڑوں کو سونے کی شکل میں طلب کروں اور انہیں چلتا ہوا بناؤں کہ جہاں جاؤں میرے ساتھ ہوں تو اللہ تعالیٰ اُنہیں چلتا ہوا میرے ساتھ کر دے لیکن میں نے دنیا میں بھوک اختیار کی' شکم سیری پر' فقر دنیا قبول کیا' غناء پر اور دنیا کی تنگی کو قبول کیا اس کی فراغت پر۔ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا!) دنیا زیبا نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کے لیے۔"
علامہ ابو سعید بوصیری نے اسی نکتہ کو یوں بیان کیا:

وراودنه الجبال الشم من ذهب عن نفسه فاراها ایما شمم

"بلند پہاڑوں نے سونے کا بن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بلند حوصلہ اور استغنا سے اُنہیں ذلیل کیا۔"
صحیحین اور ترمذی میں حضرت انسؓ اور حضرت جابرؓ سے روایات ملتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات' اوصاف اور فضائل کے متعلق صرف اتنا کہنا ہی کافی و وافی ہے کہ دوست کیا دشمن بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صادق اور امین ہونے پر گواہی دیتے ہیں۔ مسلم کیا غیر مسلم مؤرخین و محققین بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمد و ثنا میں رطب اللسان ہیں۔

Marfat.com

رہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بذل ونوال' تو اُس کے ذکر کثیر سے بھی احادیث کا دفتر مالا مال ہے۔ غیر معمولی شفقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شیوہ دوطیرہ رہا۔ جو کچھ پاس ہوتا لٹا دیتے۔ جتنا مال آتا تقسیم کر دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لقب قاسم بھی ہے۔ آپ زمین پر بھی قاسم ہیں اور حوض کوثر پر بھی قاسم ہوں گے۔

لسان عرب کی ممتاز شاعرہ سید عائشہ باعونیہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت و عنایت پر یوں لب کشا ہیں:

قالوا هو الغیث قلت الغیث اوهمی یهمی و یغیث نراه لایزال همی

(ترجمہ) انہوں نے کہا بارش ہے میں نے کہا بارش کبھی کبھار موسلا دھار برستی ہے لیکن ان کی بخششوں کی بارش تو متواتر موسلا دھار برستی ہے۔

مولانا ابی طاہر سیف الدین کے ہاں اس مضمون کا رنگ ہی اور ہے وہ لکھتے ہیں

نیله للعباد کالبحر طام جودة للعفاة کالغیث هام

ترجمہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا خدا کے بندوں کے لیے سمندر کی طرح موجزن ہے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخا طلب گاروں کے لیے بارش کی طرح برستی ہے۔''

احادیث نبوی کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ نعت گو شعراء پر حضور رحمت اللعالمین کی خصوصی نظر کرم اور رب اللعالمین کی خاص رحمت ہوتی ہے اور قرآن پاک سے جو کچھ ثابت ہے' وہی دراصل نعت نبی کریم ورحیم ہے۔

حضرت حسان قرآن حکیم کی روشنی میں مدح رسول مقبول کے ضمن میں فرماتے ہیں:

فامسٰی سراجاً منیرا و هادیاً یالوح کمالاح الصیقلِ المهنّد

''وہ تشریف لائے روشن چراغ بن کر اور ہادی ورہنما بن کر' وہ اس طرح چمکے جس طرح صیقل کی ہوئی تلوار چمکتی ہے۔''

یہ شعر درحقیقت قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ کی تفسیر ہے

وَسراجاً منیراً (پارہ 22 سورہ......آیت......)

''ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چمکا دینے والا آفتاب بنا کر بھیجا ہے۔''

قرآن پاک کی اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت حسانؓ اپنی مدح سرائی میں اُن تمام حدود و قیود کی پابندی کر رہے تھے جو قرآن پاک نے یا رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شعراء پر عائد کی تھیں۔ گویا ان شعرائے کرام نے جو کچھ کہا وہ قرآن وحدیث کی روشنی میں کہا اور جہاں کوئی بات

Marfat.com

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند نہ آئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً ہی ٹوک دیا جیسا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "مِن سُیُوف الھند" کہا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً تصحیح کر دی اور فرمایا کہ مِن سُیُوف اللہ کہو' میں اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہوں۔"

آیئے! اب ہم حضرت حسانؓ بن ثابت کے نام ونسب اور ابتدائی زندگی کا جائزہ لیں۔

آپ کا نام حسان اور کنیت ابو الولید عبدالرحمٰن اور بقول بعض ابوالحسام تھی اور "شاعر رسول اللہ" کے لقب سے معروف تھے۔ اس کے علاوہ مؤرخ دافع عن الدین' شاعر بلاط شاعر دین وسیاست اور شاعر جنگ کے القاب سے بھی پکارے جاتے تھے۔

ڈاکٹر طارق جمیل فلاحی اور صاحب سیر الصحابہ سعید انصاری کی تحقیق کے مطابق سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔

حسان بن ثابت بن المنذر ربن صرام میں عمرو بن زید مناۃ بن عدی' بن عمرو بن مالک بن النجار وھو تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبۃ وھو العنقا بن عمرو مزیقیا' بن عامر بن ماء السماء بن حارث الغطر یف بن امراء القیس البطریق بن ثعلبہ البھلول ابن مازن بن الازد بن العوث' بن منبت بن مالک بن زید بن کہلان بن یشجب' بن یعرب بن قحطان۔

سیدنا حسان کا تعلق قبیلہ خزرج کی شاخ بنونجار سے تھا' جیسا کہ شجرہ میں آ چکا ہے' والد گرامی کا نام ثابت اور دادا کا نام المنذر تھا۔ باپ اور دادا کا تعلق اوس اور خزرج ہر دو قبائل سے تھا اور دونوں کا شمار اشراف قوم میں ہوتا تھا۔ ان کے دادا منذر بن صرام نے اوس وخزرج کے درمیان ہونے والی جنگ سمیحہ میں فریق ثانی کا تاریخی کردار ادا کیا۔

حضرت حسانؓ بن ثابت اپنی والدہ اور والد دونوں کی طرف سے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ والدہ کا نام فریعہ بن خالد بن قیس بن لوذان تھا۔ وہ خزرج کے خاندان بنوسعد سے تعلق رکھتی تھیں اور رئیس سعدؓ بن عبادہ کی چچازاد بہن تھیں۔ انہیں قبول اسلام کے شرف کے ساتھ ساتھ بیعت اور صحابیہ ہونے کا بھی اعزاز حاصل تھا۔ حضرت حسانؓ نے اپنی والدہ ماجدہ کا ایک شعر میں ذکر کیا ہے:

امسی الجالبیب قد عزوا قد کثروا   و ابن الفریعہ امفی بیضہ البلد

جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے' آپ کے اجداد اپنے قبیلہ کے رؤسا میں سے تھے' ان کی رہائش قلعہ "فارع" میں تھی جو مسجد نبوی سے جانب غرب باب الرحمت کے بالمقابل واقع تھا۔ حضرت حسان فرماتے ہیں:

ادقت لتوما من البروق اللوامع   ونحن نشاوی بین سلع وفارع

Marfat.com

علی گڑھ یونیورسٹی شعبہ عربی کے ڈاکٹر طارق جمیل کی ریسرچ کے مطابق دلچسپ امر یہ ہے کہ حضرت حسان کے سلسلۂ اجداد کی چار پشتیں نہایت معمر گزریں، عرب میں کسی خاندان کی چار پشتیں مسلسل اتنی طویل العمر نہیں مل سکتیں۔ آپ کے پردادا صرام کی عمر 120 سال تھی۔ ان کے بیٹے منذر اور ثابت بن منذر حتیٰ کہ حسانؓ بن ثابت نے یہی عمر پائی۔ (خلاصۃ الوفاص 29)

ولادت اور قبول اسلام:

حضرت حسان بن ثابت کی ولادت 563ء میں ہوئی۔ ابن سعد کا خیال ہے کہ 590ء میں پیدا ہوئے۔ گویا ہجرت نبوی سے 65 برس قبل یثرب میں پیدا ہوئے۔ ہجرت نبوی کے وقت گویا 60 یا 65 برس کی عمر تھی جب اسلام قبول کیا انہوں نے جتنی عمر جاہلیت میں گزاری، کم وبیش اتنی عمر مسلمان ہو کر بسر کی۔

حالات زندگی:

ابو الولید حسان بن ثابت الخزرجی الانصاریؓ زمانہ جاہلیت میں ہی پرورش پا کر جوان ہوئے، جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ قبول اسلام کے وقت وہ بڑھاپے میں داخل ہو چکے تھے۔ عربوں کے رواج کے مطابق شاعری کو پیشہ بنایا اور اسی کے سہارے زندگی بسر کی۔ ان کے شجرۂ نسب میں امراء القیس کا نام آتا ہے۔ اغلباً یہ وہی امراء القیس ہیں جو عربوں کے ممتاز اور معروف شاعر تھے۔ اگر ہمارا یہ خیال درست ہے تو گویا شاعری ان کی گھٹی میں پڑی تھی۔ اہل عرب کا خیال ہے کہ حضرت حسان اپنے عہد کے سب سے زیادہ ممتاز حضری شاعر تھے جن کا تعلق شہر سے تھا۔ عربوں میں شہر کے رہنے والے کو حضری کہتے ہیں۔

حضرت حسانؓ بنو نجار کے قبیلہ خزرج سے تعلق کے حوالہ سے بیک وقت یمانی اور قحطانی دونوں ہی تھے۔ اس طرح ایک طرف ملک شام کے بادشاہ آل جفنہ بنی غسانہ سے اُن کے تعلقات تھے اور دوسری طرف عراق کے لخمیین سے قرابت داری موجود تھی۔ گویا اُن کا مورث اعلیٰ عمرو بن عامر بن ماء السماء تھا۔ واضح رہے ڈاکٹر طارق جمیل رقمطراز ہیں کہ تمام عرب مؤرخین انصار کو قحطان کی اولاد تصور کرتے ہیں اس لیے ان کی تاریخ قحطان کے دور سے شروع ہوتی ہے۔ قحطان کی اولاد میں عبد شمس نامی شخص ملتا ہے جو سبا کے لقب سے مشہور ہے اور یمن کی ''سلطنت سبا'' کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ اس کے دو بیٹے حمیر اور کہلان تھے۔ علم انساب کے ماہرین کا کہنا ہے کہ سرزمین یمن میں حمیر اور کہلان کی اولاد بکثرت آباد تھی۔ عمرو عامر بن ماَ السماَ السماء کا شمار اشراف میں ہوتا تھا۔ جب سیل عرم آیا یعنی سد مآرب ٹوٹ گیا تو خاندان میں اختلاف ہو گئے۔ مال ومتاع باغات اور جائیداد و اراضی کی تقسیم کے مسئلہ

Marfat.com

میں شدید کشمکش پیدا ہوئی۔ اس تباہی و بربادی کی وجہ اسی خاندان کی ایک کاہنہ طریقہ بنت جبر تھی جو عمرو کی بیوی تھی۔ اس نے ایک خواب دیکھا جس کے نتیجہ پورے ملک یمن میں انتشار پھیل گیا۔ بالآخر ایک تدبیر سامنے آئی کہ خاندان کے بھائیوں میں مخاصمت پیدا کی جائے تا کہ وہ اس علاقہ سے ہجرت کر جائیں۔ غرض اس بہانے عمرو نے تمام جائیداد فروخت کرنا شروع کر دی جس کے اچھے خاصے پیسے ملے۔ اس کے بعد اپنے اہل خانہ کے ساتھ اس نے کوچ کیا اور یمن سے نکل آیا۔ اس کے بعد یمن میں ایسی تباہی آئی کہ الاماں والحفیظ۔ ثعلبۃ عقبہ بن عمرو بن عامر سرزمین یثرب میں آ کر آباد ہوگیا۔ یہ لوگ اوس اور خزرج کہلائے۔ دوسری طرف حارث بن عمرو بن عامر نے مکہ میں رہائش اختیار کی اور وہ خزاعی کہلائے۔ جبکہ عمران بن عامر تنہا عمان کی طرف چلا گیا۔ یہ قبیلہ ازد کہلایا۔ ملک شام میں آل جفنہ مستقر ہوگئے اور غساسنہ کہلائے۔ جن لوگوں نے عراق کی طرف رخ کیا' اُن میں آل نباذرہ اور لخمی بھی شامل تھے۔ اس طرح سبا اولیٰ کا خاتمہ ہوگیا۔ اہل عرب میں ضرب مثل ''تفرقوا ایدی سباء'' اسی وقت سے زبان زد عام ہوگئی۔

حضرت حسان بن ثابت کے شجرۂ نسب کے احوال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اوس و خزرج سے تعلق ہونے کی وجہ سے انہیں یہ موقع حاصل ہوا کہ عرب کی تمام بڑی بڑی جنگوں' مثلاً یوم بعاث' یوم السمیحہ' یوم الدرک' یوم الربیع' یوم البقیع کا انہیں علم اور تجربہ حاصل تھا۔ وہ یہودیوں کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اشعار میں ان جنگوں کے اشارے کنائے بکثرت ملتے ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت نے ان جنگوں میں وہی کردار ادا کیا جس کی ایک بہترین شاعر سے توقع کی جاسکتی ہے۔ اپنی قوم کی شجاعت' بہادری اور کبر و نخوت کا وہ فخر سے ذکر کرتے ہیں۔ وہ اپنے خاندان کے محاسن بیان کرتے نہیں تھکتے۔ ان کا حوالہ دے کر اپنی قوم کو انتقامی کارروائی کے لیے تیار ہونے کی ترغیب دیتے ہیں۔

اسلام کی آغوش رحمت میں آنے سے قبل ہی وہ پورے عرب میں اپنی شاعری کا رعب اور سکہ جما چکے تھے۔ ہر عرب اُنہیں قادر الکلام شاعر کی حیثیت سے جانتا اور مانا کرتا تھا۔ اُنہیں اپنی شرافت و نجابت پر بہت ناز تھا۔ ایک مرتبہ کسی شاعر نے ان کی موجودگی میں اپنے حسب و نسب کی تعریف میں کچھ شعر پڑھے۔ حضرت حسانؓ نے فوراً جواب میں یہ شعر پڑھے اور مسکت جواب دیا۔

الم ترفا اولاد عمرو بن عامر　　لنا شرف یعلو علی کل مرتقیٰ

''کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہم عمرو بن عامر کی اولاد میں سے ہیں ہمیں ایسا نسبی شرف حاصل ہے کہ جو ہر بلند مرتبہ شخص پر فوقیت رکھتا ہے۔''

Marfat.com

رسافی قرار الارض ثم سمت فروع تسامی کل نجم محلق

''ہماری خاندانی جڑیں زمین کی تہ تک نکل گئی ہیں پھر اس سے شاخیں بلند ہوئیں جو ہر بلند ستارے کا مقابلہ کرتی ہیں۔''

ملوک و انباء الملوک کا ننا سواری نجوم مطالعات بمشوق

''ہمارے قبیلے کے اندر بادشاہ و شہزادے جنم لیتے رہے ہیں' گویا ہم چمکتے ہوئے ستارے ہیں جو مشرق سے طلوع ہوتے ہیں۔''

اِذغاب منھا کوکب لاح بعدہ شھاب متی مایبد للارض تشرق

جب ان کے اندر کوئی ستارہ غائب ہوا تو دوسرا نمودار ہو گیا جو پوری سرزمین کو برابر روشن کرتا رہا ہے۔

ڈاکٹر طارق جمیل نے حضرت حسان کا ایک دلچسپ واقعہ لکھا ہے جس کا ذکر ہمارے خیال میں یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے۔

''اسلام سے قبل جاہلیت کے زمانہ میں دیگر عربوں کی طرح حضرت حسانؓ بھی شراب کے عادی تھے۔ ایک دفعہ کسی کام کے سلسلہ میں ملک شام جانا ہوا' وہاں بنی بکر میں وائل کے ممتاز شاعر اعشیٰ سے ملاقات ہوگئی۔ دونوں ترنگ میں آ کر شراب فروش کی دکان پر جا پہنچے' وہاں بے تحاشہ شراب کے جام لنڈھائے۔ اس کے بعد حسان کو نیند کا غلبہ ہوا اور وہ سو گئے۔ آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اعشیٰ شراب فروش سے کہہ رہا تھا کہ ''اس کو قرض لینے کی ضرورت تو نہ تھی لیکن اس کی جیب میں سکے نہیں۔'' حسان نے اعشیٰ کی یہ بے تکی اور توہین آمیز باتیں سنیں تو پھر آنکھیں بند کر لیں اور بظاہر سو گئے۔ اسی دوران میں اعشیٰ کو بھی نیند نے آ لیا اور وہ سو گیا حسان نے جب دیکھا کہ وہ دنیا و جہان سے غافل محو خواب ہے تو حسان نے دکاندار سے شراب کے تمام کنستر خرید لیے اور انہیں فرش زمین پر بہانا شروع کر دیا جب یہ شراب بہتی ہوئی اعشیٰ کے نیچے پہنچی اور اُس نے نمی محسوس کی تو وہ جاگ اُٹھا۔ حسان کی یہ حرکت دیکھ کر وہ حقیقت حال سمجھ گیا۔ اب اس نے معذرت خواہی کرنا شروع کر دی۔ اعشیٰ کے اس فعل سے حسان جوش میں آ گئے اور انہوں نے اپنی اولوالعزمی' اعلیٰ ظرفی اور وسعت قلبی پر مبنی برجستہ اعشیٰ کو اپنے اشعار سنانے شروع کر دیئے۔ اعشیٰ ان اشعار کو سن کر دم بخود رہ گیا اور دوبارہ منت سماجت کرنے لگا۔

آلِ غسان اور مناذرہ کے درباروں سے وابستگی:

جیسا کہ ہم پہلے شجرۂ نسب میں بتا چکے ہیں کہ آلِ غسان اور آلِ منذر سے اُن کے خاندانی روابط تھے۔ اس لیے عہد جاہلیت ان درباروں میں جا کر بادشاہوں اور شہزادوں کی تعریف و تحسین میں

Marfat.com

معرکتہ الآرا قصائد پیش کرتے اور بے پناہ انعام و اکرام سے نوازے جاتے۔ گویا انہیں درباری شاعر کا درجہ حاصل ہو گیا۔ عرب کے مشہور شعراء نابغہ اور علقمہ سے یہیں ملاقات ہوئی اور ان کی موجودگی میں عمرو کی مدح میں قصیدہ سنانے پر بطور انعام و اکرام پنشن کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس قدر پذیرائی کے باوجود وہ ایک دفعہ حیرہ کے بادشاہ النعمان ابو قابوس سے ملاقات کرنے کے لیے حیرہ چلے گئے۔ اس ملاقات پر غسانی بادشاہ جذبہ رقابت سے بھڑک اٹھا۔ لیکن حسانؓ نے واپسی پر نہایت دانش مندی سے بادشاہ کے جذبات ٹھنڈے کر دیئے اور اس طرح معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

عرب نقادوں کی رائے کے مطابق حسان نے غسانی ملوک کی مدح میں جو قصائد اور اشعار کہے کہ وہ بہت زوردار اور بلند پایہ ہیں۔

علامہ ابن رشیق نے اپنی کتاب ''کتاب العمدہ'' کے باب ''فی المدیح'' میں تفصیل سے یہ بحث کی ہے کہ عربی مدح میں بہترین شعر کون سا ہے؟ اور کس شاعر کا ہے؟ اس بحث میں عربی زبان کے مختلف علما اور فضلاء کے اقوال جمع کئے گئے ہیں۔ اسی سیاق و سباق میں ممتاز عرب شاعر حطیہ کا قول ہے کہ جب وہ مرنے لگا تو اس نے کہا

''ابلغو الانصار ان اخاهم امدح الناس حيث يقول''

یعنی میری طرف سے انصار تک یہ پیغام پہنچا دو کہ تمہارا بھائی حسان سب سے بڑا مدح گو ہے جو اس طرح کہتا ہے:

يغشون حتى ماتهر كلابهم لايسئلون عن السواد المقبل

عہد حاضر کی طرح اہل عرب میں بھی کتے پالنے کا بہت رواج تھا چونکہ عرب خانہ بدوش لوگ تھے اس لیے چوروں سے بچنے کے لیے کتے پالنا ان کی ضرورت تھی جو دن ہو یا رات، اجنبی شخص کو دیکھ کر بھونکتے تھے۔ درج بالا شعر میں وہ کہتا ہے:

''شاہان ملوک کے پاس مہمان اس قدر کثرت اور تواتر سے آتے ہیں کہ ان کے حفاظتی (GUARDS) کسی کو دیکھ کر بھونکتے نہیں کیونکہ وہ ہر آنے والے سے مانوس ہو گئے ہیں۔ (اور وہ آنے والوں سے سوال نہیں کرتے کہ وہ کون ہیں؟ اور کیوں آ رہے ہیں؟) سیر الصحابہ کے مصنف مولانا سعید انصاری سابق رفیق دار المصنفین اعظم گڑھ لکھتے ہیں کہ اہل عرب میں اس امر پر اختلاف رائے ہے کہ تین اشعار میں بہترین کونسا ہے؟ اس باب میں جو بہترین تین اشعار ہیں، ان میں کس کو ترجیح دی جائے اس ضمن میں کافی اختلاف ہے۔ حطیہ حضرت حسانؓ کے شعر کو ترجیح دیتا ہے اور بعض دوسرے افراد ابو الطمحان اور نابغہ کے شعر کو بہترین بتاتے ہیں۔ اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کہ عربی زبان کا ماہر اور

Marfat.com

اہلِ زبان (عربوں) کا بھی حاکم تھا، اس کا فیصلہ ہے کہ

ان امدح بیت قالبته العرب بیت حسان

"عرب نے جتنے اشعار لکھے ہیں ان میں سب سے بہتر شعر حضرت حسانؓ کا ہے" اگر مضمون کے لحاظ سے دیکھا جائے تو واقعی عجیب جدت ہے۔ شاہانِ غسان کے جود و سخا کو ایسے اسلوب میں بیان کرتے ہیں کہ

"اُن کے ہاں مہمانوں کی اتنی کثرت رہتی ہے کہ کتے تک مایوس ہو گئے ہیں اور اُن کو دیکھ کر نہیں بھونکتے۔"

یہ اشعار دور جاہلیت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ہمارا موضوع وہ اشعار ہیں جو حضور پرنور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و توصیف میں تحریر کیے گئے ہیں، اہل اسلام میں انہی کی شہرت ہے اور انہی کی وجہ سے حضرت حسان بن ثابت کو مسلمانوں میں وہ مقام حاصل ہے کہ جس پر لوگ رشک کرتے ہیں اور اُن کی مثالیں پیش کرتے ہیں بلکہ شعرائے کرام دعائیں مانگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی کرتے ہوئے وہ ملکہ اور مقام عطا کرے جو حضرت حسانؓ بن ثابت کو حاصل ہے۔ حفیظ تائب کہتے ہیں

حسانؓ کا شکوہ بیاں مجھ کو ہو عطا ۔۔۔ تائید جبرئیلؑ بوقت ثناء ملے

سرور کائنات، فخر موجودات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں ایک جگہ حضرت حسانؓ لکھتے ہیں

فمن کان اوهنب قدیکون کا حمد ۔۔۔ نظام لحق اولکان لملحد

"پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثل کہ حق کا نظام اور ملحد کو عذاب جان ہیں کون پیدا ہوا اور کون آئندہ پیدا ہو سکتا ہے؟"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا تو فرمایا کہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہی تھے جیسا کہ حسانؓ نے کہا ہے۔" (بحوالہ استیعاب)

جناب حسانؓ عہد جاہلیت میں عرب کے بلند ترین اور عظیم ترین شعراء میں شمار ہوتے تھے۔ لیکن ان کا سرمایۂ عز و افتخار عہد اسلام کا وہ کلام ہے جو خاص طور پر نعتیہ اور ہجویہ ہے اور جس کی وجہ سے اُنہیں "شاعر رسول اللہ" کا لقب ملا۔

شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

شعر و ادب کی اصطلاح حضرت حسانؓ مخضرمی شاعر ہیں یعنی "وہ شاعر جس نے جاہلیت اور

Marfat.com

اسلام ہر دو زمانے پائے ہوں۔" آپ کی زندگی میں شاعری ایک مستقل عنوان کی حیثیت رکھتی ہے۔
شعر گوئی عربوں کا فطری شوق تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بادشاہ سے لے کر ایک گلہ بان تک شاعری کرتے تھے۔ دراصل عرب صحرا نورد قوم ہیں جس کے افراد آغوش فطرت میں آنکھیں کھولتے ہیں' حسین وجمیل مناظر دیکھتے ہیں اور اسی آغوش فطرت میں پروان چڑھتے ہیں۔ صحرا کی باد صرصر' صبح نسیم کا دل افروز منظر اور بادنسیم کے جھونکے' غروب آفتاب کا منظر اور پر کیف و دل آویز شامیں ان کے فکر ونظر اور غور وخوض کا سرمایہ تھیں۔ چنانچہ عرب شاعران مناظر فطرت کی گہرائیوں میں ڈوب کر شعر کہتے زبان شیریں اور پُر اثر کے حامل تھے۔ جب خیالات واحساسات الفاظ کے پیکر میں ڈھلتے تو گویا وہ جادو اثر بن جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کا جو علمی وادبی سرمایہ ملتا ہے' وہ درد وسوز سے معمور' مناظر فطرت سے بھرپور اور بلند پایہ جذبات واحساسات سے معمور ہے اور بہت مؤثر' دل نشیں اور وقیع وبلیغ ہے۔

حضرت حسان کو جب آغوش اسلام نصیب ہوئی تو وہ عمر کے اعتبار سے کافی بڑے تھے' اس لیے ان کی شاعری پختہ وتوانا ہو چکی تھی' وہ تمام رموز واسرار سے بخوبی آگاہ تھے۔ ہر طرف سے کٹ کر' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامانِ رحمت میں آ گئے اور اُن کی قربت میں رہنے لگے جس کا انجام یہ ہوا کہ ان کی شاعری مدح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کفار کی ہجو گوئی کے گرد تانے بانے بننے لگی۔ جاہلیت اور اسلام ہر دو ادوار میں انہوں نے بہترین قصائد پیش کیے جس کے سبب ان کا شمار ''اصحاب المذہبیت'' میں ہونے لگا جن شعراء کے قصائد ''آب زر'' سے لکھے جاتے وہ ''مذہبہ'' (Golden) کہلاتے۔ بعد میں ہر شاعر کے بہترین شعر کو ''مذہبہ'' کہا جانے لگا۔ حضرت حسانؓ بن ثابت کے ایک مذہبہ کا مطلع یوں ہے:

لعمرک ابیک الخیر حقالما بنا　　　علیٰ لسانی فی الخطوب یدمیٰ

عہد رسالتمآب صلی الل علیہ وآلہ وسلم میں حضرت حسانؓ کی شاعری کا مرکز ومحور مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جہاد باللسان تھی۔ انہوں نے زبان شعر سے دشمنان دین پر ایسے حملے کیے کہ وہ زچ ہو کر رہ گئے۔ دوسری طرف رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محتشم کی مدح اس انداز اور اسلوب میں کی کہ مدینہ منورہ کے در و دیوار اور ارض پاک جھوم اُٹھی اور وادئ مدینہ کو سرشار کر گئی۔

حضرت حسان کا سب سے بڑا شرف ومرتبہ یہی تھا کہ وہ ''شاعر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ'' تھے۔ ڈاکٹر طارق کی تحقیق کے مطابق بافد عبیدہ نے جناب حسانؓ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی تین فضیلتیں بیان کی ہیں:

(1)　کان شاعر الانصار فی الجاہلیۃ ''عہد جاہلیت'' میں شاعر تھے۔

Marfat.com

(2) شاعر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی النبوۃ اور عہد نبوت میں شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

(3) وہ شاعر الیمن کلھا فی الاسلام اور عہد اشاعت اسلام شاعر یمن تھے۔

حضرت حسانؓ کی نعتیہ شاعری:

جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا ہے کہ قبول اسلام کے بعد ان کے اشعار اس امر کے شاہد ہیں کہ رسول عظیم وکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت، بزرگی، بڑائی، خوب صورتی وحسن و جمال، شرف انسانی اور نعمت رسالت کے ایسے نقوش ان کے ذہن پر بیٹھ گئے کہ وہ ہمہ دم اور ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور عشق میں سرشار رہتے اور ان کی زیارت و دید کے لئے مشتاق و دیوانے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہی ان کی زبان سے جن اشعار کا اظہار ہوا وہ ان کی دل کی گہرائیوں کے آئینہ دار ہیں۔

''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین وجمیل میری آنکھوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوب رو بچہ پہلے کسی ماں نے نہیں جنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر عیب ونقص سے پاک وصاف پیدا کئے گئے۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا پسند کرتے تھے ویسے ہی پیدا کئے گئے۔''

کتنے بلند پایہ خیالات ہیں اور کتنے پاکیزہ احساسات ہیں؟ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے نعتیہ قصائد میں سب سے زیادہ مشہور ومعروف قصیدہ وہ ہے جو انہوں نے فتح مکہ سے قبل ابو سفیان کی ہجو کے جواب میں کہا تھا۔ اس کا مطلع کچھ یوں ہے۔

عفت ذات الا صابع فالجواء الیٰ عذراء منزلھا اخلاء

عرب دستور کے مطابق حضرت حسان نے اپنے اس قصیدہ کا آغاز یعنی تشبیہ میں آثار حبیب اور دیار محبوب سے کیا ہے۔ شراب کا تذکرہ اور گھوڑوں اور شہسواروں کے تذکرہ سے گریز شروع ہو جاتا ہے۔ پھر اصل موضوع کی جانب لوٹتے ہیں۔ رسول امین کی ذات مبارک اور اہل اسلام کی جماعت کے بارے میں فخریہ انداز میں اوصاف وکمالات کا بیان ہے۔

وقال اللہ قد ارسلت عبدا بقول الحق ان نفع البلاء

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''ہم نے ایک بندے کو بھیجا جو حق کے ساتھ بات کرتا ہے، اگر آزمائش نفع بخش ہو تو اس کی صداقت کو آزمالو۔''

شھدت بہ فقھوموا صدقوا فقلتم لانقوم ولا تشا

Marfat.com

''تم نے اس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت پر گواہی دی تم بھی کھڑے ہو جاؤ اور اس کی صداقت پر شہادت دو' مگر تم نے یہی کہا کہ ہم ایسا نہیں کریں گے اور نہ یہ چاہتے ہیں۔''

نعتیہ قصائد میں حضرت حسان نے اپنی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار کیا' مخضرمی شاعر ہونے کی بناء پر وہ تمام جزیرۂ عرب' اس کے اطراف واکناف اور اسلام کی تاریخ سے بخوبی آگاہ تھے جس کی وجہ سے ان کی نعت میں رنگارنگی' بوقلمونی' نمایاں نظر آتی ہے۔

اسلام کی پاکیزہ تعلیم نے ان کے افکار وخیالات کو اور بھی پاکیزہ' شستہ اور دلربا بنا دیا' ان کی زندگی اور شاعری میں نئی روح پھونک دی جس کی وجہ سے جذبات واحساسات ہر وقت جوبن پر رہتے' ذاتِ اقدس کی نعت وہ دل کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب کر اور وجدان کی وسعتوں سے سرشار ہو کر کہتے یہی وجہ ہے کہ ان کے تمام نعتیہ قصائد' بہت پختہ' معنی خیز' جاندار شاندار اور پرمغز ہیں۔ ان میں نکتہ آفرینی اور جدت طرازی کے شاندار نمونے نظر آتے ہیں۔ انہوں نے رشد وہدایت اور نعمت الٰہیہ پر بھی بڑے عمدہ اسلوب میں سپاسنامہ پیش کیا ہے:

اعز علیه للنبّوة خاتم   من الله مشهود یلوح ویشهد

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک پر مہر نبوت درخشاں ورخشندہ ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے گواہ ہے' مہر نبوت چمکتی اور گواہی دیتی ہے۔

وضم الا له اسم النبی الی اسمه   اذا قال فی الخمس المؤذن اشهد

''اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اپنے نام سے لازم وملزوم کر لیا اس لیے مؤذن پانچوں وقت کی اذان میں ''اشھد'' کہتا ہے۔''

ایک اور قصیدہ میں فرماتے ہیں:

والله ربی لانفارق ماجدا   عفت الخلیفة ماجد الاَجداد

''خدا کی قسم! ہم اُس ذات گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روگردانی نہیں کریں گے جو تمام مخلوقات سے پاکباز اور اجداد کے لیے فخر ہے۔''

ایک دفعہ سفر کے دوران میں رات کا وقت آ گیا۔ ہر طرف اندھیرے چھا گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا ''حسان کہاں ہیں؟''

حضرت حسانؓ نے جواب دیا:

''لَبَّیکَ وَسَعْدَیکَ''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

"حسان! ذرا حدی کے گیت گاؤ۔"

حضرت حسانؓ فرمان رسول مقبول پر نغمہ سرا ہو گئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری طرح متوجہ ہو کر سننے لگے۔ قافلہ رواں دواں رہا۔ یہاں تک کہ امیر سفر و حضر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش و خرم ہو کر انہیں مبارک دی۔ اس کے بعد فرمایا:

لهذا اشد عليهم من وقع النبيل (کتاب الاغانی)

ترجمہ: رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درحقیقت متعدد مقامات پر حضرت حسانؓ کی شاعری کی تحسین کی اور داد دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر طرح سے اُن کی اعانت فرمائی۔ ان کے پرجوش اور ولولہ انگیز اشعار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسان کے گرویدہ ہو گئے۔

حضرت حسانؓ کی اپنی زبانی' حرارتِ قلبی اور تیزئ مزاج کا اظہار دیکھئے۔

لساني صارم لاعيب فيه ويجري لاتكدي الدلأ

"میری زبان قاطع تلوار کی طرح تیز ہے جس میں کوئی عیب نہیں۔ میرے کلام کا بحر بیکراں ایسا صاف ستھرا ہے جو ڈول ڈالنے سے گدلا نہیں ہوتا۔"

مرثیہ گوئی:

حضور پُر نور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 11ھ میں وصال فرمایا تو مسلمانوں کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی قیامت نہ تھی۔ تمام صحابہ کرام آزردہ و دل گرفتہ تھے۔ حضرت عمرؓ تو یہاں تک پریشان ہوئے کہ حد سے بڑھ گئے۔ کہنے لگے کہ "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات نہیں پائی اگر کسی نے یہ کہا کہ آنحضرت ﷺ فوت ہو گئے ہیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔"

اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ ثابت قدم رہے۔ انہوں نے دل گرفتگی کے باوجود عزم و حوصلہ اور استقامت کا ثبوت دیا۔ انہوں نے قرآن پاک کی ایک آیت سنائی جس کا مفہوم یہ تھا کہ

"اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے تو کیا تم دین مبین سے برگشتہ ہو جاؤ گے۔"

یہ آیت سن کر حضرت عمرؓ کو قدرے قرار آیا۔ جب حضرت عمرؓ جیسے جری اور بہادر کا یہ حال تھا تو حضرت حسان بن ثابت جیسے حساس شاعر کا کیا حال ہوگا۔ چنانچہ آپ نے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق میں پرسوز اور دردناک اشعار کہے۔ حضرت حسانؓ بن ثابت نے جو دردناک اور سوز و گداز پر مبنی قصیدے کہے' ان کی تعداد چار ہے۔ بعض نسخوں میں دو اشعار مزید بھی ملتے ہیں۔ ان کے مرثیہ کا ہر شعر سوز و گداز سے معمور ہے۔

Marfat.com

حضرت حسانؓ نے اپنے قصیدے میں پہلی مرتبہ مدینہ منورہ کو ''طیبہ'' سے یاد کیا اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کیا۔ بڑے پر درد اسلوب میں کہتے ہیں:

ترجمہ: ''اس مقام پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر آہ و بکا کرنے والا میں ہی باقی رہ گیا ہوں۔ میری آنکھیں اس غم میں برابر کی شریک ہیں۔ آنکھوں کی دو پلکیں بھی مدد کر رہی ہیں۔ میرا دل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعمتوں اور برکتوں کو یاد کر رہا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میری ذات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعمتوں کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔ اس لیے میں بالکل حیران و ششدر ہوں۔''

''اس عظیم سانحہ نے مجھے زخم خوردہ بنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی جان لیوا مصیبت بن کر آئی ہے اور اس نے مجھے اور زیادہ بوسیدہ کر دیا ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعمتوں اور خصوصیات کا تذکرہ کر رہا ہوں۔''

حضرت حسانؓ بن ثابت نے اس قصیدے میں ''مقام طیبہ سے لے کے مقام لحد تک'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سانحہ ارتحال سے پیدا شدہ حالات و واقعات اور کیفیات کو دردناک انداز میں پیش کیا ہے۔ عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار و مغلوب جذبات کا ایک سمندر موجزن ہے۔ عقیدت و محبت اور ادب و احترام کا بیش بہا خزانہ ہے اور فکر وفن کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ دوسرے قصیدے میں حضرت احسان اپنے ملجا و ماویٰ کے وفات حسرت آیات پر خون دل کے آنسو بہاتے ہیں۔

ترجمہ: ''میری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ نیند نہیں آتی گویا کہ دونوں آنکھوں کے کناروں پر تنکوں کا سرمہ لگا دیا گیا ہے۔ اس ہادیٔ برحق پر جزع وفزع کرنے کی وجہ سے' جو سکونت پذیر ہو گیا۔ اے خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جس نے اس زمین کو بار بار روندا ہے وہ ہمیشہ کے لیے مجھ سے جدا نہ ہو۔'' تیسرے قصیدے میں بھی جذبات کا سمندر رواں ہے۔

ترجمہ: میں نے عامتہ الناس میں جو چیزیں ہوتی ہیں' اپنی طرف سے سچی قسم کھا رکھی ہے' جو جھوٹوں کی طرح نہیں' جسے میں نے بغیر کسی کوتاہی کے پورا کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ بخدا! رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے نبی اور ہادی کی طرح آج تک کوئی عورت حاملہ ہوتی' نہ بچہ جنا ہے۔''

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری آنکھوں کی بینائی تھے۔ اب میری نگاہ دیکھنے کے لیے کور ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو چاہے مرے جئے' مجھے تو صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی جدائی کا کھٹکا لگا رہتا ہے۔''

Marfat.com

اسی سلسلے میں چند اور اشعار پیش خدمت ہیں۔ ان اشعار میں بھی فراق رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نالہ وآہ وبکا ہے لیکن حد ادب کے اندر رہ کر۔

حضرت حسانؓ کا نغمہ فراق

فَبَکِّی رَسُوْلِ یَا عَیْنُ عَبْرَۃً وَلَا عَرَفْنَکَ الدَّھْرَ دَمْعَکَ یَجْمَدُ

اے چشم پرنم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خوب آنسو بہا اور عمر بھر میں تیرے آنسوؤں کو خشک ہوتے نہ دیکھوں۔

وَمَالَکَ لَا تَبْکِیْنَ ذَا النِّعْمَۃِ الَّتِیْ عَلَی النَّاسِ مِنْھَا سَابِغٌ یَتَغَمَّدُ

اور (اے آنکھ) تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم لوگوں پر احسان کرنے والے پر نہیں روتیں جن میں سے کچھ احسانات ایسے ہیں جنہوں نے لوگوں کو ڈھانپ لیا ہے۔

فَجُوْدِیْ عَلَیْہِ بِالدُّمُوْعِ وَاعْوِلِیْ لَفَقْدَ الَّذِیْ لَا مِثْلُہُ الدَّھْرَ یُوْجَدُ

اے آنکھ! خوب رو اور اس ہستی کے کھو جانے پر شور کر جس کی مثل زمانے میں نہیں پائی جاتی۔

وَمَا فَقَدَ الْمَاضُوْنَ مِثْلَ مُحَمَّدٍ وَلَا مِثْلُہُ حَتّٰی الْقِیَامَۃِ یُفْقَدُ

گزشتہ لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل آدمی کو نہیں کھویا اور نہ قیامت تک آپ جیسا آدمی کھویا جائے گا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَقُوْلَ وَلَا یَلْفِیْ لِمَا قُلْتَ غَائِبٌ مِنَ النَّاسِ اِلَّا عَازِبُ الْقَوْالِ مَبْعَدُ

میرے اس قول کی کوئی تکذیب کرنے والا نہیں سوائے اس شخص کے جو دور کی بات کہنے والا ہے۔

وَ لَیْسَ ھَوَائِیْ نَازِعًا عَنْ ثَنَائِہٖ لَعَلِّیْ بِہٖ فِیْ جَنَّۃِ الْخُلْدِ اَخْلُدُ

اور میرا عشق آپ کی ثناء سے باز آنے والا نہیں۔ شاید میں اس کی وجہ سے جنت الخلد میں ہمیشہ جگہ پاؤں۔

مَعَ الْمُصْطَفٰی اَرْجُوْا بِذَالِکَ جَوَارُہٗ وَ فِیْ نَیْلِ ذَاکَ الْیَوْمِ اَسْعٰی وَاَجْھَدُ

میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب چاہتا ہوں اور میں اس دن کے حصول کے لیے کوشاں ہوں۔

اخلاق وعادات:

حضرت حسان بن ثابت کا امتیازی وصف یہ ہے کہ وہ ''شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کے لقب سے ملقب تھے۔ وہ کفار کی مدافعت میں اشعار کی زبان میں جواب دیتے اور ان کو زچ کر دیتے۔ بارگاہ رسالتماآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کو قرب حاصل تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے بطور خاص دعا فرمائی کہ الٰہی کہ روح القدس سے ان کی مدد فرما۔"

وہ مزاج کے اعتبار سے بہت حساس اور نرم تھے۔ لیکن ان میں اخلاقی جرأت بہت تھی۔ صحیح بخاری کے مطابق ایک دفعہ مسجد نبوی میں اشعار پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ دبنگ شخصیت نے منع کر دیا تو جواب دیا۔

"میں تم سے بہتر شخص کے سامنے شعر پڑھا کرتا تھا۔"

یہ جواب سن کر حضرت عمر دم بخود رہ گئے اور خاموش ہو گئے۔ ایک دفعہ ان کے قبیلہ کے چند نوجوان شراب پی رہے تھے۔ حضرت حسانؓ نے دیکھا تو بہت لعنت ملامت کی۔ ان میں سے ایک نوجوان نے آپ ہی کا ایک شعر پڑھا:

ونشر بها تتر کنا ملوکاً　　　واسد اما نیھنبھنا اللقاء

ترجمہ: ہم اسی سبب سے پیتے ہیں چنانچہ ملوک واسد کو چھوڑ دیا جو جنگ کے وقت پکڑے رکھتے ہیں۔ اور کہا ہم اس (شعر) کے موجب پیتے ہیں۔ فرمایا

"یہ دور جاہلیت کا شعر ہے۔ خدا کی قسم! جب سے مسلمان ہوا شراب کو ہاتھ نہیں لگایا۔"

وفات حسرت آیات:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد عرصہ تک بقید حیات رہے۔ امیر معاویہ کے عہد میں 120 سال کی عمر میں وفات پائی۔ بعض نے لکھا ہے کہ 40ھ سے قبل انتقال فرمایا لیکن یہ قول زیادہ صحیح نہیں۔

اہل وعیال:

آپ کی بیوی کا نام سیرین تھا جو ماریہ قبطیہ حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمشیرہ تھیں۔ ان سے عبدالرحمٰن نام کا لڑکا پیدا ہوا۔ اس وجہ سے عبدالرحمٰن اور حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقی خالہ زاد بھائی تھے۔ مبرد نحوی کے قول کے مطابق حضرت حسان کی کئی پشتوں میں شاعری کا پتہ ملتا ہے۔ ان کے خاندان میں ترتیب وار چھ شعرا پیدا ہوئے۔

سعید بن عبدالرحمٰن حسان بن ثابت بن المنذر بن حرام یعنی اگر ایک طرف ان کے پردادا حرام شاعر تھے تو دوسری جانب پوتا سعید شاعر کی حیثیت سے معروف ہے۔ دیوان احسان کے شارح بر

Marfat.com

قوتی کا کہنا ہے کہ

حضرت عبدالرحمٰن کے بچپن میں اُنہیں بھڑ نے کاٹ لیا۔ وہ بھڑ کا نام نہیں جانتے تھے۔ حضرت حسانؓ نے پوچھا تو بولے

کسعنی طائر کانهٔ ملتف فی بردی حبرةً

"مجھے اڑتے ہوئے جانور نے کاٹ کھایا ہے وہ شکل میں ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ حیرہ کی دو چادروں میں لپٹا ہوا تھا۔"

حیرہ (علاقہ) کی چادریں نقش ونگار کے اعتبار سے مشہور تھیں۔ یہ بیان اتنا عمدہ تھا کہ حضرت حسانؓ بے اختیار رو پکار اُٹھے۔ (شعرٌ ورب کعبہ)

اخذ واستفادہ

-1 نعوت قرآن اور شاعری، مولانا شاہ محمد تبریزی
مطبوعہ نعت رنگ شمارہ نمبر 3 ستمبر 1996ء

-2 مدح نگاری کی روایت اور مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی
نعت رنگ نمبر 5 مطبوعہ فروری 1998ء

-3 حضرت حسانؓ بن ثابت الانصاری، ڈاکٹر طارق جمیل فلاحی
نعت رنگ شمارہ نمبر 11 مارچ 2001ء

-4 اللہ کے شاہکار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علامہ عبدالحق ظفر چشتی
ضیاء القرآن پبلی کیشنز مطبوعہ دسمبر 2006ء

-5 نقوش، رسول نمبر، محمد طفیل، جلد نمبر 5

-6 مضمون، اسلامی ریاست کا شہری نظم ونسق ص 578
نقوش رسول نمبر، محمد طفیل جلد نمبر 9 مضمون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شعر ص 411
مطبوعہ جنوری 1984ء

-7 پیام مشرق، علامہ اقبال، مطبوعہ 1954ء طبع ہشتم حاشیہ نظم بعنوان جوئے آب ص 151

......☆......

Marfat.com

علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ گلزارِ نعت میں

تحریر: پروفیسر محمد اکرم رضا

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ کا شمار ان عظیم فرزندانِ اسلام میں ہوتا ہے جنہیں قدرت کسی بڑے مقصد کی تکمیل کے لئے دُنیا میں بھیجتی ہے۔ اس سے عظیم مقصد اور کیا ہوسکتا ہے کہ اُنہوں نے اس وقت اپنی شاعری کے اُجالوں سے ظلمات کے طلسم کو پارا پارا کیا کہ جب ان ظلمتوں کے خاتمے کا تصور کرنا بھی محال تھا۔ فقط برصغیر میں نہیں بلکہ دنیا بھر کے مسلمان استعماری قوتوں کی یلغار کے سامنے بے بس تھے۔ استعماریت کے اِس طوفان کی یلغار اس قدر وحشت انگیز اور بلاخیز تھی کہ اسلامیانِ عالم نے اپنی غلامی کو نوشتہ تقدیر سمجھنا شروع کر دیا تھا۔ اقبالؒ کا وجود صحرائے غلامی میں بھٹکنے والے درماندہ رہروؤں کے لئے صورِ اسرافیل ثابت ہوا۔ یہ صور اسرافیل ان کی انقلاب آفریں شاعری تھی۔ وہ انقلاب آفریں شاعری جو کبھی توحید اور خودی و بے خودی کا تصور بخشتی ہے کبھی شاہینی پرواز کا سلیقہ سکھاتی ہے تو کبھی فقر و خودداری کے آداب سکھلاتی ہے۔ اور کبھی خانقاہوں سے نکل کر رسمِ شبیری ادا کرنے والے مردمومن کے قالب میں ڈھل جانے کا پیغام دیتی ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے اقبالؒ کا ولولۂ تازہ ہر دل پُر درد کی آواز بن گیا۔ اس کا سبب وہ مؤثر لہجہ اور روحانی گداز تھا جو اسے محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب عطا ہوا۔ علامہ محمد اقبالؒ نے محبتِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی عقیدت کا نم دے کر اس میں حدی خوانی کی تاثیر پیدا کر دی۔ وہ حُدی خوانی کہ جس کی پُر درد لے کاروانِ اسلام کو سوئے حجاز گامزن کرنے کا بہانہ بن گئی۔

نغمہ کجا و من کجا سازِ سخن بہانہ ایست سوئے حجاز می کشم ناقۂ بے زمام را

ناقہ بے زمام کو سوئے حجاز گامزن کرنے کے لئے اقبالؒ نے عظمت و شان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدسی نغمے سنائے۔ مدحت و توصیفِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تاریک دلوں کو جگمگاہٹ عطا کر دی۔ یہ اُن کی پُرسوز نعتِ حضور ہی تھی جو ان کی انقلاب آفریں شاعری کے ہر پہلو کو آفاقیت عطا کر رہی ہے۔ اقبالؒ کے تمام تصورات عظمت رسول سے جلا پاتے ہیں۔ خواہ فلسفۂ خودی بے خودی ہو یا فقر و شاہینی پرواز کا تخیل۔ ہر مقام پر انوارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضوباری نظر آتی ہے۔ حتیٰ کہ توحید الٰہی کے حقیقی عرفان کے لئے بھی وہ تجلیات مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قلب و جان کو جگمگانے کا پیغام دیتے ہیں۔ خدائے کریم نے محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی محبت قرار دے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حب کو حاصلِ ایمان قرار دیا ہے۔ علامہ محمد اقبالؒ کا یہ شعر حقیقت میں

Marfat.com

نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ایمان سمجھنے کا دیباچۂ اوّل ہے۔

بہ مصطفیٰ ﷺ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اُوست　　اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بولہبی است 1

علامہ اقبالؒ کی نعت مروجہ نعتیہ اسالیب سے الگ نظر آتی ہے۔ انہوں نے نعت کا عنوان دے کر نعت نہیں کہی۔ انہوں نے مسلسل نعتیہ قصائد نہیں لکھے۔ قافیہ اور ردیف کے التزام سے نعت گوئی کو شعارِ شاعری نہیں بنایا۔ اپنے معاصر شعراء کی طرح کوئی نعتیہ دیوان اپنی یادگار نہیں چھوڑا۔ لیکن اس کے باوجود ان کی شاعری توصیف رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، محبت مجبوبِ خدا اور عشقِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عبارت نظر آتی ہے۔ اُردو شاعری ہو یا فارسی شاعری ہر جگہ سرورِ کائنات کی عقیدت اور آپ کے پیغام کی جلوہ گری نظر آتی ہے۔ ان کی نعت گوئی کا انداز زمانے بھر سے جدا تھا۔ وہ تو اسلامیانِ عالم کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لئے آئے تھے۔ اور ان کے نزدیک یہ بیداری اس وقت تک ممکن نہیں تھی جب تک عشق حضور کو مرکز ایمان سمجھ کر راہوارِ فکر کو اس مرکزِ ایمان کے گرد طواف کرنے پر آمادہ نہ کیا جائے۔ یہی احساس ان کے اشعار کو عشق کی معجز نمائی کا عرفان بخشتا ہے۔ فقیر سید وحید الدین لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ کی سیرت اور زندگی کا سب سے زیادہ ممتاز محبوب اور قابل قدر وصف جذبۂ عشق رسول ہے۔ ذاتِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ انہیں جو والہانہ عقیدت تھی اس کا اظہار ان کی چشم نمناک اور دیدۂ تر سے ہوتا ہے کہ جہاں کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ان کے سامنے لیا ان پر جذبات کی شدت اور رقت طاری ہوگئی۔ اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام آتے ہی اور ان کا ذکر چھڑتے ہی اقبالؒ بے قابو ہو جاتے تھے۔'' 2

فقیر صاحب ہی لکھتے ہیں کہ

''ڈاکٹر صاحب کا دل عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گداز کر رکھا تھا۔ زندگی کے آخری زمانے میں تو یہ کیفیت اس انتہا کو پہنچ گئی تھی کہ ہچکی بندھ جاتی تھی۔ آواز بھرا جاتی تھی۔ اور وہ کئی کئی منٹ مکمل سکوت اختیار کر لیتے تھے۔ تاکہ اپنے جذبات پر قابو پاسکیں اور گفتگو جاری رکھ سکیں۔'' 3

فقیر سید وحید الدین کی فیملی کا علامہ اقبالؒ سے بہت قربت کا رشتہ بھی رہا ہے اور علامہ بھی اس خاندان کے مختلف افراد سے پیار کرتے تھے۔ فقیر وحید الدین کی تحریر ہمیں شاعرِ مشرق کے اس روحانی گداز سے آگاہ کرتی ہے جو انہیں محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب سے عطا ہوا تھا۔ اسی

Marfat.com

روحانی گداز نے انہیں فکری اور نظریاتی طور پر سرورِ کائنات سے بے پناہ چاہت عطا کر دی۔ یہی چاہت ان کی مدحت طرازیوں کا اعزاز بن کر جھلکتی نظر آتی ہے۔

علامہ اقبالؒ کی نعت مروجہ اسالیب نعت سے ہٹ کر ہے۔ ''ارمغانِ حجاز'' کو چھوڑ کر ان کی کتابوں کے عنوانات بھی نعتیہ نہیں ہیں۔ وہ بطور خاص نعت نہیں کہتے مگر نعت ان سے ہو جاتی ہے۔ وہ ملت اسلامیہ کو درپیش مسائل کا تذکرہ کریں۔ صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربانیوں کی داستان چھیڑیں۔ عالم اسلام کے دکھوں کا ماجرا بیان کریں۔ اسلامی مبادیات کا ذکر کریں۔ مسلمانوں کو ان کا بھولا ہوا ماضی یاد دلائیں۔ توحید خداوندی کو اپنا موضوع بنائیں۔ خودی و خودداری کے اسرار بیان کریں۔ اصحاب حمیت کی شاہینی اڑان کو عنوان شاعری بنائیں۔ مرد مومن کے اوصاف کا تذکرہ کریں۔ اسلامی تہذیب کا باطل اور غیر اسلامی تہذیبوں سے موازنہ کریں۔ عالمی دانشوروں کے افکار کا جائزہ لیں۔ خدائے کریم سے مسلمانوں کی زبوں حالی کا شکوہ کریں یا خود ہی شکوہ کا جواب بھی تحریر کریں۔ خاک حجاز کا ایمان آفریں فسانہ چھیڑیں۔ غازیانِ اسلام کو خراجِ عقیدت پیش کریں۔ اپنی قلبی واردات پر سے پردہ اٹھائیں یا اپنی روحانی تگ و تاز کو آشکارا کریں۔ تہذیب مغرب کا نوحہ لکھیں یا تاریخ کے حوادث و واقعات کو قلم بند کریں۔ مسجد قرطبہ پر قلم اٹھائیں یا اسلام کی عظمت رفتہ کا نوحہ اپنی بانگ درا کا موضوع بنائیں......... حق تو یہ ہے کہ اقبالؒ کسی نہ کسی صورت آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور اپنی جبین عقیدت خم کر دیتے ہیں۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جلوہ کاری دکھلا جاتی ہے۔ یہ اقبالؒ کی دانستہ کاوش کا اثر نہیں بلکہ اس کے پس پردہ وہ جذبۂ عقیدت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کارفرما ہے جو زندگی کی آخری سانسوں تک اِن کے لئے شمع راہ عمل بنا رہا۔

اقبالؒ کی نظروں میں مقام رسالت کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انقلاب آفریں ذات اقبالؒ کے احساسات کو کس طرح اپنی گرفت میں لے لیتی ہے؟ فرماتے ہیں:

در دل مسلم مقامِ مصطفیٰ است   آبروئے ماز نام مصطفیٰ است
طور موجے از غبارِ خانہ رش   کعبہ را بیت الحرم کا شانۂ رش
بور یا ممنونِ خواب راحتش   تاج کسریٰ زیر پائے امتش
درشبستان حرا خلوت گزید   قوم و آئین و حکومت آفرید
ماند شبہا چشم او محروم نوم   تابہ تخت خسروی خوابید قوم
وقت ہیجا تیغ اُو آہن گداز   دیدۂ اُو اشکبار اندر نماز 4

علامہ اقبالؒ کے تصورات محبت رسول سے بھرپور ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جہاں جہاں بھی

Marfat.com

دنیائے رنگ و بو آباد ہے۔ وہ ہمیشہ نورِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض حاصل کرتی رہے گی۔ ایسا نہیں تو وہ ابھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں ہے تاکہ اس مقدس اور برگزیدہ ذات سے اکتسابِ فیض کر سکے۔ علامہ کہتے ہیں:

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بُو　　آنکہ از خاکش بروید آرزو
یا زِ نورِ مصطفیٰ او را بہاست　　یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ است 5

اقبالؒ کی نعت گوئی بیشتر مقامات پر متفرق اشعار میں ملتی ہے۔ مگر اس طرح کہ وہ اصل نظم سے جدا نہیں لگتی۔ چونکہ اقبالؒ مقصدیت کے شاعر تھے۔ انہیں قدرت نے گوناگوں صفات سے نوازا اور یہی صفات ان کے ہر پیغام کو محبت رسول کے حوالے سے دیکھنے کا سلیقہ بخشتی ہیں، حکیم سنائی غزنوی کے مزار پر ان کا قلم جذبات کو مقصدیت کے سانچے میں ڈھالتا ہوا ایک نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو لٹانے لگتا ہے:

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے　　غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر　　وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ 6

''ذوق وشوق'' کا شمار علامہ اقبالؒ کی شہرۂ آفاق منظومات میں ہوتا ہے۔ اس نظم میں اقبالؒ جذب و مستی کی کیفیات میں ڈوب کر اُمت اسلام کو پھر سے اپنے مقصدِ حقیقی کی جانب رجوع کرنے کا پیغام دیتے ہیں۔ اقبال نے اس معروف نظم کا بیشتر حصہ فلسطین میں لکھا جب وہ 1931ء میں موتمر عالم اسلام کے وفد کے ہمراہ وہاں گئے ہوئے تھے۔ اس نظم میں اقبالؒ زمان و مکان کے تصورات پر بات کرتے ہیں۔ انہیں ہر لحظ یہی احساس دامن گیر ہے کہ وہ پیغمبروں کی سرزمین کا نظارا کر رہے ہیں۔ اقبال اس نظم میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں کو اس شان سے خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں کہ ان اشعار کی لطافت اور معنی خیزی آج تک اہل ایمان کے قلوب اذہان کو اپنی گرفت میں لئے ہوئے ہے۔ وہ اپنے باطن میں ڈوب جاتے ہیں۔ کبھی خود کلامی کا لہجہ اختیار کرتے ہیں اور کبھی احوادثِ روزگار سے نئی زندگی کا پیغام لیتے ہیں۔ ان کی چشم پھر ان غازیوں، نمازیوں اور کشور کشاؤں کی آرزومند ہوتی ہے جن کے دم سے ہمارا ماضی درخشندہ تھا اور جن کا وجود آج بھی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا پیغام دے سکتا ہے۔ تمام نظم میں اقبال کے ذوق وشوق اسی کا محور ذاتِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہی ہے اور وہ پکار اُٹھتے ہیں:

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب　　گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ　　ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب

Marfat.com

شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود — فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام — میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے — عقل غیاب و جستجو، عشق حضور و اضطراب 7

نعت و توصیف مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق اس وقت تک ادا نہیں ہوتا جب تک مدحت نگار اپنے ممدوح کے مقام و مرتبہ سے آگاہ نہ ہو۔ یہاں تو وہ ذاتِ والا صفات ممدوح ہے جو محبوب خدا بھی ہے اور محبوب دو عالم بھی۔ دو عالم جس کی خوشنودی کے لیے تخلیق ہے۔ جو جانِ بزم کائنات ہے جس کی خاطر بزم ہستی سجائی گئی۔ جس کے لئے بزم کون و مکاں جگمگائی گئی۔ جس کے لئے چاند ستاروں کی چادر بچھائی گئی۔ جس کے لئے رنگ و بو کی خیرات لٹائی گئی۔ علامہ محمد اقبال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام و مرتبہ سے بخوبی آگاہ ہیں۔ بلکہ انہیں تو عشقِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت اپنے والد گرامی سے میراث میں ملی ہے۔ یہی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا جس نے یورپ کی فضاؤں میں بھی انہیں تہذیب یورپ کی چکا چوند سے محفوظ رکھا۔ بلکہ کفر کی چکا چوند ان کے عشق و عقیدت کے اثاثے کو مزید دلآ ویزی بخش گئی۔ اسی لئے کہتے ہیں

خیرہ نہ کرسکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ — سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف 8

خاکِ مدینہ کا سرمہ ان کی چشم بصیرت کو حیرت انگیز قوت نظارا عطا کرنے کا باعث بن گیا۔ چونکہ آپ کی شاعری انقلابی تھی۔ یہ انقلاب کسی باطل نظریئے کی کوکھ سے پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ اس انقلاب نے تعلیمات حضور سے جنم لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا تمام تر فلسفہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام پر مبنی ہے۔ آپ جہاں مقاماتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجلیات سے اہل ایمان کے دلوں کو صنوبار کرتے ہیں وہاں اس پیغام کو فراموش نہیں ہونے دیتے جو محبت رسول کے سبب سے جنم لیتا ہے۔ ''شکوہ'' اور ''جواب شکوہ'' علامہ اقبال کی معرکتہ الآرا نظمیں ہیں۔ ''جواب شکوہ'' کے اختتام میں تمثیلی انداز میں زبانِ قدرت سے عشاقِ حضور کو پیغام دیتے ہیں۔ اس پیغام میں شانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گری کا کمال دکھائی دیتا ہے کہ اے اُمت اسلام محبوب دو عالم کی غلامی کرلو کہ اس میں فلاحِ دارین ہے اور اسی میں تمہارے مسائل کا حل ہے:

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو — چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو — بزمِ توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے — نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے
دشت میں دامان کہسار میں میدان میں ہے — بحر میں موج کی آغوش میں طوفان میں ہے

Marfat.com

چین کے شہر مراکش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
چشم اقوام یہ نظارا ابد تک دیکھے
رفعت شان رفعنا لک ذکرک دیکھے
عقل ہے تیری سپر عشق ہے شمشیر تری
مرے درویش خلافت ہے جہانگیر تری
ماسوا اللہ کے لئے آگ ہے تکبیر تری
تو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری
کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں 9

اسی طرح اقبال ''رموزِ بے خودی'' کے آخر میں 65 اشعار میں ''عرض حال مصنف بحضور رحمتہ للعالمین'' کے عنوان سے بہت معنی خیز نعتیہ اشعار میں ماجرائے عقیدت نذر کرتے ہیں۔ ان اشعار میں وہ محبوب خدا کی عظمتوں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ مسلمان کو حق اور باطل کی پہچان عطا کر دیجیے۔ اپنی مقدس دیوار کے سائے میں مجھے مرقد عطا کیجیے تا کہ اس مقدس سرزمین میں پہنچ کر میرے بے تاب دل کو چین نصیب ہو جائے اور آپ کے سایۂ رحمت میں آنے کے بعد میں آسمان سے اکڑ کر کہہ سکوں گا کہ دیکھ میرا عظیم انجام دیکھ۔ میری یہ بلند اقبالی اور خوش بختی بھی دیکھ:

اے ظہور تو شباب زندگی
جلوہ ات تعبیر خواب زندگی
اے زمیں از بار گاہت ارجمند
آسماں از بوسہ بامت ارجمند
اے بصیری را ردا بخشندۂ
بربط سلمیٰ مرا بخشندۂ
ہست شانِ رحمت گیتی نواز
آرزو دارم کہ میرم در حجاز
کوکبم را دیدۂ بیدار بخش
مرقدے درسایۂ دیوار بخش
تابیا ساید دل بے تاب من
بستگی پیدا کند سیماب من
با فلک گویم کہ آرام نگر°
دیدۂ آغازم انجام نگر 10

علامہ اقبالؒ نے بعض تاریخی واقعات کو اس حسن تاثر کے ساتھ منظوم کیا ہے کہ عظمت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بخود ہویدا ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ اس ضمن میں آپ کو معروف نظم ''بلال'' اپنی جگہ نعت کی کیفیات نور کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ نعت کیا؟ عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار ہے۔ قلم اقبال کا ہے مگر زبان بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ وہ بلال جو سرزمین حبش سے امیہ بن خلف کا غلام بن کر مکہ میں آیا۔ قبولیت اسلام کی پاداش میں اس پر ظلم وستم کی انتہا کر دی گئی۔ مگر یہی بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سرورِ کائنات کی غلامی کے حلقے میں آتا ہے تو اس کی غلامی پر زمانے بھر کی آزادیاں تصدق ہونے لگتی ہیں۔ اقبال کا معجز رقم قلم بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ اسلامی

Marfat.com

کے پس پردہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس طور خراجِ عقیدت پیش کرتا ہے۔ اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

چمک اُٹھا جو ستارا ترے مقدر کا — حبش سے تجھ کو اٹھا کر حجاز میں لایا
ہوئی ہے اس سے ترے غمکدے کی آبادی — تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی
وہ آستاں نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کیلئے — کسی کے شوق میں تو نے مزے ستم کیلئے
مدینہ تیری نگاہوں کا نور تھا گویا — ترے لئے تو یہ صحرا ہی طور تھا گویا
ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری — کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری
اذاں ازل سے ترے عشق کا ترانہ بنی — نماز اس کے نظارے کا اک بہانہ بنی
خوشا وہ وقت کہ یثرب مقام تھا اس کا — خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا 11

نعت صرف لفظوں کی جادوگری یا الفاظ کی ساحری نہیں۔ نعت فقط مصرعوں کے روایتی شکوہ سے جنم نہیں لیتی یہ محسن اشعار کے ظاہری محاسن سے عبارت نہیں ہے بلکہ نعت تو لذت عشق حضور عطا کرتی ہے۔ اگر عشق کی لذت نصیب نہ ہو تو نعت کیسی؟ اگر محبت کا گداز میسر نہ ہو تو نعت کیسی؟ اگر نالۂ شوریدہ سر سینہ چاک نہ کردے تو نعت کیسی؟ اس تناظر میں ''جنگ یرموک کا ایک واقعہ'' واقعاتی حسن کا آئینہ دار نہیں بلکہ جوں جوں یہ نعتیہ نظم آگے بڑھتی ہے آنکھیں نمناک ہونے لگتی ہیں۔ سوز دروں احساسات کے خلوت کدوں کو درہم برہم کرنے لگتا ہے۔ مکالماتی انداز ہے مگر کمال کا اظہار عقیدت ہے۔ اقبالؒ کہتے کہ جب جوانانِ اسلام عساکر کفر کے خلاف صف بستہ تھے تو ایک شہادت کا متمنی مرد مسلمان، سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رخصت کا طلب گار ہو کر یوں گویا ہوا:

جاتا ہوں میں حضور رسالت پناہ میں — ''لے جاؤں گا خوشی سے اگر ہو کوئی پیام''
بولا امیر فوج ''کہ وہ نوجوان ہے تو'' — پیروں پہ تیرے عشق کا لازم ہے احترام
پوری کرے خدائے محمد تری مراد — کتنا بلند تیری محبت کا ہے مقام
پہنچے جو بارگاہ رسول امیں میں تو — کرنا یہ عرض میری طرف سے پس از سلام
ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے — پورے کئے جو وعدے کئے تھے حضور نے 12

جس دور میں علامہ اقبالؒ کی شاعری عالم اسلام کو بیداری حیات کا پیغام دے رہی تھی۔ وہ وقت مسلمانوں پہ بے حد کٹھن تھا۔ کوئی بھی اسلامی ملک صحیح معنوں میں آزاد نہیں تھا۔ باطل قوتیں عظمت اسلام کے لٹنے کا تماشا دیکھ رہی تھیں۔ وہ شیر جس نے صحرا سے نکل کر روما کی سلطنت کو اُلٹ دیا تھا اب بزدلی اور مصلحت کی کچھاروں میں پناہ ڈھونڈ رہا تھا۔ زمانہ ہنس رہا تھا کہ کیا یہ وہی مسلمان ہے جس کے

Marfat.com

نام کی ہیبت سے روما و ایران کی سلطنتیں لرز جایا کرتی تھیں؟ ایک طرف تو بے حسی اور قومی بے غیرتی اپنی انتہا پر تھی اور دوسری طرف مسلمان احساس زیاں سے بھی عاری نظر آتے تھے۔ احساس زیاں سے عاری ہونے کا المیہ اقبالؒ کو زیادہ مضطرب کیے ہوئے تھا۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا 13

اقبالؒ جانتے تھے کہ اگر احساس زیاں موجود ہو تو منزل کو ترقی میں، ذلت کو عزت میں، پستی کو بلندی میں اور غلامی کو آزادی میں بدلا جا سکتا ہے۔ مگر احساس زیاں سے محرومی آزاد قوموں کی رگوں سے محبت کا جذبہ چھین لیتی ہے۔ اس اضطراب اور بے چینی میں اقبالؒ اس آقائے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درگاہ بے کس نواز کی جانب رجوع کرتے ہیں جہاں سے غم کے ماروں کو قرار اور بے یقین کو یقین کی دولت عطا ہوتی ہے۔ جہاں ماجرائے غم عرض کرنے کا مقصد رحمت حضور ﷺ کے بحرِ بے کراں کو جوش میں لانا ہے۔ ان سے قبل کئی شعراء اپنے اپنے ادوار میں رنج والم کی داستانیں سلطان دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کر مداوائے الم کے لئے شعری عرضداشتیں پیش کر چکے تھے۔ الطاف حسین حالیؔ کی طرح:

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
اُمت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے 14

اُمت اسلام پر جو کڑا وقت آن پڑا تھا اس نے اقبالؒ کا آرام و سکون لوٹ لیا تھا۔ اُردو اور فارسی منظومات، قطعات اور متفرق اشعار میں وہ اپنی ملتجی نگاہیں گنبد خضریٰ کی طلعت باریوں پر جما دیتے ہیں، اس احساس کے ساتھ کہ یہی وہ آخری ڈھارس ہے جو طوفانِ غلامی میں بہنے والوں کو سکون و عافیت کا کنارا عطا کرے گی۔ اقبالؒ کہتے ہیں کہ مجھے فرشتے بزمِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے گئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اے باغِ جہاں سے پرواز کر کے مجھ تک آنے والے اُمتی تو ہمارے واسطے کیا تحفہ لے کر آیا ہے تو اقبالؒ بعد احترام عرض کرتے ہیں:

حضور دہر میں آسودگی نہیں ملتی
تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی
ہزاروں لالہ و گل میں ریاضِ ہستی میں
وفا کی جس میں ہو بُو وہ کلی نہیں ملتی
مگر میں نذر کو اک آبگینہ لایا ہوں
جو چیز اس میں ہے جنت میں بھی نہیں ملتی
جھلکتی ہے تری اُمت کی آبرو اس میں
طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں 15

بارگاہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں استغاثہ اُمت اسلام کے حوالے سے مزید کچھ اشعار نذر قارئین ہیں:

کرم اے شہِ عرب و عجم کہ کھڑے ہیں منتظرِ کرم
وہ گدا کہ تو نے عطا کیا ہے جنہیں دماغ سکندری 16

Marfat.com

اے بادِ صبا کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا — قبضے سے اُمت بیچاری کے دین بھی گیا دنیا بھی گئی 17

تو اے مولائے یثرب آپ میری چارہ سازی کر — مری دانش ہے افرنگی میرا ایمان زناری 18

شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا امیر — اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے

وہ لذت آشوب نہیں بحر عرب میں — پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے

ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد — اس کوہ و بیاباں سے حُدی خوان کدھر جائے

اس راز کو اب فاش کر اے روح محمد ﷺ — آیات الٰہی کا نگہبان کدھر جائے 19

نعت نام ہے عظمت و مقامات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستگی کا۔ محبوب کامل سے محبت کا کمال ہی ہے کہ اس کی سیرت اور اسوۂ حسنہ کو ہر پہلو سے قبول کیا جائے۔ علامہ اقبالؒ کے زمانے میں کانگریس کے ہمنوا علماء نے اپنے کانگریسی دوستوں کی محبت میں نعرہ لگایا کہ ''قومیں مذہب سے نہیں بلکہ اوطان سے بنتی ہیں۔'' یہ نظریہ سراسر تعلیمات مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف تھا۔ برصغیر میں محمد بن قاسم کی آمد دوقومی نظریہ اسلام کے لئے تھی۔ خواجہ محمد معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ اور مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کا مرکز یہی نظریہ اسلام تھا کہ قومیں اوطان سے نہیں بلکہ مذہب سے بنتی ہیں۔ اس آزمائش کے وقت میں اقبالؒ نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ادا کیا اور اپنی منظومات اور خطبات کے ذریعہ واضح کیا کہ اگر دوقومی نظریہ اسلام کو فراموش کر دیا جائے تو ہمارے پاس ہندو اور انگریز کے خلاف میدانِ عمل میں آنے اور ایک مسلم ریاست کو قائم کرنے کا کیا جواز رہتا ہے؟ اقبالؒ کی دوقومی نظریہ کے حوالے سے اس نظریہ کے دشمنوں اور مخالفین کے خلاف معرکہ آرائی کو ان کے جذبۂ عشق رسول ﷺ سے الگ کر کے نہیں دیکھا۔ کیونکہ وہ تو اس نظریہ کی بنیاد ہی محبت رسول کو قرار دیتے ہیں:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر — خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار — قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری 20

ایک جگہ کہتے ہیں:

یہ بت کہ تراشیدۂ تہذیب نوی ہے — غارت گر کاشانۂ دین نبوی ہے

بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے — اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ﷺ ہے

نظارۂ دیرینہ زمانے کو دکھا دے — اے مصطفوی ﷺ خاک میں اس بت کو ملا دے 21

درجِ ذیل دو اشعار محبت رسول کے حوالے سے دوقومی نظریہ کی کیا خوب وضاحت کر رہے ہیں:

Marfat.com

سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقامِ محمد ﷺ عربی است
عجم ہنوز نہ داند رموز دیں ورنہ
ز دیو بند حسین احمدؔ ایں چہ بوالعجبی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر با او نہ رسیدی تمام بولہبی است 22

ان تمام تصورات کے پس پردہ یہ عقیدہ کارفرما تھا:

یہ نکتہ پہلے سکھایا گیا کس اُمت کو　　وصال مصطفوی، افتراق بولہبی
توجہ نہیں وجود حدود و ثغور سے اس کا　　محمد ﷺ عربی سے ہے عالم عربی 23

ارمغانِ حجاز میں سب سے پہلے جو رباعیاں اور قطعات ہیں ان کا عنوان ہے ''حضورِ حق''۔ ان میں دو رباعیاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس عقیدت کا اظہار کرتی ہیں وہ ''بے مثال'' ہے۔ ایک رباعی میں فرماتے ہیں ''جب یہ عالم اختتام کو پہنچے اور ہر پوشیدہ چیز آشکار ہو جائے اور اعمال کی باز پرس ہونے لگے تو اے رب العزت ہمارے اعمال بد کی پُرسش آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظروں سے چھپا کر کیجیے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم عاصیوں کو دیکھ کر پُر ملال نہ ہوں:

بہ پایاں چوں رسد ایں عالم پیر　　شود بے پردہ ہر پوشیدہ تقدیر
مکن رسوا حضور خواجہ مارا　　حسابِ من ز چشم او نہاں گیر 24

اس طرح اگلی رباعی میں عجب ذوق وشوق کا مظاہرہ کرتے ہیں حضورِ حق میں کہتے ہیں کہ جسم تو یہاں مکہ میں پڑا ہے اور روح بے تاب و قرار ہے۔ اس شہر پاک کی آرزو میں کہ بطحا (مکہ) بھی جس کی راہ میں ایک منزل ہے تو اے خدا! تو یہی بے شک مکے میں رہ (کہ تیرا گھر یہی ہے) اور اپنے دوستوں کو قرب کی منزل سے نواز۔ مگر مجھے تو منزل دوست (مدینے) پہنچنے کی آرزو ہے۔ مجھ سے یہاں اور زیادہ توقف ممکن نہیں ہے۔

بدن وا ماند و جانم در تگ و پوست　　سوئے شہرے کہ بطحا در رہ اوست
تو باش ایں جا و با خاصاں بیامیز　　کہ من دارم ہوائے منزل دوست 25

ایک اور مقام پر دیکھئے کہ خودی کی خلوت وجلوت کا تصور اُجاگر کرتے اپنے آقا سے عقیدت کو واضح کرتے ہیں:

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی　　خودی کی خلوتوں میں کبریائی

Marfat.com

زمین و آسمان و کرسی و عرش خودی کی زد میں ہے ساری خدائی 26

یہ فطری امر ہے کہ محبوب سے محبت کے سبب سے اس کی ہر چیز عزیز ہوتی ہے۔ اور خاص طور پر محبوب جس زمین میں جلوہ فرما ہوتے ہیں اس کی عظمت کے کیا کہنے۔ چاہنے والے کے لئے تو قیام گاہ محبوب زمانے بھر سے اعلیٰ مقام رکھتی ہے۔

خاکِ یثرب از دو عالم خوشتراست آں خنک شہر کہ دروے دلبراست 27

اقبالؒ کے لئے سرزمین طیبہ عشق وعقیدت کی سرزمین ہے۔ جہاں کے ذرے ذرے سے انوار الٰہی کا ظہور ہو رہا ہے۔ جہاں کی فضائیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبوئے دل نواز لئے ہوئے ہیں۔ اس سرزمین پر وہ خواب گاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جس کا فرشتے بھی طواف کرتے ہیں۔ جہاں پہنچ کر جنید رحمتہ اللہ علیہ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نفس گم کردہ ہو جاتے ہیں۔ مدینہ جو اہل نظر کے لئے لطف و رحمت کا خزینہ ہے اور انوارِ فطرت کا گنجینہ ہے۔ نعت گو شعراء نے مدینہ طیبہ کی تجلیات کو دلوں میں سمو کر اس عظیم ترین شہر کو بہترین لفظوں میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ علامہ اقبالؒ بھی جب اس شہر آرزو کا تصور کرتے ہیں تو ان کی کیفیت بھی بدل جاتی ہے۔ اقبالؒ کے اولین سیرت نگار ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی کہتے ہیں۔

''یورپ سے واپسی پر آپ کے تاثرات نے ''بلادِ اسلامیہ'' مشہور نظم میں ظہور کیا۔ آپ اسلامی شان وشکوہ دولت و اقبال، عظمت وشوکت کے ان روشن اور تابناک مرکزی مقامات کو یاد کرتے ہیں اور حسرت و افسوس سے مسلمانوں کی عظمت و جلال گزشتہ کا ذکر کرتے ہیں جن کا ظہور دہلی، بغداد، قرطبہ، قسطنطنیہ جیسے عظیم مرکزوں سے صدیوں تک ہوتا رہا اور جو سارے عالم کیلئے علوم وفنون اور تہذیب وتمدن کا خزانہ اور سرچشمہ بنے رہے۔ مگر یہ تمام عظمت وشوکت کے مینار ''خواب گاہ مصطفیٰ'' کے تقدس اور جلال پر قربان ہیں۔'' 28

اس نظم کے آخری بند میں اقبالؒ مدینہ طیبہ کی طلعتوں اور تجلیات کو جس طور خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اس سے محبت رسول کی نئی اُمنگ دل و جان میں جلوہ گر ہونے لگتی ہے۔ اور عظمت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسلام کی شوکت رفتہ کا تصور ایک نئے انداز سے جلوہ گر ہونے لگتا ہے۔ اقبالؒ کہتے ہیں:

وہ زمین ہے تو مگر اے خواب گاہ مصطفیٰ دید ہے کعبے کو تیری حج اکبر سے سوا
خاتم ہستی ہے تو تاباں ہے، مانندِ نگیں اپنی عظمت کی ولادت گاہ تھی تیری زمیں
تجھ میں راحت اس شہنشاہ معظم کو ملی جس کے دامن میں اماں اقوام عالم کو ملی

Marfat.com

نام لیوا جس کے شہنشاہِ عالم کے ہوئے — جانشیں قیصر کے، وارث مسندِ جم کے ہوئے
آہ یثرب دیس ہے مسلم کا تو ماویٰ ہے تو — نقطہ جاذب تاثر کی شعاعوں کا ہے تو
جب تلک باقی ہے تو دنیا میں باقی ہم بھی ہیں — صبح ہے تو اس چمن میں گوہر شبنم بھی ہیں 29

کہتے ہیں کہ خوشبو کو دیکھ کر پھول کی دلآویزی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ کرنیں چاند کی تجلیات اور شعاعیں سورج کی ہمہ گیری کا اظہار ہوتی ہیں۔ اسی طرح محبت صادق کی طلب صادق، جذبہ ایثار، قربانی واستقامت اور عشق میں والہانہ پن کو دیکھ کر محبوب کے حسن کی جاذبیت اور تاثر انگیزی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اور اقبالؒ کا محبوب تو محبوب خدا و ملائکہ ہے۔ یہ وہ محبوب ہے جس کی خاطر کونین تخلیق ہوئے۔ اسی محبوب دوعالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشاق اور جانثاروں کو دیکھ کر آپ کی عظمت وتقدیس کا اندازہ ہوتا ہے۔ علامہ اقبالؒ ''غزوہ تبوک'' کا ذکر کرتے ہیں اور حب رسول ﷺ میں ڈوب جانے والے دوسرے عشاق کے پہلو بہ پہلو عظیم جانثار رسول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر جس دلآویز انداز سے کرتے ہیں اس سے سلطانِ مدینہ کی کشش اور تاثر انگیزی کا حیرت انگیز حد تک خوبصورت اندازہ ہوتا ہے۔ غزوہ تبوک میں مسلمانوں کے پاس ساز وسامان تھا اور نہ ہی ہتھیار۔ جنگ ناگزیر تھی۔ سلطانِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امداد کی اپیل کی تو مخیر صحابہ اپنا اپنا اثاثہ لے کر بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ اس نظم کے اختتامی اشعار دیکھئے:

اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آ گیا — جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
بولے حضور ﷺ ''چاہیے فکر عیال بھی'' — کہنے لگا وہ عشق و محبت کا رازدار
''اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر — اے تیری ذات باعث تکوین روزگار
پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس — صدیقؓ کیلئے ہے خدا کا رسول بس'' 30

اقبالؒ کی متفرق منظومات سے چند نعتیہ اشعار۔ ان منظومات میں سے کسی کا عنوان بھی ''نعت'' نہیں ہے مگر ہر شعر اپنے اندر بے شمار نعتیہ مضامین کو سموئے ہوئے ہے۔

سالارِ کارواں ہے میرا حجاز اپنا — اس نام سے ہے باقی آرام جاں ہمارا 31
ہوا ہو ایسی کہ ہندوستاں سے اے اقبال — اڑا کے مجھ کو غبارِ رہ حجاز کرے 32
اوروں کو دیں حضور یہ پیغام زندگی — میں موت ڈھونڈتا ہوں زمین حجاز میں 33
قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے — دہر میں اسم محمد سے اجالا کردے 34
تازہ مرے ضمیر میں معرکۂ کہن ہوا — عشق تمام مصطفیٰ، عقل تمام بولہب 35

محبت رسول ﷺ تقاضا کرتی ہے کہ جس سے محبت کی جائے اس کی کامل اتباع کی جائے۔

Marfat.com

محبت صرف لفظی ساحری نہیں ہے۔ یہ محض ایک خوشنما لفظ نہیں ہے بلکہ اس کے پس پردہ ایک مکمل فلسفۂ اطاعت پوشیدہ ہے۔ رب کریم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ

مَن یُّطِعِ الرَّسُولَ فقد اَطاعَ اللّٰہ

یعنی ''جس نے اللہ کے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔''

علامہ اقبالؒ بھی اس حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر مشروط فکری علمی نظری اور عملی اطاعت اور اتباع کے قائل ہیں۔ آپ بجا طور پر سمجھتے ہیں کہ کامل اتباع کے بغیر ملت اسلامیہ کے غموں کا علاج ممکن نہیں۔ اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر ترقی کی آرزو ہے تو خدا سے لو لگا کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راہِ مستقیم پر گامزن ہو جاؤ۔ پھر تمہیں وہ عروج ملے گا جس کا تصور بھی محال ہے:

بمنزل کوشش مانند مہ نو ———— دریں نیلی فضا ہر دم فزوں شو
مقامِ خویش اگر خواہی دریں دیر ———— بحق دل بند و راہ مصطفیٰ رو

وہ اس ضمن میں حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی مثال دیتے ہیں کہ ان کی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تقلید نبوی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے ساری عمر محض اس لئے خربوزہ نہ کھایا کہ انہیں معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خربوزہ کس طرح کھایا تھا:

کامل بسطام در تقلید فرد ———— اجتناب از خوردن خربوزہ گرد
عاشقی؟ محکم شو از تقلید یار ———— تا کمند تو شود یزداں شکار 37

اسی طرح آپ ایک غزوہ میں حاتم طائی کی بیٹی کے قید ہونے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے سر پر ردائے رحمت رکھنے کا پیغام دے کر فرزندانِ اسلام کو اس حوالے سے اطاعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل نشین سبق دیتے ہیں۔

دو مصافے پیش آں گردوں سریر ———— دختر سر ولد طے آمد اوسیر
پائے در زنجیر و ہم بے پردہ بود ———— گردن از شرم حیا خم کردہ بود
دخترک راچوں نبی بے پردہ دید ———— چادر خود پیش روئے اوکشید
ما ازاں خاتون طے عریاں تریم ———— پیش اقوام جہاں بے چادریم
روزِ محشر اعتبارِ ماست او ———— در جہاں ہم پردہ دار ماست او 38

یہ سوال صاحب نظر کے لبوں پر اُبھرتا ہے وہ اقبالؒ جو تمام زندگی عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب سکھاتا رہا۔ وہ اقبالؒ جس کی شاعری کاروانِ اسلام کی منزل حجاز کی جانب گامزن کرتی

Marfat.com

رہی۔ وہ اقبالؒ جس کے شب و روز محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تذکار سے عبارت تھے۔ وہ اقبالؒ جو محبت رسول کے حوالے سے کسی سمجھوتے یا قیل وقال کا قائل نہ تھا۔ وہ اقبالؒ جس کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کسی جواز یا دلیل کی محتاج نہیں تھی۔ جو حضور ﷺ کے نام پر جیتا رہا۔ اور آخری دم تک محبت رسول ﷺ کے سرمدی نغموں سے سرمست ہی نہیں رہا تھا بلکہ ایک زمانے کو سرمستی کے آداب سکھاتا رہا............ وہ اقبالؒ بارگاہ رسول ﷺ میں حاضری سے کیوں محروم رہا؟

مختلف تذکرہ نگاروں نے اس کی کئی وجوہات لکھی ہیں۔ کسی نے کہا کہ وہ نغمۂ عشق کوئے کو تیز سے تیز تر کرتے گئے اور اسی میں زندگی بیت گئی۔ کسی نے لکھا کہ جب وہ گول میز کانفرنسوں کے سلسلہ میں باہر جاتے۔ فلسطین سے بھی گزرے تو خیال آیا کہ حجاز مقدس کا سفر بطور خاص ہونا چاہیے۔ کسی اور سفر کو اس سفر کے لئے وسیلہ نہیں بنانا چاہیے۔ ایک صاحب ذوق نے لکھا کہ ان کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مقام کو پہنچا ہوا تھا کہ اگر وہ وہاں پہنچ جاتے تو پھر وہیں جان دے دیتے۔ ایک اور صاحب عشق نے کہا کہ اقبالؒ کی مجبوری ایک زمانے کو لذت وصال بخشنے کا بہانہ بن گئی............ سب کی تاویلات اپنی جگہ بہر حال یہ امر انتہائی مسلمہ اور طے شدہ ہے کہ اقبالؒ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب نظر کی آبرو اور اہل شوق کے لئے حاصل جستجو تھا۔ فقیر سید وحید الدینؒ لکھتے ہیں:

''جب ڈاکٹر صاحب راؤنڈ ٹیبل کانفرنس سے واپس آئے تو والد صاحب مرحوم ان سے ملنے گئے۔ بڑی مدت بعد ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی تھی اس لئے بڑے تپاک سے ملے' اور ڈاکٹر صاحب سے ان کے سفر کے تجربات کے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ والد صاحب مرحوم نے اثنائے گفتگو میں کہا ''اقبال! اگر تم یورپ ہو آئے۔ مصر اور فلسطین کی بھی سیر کی تو کیا اچھا ہوتا کہ واپسی پر روضۂ اطہر کی زیارت سے بھی آنکھیں نورانی کر لیتے۔'' یہ سنتے ہی ڈاکٹر صاحب کی حالات دگرگوں ہوگئی۔ چہرے پر زردی چھا گئی اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ چند لمحے تک یہی کیفیت رہی۔ پھر کہنے لگے فقیر! میں کس منہ سے روضۂ اطہر پر حاضر ہوتا۔'' مرزا جلال الدین بیرسٹر کہتے ہیں:

''حضرت علامہؒ کی طبیعت کا یہ سوز وگداز عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان کی سرشاری اور استغراق کے درجے پر جا پہنچا۔ آخر میں تو یہ حال ہوگیا تھا کہ ذرا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام کسی کی زبان پر آیا اور آپ کی آنکھیں پُرنم ہوگئیں۔ اسی طرح آپ کو فریضۂ حج کی ادائیگی اور روضۂ مبارک کی زیارت کی شدید آرزو تھی جو وقت کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی جاتی تھی۔ آخر زمانے میں بیماریوں اور ضعف کی وجہ سے چلنا پھرنا مشکل ہوگیا تھا۔ مگر اس وقت بھی یہی لگن تھی کہ شاید طاقت عود کر آئے اور مجھے یہ مقدس سفر نصیب ہو جائے۔'' 40 میر غلام بھیک نیرنگ

Marfat.com

تحریر فرماتے ہیں:

''اقبالؒ کا قلبی تعلق حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ قدسی صفات سے اس قدر نازک تھا کہ حضورﷺ کا ذکر آتے ہی ان کی حالت دگرگوں ہو جاتی تھی۔ اگرچہ وہ فوراً ضبط کر لیتے تھے۔ چونکہ میں بارہا ان کی یہ کیفیت دیکھ چکا تھا۔ اس لئے میں نے ان کے سامنے کچھ نہیں کہا۔ مگر خاص لوگوں سے بطور راز ضرور کہا کہ یہ اگر حضور پاکﷺ کے مرقد پر حاضر ہوں گے تو زندہ واپس نہیں آئیں گے۔ وہیں جاں بحق ہو جائیں گے۔ میرا اندازہ یہی تھا۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔'' 41 علامہ محمد اقبالؒ دسمبر 1937ء کے ایک خط میں حضرت علامہ مخدوم الملک سید غلام میراں شاہؒ کو لکھتے ہیں:

''الحمدللہ کہ آپ خیریت سے ہیں اور حج کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو یہ سفر مبارک کرے اور اس کے فرشتوں کی رحمتیں آپ کے شریک حال ہوں۔ کاش کہ میں بھی آپ کے ساتھ چل سکتا اور آپ کی محبت برکت سے مستفیض ہوتا۔ لیکن افسوس ہے کہ جدائی کے ایام ابھی کچھ باقی معلوم ہوتے ہیں۔ میں تو اس قابل نہیں ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مبارک پر یاد بھی کیا جاؤں۔ تاہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے جرأت ہوتی ہے کہ فرمایا ''الطالعون لی'' (گنہگار میرے لئے ہیں)۔ اُمید ہے کہ آپ اس دربار میں پہنچ کر مجھے فراموش نہیں کریں گے۔'' 42

یہ تمام اقتباسات اس حقیقت کی گواہی ہیں کہ اقبالؒ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیوانہ وار تڑپ رہے ہیں۔ ان کے تخیلات اور تصورات کی دنیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلووں سے آباد ہے۔ ان کے افکار کا مرکز اور ان کے احساسات کا معدن حُبِ رسولﷺ ہے۔ یہی حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے زندگی بھر عشق وعقیدت کا خراج لیتی رہی۔ ان کی شبوں کا گداز ان کی صبحوں کا نیاز ان کی شاعرانہ تگ ودو ان کی عاشقانہ جذباتیت سب کے پس پردہ سلطان مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاہت جلوہ ریز آتی ہے۔ ان کی نظم ''ذوق وشوق'' کا انداز اس امر کی علامت تھا کہ وہ خود کو دربارِ رسول میں حاضری کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ اقبالؒ جسمانی طور پر تو دیارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر نہ ہوسکے مگر زندگی کے آخری دور میں انہوں نے ''ارمغانِ حجاز'' کی دنیا آباد کر لی۔ انہوں نے تصورات کے دوش پر سفر کرتے ہوئے مدینہ طیبہ کی حاضری کا عزم کر لیا۔

یہ عجیب سفر نور تھا کہ اقبالؒ کا جسم تو لاہور میں تھا مگر ان کے تخیلات شہر مدینہ کی جانب رواں دواں تھے۔ انہوں نے اپنے عشق وعقیدت کے سہارے تصورات کی دنیا آباد کر کے اس طور سفر کا آغاز کیا کہ اگر کوئی حقیقت حال سے آگاہ نہ ہو تو اسے خبر ہی نہیں ہوتی کہ اقبالؒ کا یہ سفر جسمانی نہیں بلکہ سراسر روحانی تھا۔ انہوں نے روحانی طور پر خود کو مسافر مدینہ اور زیارت کے لئے شدت کے لئے تڑپتے

Marfat.com

والا زائر تصور کر کے ان تمام تراکیب، استعارات، اشارات، جذباتی تڑپ، والہانہ کسک، بے تابی و بے قراری، مدہوشی و سرشاری، فکری لگن، روحانی لگاؤ اور والہانہ پن سے کام لیا ہے جو ایک مسافرِ پُرشوق کا خاصہ ہوتی ہیں۔ قاری جوں جوں اقبالؒ کا ہمنوا اور فکری طور پر ہمسفر بن کر آگے بڑھتا ہے اقبالؒ جیسی بے قراری اس پر بھی طاری ہونے لگتی ہے۔

''ارمغان حجاز'' آپ کی آخری تصنیف ہے جو آپ کی وفات کے بعد نومبر 1938ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس میں صفحات 25 سے 86 تک جو رباعیات اور قطعات درج ہیں۔ ان کا عنوان ہے ''حضور رسالت'' اقبالؒ اپنی داستانِ شوق کا آغاز کرتے ہیں کہ بڑھاپے اور ضعف کے عالم میں میں نے مدینہ کا سفر اختیار کیا ہے۔ میں اس پرندے کی طرح ہوں جو شام کے وقت صحرا میں اپنے گھونسلے میں اترنے کے لئے اپنے پروں کو کھولتا ہے۔

بایں پیری رہ یثرب گرفتم	نوا خواں از سرود عاشقانہ
چوں آں مرغے کہ در صحرا بر شام	کشاید پر بہ فکر آشیانہ 43

ایک بند میں اپنے نغمات اور نالوں کے مقامات کا ذکر کرتے ہیں۔ میں نے صحرا میں ڈیرا جمایا ہے تاکہ خلوت کو آباد کر کے اکیلا ہی سلطان دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی کیا کروں۔

چہ پرسی از مقامات نوایم	ندیماں کم شناسد از کجایم
کشادم رخت خود را اندریں دشت	کہ اندر خلوتش تنہا سرایم 44

اب صحرا کی تعریف کرتے ہیں کہ کیا خوبصورت صحرا ہے کہ درود و سلام کے نغمات پیش کئے جا رہے ہیں۔ اس صحرا کی گرم ریت پر جبینیں ٹکا دو تاکہ یہ سجدے تمہاری پیشانیوں کا اعزاز بن جائیں۔

چہ خوش صحرا کہ در دے کارواں ہا	درودے خواند و محمل براند
بہ ریگ گرم او آور سجودے	جبیں را سوز تا داغ بماند 45

جوں جوں اقبالؒ کا راہوار تخیل سرزمین حجاز کی طرف آگے کو بڑھتا ہے۔ نعت کی لے تیز سے تیز تر ہونے لگتی ہے۔ بدن لرزیدہ اور قدم لغزیدہ ہونے لگتا ہے۔ ہر لحہ احترام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دلوں میں اُجاگر ہونے لگتا ہے کہ میں کدھر کو جا رہا ہوں۔ یہاں تو ملائک بھی خمیدہ سر حاضر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ عرفی شیرازی نے کہا ہے:

عرفی مشتاب ایں رہ نعت است نہ صحرا است	آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

اس کیفیت کو امام احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ یوں بیان کرتے ہیں:

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا	ارے سر کا موقع ہے او جانے والے 46

Marfat.com

اقبالؒ بھی اپنے ناقہ سے احتیاط سے قدم آگے کو بڑھانے کو کہتے ہیں کہ اے ناقہ اپنے سوار کی حالت کو مدنظر رکھ اور اس کے اندر احترام و عقیدت کا جو سمندر موجزن ہے اس کو اپنی روح میں سمو کر آگے بڑھ۔

سحر با ناقہ گفتم نرم تر رو   کہ راکب خستہ و بیمار پیر است
قدم مستانہ زد چنداں کہ گوئی   بپائش ریگ ایں صحرا حریر است 47

یہی مضمون عقیدت اس رباعی میں بھی نئے انداز سے جلوہ گر ہے:

چہ خوش صحرا کہ شامش صبح خنداست   شبش کوتاہ و روزِ او بلند است
قدم اے راہرو آہستہ تر نہ   چوماہر ذرہ او درد مند است 48

اقبالؒ خود پر غور کرتے ہیں اور امیر کارواں سے اپنے بارے میں پوچھتے ہیں کہ یہ عجمی کون ہے؟ یہ عربی نہ ہو کر بھی اپنے شاداب نغمات سے دلوں کو زندگی کی طراوت عطا کر رہا ہے۔

امیر کارواں آں عجمی کیست   سرود اُو بآہنگ عرب نیست
زندآں نغمہ کز سیرابئ او   خنک دل دربیا بانے تواں زیست 49

اقبالؒ کہتے ہیں کہ اے ساتھی آ تا کہ ہم دونوں باہم آہ و زاری کریں۔ ہم دونوں کسی کے جمال جہاں آرا کے طلب گار ہیں تا کہ ہم دونوں اپنے آقا و مولا کے قدموں سے اپنی آنکھیں ملیں اور دلوں کے درد کا اظہار کریں۔

بیا اے ہم نفس باہم بنالیم   من و تو کشتہ شانِ جمالیم
دو حرفے او مراد دل بگوئیم   بپائے خواجہ چشماں رابمالیم 50

آگے عرض کرتے ہیں کہ جہاں اہل دانش کی چاہت نہیں۔ کیسی خوش قسمتی اور کیسا مبارک زمانہ ہے کہ مجھ فقیر بے نوا کو آستانِ شاہ پر حاضری میسر آ گئی۔

حکیماں را بہا کمتر نہادند   بناداں جلوۂ مستانہ دادند
چہ خوش بختے چہ خرم روزگارے   در سلطان بہ درویشے کشادند 51

اقبالؒ عظمت رسول ﷺ کو گواہ بنا کر بڑے ادب سے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول! مسلمان اگر چہ فقیر ہے مگر کج کلاہی کی شان رکھتا ہے۔ اس کا سینہ جل رہا ہے۔ اے خدا کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس خستہ سامان کو نگاہ کرم سے نوازیں۔

مسلماں آں فقیرے کج کلا ہے   رمیداز سینۂ اُو سوز آہے
دلش نالا چرا نالد؟ نداند   نگاہے یا رسول اللہ! نگاہے 52

Marfat.com

اقبالؒ بارگاہ حضور ﷺ میں اپنی فریاد کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں کی گرمی آپ کے سوزِ غم کی بدولت ہے۔ مجھے ہندوستان میں ایک بھی ایسا شخص نظر نہیں آتا جو آپ کے نظریات کا سچا پیروکار اور آپ کے اسرار سے آشنا ہو۔

تب و تاب دل از سوز غمِ تُست نوائے من زتاثیر دم تُست
بنالم زانکہ اندر کشور ہند ندیدم بندۂ کو محرم تُست 53

محبت رسول ﷺ میں گم ہو کر اقبالؒ کو عراقی اور جامی کے نغمہ ہائے عشق محبوب تر ہو جاتے ہیں اور وہ ساربان کے پرشوق نغموں کی علامت میں کھو جاتے ہیں۔

گہے شعر عراقی را بخوانم گہے جامی زند آتش بجانم
ندانم گرچہ آہنگ عرب را شریک نغمہ ہائے سار بانم 54

سرزمین حجاز کی جانب سفر کرتے ہوئے ساربان سے کہتے ہیں کہ لمبے راستے سے ہو کر چل تاکہ جدائی کا سوز اور بھڑک سکے۔

غم راہ نشاط آمیز تر کن فغانش راجنون آمیز تر کن
بگیر اے ساربان راہے درازے مرا سوز جدائی تیز تر کن 55

دنیا میں لادینی پھیلی ہوئی ہے۔ اقبالؒ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ بیکس نواز سے فقرِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلب کرتے ہیں تاکہ ایمان کو سوز اور حرارت عطا ہو۔

دِگر گوں کرد لادینی جہاں را زآثار بدن گفتند جہاں را
ازاں فقرے کہ با صدیق دادی بشورے آوراں آسودہ جاں را 56

اقبالؒ اپنی قوم کا نوحہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہوئے اپنی فکری بے حسی کا سبب یہ بتاتے ہیں کہ یہ قوم دل تو رکھتی ہے مگر اس میں بسنے والا محبوب نہیں رکھتی۔

شبے پیش خدا بگریستم زار مسلماناں چرا زارند و خوارند
ندا آمد نمی دانی کہ ایں قوم دلے دارند و محبوبے ندارند 57

اقبالؒ سرورِ کائنات کو اپنی بے کسی کا ماجرا سناتے ہیں کہ اے شاہ کونین ﷺ! آپ سے انصاف کا طالب ہوں۔ میرے یاروں نے مجھے غزل خواں سمجھ رکھا ہے۔ مرے کھجور کے درخت سے کسی نے بھی اس کا میٹھا پھل نہیں کھایا۔

ہویاں رازے کہ گفتم پے نمیرَدند زشار نخل من خرما نخوردند
من اے میر امم داداز تو خواہم مرا یاراں غزل خوانے شمردند 58

Marfat.com

شاعر مشرق کی عاجزی انتہا کو چھونے لگتی ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے آستانہ سے نہ دھتکاریئے۔ صبر کے علاوہ جو حکم چاہیں دیں اور صبر ہمارے لئے محال ہے۔ لذت حضوری سے بہرہ ور فرمائیں۔

مراں از در کہ مشتاق حضوریم　　ازاں دردے کہ دادی ناصبوریم
بفرما ہرچہ می خواہی بجز صبر　　کہ ما از وے دو صد فرسنگ دارم 59

علامہؒ عرض کرتے ہیں کہ ابھی میری آگ میں چنگاری چھپی ہوئی ہے۔ آپ میری آنکھوں پر اپنی تجلی آشکار فرما کر دیکھیں کہ اس ضعف کے باوجود میرے اندر ابھی تاب نظارا موجود ہے۔

ہنوز ایں خاک دارائے شرر ہست　　ہنوز ایں سینہ را آہ سحر ہست
تجلی ریز بر چشم کہ بینی　　بایں پیری مرا تاب نظر ہست 60

ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے "مَنْ رَاٰنِی فَقَد رَایَ الحق" (جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کا دیدار کیا۔) یہ حدیث پاک اقبالؒ کے تصورات کی دنیا میں عشق و سرمستی کا آفتاب بن کر جگمگا رہی ہے۔ اسی لئے کمال ادب سے عرض کرتے ہیں کہ میری آنکھوں کی روشنی آپ کی عطا کردہ ہے۔ مجھے ''من رانی'' کی صبح سے فیضیاب فرمایئے کہ میری رات کی ظلمتوں کو کافور کرنے والے چاند کی چاندنی آپ ہی کی آوردہ ہے۔ یہ رباعی نعتیہ مضمون کے حوالے سے انتہائی متاثر کن اور جاذب فکر ہے۔

بچشم من نگہ آوردۂ تست　　فروغ لا الہ آوردۂ تست
دو چارم کن بہ صبح من رانی　　شبم را تاب مہ آوردۂ تست 61

اقبالؒ کہتے ہیں کہ عشق کی دولت آپ کے سینۂ اقدس سے حاصل ہوتی ہے اور مجھے جبریل علیہ السلام کی بابت صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ بھی آئینۂ رسالت کے ایک جوہر کا نام ہے۔

جہاں از عشق و عشق از سینہ تست　　سرورش از مئے دیرینہ تست
جز ایں چیزے نمی دانم ز جبریل　　کہ او یک جوہر از آئینہ تست 62

شاعر کا جذبۂ عشق اور مچلتا ہے اور کہتا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ! مرا سوز آپ ہی کا فیضان ہے۔ مرے انگوروں کی بیل کی شراب آپ ہی کے آب زمزم سے نکلی ہے۔ مری درویشی سے کسریٰ و جمشید شرماتے ہیں کیونکہ میرا دل آپ ہی کے اسرار کا محرم ہے۔

مرا ایں سوز از فیض دم تست　　بتاکم موج مے از زمزم تست
خجل ملک جم از درویشی من　　کہ دل در سینۂ من محرم تست 63

آگے جا کر اقبالؒ کی آرزو نیا آہنگ اختیار کرتی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ ادب دامن گیر ہے اور

Marfat.com

بات کو مختصر سے مختصر کرنا چاہتا ہوں۔

حضور ملت بیضا تپیدم نوائے دل گدازے آفریدم
ادب گوید سخن را مختصر گوے تپیدم آفریدم' آرمیدم 64

اقبالؒ اپنے آنسوؤں کو لالہ کے خون میں ملا دینے کی آرزو کرتے ہیں کہ اگر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار بننے کے قابل نہیں ہوں تو مجھے وہ نظر عطا کیجیے جو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح تیز ہو۔

گلستانے زخاک من برانگیز نم چشم نجون لالہ آمیز
اگر شایان نبیم تیغ علیؓ را نگاہے دہ چو شمشیر علیؓ تیز 65

اگلی رباعی میں اقبالؒ عشق و سرمستی کی انتہا کو چھونے لگتے ہیں۔ نعت و مدحت کے گلہائے صدا بہار بکھرنے لگتے ہیں۔ عرض کرتے ہیں کہ آپ کے کوچہ میں دل پرسوز کی ایک ہی صدا کافی ہے۔ میرے لئے یہی ابتدا ہے یہی انتہا۔ میں اس رند پاک باز کی جرأت پر آفرین کرتا ہوں اور حیرت زدہ ہوں کہ وہ کیسے بڑے مقام پر تھا جو اس نے خدا سے برملا کہہ دیا تھا کہ ''ہمارے لئے مصطفیٰ کافی ہیں''۔ ہمیں اور کچھ نہیں چاہیے ظاہر ہے کہ عشق و عقیدت مصطفیٰ کی بلندیوں کو چھونے والا رند پاک باز اقبالؒ کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے۔

بکوئے تو گداز یک نوابس مرا ایں ابتدا ایں انتہا بس
خراب جرأت آں رند پاکم خدا را گفت ''مارا مصطفیٰ بس'' 66

روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جان قلب ونظر' راحت جان و دل ہے۔ نور آگہی ہے جمال بزم ہستی ہے۔ مخزن انوار قدرت ہے مرکز اسرارِ فطرت ہے۔ وہ روضۂ اقدس کہ جس کے حضور تصور سے ہی پیشانیاں عرق آلود ہو جاتی ہیں کہ یہ اس ہستی کی خواب گاہ ہے جس کی ذات روح کائنات اور جس کا درجہ دو عالم میں سرمایہ نجات ہے۔ روضۂ رسول ﷺ کی عظمت و جلالت کا احساس شہنشاہت کے جسموں پر ہی نہیں بلکہ افکار پر بھی کپکپی طاری کر دیتا ہے۔ عشاق پر شہر مدینہ کو دیکھ کر اور روضۂ رسول ﷺ کی تجلیات کو دلوں میں بسا کر کیا گزرتی ہے۔ اس کا اندازہ سیدنا امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے جذبۂ احترام کو دیکھ کر ہو جاتا ہے۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

نبی ﷺ کا جس جگہ پر آستاں ہے زمیں کا اتنا ٹکڑا آسماں ہے

اقبالؒ کے لئے بھی شہر مدینہ اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قلب ونظر کی معراج کا درجہ رکھتے ہیں۔ دوسرے عشاق کی طرح ان کا دل بھی چاہتا ہے کہ شہر مدینہ کے ذرات ریگزار کو پلکوں سے

Marfat.com

بوسے دیں۔ روضۂ رسول ﷺ پر پلکوں سے جاروب کشی کریں۔ پلکوں کی کناریوں پر جھلملانے سے آنسوؤں سے کشت عقیدت کو نم بخشنے کا اہتمام کریں۔ مگر ظاہر بین اور تنگ نظر اصحاب کی جانب سے مخالفت کا خدشہ بھی دامن گیر ہے جو محبوب ﷺ کے حضور فرط عقیدت سے جھکنے کو سجدے سے تعبیر کر کے ان کے ذوق وشوق کو پابند احتساب بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اقبالؒ اس رباعی میں سلطانِ حجاز عبدالعزیز اور دیگر محتسبین تک اپنا قلبی مدعا پہنچاتے ہیں کہ یہ سجدہ ہرگز نہیں سجدہ تو خدا کے علاوہ کسی کو جائز نہیں۔ میں تو پلکوں سے محبوب کے در کی جاروب کشی کر رہا ہوں۔

تو ہم آں نے بگیر از ساغر دوست   کہ باشی تا ابد اندر بر دوست
سجودے نیست اے عبدالعزیز ایں   پروبم از مژہ خاک در دوست 67

مدینہ طیبہ کی عظمتیں اس حقیقت کا اعلان عام ہیں کہ

؎ یہ کوچہ حبیب ہے پلکوں پہ چل کے آ

یہی حقیقت اقبالؒ کے پیش نظر ہے۔ مدینہ طیبہ کے حوالے اقبالؒ کا تصور کہیں سے کہیں جا پہنچتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ مدینہ سلطان دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدفن ہے جہاں سے زائرین کو ہر پل مژدۂ شفاعت عطا ہوتا ہے۔ مکہ مکرمہ کی عظمت اپنی جگہ۔ وہاں بیت اللہ ہے۔ مقام حج ہے۔ مکہ مکرمہ قبلہ گاہ اسلامیان ہے۔ مگر اسے قبلہ گاہ اسلامیان اس ہستی والا صفات نے بنایا ہے جو آج مدینہ طیبہ کے پرانوار ماحول میں آرام کر رہی ہے۔ احادیث گواہ ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حالت نماز میں تھے۔ امامت فرما رہے تھے صحابہ مقتدی تھے۔ دل میں خیال آیا الٰہی اب بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کو جی نہیں چاہتا۔ میرا قبلہ تبدیل کر دے۔ اسی لمحہ وحی نازل ہوئی کہ اے محبوب تم جدھر کو رُخ کرو گے وہی تمہارا قبلہ بن جائے گا۔ اس وحی کے ساتھ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا رُخ انور مکہ معظمہ کی طرف کر لیا۔ گویا مکہ معظمہ کا قبلہ گاہ بننا بھی رضائے مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعجاز ہے۔ اور نعت گو شعراء نے اس مضمون کو اپنے اپنے انداز میں محسوس کیا ہوگا مگر اقبالؒ نے اس سے یہی پیغام لیا

نگاہ عشق ومستی میں وہی اوّل وہی آخر   وہی فرقاں وہی قرآں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

''ارمغانِ حجاز'' میں اقبالؒ عشق وعقیدت مصطفیٰ کے حوالے سے اس مضمون کو اس اچھوتے' منفرد اور ایمان افروز انداز میں بیان کرتے ہیں کہ عشاقِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عظمت مصطفوی ﷺ کی لافانی سربلندیوں سے آگاہ کر گئے۔

درآں دریا کہ اورا ساحلے نیست   دلیل عاشقاں غیر از دلے نیست
تو فرمودی رہ بطحا گرفتیم   دگر نہ جز تو مارا منزلے نیست 68

Marfat.com

اقبالؒ کے دل میں عشق و مستی کی شمع فروزاں رہتی ہے۔ اس لئے وہ انفرادی اور اجتماعی غم سلطان مدینہ کو سناتے ہیں۔ انہیں ایسا لگتا ہے جیسے سناتے سناتے قرار آ گیا ہو۔ قلب مہجور کو تسلی مل گئی اور اُمت اسلام کی مشکلات کے آسان ہو جانے کا وقت آ گیا ہو۔ عشق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے رگ و پے میں اس طرح جاری و ساری ہے کہ ان کے اشعار نعت کے مروجہ اسالیب نہ رکھتے ہوئے کمال درجہ کی نعت معلوم ہوتے ہیں۔ درجِ ذیل اشعار کا مطالعہ کیجیے اور اقبالؒ کی غایت درجہ محبت رسول کی لطافت محسوس کیجیے۔ فرماتے ہیں:

اے تو مابے چارگاں را ساز و برگ　　وارہاں ایں قوم را از ترسیں مرگ
اے مقام و منزل ہر راہ رو　　جذب تو اندر دل ہر راہ رو
ایں مسلماں زادۂ روشن دماغ　　ظلمت آباد ضمیرش بے چراغ
قم بِاذنی گوئی واورا زندہ کن　　درویش اللہ ہو را زندہ کن
شہسوارا! یک نفس در کش عناں　　حرف من آساں نیاید بر زباں
گرد تو گرد حریم کائنات　　از تو خواہم یک نگاہ التفات
ذکر و فکر و علم و عرفانم توئی　　کشتی و دریا و طوفانم توئی
اے پناہ من حریم کوئے تو!　　من بامیدے رمیدم سوئے تو
چوں بصیری ازمی خواہم کشود　　تابمن باز آید آں روزے کہ بود
مہرِ تو بر عاصیاں افزوں تر است　　در خطا بخشی جو مہر مادراست 69

اقبالؒ ایک نظم میں جس کا نام "ایک حاجی مدینے کے راستے" ہے۔ ایک زائر مدینہ طیبہ کی تڑپ کا حال بیان کرتے ہیں۔ اس دور میں حجازِ مقدس کا سفر غیر محفوظ تھا۔ اور لوگ محفوظ قافلوں کی صورت میں سفر کرتے تھے۔ مگر ایسے جانباز محبِ رسول بھی ہوتے تھے جنہیں سفر مدینہ میں کسی حفاظت کی آرزو نہ ہوتی تھی کہ اس مبارک سفر میں اگر وہ قربان بھی ہو جائیں تو یہ ان کے لئے عین سعادت کی بات تھی۔ ایسے ہی ایک مسافر پر شوق کا حال دیکھئے۔ جس کے قافلے کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا اور کئی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

اس بخاری نوجواں نے کس خوشی سے جان دی　　موت کے زہراب میں پائی ہے اس نے زندگی
خنجر رہزن اسے گویا ہلال عید تھا　　"ہائے یثرب" دل میں لب پر نعرۂ توحید تھا
خوف کہتا تھا کہ "یثرب کی طرف تنہا نہ چل"　　شوق کہتا ہے کہ "تو مسلم ہے بیباکانہ چل"
بے زیارت سوئے بیت اللہ پھر جاؤں گا کیا　　عاشقوں کو روزِ محشر منہ دکھلاؤں گا کیا!"

Marfat.com

خوف جاں رکھتا نہیں کچھ دشت پیمائے حجاز — ہجرت مدفون یثرب میں یہی مخفی ہے راز 70

کچھ ایسی ہی کیفیت معروف نظم ''شفاخانہ حجاز'' میں نظر آتی ہے۔ کہتے ہیں مولانا ظفر علی خاں تک یہ اطلاع پہنچی کہ انگریز سرزمین حجاز (مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ) میں انگریزی شفاخانے کھولنے لگے ہیں۔ مولانا فوراً علامہ اقبالؒ کے پاس آئے۔ تمام صورت بتا کر بڑے غمگین لہجے میں کہا کہ ان شفاخانوں کے ساتھ ہی یورپ کی طرف سے الحاد و بے دینی اور بے غیرتی کا سیلاب بھی آئے گا۔ علامہ اقبالؒ نے تسلی دی کہ مطمئن رہئے ایسا نہیں ہوگا۔ وہ چلے گئے تو آپ نے یہ نظم انہیں ''زمیندار'' میں اشاعت کے لئے بھیج دی۔ یہ نظم دھوم دھام سے زمیندار کے صفحۂ اوّل پر چھپی۔ انگریز نے مسلمانوں کے جذبات سے لرز کر منصوبہ ختم کر دیا۔ اقبالؒ کہتے ہیں کہ جب ایک پیشوائے قوم نے مجھے صورت حال سے آگاہ کیا تو میں نے کہا:

میں نے کہا کہ موت کے پردے میں ہے حیات — پوشیدہ جس طرح ہو حقیقت مجاز میں
تلخابۂ اجل میں جو عاشق کو مل گیا — پایا نہ خضر نے مئے عمر دراز میں
اوروں کو دیں حضور یہ پیغام زندگی — میں موت ڈھونڈتا ہوں زمین حجاز میں
آئے ہیں آپ لے کے شفا کا پیام کیا — رکھتے ہیں اہل درد مسیحا سے کام کیا 71

معراج مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک عظیم معجزہ اور تاریخ عشق وایماں کا حیرت انگیز واقعہ ہے۔ نعت گو شعراء نے معراج حضورﷺ کو اپنے اپنے انداز سے دیکھا اور قلم بند کیا۔ شاید ہی کوئی نعت گو شاعر ہو جس نے اپنے اشعار میں معراج کے واقعہ کو موضوع نعت نہ بنایا ہو۔ بعض نے تو اس پر طویل نعتیں لکھیں۔ اور بعض نے ''معراج نامے'' لکھ دیئے مگر اقبالؒ کا اسلوب یہاں بھی منفرد اور بے مثال ہے۔ مختصر مگر انتہائی نتیجہ خیز۔ کہتے ہیں:

اخیر شام کی آتی ہے فلک سے آواز — سجدہ کرتی ہے سحر جس کو وہ ہے آج کی رات
رہ یک گام ہے ہمت کیلئے عرش بریں — کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات 72

چونکہ معراج کی عظمت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملی تو حضور سرور کائنات اُمت اسلام کے آقا مولا ہیں۔ اس لئے اقبالؒ معراج رسولﷺ کے حوالے سے اُمت اسلام کو ہمت و جرأت اور فلک پیمائی کا پیغام دے رہے ہیں۔

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفےٰﷺ سے مجھے — کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں 73

معراج نبویﷺ کی عظمت وجلالت دیکھ کر کائنات دنگ ہے جن و ملک، ماہ وانجم سب عالم حیرت میں گم ہیں۔

Marfat.com

74۔ عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہ کامل نہ بن جائے

جوں جوں اقبالؒ کی شاعری کا سفر نئی منزلوں کی جانب بڑھتا گیا۔ آپ کے افکار کی وسعتیں بھی اپنی معراج کو چھونے لگیں۔ آپ نے زمانے بھر کے علوم وفنون پڑھے مگر محبت رسول ﷺ کی تجلیات کو کسی بھی بحث یا تاویل کا محتاج نہیں ہونے دیا۔ ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ آپ کی نعت مروجہ اسالیب سے ہٹ کر ہے۔ جہاں تک مقاماتِ رسول ﷺ کی بلندیوں کا تعلق ہے۔ آپ ان کی رسائی کے لئے کسی بھی محبِّ صادق یا نعت گو شاعر سے آگے نظر آتے ہیں۔ مگر آپ نے نعت کو پیرایۂ اظہار بناتے ہوئے ہمیشہ اُمت اسلام تک ذاتِ رسول ﷺ کے حوالے سے کوئی نہ کوئی پیغام پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ آپ کی نعتیہ شاعری کے ابتدائی دور میں آپ کے اشعار میں روایتی نعت گوئی کا اثر نمایاں نظر آتا ہے۔ مگر جلد ہی اقبالؒ اس انداز سے گزر گئے اور اپنی آفاقی سوچ کے ذریعے اُردو اور شاعری میں نعت گوئی کی روایت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ اقبالؒ کے ابتدائی اسلوب نعت کا جائزہ لینے کے لئے ان کی ایک نعت سے کچھ اشعار پیش ہیں تاکہ علامہ اقبالؒ کے ابتدائی نعتیہ رنگ کی ایک جھلک بھی قارئین کے سامنے آجائے۔

لحد میں سوتے ہیں تیرے عاشق تو حورِ جنت کو اس میں کیا ہے
کہ شورِ محشر کو بھیجتی ہے خبر نہیں کیا سکھا سکھا کر
جو تیرے کوچے کے ساکنوں کا فضائے جنت میں دل نہ بہلا
تسلیاں دے رہی ہیں حوریں خوشامدوں سے منا منا کر
تری جدائی میں خاک ہونا اثر دکھاتا ہے کیمیا کا
دیارِ یثرب میں آ ہی پہنچے صبا کی موجوں میں مل ملا کر
رکھی ہوئی کام آ ہی جاتی ہے جنسِ عصیاں عجیب شے ہے
کوئی اسے پوچھتا پھرے ہے زر شفاعت دکھا دکھا کر
یہ پردہ داری تو پردہ در ہے مگر شفاعت کا آسرا ہے
دُبک کے محشر میں بیٹھ جاتا ہوں دامن تر میں منہ چھپا کر
ترے ثنا گو عروسِ رحمت سے چھیڑ کرتے ہیں روزِ محشر
کہ اس کو پیچھے لگا لیا ہے گناہ اپنے دکھا دکھا کر
خیال راہِ عدم سے اقبالؒ تیرے در پر ہوا ہے حاضر
بغل میں زادِ سفر نہیں ہے، صلہ مری نعت کا عطا کر

75۔

اس نعت کے تمام اشعار اس اسلوب نعت میں لکھے گئے ہیں جو مدتوں سے مروج ہے۔ غزلیہ انداز ہے مگر محبوب وہی ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو تمام زندگی اقبالؒ کے افکار اور محسوسات کا محور بنی رہی۔ اگرچہ غزل قدیم انداز میں ہے مگر مضمون آفرینی کا حسن اپنی جگہ۔ مقطع میں اس قدر عاجزی ہے کہ پلکیں نم آلود ہو جاتی ہیں:

بغل میں زاد سفر نہیں ہے صلہ مری نعت کا عطا کر

اقبالؒ کوئی بھی پیغام دیتے ہیں۔ خودی یا بے خودی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ مردِ مومن یا شاہین کا ذکر چھیڑتے۔ فقر و سرمستی یا آزادی برصغیر کی بات کرتے ہیں' اتحاد عالم اسلام یا تہذیب مغرب کے خلاف جہاد کے عزم کا اعلان کرتے ہیں۔ ان کی ہر گفتگو اور ہر جستجو کا حامل ذاتِ مصطفےٰ ﷺ اور نعت مصطفےٰ ﷺ ہی ٹھہرتی ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کی انتہائی پختگی کا ثمر تھا' فقیر سید وحید الدین نے آپ سے پوچھا کہ آپ شعر کیسے کہتے ہیں تو علامہ اقبالؒ نے فرمایا:

''ایک مرتبہ فارمن کرسچن کالج لاہور کا سالانہ اجلاس ہو رہا تھا۔ کالج کے پرنسپل ڈاکٹر لوکس نے مجھے بھی اس میں شرکت کی دعوت دی۔ اجلاس کا پروگرام ختم ہونے کے بعد چائے کا بندوبست کیا گیا۔ ہم لوگ چائے پینے بیٹھے تو ڈاکٹر لوکس میرے پاس آئے اور کہنے لگے چائے پی کے چلے نہ جانا مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ ہم لوگ چائے پی چکے تو ڈاکٹر لوکس آ گئے اور مجھے اپنے ساتھ ایک گوشے میں لے گئے اور کہنے لگے ''اقبالؒ مجھے بتاؤ کہ تمہارے پیغمبر پر قرآن حکیم کا مفہوم نازل ہوا تھا اور چونکہ انہیں صرف عربی زبان آتی تھی۔ انہوں نے قرآن حکیم عربی زبان میں منتقل کر دیا۔ یا یہ عبارت ہی اس طرح اتری تھی۔ میں نے کہا یہ عبارت ہی اتری تھی۔ ڈاکٹر لوکس نے حیران ہو کر کہا کہ اقبالؒ تم جیسا پڑھا لکھا انسان اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ عبارت ہی اس طرح اتری ہے۔'' میں نے کہا: ''ڈاکٹر لوکس! بلکہ میرا تجربہ ہے مجھ پر شعر پورا اترتا ہے تو پیغمبر پر عبارت پوری کیوں نہیں اُتری ہوگی۔'' 76

دیکھئے! اقبالؒ کے جواب میں کوئی بحث طلب یا اُلجھاوے والی بات نہیں اُنہیں اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن حکیم پر ایمان ویقین کی پختگی ہی اس طرح عطا ہوئی تھی کہ وہ دوسرا جملہ کہنے کے بھی روادار نہیں ہوتے تھے۔

شاعر مشرق کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے غیر معمولی وابستگی کا ثمر یوں عطا ہوا کہ ان کے نعتیہ اشعار بقائے دوام حاصل کر گئے۔ زمانہ صدیوں کی مسافتیں طے کرتا رہے گا مگر اقبالؒ کے نعتیہ کلام کی تب وتاب میں کمی رونما نہیں ہوگی۔ بلکہ ہر آنے والا دور اس سے فیضیاب ہوتے ہوئے فخر محسوس کیا کرے گا۔ مروجہ اسلوب میں باقاعدہ نعت گوئی نہ کرنے کے باوجود بھی علامہ اقبالؒ توصیف مصطفیٰ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اتنا کچھ کہہ گئے ہیں کہ زمانے بھر کے نعتیہ دواوین سے ان کے نعتیہ اشعار کا مقام و مرتبہ اولیٰ تر ہے۔ کیونکہ انہوں نے کوئی بھی نعتیہ کلام نعت برائے نعت کے حوالے سے نہیں لکھا۔ بلکہ ان کی نعت مفاہیم و مضامین کا عزم بے کنار اپنے دامن میں لئے ہوئے تھے۔ نئے سے نیا پیغام۔ نئی سے نئی بات۔ نئی سے نئی تجلی۔ غرضیکہ تجلیات نعت کی فراوانی نے ان کی نعت کو عالمگیریت عطا کر دی ہے۔

سلطانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غیر معمولی محبت اور عشق و عقیدت نے انہیں تاریخ اسلام کا مردِ مومن بنا دیا۔ وہ مردِ مومن کہ جس کی عظمتوں کو وقت آخر انہوں نے یوں سلام کیا تھا:

نشانِ مردِ مومن با پا تو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

اور پھر اقبالؒ کی وہ رباعی جو انہوں نے اپنے وصال سے چند منٹ بیشتر پڑھی۔ یہ وہ وقت تھا کہ سانس بھی رُک رُک کر چل رہا تھا۔ بعض اوقات آنکھوں کے اشارے اور ہاتھ کی جنبش سے کچھ سمجھاتے تھے۔ آپ کے ایک بزم آشنا راجہ حسن اختر کی روایت کے مطابق:

راجہ حسن اختر صاحب کا بیان ہے کہ علامہ مرحوم نے انتقال سے تقریباً دس منٹ قبل اپنا حسب ذیل قطعہ پڑھ کر وقت آ جانے کا اعلان کر دیا تھا

سرودِ رفتہ باز آید کہ ناید؟
نسیمے از حجاز آید کہ ناید
سر آمد روزگارے ایں فقیرے
دگر دانائے راز آید کہ ناید

بلاشبہ وصال سے قبل اس نوعیت کی رباعی کہہ جانا اقبالؒ کے لئے بہت بڑا انعام ہے۔ اور یہ مدحت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا صدقہ ہے کہ رب کریم نے اقبالؒ کو وقت آخر یہ توفیق بخش دی کہ وہ اپنی مدحت طرازیوں کو "نسیمے از حجاز آید کہ ناید" کا نام دے کر محبت رسول ﷺ کی خوشبوئے دل نواز سے زمانے بھر کو مہکانے کا اہتمام کر جائیں۔ اقبالؒ کے قلب و نظر میں افکار و محسوسات عمر بھر محبت رسول ﷺ نے اپنا مقام بنائے رکھا۔ یہی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے زندگی بھر توصیف و ثنا کا خراج لیتی رہی۔ اقبالؒ نے جو سرمایۂ مدحت رسول چھوڑا ہے ہم نے اس سے اجمالاً خوشہ چینی کی ہے ورنہ وہاں تو ہر ساعت "جہانِ دیگر" کا احساس ہوتا ہے۔ ایسا "جہان دیگر" کہ جس میں نعت مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے ہر ورق اور ہر صفحہ زمانے بھر کے توصیف نگاروں سے ہٹ کر نئے ہی اسلوب میں نعت اور تعلیمات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ستارے بکھرے ہوئے ہیں۔ وہ عصر حاضر کے اسلوب طرازوں سے کہیں زیادہ رومی عرفی اور جامی و بصیری کے قافلے کا خوش بخت مسافر تھا۔ اس کی نعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے غیر معمولی محبت کا والہانہ پن عطا کر رہی ہے۔ اور وہ اسلامیان عالم کو محبت رسول ﷺ کا آفاقی پیغام دیتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر تو میری بات پر غور کرے اور حضرت

Marfat.com

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رمز شناس آنکھوں سے دیکھے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے لئے دل وجگر کی قوت بن جائیں گے اوران کی ذات گرامی خدا سے زیادہ محبوب بن جائے گی۔

معنی حرفم کنی تحقیق اگر بنگری با دیدۂ صدیق گر
قوتِ قلب و جگر گردد نبی از خدا محبوب تر گردد نبی 78

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لئے محبوب تر تھے کہ انہوں نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت وصورت میں خدا کو دیکھا۔ اقبالؒ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اقبالؒ کی نعتیہ شاعری بھی ہمیں نعت رسولؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے مقاماتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان کر خدا شناسی کا پیغام دے رہی ہے۔

......☆......

حوالہ جات

1- ارمغان حجاز (اُردو) ص 62
2- فقیر سید وحید الدین' روزگار فقیر' جلد اول' ص 94
3- فقیر سید وحید الدین' روزگار فقیر' جلد اول' ص 94
4- اسرار ورموز' ص 19
5- جاوید نامہ' حلاج' ص 128
6- بال جبریل' حصہ دوم 39
7- بال جبریل ص 116
8- بال جبریل' ذوق وشوق ص 112
9- بانگ درا' جواب شکوہ' ص 221' 220
10- اسرار ورموز' رحمۃ للعلمین' ص 166
11- بانگ درا' بلال' ص 90
12- بانگ درا' جنگ یرموک کا ایک واقعہ ص 260
13- بانگ درا' شمع اور شاعر' ص 198
14- الطاف حسین حالی' دیوان حالی
15- بانگ درا' حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں' ص 209
16- بانگ درا' ص 264
17- بانگ درا' ص 293
18- بال جبریل' ص 48
19- ضرب کلیم' اے روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' ص 61
20- بانگ درا' مذہب' ص 261
21- بانگ درا' وطنیت' ص 171
22- ارمغان حجاز (اُردو) حسین احمد' ص 62
23- ضرب کلیم' امرائے عرب' ص 77
24- ارمغان حجاز' ص 18
25- ارمغان حجاز' ص 19
26- بال جبریل' ص 84
27- اسرار ورموز' ص 21
28- محمد طاہر فاروقی' اقبالؒ اور محبت رسولؐ' ص 151

Marfat.com

29- بانگ درا، بلاد اسلامیہ، ص 156
30- بانگ درا، صدیق، ص 236
31- بانگ درا، ترانہ ملی، ص 170
32- بانگ درا، ص 116
33- بانگ درا، شفاخانہ حجاز، ص 210
34- بانگ درا، جواب شکوہ، ص 220
35- بال جبریل، ذوق وشوق، ص 117
36- ارمغان حجاز، ص 65
37- اسرار ورموز، ص 22
38- اسرار ورموز، ص 20
39- فقیر سید وحید الدین، روز گار فقیر، حصہ اول، ص 37
40- جلال الدین بیرسٹر، ملفوظات اقبال
41- سید عبدالرشید فاضل اقبال اور عشق رسالتمآب، ص 52، 51
42- شیخ عطاء اللہ، اقبالؒ نامہ، حصہ اول، ص 228
43- ارمغان حجاز، ص 24
44- ارمغان حجاز، ص 25
45- ارمغان حجاز، ص 26
46- احمد رضا خاں، حدائق بخشش، ص 56
47- ارمغان حجاز، ص 25
48- ارمغان حجاز، ص 27
49- ارمغان حجاز، ص 27
50- ارمغان حجاز، ص 29
51- ارمغان حجاز، ص 29
52- ارمغان حجاز، ص 30
53- ارمغان حجاز، ص 31
54- ارمغان حجاز، ص 28
55- ارمغان حجاز، ص 29
56- ارمغان حجاز، ص 38
57- ارمغان حجاز، ص 41
58- ارمغان حجاز، ص 43
59- ارمغان حجاز، ص 46
60- ارمغان حجاز، ص 50
61- ارمغان حجاز، ص 52
62- ارمغان حجاز، ص 54
63- ارمغان حجاز، ص 54
64- ارمغان حجاز، ص 55
65- ارمغان حجاز، ص 56
66- ارمغان حجاز، ص 59
67- ارمغان حجاز، ص 60
68- ارمغان حجاز، ص 46
69- مثنوی پس چہ باید کرد، ص 48
70- بانگ درا، ایک حاجی مدینے کے رستے میں، ص 172
71- بانگ درا، شفاخانہ حجاز، ص 210
72- بانگ درا، شب معراج، ص 262
73- بال جبریل، ص 45
74- بال جبریل، ص 26
75- ارمغان نیاز، مکتبہ دین وادب لکھنؤ، ص 126
76- فقیر سید وحید الدین، روز گار فقیر، جلد اول، ص 38
77- ارمغان حجاز، ص 12
78- بحوالہ سیرت اقبال، محمد طاہر فاروقی، ص 69
79- اسرار ورموز، رسالت، ص 101

Marfat.com

حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ

ایک صاحبِ مقام نعت گو

پروفیسر منیر قصوری

حافظ مظہر الدین علیہ الرحمہ کو نظم و نثر دونوں میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ جہاں تک ان کی نثر کا تعلق ہے وہ بھی ان کی شاعری کی طرح ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کا مصداق نظر آتی ہے۔ اُن کی نثر نگاری کا اسلوب حکیمانہ بھی ہے اور واعظانہ بھی۔ اس کی اغلب وجہ یہ ہے کہ وہ اسلام کے بہت بڑے داعی اور علمبردار تھے۔ جناب سرکارِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ محبت نے ان کے دل میں اسلام کی محبت کو پوری طرح راسخ کر دیا تھا۔ روزنامہ ''کوہستان'' میں ''نشانِ راہ'' کے زیرِ عنوان لکھی گئی ان کی ہر تحریر میری اس بات کی تصدیق کرے گی۔ اس وقت چونکہ میں ان کی نعتیہ شاعری کے بارے میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں اس لئے ان کی نثر نگاری سے صرفِ نظر ضروری سمجھتا ہوں۔

مشہورِ عالم عرب ادیب ابن قتیبہ کہتا ہے ''اس نے جو کچھ کہا وہ دیکھ' یہ نہ دیکھ کہ کس نے کہا'' بظاہر ادیبِ مذکور کا قول بڑا خوبصورت ہے لیکن مجھے اس کے اس قول سے اتفاق نہیں اس لئے کہ قول اور قائل کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ میرے نزدیک قول اور قائل لازم و ملزوم ہیں۔ ویسے بھی ذات پہلے سے موجود ہوتی ہے اور اس کے اقوال و آثار بعد میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ مثلاً

ایمان لاتے وقت غیر مرئی خدا کے وجود کا اقرار ضروری ہے اگر اس کے وجود کا انکار کریں تو پھر ایمان لانا کیسا؟ قرآن پاک میں اس کے کلامِ الٰہی ہونے کا اقرار ہم اس وقت ہی کر سکتے ہیں جب ہمارا خدا کے وجود پر ایمان ہو۔ بالفاظِ دیگر قرآن مجید اپنے وجود کی دلیل آپ نہیں بلکہ وہ بھیجنے والے کے وجود کی دلیل ہے کیونکہ وہ ہمیں دعوتِ فکر دیتا ہے کہ اُسے کوئی بھیجنے والا ہے۔

ایک دور تھا جب لاہور کے مرحوم ڈاکٹر مسعود حفیظ رفاعی کے زیر اہتمام ایک محفل مشاعرہ میں' میں نے حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کو پہلی بار دیکھا۔ یہ مشاعرہ ان کی زیرِ صدارت ہو رہا تھا۔ میں نے انہیں بڑا وجیہہ و شکیل پایا۔ پیرانہ عمری میں بھی ان کے چہرے پر جمال و جلال کے آثار دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ایمان و عمل ان کے نورانی چہرے سے ٹپکے پڑتے ہیں۔ ان کی آواز میں ایک رعب' ایک دبدبہ اور ایک پُروقار متانت نظر آئی۔ ان کا کلام متاثر کن تو تھا ہی لیکن ان کی شخصیت بھی کچھ کم متاثر کن نہ تھی میری ان کی یہ پہلی اور آخری ملاقات تھی۔ اس کے بعد قدرت نے ان کی زیارت کا کوئی موقع فراہم نہیں

Marfat.com

کیا اور سچی بات یہ ہے کہ میں نے بھی ان سے ملاقات کی کوئی کوشش نہیں کی کیونکہ میں جبلی طور پر بڑا کم آمیز واقع ہوا ہوں۔ البتہ میں نے ان کے شعری اسلوب سے انہیں اپنے قبیلے کا ایک قد آور اور مقتدر نعت گو پایا۔ اگر چہ مجھے نثر لکھنے سے کوئی خاص دلچسپی نہیں، تاہم میری یہ تمنا ہمیشہ سے رہی ہے کہ میں حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ ایسے عظیم نعت نگاروں کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور لکھوں۔

کچھ روز قبل تک میں حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے نام ونسب اور ان کی زندگی کے نشیب وفراز سے پوری طرح باخبر نہیں تھا، لیکن اچانک ایسے حالات پیدا ہوئے کہ بقول شاعر مشرق حضرت علامہ محمد اقبالؒ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

مری مشاطگی کی کیا ضرورت حسنِ معنی کو کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنا بندی

ہمارے کالج کے پرنسپل پروفیسر ڈاکٹر سعید مرتضیٰ زیدی صاحب نے گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، اصغر مال، راولپنڈی کے طالب علم لیاقت پرویز عباسی کا حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ (شخصیت اور فن) پر لکھے ہوئے مقالے کا ایک نسخہ مجھے فراہم فرمایا تاکہ میں اپنے مضمون کے سلسلے میں اس سے استفادہ کرسکوں۔ اس مقالے میں حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت کے حوالے سے جو کچھ مذکور ہے اس کا اجمال درج ذیل ہے:

حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ 1914ء بمطابق 1332ھ کرستکوہا ضلع گورداس پور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ستکوھا، بٹالہ اور قادیان کے درمیان ایک گاؤں کا نام ہے۔ آپ کے والدِ گرامی حضرت مولانا نواب الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کا نام محمد مظہر الدین رکھا۔ آپ کے والدِ گرامی رحمتہ اللہ علیہ مشرقی پنجاب کے معروف پیر طریقت اور عظیم مناظرِ اسلام تھے۔ یہ وہ دور تھا جب انگریز مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کو خرید کر اس سے نبی ہونے کا دعویٰ کروا چکا تھا۔ اور وہ پوری شد و مد سے قادیانیت کی تبلیغ کر رہا تھا۔ مولانا نواب الدین مرحوم نے اس سے متعدد مناظرے کئے اور ان میں اسے شکست دی۔ اسی بناء پر انہیں "فاتح قادیان" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ مولانا مرحوم نے صرف قادیانی فتنے کو روکنے کی کوشش ہی نہیں بلکہ تحریک پاکستان میں بھر پور حصہ لیا۔ حضرت قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا:

"ایسے برگزیدہ شخص کا قیام پاکستان کی حمایت کرنا ہمارے لئے کامیابی اور فتح کی دلیل ہے۔ اور اب یقیناً پاکستان بن کر رہے گا۔"

حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنے والدِ ماجد کی طرح تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر اپنی ولولہ انگیز نظمیں پڑھیں۔

Marfat.com

آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم امیر مینائی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد صوفی عبدالرزاق رامپوری سے حاصل کی بعد ازاں قرآن پاک حفظ کیا اور چند دینی مدارس سے دینی تعلیم بھی حاصل کی۔ چونکہ انہیں والدِ گرامی کی وجہ سے علمی و ادبی ماحول میسر آ چکا تھا لہٰذا علم و ادب سے ان کی دلچسپی میں روز افزوں اضافہ ہونے لگا۔ انہوں نے والدِ گرامی سے نہ صرف چند کتابیں ہی پڑھیں بلکہ ان کی طرح شعر گوئی کی طرف بھی مائل ہو گئے۔ پھر ان پر ایک وقت ایسا بھی آیا جب ان کے والد گرامی اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ والد کی وفات سے نہ صرف انہیں دلی صدمہ ہوا بلکہ انہیں زبردست معاشی دھچکا بھی لگا۔ جس کے بعد ان کے حالات یکسر دگرگوں ہو گئے اور وہ فکرِ معاش میں پریشان و سرگرداں رہنے لگے۔

سیماب اکبر آبادی سے انہوں نے باقاعدہ اصلاح لی۔ ان کی شاعری تو غزلیہ اشعار سے شروع ہوئی تھی لیکن اس کی انتہا نعتیہ اشعار پر ہوئی۔ نعت میں انہوں نے وہ زمانہ بھی دیکھا جب ہر طرف ان کا طوطی بولتا تھا۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ ان کی وفات سے چند آدمیوں کو نعت کے میدان میں اُبھرنے اور نمایاں ہونے کا موقع مل گیا۔ اگر آج حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ زندہ ہوتے تو یقیناً ان کی لکڑی کی طرح خشک شاعری کو قیامت تک پوچھنے والا کوئی نہ ہوتا۔ حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے بعد ان کی تگ و دو میں اور تیزی آ گئی جس کا بالآخر انہیں کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچ ہی گیا۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ انہوں نے نعت کے میدان میں دوسروں کی طرح خود کو نمایاں کرنے کی کبھی شعوری کوشش نہیں کی بلکہ یہ نعت کا فیضان عظیم تھا جس نے انہیں زمین سے اٹھا کر شہرت کے آسمان پر پہنچا دیا' اور اس کا انہیں خود بھی اعتراف تھا۔

نعت رسول ﷺ نے مجھے مشہور کر دیا ورنہ جہاں میں کوئی مجھے جانتا نہ تھا

میں سمجھتا ہوں کہ یہ نعت ہی کی کرم فرمائی ہے جو آج دنیا میں مظہر مظہر ہو رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک اور اس کے بعد بھی مظہر مظہر ہوتی رہے گی۔ میری نظر میں اس شہرتِ دوام کی اصل وجہ اُن کی نعت اور جناب منعوت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے غیر متزلزل وابستگی ہے۔ انہوں نے جب بھی نعت لکھی خالصاً سرکارِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا جوئی کے لئے لکھی' ہمارے معاشرے کے مختلف دینی طبقوں کی خوشنودی کے لئے نہیں اور نہ ہی مال کمانے کے لئے۔ میرا ایمان ہے کہ وہ لوگ جو نظریہء ضرورت کے تحت نعت لکھ رہے ہیں وہ عنقریب اپنی موت آپ مر جائیں گے' نہ صرف وہ مر جائیں گے بلکہ نعت خود انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فراموش کر دے گی۔

جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غیر متزلزل وابستگی کے بارے میں خود بھی کہتے ہیں:

Marfat.com

وہ سودائی ہوں جس کو ان ﷺ کے بام و در سے نسبت ہے
وہ دیوانہ ہوں جس کا ربط ان کے آستاں تک ہے
گدائے کوئے مدینہ ہوں کس کا منہ دیکھوں
انہیں کی بخششیں کافی ہیں مجھ گدا کے لئے

جنابِ سرکار ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی نسبت ازلی ہے:

میں اسی وقت سے منسوب تری ذات سے ہوں — جبکہ جبریل امیں بھی ترا دربان نہ تھا

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ ورسولہ عنہ نے جناب سرکار ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کے بارے میں کہا:

وَاحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عینِیُ	حضور ﷺ آپ سے بڑھ کر کوئی حسین و جمیل
وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ	نہ میری آنکھ نے دیکھا نہ عورتوں نے جنا
خُلِقْتَ مُبَرَّءً ا مِنْ کُلِّ عَیْبٍ	حضور ﷺ آپ تو ہر عیب سے مبرا ہیں
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ	کہ جیسا آپ نے چاہا خدا نے خلق کیا

منظوم ترجمہ: منیر قصوری

حضرت رُبیع بنت عفراء رضی اللہ ورسولہ عنہا ایک معروف صحابیہ ہیں۔ ان سے بعض لوگوں نے عرض کی! اماں جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فرمائیے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے تھے! وہ فرماتی ہیں:

''بیٹا اگر تم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیتے تو تمہیں ایسا معلوم ہوتا جیسے سورج طلوع ہوا ہوتا ہے'' سبحان اللہ! اماں جان کے اس ارشاد گرامی پر پوری نسل آدم قربان ہو کہ انہوں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کی تصویر کھینچ کے رکھدی''۔

حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن و جمال کے بارے میں خوب کہا ہے!

برتر از آدم و زیبا تر نسل آدم — خوب تر از ہمہ گلہائے گلستان جلیل

جناب سرکار ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ایک صحابی بھی ایسا نہیں جو ان کے جمال ذات اور جمال صفات کا قائل اور گرویدہ نہ ہو۔ حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے کہا میں نے خود یہ اندازِ نظر صحابہء کرام رضی اللہ ورسولہ عنھم سے لیا ہے۔ اور پھر وہ ذات والا تباء جو اللہ کی محبوب بھی ہو اور ممدوح بھی اس سے بے محبت کون نہیں کرے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے!

Marfat.com

''اللہ تعالیٰ نے جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا خلیل بنایا اور مجھے حبیب' خلیل اور حبیب میں بنیادی فرق یہ ہے کہ خلیل وہ ہے جو اللہ کی رضا چاہتا ہے اور حبیب وہ ہے جس کی اللہ رضا چاہتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا! اور آپ کا پروردگار عنقریب آپ کو اتنا کچھ عطا فرمائے گا کہ آپ (اس سے) راضی ہو جائیں گے۔''

حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا' مجھے کوئی جانتا نہ تھا' پہچانتا نہ تھا' میں نے چاہا کہ میں جانا جاؤں' پہچانا جاؤں' تو میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نور کو تخلیق کیا''۔

اہل ایمان و عشق کا اس پر مکمل طور پر ایمان ہے کہ جناب محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف اللہ تعالیٰ کا تعارف ہیں بلکہ واقعہ معراج کی رو سے اللہ تعالیٰ کے وجود کے واحد عینی شاہد ہیں۔

اگر مذکور بالا حدیث قدسی کے تناظر میں حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے درج ذیل شعر کو دیکھا جائے تو ان کا یہ شعر عین قرینِ حقیقت دکھائی دیتا ہے:

سمجھو تو وہ ہے آئنہ ذات کبریا ۔۔۔ دیکھو تو آدمی ہے' لباس بشر میں ہے

جناب سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے! ''جس نے مجھے دیکھا اس نے حق (اللہ تعالیٰ) کو دیکھا'' بہت سے عاشقان کرام کے پاس میرا بیٹھنا اٹھنا ہے' میں نے ان کو اللہ تعالیٰ کے دیدار کی تمنا کرتے نہیں دیکھا۔ وہ جب بھی تمنا کرتے ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے محبوب گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی تمنا کرتے ہیں۔ غالباً ان کے پیش نظر ہمیشہ یہی مذکور بالا حدیث نبوی ہوتی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن عالم گیر کا ضرور مشاہدہ کیا ہے۔ ورنہ وہ یہ بات اتنے دعویٰ اور وثوق سے نہ کہتے:

جو حسن میرے پیش نظر ہے اگر اُسے ۔۔۔ جلوے بھی دیکھ لیں تو طواف نظر کریں

یہی نہیں بلکہ ان کی نظر میں قرآن کریم کا مفہوم اور اس کا لفظ لفظ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے جمال کی تفسیر ہے۔

مری نگاہ میں قرآن کا ہے یہ مفہوم ۔۔۔ ہے لفظ لفظ جمالِ حضور ﷺ کی تفسیر

حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ اس بات سے بھی بخوبی واقف ہیں کہ سخنوروں نے جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کی تفسیر کے بہت زاویے ایجاد کئے۔ پھر بھی وہ تفسیر نہیں کر سکے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

Marfat.com

"سخنوروں نے بہت زاویے کئے ایجاد — نہ ہو سکی ترے حسن و جمال کی تفسیر

ویسے بھی قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے "جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی اس نے بے شک اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی" میں پوچھتا ہوں جب اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے تو پھر ان کا دیدار اللہ تعالیٰ کا دیدار کیوں نہیں۔ لیکن کیا کیا جائے خرد اس بات کو سمجھتی ہی نہیں۔ البتہ اس سلسلے میں حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کا جواب خوب ہے!

خرد سمجھے گی کیا مفہوم "سرِّ من رآنی" کا — خرد کی دسترس تو حلقۂ لفظ و بیان تک ہے

بر سبیل تذکرہ مجھے احسان دانش مرحوم کا یہ شعر یاد آ گیا ہے:

شعور ہو نہ سکا اور خلق نے برسوں — خدا کو سامنے دیکھا ہے آدمی کی طرح

حقیقت یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ کوئی معمولی حقیقت نہیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گزارش کی کہ الہ العالمین مجھے حقیقت محمدیہ سے آگاہ فرما' آواز آئی: بایزید سامنے دیکھو' کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے اور حقیقت محمدیہ کے درمیان نور کے ستر پردے حائل ہیں۔ وہ پہلا پردہ اُٹھانے کے لئے جب آگے بڑھے تو آواز آئی! بایزید یہیں ٹھہر جاؤ ورنہ ہم جلا کر راکھ کر دیں گے۔

مقام رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعت کو تصورات وخیالات کہاں پا سکتے ہیں۔ حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے سچ ہی تو کہا ہے:

ترے مقام کی رفعت کو پا نہیں سکتے — تصورات وخیالات یا رسول اللہ ﷺ

حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے مقام رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک گوشے سے پردہ اُٹھانے کی خوبصورت جسارت کی ہے:

صبحِ اولیں ان کے نور سے ہوئی روشن — ابتدا ہوئی ان سے اور انتہا یہ ہیں

جو ہے لاکھ پردوں میں اس کی ہے خبر ان کو — جو نظر نہیں آتا' اس سے آشنا یہ ہیں

عقل کو تو عرفانِ ذاتِ پاک کیا ہوتا — عشق باخبر بولا' نورِ کبریا یہ ہیں

اس میں کوئی شک نہیں کہ عقل وعشق نے حقیقت ومقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اپنے ذوق ونظر کے مطابق سمجھنے کی سعی کی ہے لیکن دونوں کے ذوق ونظر میں بڑا تفاوت ہے:

سمجھا خرد نے اور تعین اُنہیں عشق نے کچھ اور — بات اپنے اپنے ذوق کی' اپنی نظر کی ہے

حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کی نظر میں جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ ورسولہ عنہ جمال

Marfat.com

نبوی کے رمز شناس ہیں، اسی لئے وہ مشورہ دیتے ہیں:

مانگ اللہ سے اندازِ نگاہِ صدیق   کوئی آساں نہیں سرکار ﷺ کا عرفانِ جمال

اور یہ بھی حقیقت ہے:

وہ آئے تو ہوا انساں کو عرفاں ذات باری کا   حریم کعبہ بھی تھا ورنہ اک بتخانہ برسوں سے

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کی فضاؤں میں پرچم توحید بلند کیا تو اس کا پہلا تقاضا یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حریم کعبہ کو بتوں سے پاک اور صاف کر دیں تاکہ تمام بنی نوع انسان ایک خدا سے متعارف ہو سکیں اور اسے اپنا معبودِ حقیقی مانتے ہوئے اس کے حضور میں سجدہ ریز ہو جائیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو برگزیدگی عطا فرمائی اس کا نتیجہ تحویل قبلہ کی صورت میں رونما ہوا۔

سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے محض رسول ہی نہیں محبوب بھی ہیں۔ وہ ذات جس سے اللہ تعالیٰ بھی محبت کرتا ہو، اس کے شہر اور زندگی کی قسمیں کھاتا ہو، اس کی رفعت ذکر کا ذکر کرتا ہو، اس پر مسلسل درود وسلام بھیجتا ہو، بلکہ اسے اہل ایمان میں بھیج کر بڑے فخر کے ساتھ اپنا احسان بھی جتاتا ہو، اس محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعت وعظمت سے کوئی کافر ہی انکار کرے تو کرے، کوئی صاحب ایمان تو ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ ذات پاک جس کی حیات طیبہ کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حیات طیبہ تمہارے لئے بہترین نمونۂ زندگی ہے'' ایسے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک پیروکار امتی کو عشق ہو جانا ایک طبعی امر ہے۔

اس جہان آب وگل میں کسی کا کسی سے عشق اس کی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ ہوتا ہے۔ حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کو کسی معشوق مجازی سے عشق نہیں، انہیں اپنے عظیم محبوب حقیقی یعنی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق ہے، لیکن اس عشق کی وسعت اور اس کے مفہوم کا احاطہ لفظوں سے نہیں ہو سکتا۔ وہ فرماتے ہیں۔

عشق کا مفہوم لفظوں میں سجا سکتا نہیں   کیا بتاؤں! کیا ہیں محبوب ﷺ خدا میرے لئے

یہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہے جس نے انہیں نہ صرف نعت گو بنا دیا بلکہ سوز وگداز کی بے پایاں دولت سے بھی مالا مال کیا:

یہ میری شاعری میں جو سوز وگداز ہے   فیضانِ عشق خواجہ ﷺ بندہ نواز ہے

ان کی نعت گوئی کے عناصر ترکیبی میں دوسرا بڑا عنصر سوز وگداز ہی ہے:

مرے رنگِ نعت میں ہے مرے دل کا سوز شامل   بہ زبانِ شعر ونغمہ مرا عشق بولتا ہے

Marfat.com

نعت گوئی ان کا محبوب عمل ہے جسے وہ عبادت سے تعبیر کرتے ہیں:

نعت گوئی مرا محبوب عمل ہے مظہر
یہ عبادت مرے گھر شام و سحر ہوتی ہے

اور وہ اس عبادت کو بے وضو حرام سمجھتے ہیں:

بے وضو عشق کے مذہب میں عبادت ہے حرام
خوب رو لیتا ہوں خواجہ کی ثنا سے پہلے

مذکورہ بالا شعر کے تناظر میں درج ذیل شعر کو دیکھا جائے تو ان کا یہ دعویٰ برمحل نظر آتا ہے:

نبی ﷺ کی نعت جو قرطاس پر رقم کی ہے
تو پہلے ہم نے محبت میں آنکھ نم کی ہے

میرے ذاتی خیال اور رائے میں شعر گوئی کا ذوق تو مبداء فیاض عطا کرتا ہے مگر نعت ممدوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توفیق ہی سے ہوتی ہے۔ اگر ان کی توفیق شامل حال نہ ہو تو کوئی نعت کیا نعت کا ایک شعر بھی نہیں کہہ سکتا۔ اس کی ہمارے پاس ایک نہیں بے شمار مثالیں ہیں کہ عالم اسلام میں بے شمار ایسے شعراء ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی پوری زندگی میں نعت کا ایک شعر بھی نہیں کہا حالانکہ انہیں شعر کہنے میں بڑی قدرت اور ملکہ حاصل تھا۔

پھر حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر فیضانات کی طرح اس فیضان عظیم کا کیوں نہ اعتراف کریں:

یہ بھی ہے سرور کونین کا فیضان عظیم
میرا خامہ جو گہربار نظر آتا ہے

اس میں شک نہیں کہ ہر شاعر کا کوئی نہ کوئی معشوق و محبوب ضرور ہوتا ہے جس کے عشق و محبت، ذکر و یاد اور خیال و تصور میں وہ شعر کہتا ہے اور اس کی سب سے بڑی خواہش اور تمنا یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنے احساسات و جذبات کو شعری قالب میں ڈھالنے کے بعد اپنے معشوق و محبوب کی بارگاہ میں پیش کرے۔ حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کی تمنا بھی کچھ ایسی ہی ہے کہ انہوں نے جن کے لئے نعت کہی ہے انہیں ﷺ ضرور سنائیں:

اے کاش پڑھوں نعت مدینے میں پہنچ کر
اے کاش درِ شاہ ﷺ پہ مظہر نظر آئے

بات مدینہ تک آ گئی ہے تو کیوں نہ مدینہ کے بارے میں بھی کچھ اظہارِ خیال ہو جائے۔ میرے نزدیک مکان کی تمام تر عزت وعظمت اس کے مکین کے سبب سے ہوتی ہے۔ اگر مکین نہیں تو مکان سے کسی کی کیا نسبت۔ مدینہ کی زمین آفرینشِ کائنات کے دن سے موجود تھی۔ لیکن اُسے وہ مقام حاصل نہ تھا جو اُسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدم بوسی اور اس میں ان کی تا ابد آرام گزینی سے حاصل ہوا۔ ایک عاشق کے لئے تو معشوق کی رہائش گاہ بھی اتنی ہی دلکش و عزیز ہوتی ہے جتنا کہ وہ خود عزیز و محبوب ہوتا ہے۔ وہ اپنے محبوب ہی کی وجہ سے اُس زمین پر اپنے بوسے ثبت کرتا چلا جاتا ہے۔ بقول مظہر الدین

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ

کیوں نہ عشاق مدینے کی زمیں کو چومیں یہ زمیں خواجۂ عالم ﷺ کو پسند آئی ہے

مدینہ منورہ کی سرزمین سے ان کی محبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے ہے' کیوں نہ ہو کہ اس زمین پر ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضۂ اطہر اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ ان کے عاشقان کرام میں اپنی تجلیات بانٹ رہا ہے' اور یہی وہ ان کا روضہ اطہر ہے جو جمال مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آئینہ دار اور مظہر ہے۔ جس کا صرف طواف ہی وہ اپنے لئے فرض نہیں سمجھتے بلکہ وہ اس حرم نبوی کو اپنے لئے حرم کبریا ہی سمجھتے ہیں:

فرض ہے طوف جمال مصطفیٰ میرے لئے ہے حرم ان کا حریم کبریا میرے لئے

جناب رسالتمآب' فخر موجودات علیہ التحیات والصلوات نے مکہ مکرمہ میں دس سال تک اہل مکہ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت کی طرف دعوت دی لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ اس کے مقابلے میں مدینہ منورہ کی زمین پر قدم رکھنے سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے تک۔ مسلمانوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی اور اس طرح مدینہ منورہ مرکزِ اسلام بن گیا۔ حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے بجا ارشاد فرمایا:

جہاں میں پھیلا ہے نورِ خدا مدینے سے جہاں ہوا ہے خدا آشنا مدینے سے

مدینہ منورہ کی بدولت نہ صرف دنیا خدا آشنا ہوئی بلکہ وہ خود بھی!

طیبہ سے مجھ کو دولتِ عرفانِ حق ملی طیبہ کو دیکھ کر میں خدا آشنا ہوا

وہ سرزمین جس نے انہیں خدا آشنا کیا' اس نے انہیں کلام کی لاہوتی سرمستیاں بھی عطا فرمائیں جس کا وہ برملا اظہار کرتے ہیں:

مرے کلام کی سرمستیاں ہیں لاہوتی کہ فیضیاب ہے میری نوا مدینے سے

وہ مدینہ منورہ' جو گھر میں بیٹھے ہوئے آدمی کے دامن میں لاہوتی سرمستیاں ڈال دے' اس کی محبت اور اس کی زیارت کا شوق دل میں انگڑائیاں کیوں نہیں لینے لگیں گے۔ یہ اور بات کہ آدمی کے پاس زادِ سفر نہ ہو مگر حسرتِ سفر ضرور ہوتی ہے:

چل دوں سوئے مدینہ مگر پاشکستہ ہوں اڑ جاؤں سوئے طیبہ مگر بال و پر کہاں

مدینہ منورہ کے لئے ان کی حسرت سفر کیساتھ ساتھ ان کی تڑپ بھی دیکھنے کے قابل ہے۔ وہ آقا کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو اپنی تڑپ سے آگاہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

مرے کریم! مرے چارہ ساز و بندہ نواز تڑپ رہا ہوں ترے شہر کی ہوا کے لئے

Marfat.com

اس آگاہی سے ان کی مراد سامان سفر کی فراہمی ہے۔ انہیں اس بات کا پورا یقین ہے کہ صاحب مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سامان سفر کا اہتمام کرنا کوئی کارِ مشکل نہیں۔

دل میں ہے تیرے شہر کا ارمان یا رسول ﷺ
پیدا ہو غیب سے کوئی سامان یا رسول ﷺ
کیا غم اگر نہیں کوئی سامان یا رسول ﷺ
بے آسروں کا تو ہے نگہبان یا رسول ﷺ

اگر مسافر کو سامان سفر کہیں سے میسر آ بھی جائے تب بھی بات نہیں بنتی، سامان سفر کی دستیابی سے کہیں پہلے اذن سفر کا حصول ضروری ہے۔ ورنہ بقول حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ

میں چاہوں تو جا سکتا نہیں شہر نبی ﷺ میں
وہ چاہیں تو یہ مرحلہ آسان بہت ہے

اس کی اغلب وجہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے مسافر کو اذن سفر بھی اور سامان سفر بھی جناب سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ اور اس قبیلے کے لوگ زادِ سفر میسر نہ ہونے پر اپنے خواجہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت سے مایوس نہیں ہوا کرتے:

زادِ سفر اگرچہ میسر نہیں مگر
مایوس اپنے خواجہ ﷺ کی رحمت سے ہم نہیں

جناب سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہیں اذنِ سفر ملنے کی قوی امید ہے:

کھلے گا میرے لئے ایک دن درِ رحمت
ملے گا مجھکو بھی اذنِ سفر مدینے کا

انہیں یہ بھی یقین ہے:

جب قافلے مستوں کے پہنچیں گے مدینے میں
مظہر بھی کھڑا زیر دیوار نبی ﷺ ہو گا

حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کی جوانی کا دور تمنائے مدینہ لئے گذر گیا بلکہ ادھیڑ عمری بھی اسی طرح گذر گئی بالآخر وہ پیرانہ عمری کے مرحلے میں داخل ہو گئے مگر تمنائے مدینہ تھی کہ بر آنے کا نام نہیں لیتی تھی، جس کی وجہ سے وہ سخت پریشان اور افسردہ رہتے تھے۔ مدینہء منورہ کی زیارت سے محرومی اور پیرانہ عمری کا خیال انہیں رہ رہ کر ستاتا تھا۔ انہیں مدینہ منورہ سے دوری کا سخت قلق تھا۔ چنانچہ اپنے دل سے کہتے ہیں:

اے دل! اب وقت ہے پیری کا مدینے پہنچیں
آشیانے میں پرندہ سرِ شام آتا ہے

مذکورہ بالا شعر میں صرف وہ تلازمے ہی موجود نہیں جو ایک اچھے شعر کی جان ہوتے ہیں بلکہ اس میں شاعر کا سوز و گداز، دردِ غم، کرب و اضطراب، عشق و رقت اور ذوق و شوق بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ شعر میں پیری کا وقت اور آشیانے میں پرندے کا سرشام آنا وہ بلیغ اشارے اور استعارے ہیں کہ جن کی تشریح کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ ہر فراق زدہ صاحب دل ان الفاظ کے پس پردہ معانی و مفاہیم بہت اچھی طرح سمجھتا ہے۔

Marfat.com

انسان کا سب سے بڑا ہمراز اس کا دل ہوتا ہے۔ اور دل کا سب سے بڑا ہمراز خود صاحب دل۔ اس لئے کہ دل کی بے قراری ہی صاحبِ دل کی بے قراری ہوتی ہے۔ حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ نہ صرف دل کی بے قراری و بیتابی سے واقف ہیں بلکہ اس کی قرارگاہ سے بھی بخوبی آشنا ہیں:

پہنچ کر منزل مقصود پر ٹھہرے گا دل میرا یہ میرے دل کی بیتابی درِ شاہ ﷺ جہاں تک ہے

حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے لئے زادِ سفر کی ضرورت محض ایک بشری تقاضا ہے۔ ورنہ تو وہ زادِ سفر پر تکیہ کرنے کو حرام سمجھتے ہیں۔ اور وہ بھی راہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور بالخصوص جہاں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شریک سفر بنا رہے ہوں۔ عاشق اور عشق دونوں زادِ سفر سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ ان کی نظر میں زادِ سفر غیر کا مقام رکھتا ہے:

راہِ نبی ﷺ میں غیر پہ تکیہ حرام ہے اے عشق آ! کہ بے سر و ساماں سفر کریں

وہ عشق کو محض شریک سفر کے طور پر اپنے ساتھ نہیں لینا چاہتے' وہ اس کی رہبری میں اس مقدس سفر کی تکمیل چاہتے ہیں کیونکہ وہ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ عشق کی رہبری کے بغیر کعبہ کا سفر بھی رائیگاں ہوتا ہے:

رائیگاں ہوتا ہے کعبے کا سفر بھی مظہر عشق گر قافلہ سالار نہ ہونے پائے

مدینہ منورہ میں جس حالت میں وہ پہنچنا چاہتے ہیں اس کا منظر بھی کچھ کم دل نشین اور جاں گداز نہیں۔

مزا تو جب ہے کہ طیبہ میں اس طرح پہنچوں زباں پہ نعت ہو چہرے پہ خاکِ راہِ رسول ﷺ

یہی نہیں بلکہ وہ تو یہاں تک چاہتے ہیں:

ملے حضوری تو رُک جائے گردشِ دوراں وہ سامنے ہوں تو ٹھہرا ہوا زمانہ ہو

بظاہر مذکور بالا شعر حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ذات کے حوالے سے لکھا ہے مگر یہ ہر عاشقِ صادق کے دل کی آواز اور تمنا ہے بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس میں میرے جذبات کی ترجمانی کی ہے کیونکہ میں حالت وصال میں اسی قسم کی کیفیت کا آرزومند ہوں۔

جناب سرکارِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صاحب اقتدار و اختیار رسول ہیں۔ اسی لئے تو ہم انہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختارِ کل سمجھتے ہیں۔ حدیث نبوی سے پتا چلتا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دس صحابہ کرام (عشرہ مبشرہ) رضی اللہ و رسولہ عنھم کو جنت میں داخل ہونے کی بشارت دی تو وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اجازت لے کر تمہیں جنت میں داخل ہونے کی بشارت دے رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دریائے رحمت جوش میں تھا۔

Marfat.com

بشارت دینا چاہتے تھے، دیدی اور اُن کا یہ بشارت دینا اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف بھی نہیں کیونکہ ان کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہر قول اللہ تعالیٰ ہی کا قول ہے۔ جب ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے تو پھر ان کی بات اللہ تعالیٰ کی بات کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: ''اللہ عطا فرمانے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔'' ویسے بھی ایک دنیوی اصول ہے کہ لینے والے کو دینے والے سے اتنی غرض نہیں ہوتی جتنی تقسیم کرنے والے سے، کیونکہ اس نے کوئی عطیہ، کوئی خیرات یا کوئی صدقہ بالآخر تقسیم کار کے ہاتھوں ہی سے وصول کرنا ہوتا ہے۔ عطا کرنے والے سے رابطہ کرنے کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب تقسیم کار کوئی چیز دینے سے انکاری ہو۔ یہاں تو تقسیم کار جناب رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو سائل کو کسی طور بھی محروم نہیں رکھتے بلکہ سائل کی ضرورت سے سوا عطا فرماتے ہیں۔ ایک اور حدیث نبوی ہے جس میں جناب سرکار ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک صحابی جن کا نام ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا ان سے فرمایا: ''اے ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! مجھ سے جو چاہو، مانگو۔'' حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبِ اقتدار و اختیار ہونے پر غیر متزلزل ایمان رکھتے ہیں:

وہ چاہیں تو صدف کو دُرِ بے بہا ملے
وہ چاہیں تو خزف کو حریف گہر کریں
فرمائیں تو طلوع ہو مغرب سے آفتاب
چاہیں تو اک اشارے سے شقِ قمر کریں
وہ اگر چاہیں تو ذروں کو بنائیں خورشید
کسی قانون کے تابع نہیں رحمت کے اصول
اپنی بگڑی ہوئی تقدیر پہ رونے والے
رو مگر سرورِ عالم کی کریمی کو نہ بھول
مرا نبی ﷺ مری تقدیر کو بدل دے گا
کہ نام احمد مختار ہے محمد ﷺ کا

بالآخر جناب احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تقدیر بدل ڈالی اور اپنے شہر کرم میں انہیں طلب فرمالیا، نہ صرف طلب فرمالیا بلکہ سامان سفر بھی فراہم فرمادیا تو حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کی زبان پر درج ذیل یقین آمیز اشعار جاری ہو گئے:

نظر کے سامنے ہوں گے حرم کے دلنشیں جلوے
مری تاریک دنیا میں اُجالا ہونے والا ہے
مرے دریا کی اک اک موج طوفاں بننے والی ہے
مرے اشکوں کا قطرہ قطرہ دریا ہونے والا ہے

حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ بڑے خوش نصیب ہیں کہ انہیں پیرانہ عمری میں بارگاہِ رسالت میں حاضری کا پروانہ مل گیا ورنہ بے شمار لوگ اس کی حسرت لئے دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں اور وہ یہ کہنے کے قابل بھی نہیں ہوتے:

پیری کا زمانہ ہے مدینے کا سفر ہے
صد شکر مری شام ہم آغوش سحر ہے

Marfat.com

چنانچہ وہ رقص کرتے ہوئے رخت سفر باندھتے ہیں اور مدینہ منورہ......دیار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سفر کرتے ہوئے مکہ مکرمہ میں پہنچ جاتے ہیں، حج وعمرہ ادا کرتے ہیں، یہاں ان کا پڑاؤ اور قیام عارضی ہے۔ یہاں سے وہ بہت جلد روانہ ہونے والے ہیں۔ ان کی نظر میں یہ مقام ایک رہگزرِ عام کی حیثیت رکھتا ہے، ان کی منزل شوق نہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:

کعبے کے بعد مدینہ کا سفر ہے مظہر — منزل شوق ہے اس رہگزرِ عام کے بعد

مکہ مکرمہ ان کی منزل شوق ہو بھی نہیں سکتا کہ وہ تو صاحب مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں سرشار ہیں۔ ویسے بھی عاشقان کرام کا کعبہ مکہ میں نہیں مدینہ منورہ میں ہے۔ مدینہ منورہ تو وہ خنک شہر ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی جلوہ سامانیاں بڑی واضح طور پر دکھائی دیتی ہیں۔ یہ وہ شہر ہے جہاں دل ونظر ہی کو آسودگی میسر نہیں آتی بلکہ بیقرار روح کو بھی امان حاصل ہوتی ہے:

مدینہ جا کے میری روح مضطر نے اماں پائی — جنوں کی راہ میں یوں تو حرم بھی اک مقام آیا

بات یہاں ایک عاشق صادق کے جذبات و احساسات، جذب و شوق، عشق و جنوں اور اضطراب و اضطرار کی ہے، مجھے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ میں ''یوں تو حرم بھی اک مقام آیا۔'' کسی قسم کی گرفت کی بات کروں۔ میں نہ کوئی فقیہہ ہوں، نہ مفتی اور نہ محتسب، البتہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشقان کرام کی گرد راہ ہوں اور ایسی گرد راہ جو اُن کے دامنوں کو آلودہ نہیں کرتی تھام ضرور لیتی ہے، ویسے بھی یہاں میری حاشیہ آرائی کی بالکل ضرورت نہیں۔

شہر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جہاں اور بہت سی خوبیاں ہیں وہاں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ اپنے عاشقانِ گرامی کو محبت کے سارے آداب اور قرینے سکھا دیتا ہے:

جبکہ میں شہر نبی ﷺ میں پہنچا — آ گئے سارے محبت کے قرینے مجھ کو

ابھی وہ مدینہ منورہ سے باہر تھے کہ اپنے بیتاب دل کو باادب ہونے کی تلقین کر رہے تھے:

دل بیتاب ٹھہر! اے دل بیتاب ٹھہر! — باادب باش! کہ طیبہ کا مقام آتا ہے

نہ صرف اپنے بیتاب دل کو آداب سکھا رہے تھے بلکہ نگاہِ شوق کو مدینہ منورہ کے مقام سے آگاہ کرتے ہوئے اُسے باادب رہنے کا درس دے رہے تھے:

ادب! ادب! نگہ شوق! یہ مدینہ ہے — یہاں نظر کی بھی آوارگی ہے بے ادبی

آدمی صاحب مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام کرے اور مدینہ کا احترام نہ کرے، یہ ممکن

Marfat.com

دم بخود شہرِ نبی ﷺ میں ہوں بپاسِ تکریم   آج دیوانہ بھی ہشیار نظر آتا ہے

وہ اپنے مدینہ منورہ میں پہنچنے کو ایک تشنہ کام کے بحرِ کرم تک پہنچنے سے تعبیر کرتے ہیں اور انہیں اس بات کی خوشی ہے کہ وہ دوسرے زائرین مدینہ سے پیچھے نہیں رہے:

میں بھی دیارِ شاہ ﷺ امم تک پہنچ گیا   اک تشنہ کام بحرِ کرم تک پہنچ گیا

اب حالات یکسر بدل چکے ہیں اب انہیں کسی قسم کی کوئی پریشانی اور افسردگی نہیں بلکہ مدینہ منورہ میں پہنچتے ہی اُن کے چہرے پر خوشی سے نکھار آ گیا ہے:

نظر آتا تھا پریشان و فسردہ مظہرؔ   رنگ چہرے کا مدینے میں نکھر آیا ہے

جنابِ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شہر کے دیوار و در ربِ غفور عز وجل کے نشانات (شعائر) ہیں۔ حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے غلط نہیں کہا:

یہ دیوار و در شہرِ خیر ﷺ الوریٰ کے   نشانات ربِ غفور اللہ اللہ

سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک عاشق بھی ایسا نہیں جو اپنے ہر سانس کی آمد وشد کے ساتھ مدینہ ومنورہ تک اپنی رسائی کی تمنا نہ کرتا ہو، مگر وہاں کی حاضری خداداد ہے۔ حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں کہ اس کی مہربانی سے انہیں مدینہ منورہ کی زیارت اور وہاں قیام کا موقع میسر آیا:

شکر ایزد کہ مظہر نوازا گیا   شکر ایزد کہ مظہر مدینے میں ہے

مذکور بالا شعر میں "نوازا گیا" اور "مدینے میں ہے" کے مختصر ترین کلمات میں پائی جانے والی فصاحت اور بلاغت ہمیں بتاتی ہے کہ حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے کلام میں ایجاز بھی ہے اور اعجاز بھی۔ وہ تھوڑے لفظوں میں اپنی بات کہنے پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ شعر کے دونوں مصرعوں میں "شکر ایزد کہ مظہر" کے لفظوں کی تکرار نے بات کرنے کی گنجائش ہی کہاں چھوڑی تھی مگر وہ بات کرنے کی گنجائش نہ ہونے کے باوجود بڑی سلیقہ مندی سے اپنی بات مکمل کر گئے۔ ان کی اس شاعرانہ مہارت پر رشک آتا ہے کہ میں اسے فن نہیں جمالِ فن سمجھتا ہوں۔

حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کو نعت گوئی کے فن میں بدرجۂ کمال مہارت اور دسترس حاصل ہے۔ انہیں نہ صرف نعت گوئی کا مکمل شعور اور ادراک ہے بلکہ ان کا لفظوں کا برمحل استعمال قاری کو حیرت میں ڈال دیتا ہے:

رقص کرتے ہوئے سامان سفر باندھا تھا   وجد کرتے ہوئے سرکا ﷺ تک آ پہنچے ہیں

جب وہ بارگاہ نبوی سے کہیں دور پاکستان میں رختِ سفر باندھ رہے ہیں تو خوشی کی حالت

Marfat.com

میں رقص کناں ہیں لیکن بارگاہ نبوی میں وجد کرتے ہوئے پہنچتے ہیں۔ ''رقص کرتے ہوئے'' میں ''وجد کرتے ہوئے'' کے مقابلے میں خوشی کا اظہار ضرور ہے لیکن وہ تقدس نہیں جو وجد کا خاصہ ہے۔ ویسے بھی وجد میں جو سرمستی و سرشاری پائی جاتی ہے۔ رقص میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ یہ مقام ہوش کا ہے۔ اچھا ہوا کہ یہاں انہوں نے ہوش سے کام لیا جوش سے نہیں۔ اگر وہ شعر کے دوسرے مصرع میں بھی جوش سے کام لیتے ہوئے ''رقص کرتے ہوئے'' کہتے تو سچی بات ہے مارے جاتے' کیونکہ یہ وہ ادب گاہ ہے' جس کے بارے میں جناب عزت بخاری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں:

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر　　　نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اور بقول اُردو لغت کے امیر الشعراء جناب امیر مینائی رحمتہ اللہ علیہ:

روضۂ پاک پہ سب ضبط نفس کرتے ہیں　　　اس گلستاں میں دبے پاؤں ہوا آتی ہے

حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے بارگاہ نبوی کی نازک مقامی کو ہمیشہ دھیان میں رکھا ہے۔ مدینہ منورہ میں پہنچ کر یہ بات ان کے مشاہدے اور تجربے میں آئی:

نظر فروز ہے شہر نبی ﷺ کی صبح جمیل　　　ہزار جلوہ در آغوش ہے حجاز کی شام

مجھے بھی چاہئے مثل کلیم تاب نظر　　　کہ روضۂ شہ دیں ہے تجلیوں کا مقام

بات صرف تابِ نظر کی نہیں دل ناصبور کی بھی ہے جو حضوری کی حالت میں بھی آہ و فغاں کر رہا ہے۔ وصال کی حالت میں بھی دل کا آہ و فغاں کرنا اللہ اکبر! چاہیے تو یہ تھا کہ راحت وصل کے باعث ان کا دل ناصبور پرسکون ہو جاتا مگر ایسا ہوا نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ دلِ ناصبور کے پرسکون نہ ہونے کے دو ہی سبب ہو سکتے ہیں۔ ایک ہجر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آہ و فغاں کا عادی ہونا اور دوسرا مل کر بچھڑ جانے کا خوف اور غم:

حضوری میں بھی محو آہ و فغاں ہے　　　یہ میرا دل ناصبور اللہ اللہ

مدینہ منورہ سے اُن کی والہانہ اور بے پناہ محبت کا اندازہ ان کے درج ذیل شعر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

یہ تو طیبہ کی محبت کا اثر ہے ورنہ　　　کون روتا ہے لپٹ کر در و دیوار کے ساتھ

مذکور بالا شعر مجھے زبان حال سے بتا رہا ہے کہ انہوں نے شہر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر در و دیوار کے ساتھ لپٹ کر یقیناً گریہ زاری کی ہوگی اور یقیناً جناب صاحب مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی اس گریہ زاری کو دیکھ کر پذیرائی فرمائی ہوگی۔ اگر آج حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ ہمارے درمیان ہوتے تو یقیناً میں ان سے پوچھتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ان کی اس گریہ زاری کا

Marfat.com

کیا صلہ عطا فرمایا تھا؟

حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کا درج ذیل شعر بھی ہمیں بتاتا ہے کہ عرض نیاز کے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت کچھ عرض کیا ہوگا:

حال اپنا کہہ! کہ موقع عرض نیاز ہے　　وہ ملتفت بھی ہیں درِ رحمت بھی باز ہے

حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے کلام میں ان کا انفرادی غم اپنی معراج پر نظر آتا ہے:

ان دنوں سرکار ﷺ کا خادم بڑی مشکل میں ہے　　اے انیس بیکساں! اے چارۂ بیچارگاں
رحم اے خواجہ کہ میں سبز فگار آیا ہوں　　لے کے دربار میں حال دل زار آیا ہوں
تیرے گھر، تیری گلی، تیرے دیار آیا ہوں　　کئی اُمیدیں، کئی حسرتیں لے کر دل میں

لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان کے کلام میں اجتماعی غم یعنی غم ملت جسے ہم روح عصر کا نام دیتے ہیں سرے سے مفقود ہے۔ بلکہ یہ غم تو ان کے ذاتی غم سے بھی زیادہ شدید ہے اور ان کے کلام میں اپنی پوری شدت کے ساتھ جلوہ گر اور کارفرما ہے۔ اس لئے کہ شاعر رنگیں نوا قوم کا دیدۂ بینا ہوتا ہے۔ وہ بارگاہ نبوی میں عرض پرداز ہیں۔

آج پھر تیری اُمت ہے خوار و زبوں درد مندوں کی آنکھوں سے جاری ہے خوں
میرے آقا ﷺ سفینہ ہے منجدھار میں میرے خواجہ سفینہ ٹھکانے لگا
یاور بیکساں خلق کے راہبر! ہم غلاموں پہ بھی لطف کی اک نظر
تیرے قربان مایوسیاں بڑھ گئیں، تیرے قرباں یقیں ڈگمگانے لگا
پھر ہمیں عظمت بوذری بخش دے شان فاروق و فقرِ علی بخش دے
پھر زمانے کے انداز ہیں خشم گیں، پھر زمانہ ہمیں آزمانے لگا

شفیع حشر گنہگار پر بھی ایک نظر　　گناہگار بھی ہے آج حاضر دربار
غلام ابنِ غلام و غلامِ ابنِ غلام　　تھے جس کے سارے اب وجد فدائی سرکار ﷺ
کرم تھا جن کا انیس، جن کا رفیق　　کرم پہ آپ کے تھا جن کی زندگی کا مدار
ہوں داد خواہ کہ مغموم و سوگوار ہوں میں　　ہے دل شکستہ، جگر ٹکڑے ٹکڑے، سینہ فگار
زبان کھل نہیں سکتی کہ ہے مقام ادب　　یہ بارگاہ مقدس، یہ آپ ﷺ کا دربار
جو دل میں درد ہے وہ قابل بیاں بھی نہیں　　جو داغ سینے میں ہیں کس طرح ہو ان کا شمار
حضور ﷺ آپ پہ ظاہر ہے حال قوم و وطن　　حضور جانتے ہیں آپ غیب کے اسرار

Marfat.com

حضور علیہ ﷺ ایک توجہ کہ وقت نصرت ہے
حضور علیہ ﷺ ہو گئے دنیا میں ہم ذلیل و خوار
کرم کی ایک نظر ہو تو سب بدل جائے
نظامِ گردشِ دوراں، نظامِ لیل و نہار
المدد! المدد! شہ کونین
وقت نصرت ہے غمگسار حرم
الغیاث! الغیاث! میرِ عرب
آج خطرے میں ہے وقارِ حرم
متحد ہیں یہود بہر قتال
منتشر جملہ شہوارِ حرم
ہیں کلیسا و دیر شیر و شکر
زہر آلود خلفشارِ حرم
اب دلوں میں نہیں وہ جوش عمل
ہو گیا سرد شعلہ زارِ حرم
چارہ ساز شکستگاں! فریاد
دیکھ پامالیٔ بہارِ حرم

بنو امیہ کے دور سے لے کر آج تک مسلمانوں پر ابتلا کا دور ہے اور یہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا، اس میں غیروں کی ریشہ دوانیوں کے علاوہ اپنوں کا باہمی انتشار و افتراق بھی کارفرما ہے۔ اتحاد و یگانگت کی بظاہر کوئی صورت بھی نظر نہیں آتی۔ اس وقت پوری ملت اسلامیہ اس قدر بیمار ہے کہ عضو معطل نظر آتی ہے۔ جو جہادی تنظیمیں دشمن سے برسر پیکار ہیں انہیں اپنوں کی عدم توجہی کمک بہم نہیں پہنچا رہی۔ ایسے حالات میں ہمارے لئے بارگاہِ نبوی کی طرف رجوع انتہائی ناگزیر ہے:

اے طبیب دو جہاں! تیرا کرم ہے درکار
اے مسیحائے زماں! وقت مسیحائی ہے

حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں طلب کرم حسن کرم کے سانچے میں ڈھلی ہوئی نظر آتی ہے:

پھیلا ہے دور تک شہا! تیرے کرم کا سلسلہ
قریہ بہ قریہ، کو بہ کو، دجلہ بہ دجلہ، یم بہ یم
میں بھی ہوں ایک غمزدہ میں بھی ہوں ایک بے نوا
میں بھی ہوں سائل نظر میں بھی ہوں طالب کرم
میرے دل تباہ کو جلوہ تابناک دے
ذرہ خاک راہ کو بخش تجلیٔ حرم
دونوں ہیں طالبان کرم داد خواہ بھی
میں بھی ہوں ملتجی، مرا حال تباہ بھی

مدینہ منورہ شہر محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونے کی وجہ سے ایک عاشق کی نظر میں جو مقام رکھتا ہے وہ جنت ماویٰ کو بھی حاصل نہیں۔ ایک عاشق صادق کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ شہر محبوب کے کوچہ و بازار کا نظارہ کرتے ہوئے جنت ماویٰ کی طرف بھی دھیان کرے۔ میرے خیال میں حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے درج ذیل شعر خود نہیں کہا بلکہ اُن کے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مدینہ سے خلوص محبت نے اُن سے یہ شعر کہلوایا ہے:

Marfat.com

کون اب جنت ماویٰ کی طرف دھیان کرے
تیرا کوچہ ترا بازار نظر آتا ہے

حدیث نبوی کی رو سے ہر صبح ستر ہزار فرشتے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ہدیہ درود و سلام پیش کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور اتنے ہی شام کے وقت اور جو فرشتے ایک بار حاضری دے دیتے ہیں، ان کی باری پھر قیامت تک نہیں آئے گی۔ فرشتوں کا روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے در و دیوار کا طواف کرنا تمام تر سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ روضۂ اطہر کی یہ عظمت اور یہ مقام اس ذات عظمت مآب و جلالت مآب ہی کا عطا کردہ ہے:

فرشتے تیرے در و بام کے طواف میں ہیں
یہ عظمت در و دیوار و بام تجھ سے ہے

آدمی مدینہ منورہ سے پلٹ تو آتا ہے لیکن حافظ مظہر الدین کی واپسی ایسی واپسی بھی کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے:

جلوے سمٹ کے دیدۂ و دل میں سما گئے
جب میں در حبیب ﷺ خدا سے جدا ہوا

مدینہ منورہ کے جلوے دیدۂ و دل میں کھربوں کی تعداد میں کیوں نہ سمٹ آئیں شہر محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تمنا دیدہ و دل کو ایک پل چین لینے نہیں دیتی کیونکہ شہر محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سرور و کیف وہیں میسر ہے جہاں وہ شہر ہے۔

خدا کرے مجھے اک روز پھر میسر ہو
سرور و کیف جو شہر شہ ﷺ امم میں تھا

یہ اور بات کہ انسان کو اس کے معاشی اور معاشرتی تقاضے مدینہ منورہ سے واپس لے آتے ہیں لیکن اس کا دل مدینہ منورہ ہی میں رہ جاتا ہے۔ حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ یونہی تو جمال سید لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قسم نہیں کھا رہے ہیں:

جمال سید لولاک کی قسم مجھ کو
کہ دل ہوا ہے نہ ہوگا جدا مدینے سے

ان کی یہ بات بھی غلط نہیں

عجیب شان سے مظہر کی زندگی گزری
عرب میں روح تھی لیکن بدن عجم میں تھا

حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں ان کی تمناؤں اور دعاؤں کا اک جہان آباد ہے:

تری عظمتوں کے قرباں ترے در سے مانگتا ہوں
دل سعدیؒ و نظامیؒ، دل رومیؒ و سنائیؒ

گداز رومیؒ و جامیؒ و عشق خسروؒ دے
بہ سوز سینۂ سعدی و حافظ و خیام

روح میں سوز ہو دل مائل فریاد رہے
اک نظر خواجہ ﷺ کہ دنیا مری آباد رہے

درد وہ دے کہ مزا جس کا نہ ہرگز بھولوں
وہ تڑپ بخش کہ تا حشر مجھے یاد رہے

Marfat.com

وہ حسن دے جو تری طلعتوں کا مظہر ہو
وہ نور دے جو فروغ دل و نگاہ بنے

دعا لبوں پہ جو آئے اسے مراد ملے
دعا بھی مانگوں تو انداز والہانہ ہو

ہمیشہ مدحت خیر الانام ﷺ میں گزرے
دعا ہے عمر درود و سلام میں گزرے

جب تک بدن میں جان دھن میں زباں رہے
لب پر ثنائے خواجۂ کون و مکاں رہے

جاری رہے حضور ﷺ کی مدحت کا سلسلہ
جب تک جئوں یہ نور کا چشمہ رواں رہے

میرا ہر شعر دُرِ ناب بنا دے آقا ﷺ
میری کوشش کہیں بیکار نہ ہونے پائے

حضور ﷺ ایک نظر، اک نگاہ بندہ نواز
حضور ﷺ ایک نظر، اک نگاہ بھی ہے بہت

حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پیرایۂ بیان میں بڑی دلکشی پائی جاتی ہے، وہ طویل بحروں میں بھی بڑی آسانی اور روانی سے شعر کہنے پر قدرت اور ملکہ رکھتے ہیں:

جن کے فیض کرم پر مجھے ناز ہے تا ابد جن کی رحمت کا دربار ہے
کیا عجب ان کے در سے مجھے بھی عطا سوز رومیؒ و سعدیؒ و عطارؒ ہو
آفتاب نبوت کی گر اک کرن زندگی کے افق پر ہو جلوہ فگن
میری ہر صبح، صبح دلآویز ہو میری ہر شام شام ضیا بار ہو

ان پر قرآن و حدیث کا فیضان بڑا واضح دکھائی دیتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے "بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان میں ایک رسول کو مبعوث فرما کر ان پر بڑا احسان کیا ہے۔" میں تو اُن کے درج ذیل شعر کو قرآنِ مجید کی اسی آیت کے تناظر میں دیکھتا ہوں:

شکر خدا کہ امت خیر الوریٰ ﷺ میں ہوں
خوش بخت ہوں کہ میرے پیمبر حضور ﷺ ہیں

حدیث قدسی ہے: "اے محمد صلی اللہ علیک وآلک وسلم اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو تخلیق نہ کرتا۔" حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ کہا تو غلط نہیں کہا:

نہ ہوتے ارض و سماوات و عرش و لوح و قلم
اگر نہ ہوتی تری ذات یا رسول اللہ ﷺ

ان کے کلام میں قدرت کلام کی جھلکیاں بھی دکھائی دیتی ہیں:

نظر کے سامنے جب روضۂ خیر البشر ہوگا
بس اک آئینہ ہوگا اور آئینہ نگر ہوگا

میرے اشکوں میں ہے نمود ان ﷺ کی
میرے اشکوں کے درمیاں ہیں حضور ﷺ

ندرت خیال کے منظروں کے علاوہ ان کی نازک خیالی کا منظر بھی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے:

اٹھا دیا مجھے بیکار شور محشر نے
لحد میں بھی میں خیال شہ امم ﷺ میں تھا

Marfat.com

وہ وحی اور قرآن مجید کو جناب سرکار ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر اور ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکایت سے تعبیر کرتے ہیں:

وحی کیا چیز ہے قرآن کیا ہے؟ ذکر ان ﷺ کا ہے، حکایت اُن ﷺ کی

ان کا تصورِ حیات نفس کی آمد و شد نہیں بلکہ کوچۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں زندگی گزارنا ہے:

نفس کی آمد و شد کا حیات نام نہیں وہ زندگی ہے جو گزرے میانِ کوئے رسول ﷺ

اللہ اکبر! کیا خوبصورت تصورِ حیات ہے۔ اُن کے نزدیک تصورِ جنت اس کے سوا کچھ اور نہیں:

خلد کیا ہے مرے آقا ﷺ کے غلاموں کا مقام مالکِ باغِ ارم ہیں مرے مولا والے

عصرِ حاضر میں جہاں مسلمانوں کو اور بہت سے مسائل درپیش ہیں وہاں ایک مسئلہ ختمِ نبوت کا بھی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت اور رسالت کا سلسلہ ختم کر دیا ہے جس کی تائید و تصدیق قرآن مجید سے بھی اور حدیث نبوی سے بھی ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں لہٰذا نبوت و رسالت کا پھاٹک بند ہو چکا، اب کوئی نبی آئے گا اور نہ رسول مگر کفر کا کیا کیا جائے کہ وہ مسلمانوں کو ان کے صراطِ مستقیم سے ہٹانے کے لئے آئے دن نئے شوشے چھوڑتا رہتا ہے لیکن راسخ العقیدہ مسلمان کبھی اس کے جھانسے میں نہیں آتے۔ الحمدللہ! حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ ایسے جلیل القدر لوگ نہ صرف خود ختمِ نبوت پر مکمل ایمان رکھتے ہیں بلکہ اس حقیقت کا برملا اظہار بھی کرتے ہیں:

ختم ہے سلسلۂ وحی و نزولِ جبریلؑ کوئی پیغام نہ آیا ترے پیغام کے بعد

اب تیرے بعد آ نہیں سکتا کوئی نبی تو ہے خدا کی آخری برہان یا رسول ﷺ

وہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی اور رسول ہونے پر ہی ایمان نہیں رکھتے بلکہ اس بات پر بھی پختہ یقین رکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں میں بے ادبی کی سزا ضرور دیتا ہے۔ کیونکہ یہ اس کا قانون ہے جس سے مفر نہیں:

قانونِ الٰہی ہے کہ گستاخِ نبی ﷺ کو دارین میں ملتی ہے سزا بے ادبی کی

حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کی نعتیہ شاعری میں، اقبال عظیم مرحوم کی بے بصیری کی طرح، پیرانہ عمری کا شدید احساس اور اس کا ذکر ان کی شاعری کا طرۂ امتیاز نظر آتا ہے:

اب تو مظہر پہ کچھ اور بھی ہو کرم ہوگیا اب تو بوڑھا غلام آپ ﷺ کا

Marfat.com

یوں تو ہر چھوٹے بڑے شاعر نے نعت گوئی کے سلسلے میں اپنے عجز وانکسار ہی کا ذکر کیا ہے لیکن حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کا اظہار عجز اپنی جگہ دل نشین اور دلآویز ہے:

زندگی مدح شہ ﷺ کون و مکاں میں گزری ہو سکا شعر کوئی پھر بھی نہ شایانِ جمال

کب ترا حسن ہے محتاج ثنائے دگراں کہ تری ذات ہے خود حجت و برہانِ جمال

امام العاشقین حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمتہ نے اپنے درج ذیل شعر میں جناب سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتے کا نام جامی ہونے کی تمنا کی ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسے جامی کہہ کر آواز دیتے۔ سبحان اللہ! کیا عجز وانکسار اور کیا فروتنی ہے:

سگت را کاش جامی نام بودے کہ رفتے بر زبانت گہ گہ ایں نام

حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے درج ذیل شعر میں خود کو "سگ کوئے مدینہ" کہا ہے:

آج مظہر سے سرراہ ملاقات ہوئی آج ہم نے بھی سگ کوئے مدینہ دیکھا

میں نے بعض لوگوں کو اس قسم کے اشعار اور شاعروں پر تنقید کرتے دیکھا اور سنا ہے۔ وہ اپنی تنقید کے جواز میں سب سے بڑی دلیل انسان کا اشرف المخلوقات ہونا لاتے ہیں لیکن وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ ان کی یہ دلیل کوئی پختہ دلیل نہیں بلکہ تارِ عنکبوت سے بھی زیادہ بودی ہے۔ اس لئے کہ شاعر اپنے سگ ہونے کی نسبت بارگاہ نبوی سے کرتا ہے کسی ایرا وغیرہ سے نہیں۔ میری نظر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ کے سوا اس سے بڑی بارگاہ کوئی نہیں۔ کیا ہماری ملائیت کو اس بات کا علم نہیں کہ جناب سرکار ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام الانبیاء ہونے کے ساتھ ساتھ خدا کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہیں۔ یہ لوگ انسان کے سگِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سگ طیبہ کہلانے پر اعتراض کرتے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ اگر دنیا میں کتے سے زیادہ فروتر کوئی چیز بھی ہو سکتی ہے تو سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے اس کی نسبت بھی ایک اُمتی کے لئے باعث صد افتخار واعتزاز ہے۔

ہمارے قبیلے کے عظیم نعت گو جناب جان محمد قدسی رحمتہ اللہ علیہ تو خود کو ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتے سے منسوب کیا کر بیٹھے تمام عمر اس پر بے حد پشیمان رہے، محض اس خیال سے کہ وہ تو اس نسبت کے بھی قابل ولائق نہیں تھے۔ وہ بارگاہ نبوی میں عرض کرتے ہیں:

نسبت خود بہ سگت کردم و بس منفعلم زانکہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی

اور رہی ہمارے قبیلے کے مشہور آفاق اور مقتدر نعت گو مجدد دین وملت اعلحضرت عظیم البرکت احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی بات تو ان کا بھی ایک شعر درج ذیل کئے دیتا ہوں:

کرم نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں کہ رضائے عجمی ہو سگ حسان عرب

Marfat.com

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے عہد کی ملائیت اس شعر کے خالق کے بارے میں کیا کہتی ہے جو خود اپنے زمانے کا ہوش مند مفتیِ اعظم بھی ہے اور ایک سیڑھی نیچے کھڑے ہو کر کرم نعت سے اپنے سگ حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہونے کی تمنا کر رہا ہے۔

حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ جناب رسالتمآب' فخر موجودات علیہ التحیات و الصلوٰت کے ذکر اور اُن کی یاد کے بارے میں رقم طراز ہیں:

جو ان کے ذکر میں بیتے وہ لمحہ عین کرم — جو اُن کی یاد میں گزرے وہ زندگی' انعام
یاد سے اُن ﷺ کی مرے دل کو سکوں ملتا ہے — جب بھی ہوتی ہے مری طبع پریشان و علیل
انہی ﷺ کا ذکر ہے میرے سخن کا عز و شرف — انہی ﷺ کا فیض ہے' میرے کلام کی تاثیر
ذکر خواجہ سے ہوگئی رنگیں — ورنہ میری حیات کچھ بھی نہ تھی

حافظ مظہر الدین کا یہ کہنا کہ:

رنگ غزل بھی ہے مرے اس رنگ نعت میں — محدود ہے جمال شہ ﷺ بحر و بر کہاں

کوئی بے دلیل دعویٰ نہیں۔ ان کے کلام میں تغزل نہیں بلکہ حسن تغزل بہ تمام و کمال موجود ہے:

آ بتاؤں تجھ کو میں کیا شے ہے تسنیم و بہشت — ایک عکس رُخ ہے اک دھوون ہے پائے ناز کا
اے کہ زلفوں سے تری عشق کی شامیں روشن — اے کہ چہرہ ہے ترا صبح درخشان جمال
جز ترے کون ہے مخدوم جہان خوباں — جز ترے کون ہے کونین میں سلطان جمال

اللہ! اللہ! مخدوم جہان خوباں اور سلطان جمال ایسی خوبصورت ترکیبوں میں منعکس بلاغت کا اندازہ تو وہی شخص صحیح معنوں میں کر سکتا ہے جس نے مخدوم جہان خوباں اور سلطان جمال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ظاہری یا باطنی آنکھوں سے دیکھا ہو۔ حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے ان اشعار نے مجھے شاعر دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ و رسولہ عنہ کے مشہورِ زمانہ دو شعر یاد دلا دیئے ہیں جن کا منظوم ترجمہ درج ذیل ہے:

"حضور ﷺ! آپ سے بڑھ کر کوئی حسین و جمیل — نہ میری آنکھ نے دیکھا نہ عورتوں نے جنا
حضور ﷺ! آپ تو ہر عیب سے مبرا ہیں — کہ جیسا آپ نے چاہا خدا نے خلق کیا"

رومیٔ عصر حضرت علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے کلام کا مطالعہ کرنے والے کو کسی عربی اور فارسی شاعر کا کلام پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اقبال رحمتہ اللہ علیہ ایک ایسے ہمہ گیر شاعر ہیں کہ جن کے کلام

Marfat.com

کی بوقلمونی قاری کو دنیا کے ہر شاعر کے کلام کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ کوئی میری اس بات سے اتفاق کرے یا نہ کرے، میں نے حقیقت کہنا تھی برملا کہہ دی۔ ساغر صدیقی مرحوم نے کہا تھا:

میرے شعروں میں ڈوب جاتی ہے فیض اور قاسمی کی شہنائی

بعینہٖ اقبالؒ رحمتہ اللہ علیہ کے شعروں میں مشرق و مغرب کے شعراء کی شہنائی ڈوب جاتی ہے۔

اقبالؒ رحمتہ اللہ علیہ کی رعنائی افکار سے قاری بالعموم اور شاعر بالخصوص متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ہمارے حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کی نعت گوئی پر بھی ہمارے بعض دیگر شعراء کے کلام کی طرح اقبالؒ رحمتہ اللہ علیہ کے افکار کا پرتو نمایاں طور پر نظر آتا ہے:

اقبالؒ رحمتہ اللہ علیہ: نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ ایست
سوئے قطار می کشم ناقہ بے زمام را

مظہر رحمتہ اللہ علیہ: دامِ بوجہل و بولہب سے نکل
شاہِ کونین کے حضورﷺ میں آ

اقبالؒ رحمتہ اللہ علیہ: قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدﷺ سے اُجالا کر دے

مظہر رحمتہ اللہ علیہ: عشق کے نور سے دنیا میں اجالا کر دیں
بوذرؓ و خالدؓ و فاروقؓ کی تقلید کریں

اقبالؒ رحمتہ اللہ علیہ: توﷺ فرمودی رہ بطحا گرفتیم
وگرنہ جز توﷺ مارا منزلے نیست

مظہر رحمتہ اللہ علیہ: اس سے آگے کوئی جادہ ہے نہ منزل نہ مقام
کہ ترے کوچہ و بازار تک آپہنچے ہیں

اقبالؒ رحمتہ اللہ علیہ: من اے میرِ امم داد از تو خو اہم

مظہر رحمتہ اللہ علیہ: بس ایک با و توجہ ایک بار کرم
بس ایک بار مجھے داد نعت کی مل جائے

اقبالؒ رحمتہ اللہ علیہ: کشتہ انداز ملا جامیؒ ام

مظہر رحمتہ اللہ علیہ: مظہر کی تب و تاب سے کچھ ہم بھی ہیں واقف

Marfat.com

جاں دادۂ اندازِ اویس قرنی ہے

اقبالؒ رحمۃ اللہ علیہ: روح محمد ﷺ اِن کے بدن سے نکال دو

مظہر رحمۃ اللہ علیہ: دنیا تری متاع محبت نہ چھین لے

ہو جائے دل کی بستی نہ ویران یا رسول ﷺ

حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ جہاں صحابہ کرام رضی اللہ ورسولہ عنہم کی شان میں رطب اللسان ہوتے ہیں وہاں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کی مدح سرائی میں بھی اپنے لبوں کو جنبش دی ہے:

نقش ہے آل محمد ﷺ کی محبت دل میں ‏ شکر ایزد مری نسبت ہے حسینی حسنی

مجھے نصیب ہو یارب! طفیل بنتؓ رسول ﷺ ‏ غلامی در آلؓ محمد ﷺ عربی

رہے کرم کہ مری زندگی کا ہے معمول ‏ ثنائے خواجۂ دیں، مدح آل پاک نبی ﷺ

ایک مسلمان کے لئے موت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے وہ خوبصورت انعام ہے جس کا نعم البدل کوئی نہیں۔ حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک موت، قبر، محشر اور شفاعت کے زاویے اپنے اندر بے پناہ حسن و جمال اور کشش لئے ہوئے ہیں:

غلام سید لولاک ہوں مجھ کو فنا کیسی ‏ غلط ہے یہ کہ میری زندگی عمر رواں تک ہے

مظہر ہزار جان فدا ایسی موت پر ‏ سنتا ہوں مر کے ہوگی زیارت حضور ﷺ کی

مروں تو خاک مدینہ میں جذب ہو جائیں ‏ مرے وجود کے ذرات یا رسول ﷺ اللہ

نور برسے گا مری تربت پر ‏ رنگ لائے گی محبت ان ﷺ کی

شفیع عاصیاں ہیں جب محمد ﷺ ‏ تو پھر اے دل غم روزِ جزا کیا

گناہگار کو محشر میں کون پوچھے گا ‏ گناہگار کو جب مل گئی پناہِ رسول ﷺ

ہمارے ہر چھوٹے بڑے نعت گو نے جناب رحمۃ للعالمین کی بارگاہ بیکس پناہ سے اپنی نعت گوئی کا کچھ نہ کچھ صلہ ضرور مانگا ہے اور مانگنا بھی چاہیے۔ یہ بارگاہ کوئی معمولی بارگاہ نہیں۔ یہ اپنے سائل کو ہر چیز اس کی ضرورت سے سوا دیتی ہے۔ حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارگاہ سے جو صلہ مانگا ہے وہ انہیں ہی نہیں ہر نعت گو کو زیب دیتا ہے:

قبول باب کرم ہو مری ثنا خوانی ‏ یہی صلہ در سلطانؐ انبیا ﷺ سے ملے

اللہ اکبر! اگر سلطان انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نعت گو کو یہی صلہ عطا فرما دیں تو نعت گو کو

Marfat.com

اور کیا چاہیے۔سبحان اللہ! حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ کس قدر ذہین اور فطین ہیں کہ ایک ہی آرزو میں سب کچھ مانگ لیا۔

ان کے درج ذیل اشعار بھی اپنے اندر کوئی کم جاذبیت نہیں رکھتے ہیں:

اے دست گیر دست کرم کو دراز کر — یوں ہو گی میری عمر محبت بسر کہاں
تیرا فیضان محبت ترا اعجاز نظر — سوز صدیقؓ تب و تاب اویسؓ قرنی
تو نے خود غزوۂ خندق میں چٹانیں توڑیں — عزم والے! تری اس کوہ کنی کے صدقے
وہ سکندری سے بہتر وہ تونگری سے بہتر — ترے در سے جو ملی ہے مجھے لذت گدائی
بنا کے خود خدوخال محمد ﷺ عربی — خدا ہے محو جمال محمد ﷺ عربی
جہاں جہاں سے وہ گزرے جہاں جہاں ٹھہرے — وہی مقام محبت کی جلوہ گاہ بنے
تھم اے بیتابیٔ شوقِ فراواں کچھ سنبھلنے دے — ٹھہر اے دل کہ وقت مدحت خیرالانام آیا
سرشار ہوں میں نعت رسول کریم سے — مانا کہ ایک لشکر غم میرے ساتھ ہے
مجھ سے ناخوش ہے زمانہ تو کوئی بات نہیں — مجھ سے ناخوش مری سرکار ﷺ نہ ہونے پائے
اُس بندۂ نادار پہ قربان خدائی — دیکھیں جسے سرکار ﷺ محبت کی نظر سے
شوق پھر چاہتا ہے وسعت صحرائے حجاز — عشق پھر ڈھونڈتا ہے وادی و کہسارِ حجاز
ہنگام حضوری ادب و شوق بہم تھے — طیبہ میں کوئی ہوش سے بیگانہ نہیں تھا
غافل رہ حیات میں تنہا نہیں ہوں میں — ان کا کرم قدم بہ قدم میرے ساتھ ہے
عشق و مستی کا جہاں آباد ہونا چاہیے — اہتمام محفل میلاد ہونا چاہیے
در رسول ﷺ سے گر دور مر گیا مظہر — تو ساتھ دفن مدینے کی آرزو ہوگی
سیاہ کار گناہوں پہ بھی ہے شرمندہ — گناہگار کو اُمید بھی کرم کی ہے

اگر کوئی شخص مجھ سے یہ کہے کہ کیا تم حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی نعتوں میں سے کوئی ایسی نعت پیش کر سکتے ہو جو ان کے شاعرانہ رنگ اور مزاج کی صحیح طور پر آئینہ دار، عکاس اور نمائندہ ہو، تو میں ایک لحہ ضائع کئے بغیر اس سے کہوں گا' لیجیے صاحب! یہ ہے:

ادھر بھی کوئی ابرِ رحمت کا چھینٹا ادھر بھی نظر بے سہاروں کے والی
نگاہوں میں ہے تیری بخشش کا عالم کھڑے ہیں ترے در پہ تیرے سوالی

Marfat.com

کبھی اک زمانے میں تھی وجہ نازش ترے نام لیواؤں کی شانِ عالی
مگر اب تو ہے عبرتوں کا فسانہ ہم اہل مصیبت کی آشفتہ حالی

ہمیں پھر عطا ہو جلال ابوذرؓ ہمیں پھر عنایت ہو شان بلالیؓ
دمکتے رہیں تیرے گنبد کے جلوے سلامت رہے تیرے روضے کی جالی

بجا ہے کہ ہم تشنگان کرم کا عمل کی حقیقت سے دامن ہے خالی
مگر یہ شرف بھی کوئی کم نہیں ہے تری ذات سے ایک نسبت ہے عالی

جہاں سے ملی تھی بصیریؒ کو چادر جہاں کیف ساماں تھی روح غزالیؒ
وہاں لے کے آیا ہوں کلیوں کے گجرے وہاں لے کے پہنچا ہوں پھولوں کی ڈالی

شب زندگی کی سحر کرنے والے خزف کو حریف گہر کرنے والے
عرب تیرے فیضانِ رحمت کا طالب عجم تیری چشم کرم کا سوالی

حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے کلام میں وہ تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں جو ایک اچھے اور بڑے شاعر کے کلام میں پائی جانی چاہئیں۔ ان کے کلام میں اشک و آہ، سوز و گداز، کرب و اضطراب، درد و داغ، ذوق و شوق، آرزو و جستجو، ندرت خیال و نزاکت خیال، مضمون آفرینی و جدت طرازی، سادگی و برجستگی، سلاست و روانی، الفاظ کا برمحل استعمال، تشبیہیں، استعارے، کنائے، رمز و ایما، سہل ممتنع کلام الفرض صنائع و بدائع کی تقریباً تمام اقسام اتنی فراوانی میں پائی جاتی ہیں کہ ان پر ایک الگ مضمون قلمبند کیا جاسکتا ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ ان کے کلام پر ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کا محاورہ عین صادق آتا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے ہر نعت عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں خوب ڈوب کر کہی ہے۔ سچ پوچھیے تو عشق و رقت اور جذب و شوق کا والہانہ پن ہی ان کی نعت گوئی کا اصل طرۂ امتیاز ہے اور روح عصر یعنی غم ذات اور غم ملت اس پر مستزاد ہیں۔

میں اپنے اس مضمون کا اختتام ان کے درج ذیل دو شعروں پر کر رہا ہوں جو ان کے جذبات کے ترجمان تو ہیں ہی ساتھ ساتھ میرے جذبات کے ترجمان بھی ہیں:

شعر مظہر کے سناؤ کہ یہ مداح رسول ﷺ فیضیاب در سرکار ﷺ نظر آتا ہے
مل کے مظہر سے نئے نعت کے مضمون سنے دور رہ کر ہمیں اندازۂ طوفان نہ تھا

☆

Marfat.com

شہید نعت ...... قاری زبید رسول رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: سرور حسین نقشبندی

زندگی کے تقریباً ہر شعبے میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں اللہ کریم اپنے خصوصی فضل و کرم سے نوازتا ہے۔ ان کی بلندی کی جانب تیز تر اڑان کو دیکھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ کوئی غیبی طاقت انہیں اپنے ساتھ پیوست کیے ہوئے ہے۔ ایسے لوگ کامیابی کا سفر اتنی تیزی سے طے کرتے ہیں کہ خود منزلیں محو حیرت رہ جاتی ہیں اور ان کے ہمسفر بھی حیرت و حسرت کی تصویر بنے ان کی پرواز کا نظارہ کرتے رہتے ہیں۔ قسمت کا روشن ستارہ کسی کے حکم سے مسلسل ان کی پیشانی کے بوسے لیتا رہتا ہے اور خوش نصیبی کی خوبرو پریاں ان کے اردگرد جھومر ڈالتی رہتی ہیں۔

قاری زبید رسول شہیدؒ بھی ایسے ہی خوش نصیب لوگوں میں سے ایک تھے جن کے احوال سن کر واقعی رشک آتا ہے۔ ان کا پر جمال نقشہ ذہن میں آتے ہی خیالات میں خوشبوؤں کے دائرے بننا شروع ہو جاتے ہیں۔ ان کی خوبصورت آواز سن کر لحن داؤدی کے معنی خود بخود منکشف ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور احباب سے ان کا تذکرہ سن کر آج بھی پلکیں جھلملانے لگتی ہیں۔ ایک طرف جہاں ان کی خوبصورت آواز سننے والوں کو اپنے سحر میں گرفتار کر لیتی تھی۔ وہاں ان کی شخصیت کا تاثر بھی اتنا زوردار ہوتا ہے کہ دیکھنے والوں کو اپنی محویت میں لے جاتا۔ وہ جب آنکھیں بند کر کے گرد و پیش کی صورت حال سے بے خبر ہو کر نعت سرا ہوتے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ خود کیف و سرور کے بحر بیکراں میں اتر گئے ہیں اور سننے والوں کو بھی اس کی مشکبو لہروں نے اپنی آغوش میں لے لیا ہے۔ وہ جس طرح ظاہری طور پر اجلے دکھائی دیتے تھے' ان کا باطن اس سے کہیں زیادہ روشن اور چمکدار تھا۔

قاری زبید رسول رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بطور نعت خواں کئی حوالوں سے ممتاز اور منفرد تھی۔ قصیدہ بردہ شریف اس کی سب سے پہلی اور روا ضح مثال ہے۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قبول بارگاہ قصیدے کو جس خوبصورتی اور کمال حسنِ ادائیگی سے انہوں نے پڑھا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ قاری صاحب کی مقبولیت اور ہر دلعزیز ہونے میں اس قصیدے کی خیر و برکت لمحہ بہ لمحہ ان پر سایہ کناں تھی۔ شاید ہی کوئی ایسی محفل ہو جس میں قاری صاحب شریک ہوئے ہوں اور ان سے قصیدہ بردہ شریف کے اشعار نہ سنے گئے ہوں۔ گویا قاری صاحب اور قصیدہ بردہ شریف لازم و ملزوم ہو گئے تھے۔ اکثر مرکزی محافل میں تلاوت کے بعد قاری صاحب اس قصیدے کے اشعار پڑھتے اور پھر نعت کے لیے انہیں آخر میں بلایا جاتا۔ قاری صاحب کی ایک اور انفرادیت عصر حاضر کے امام نعت نگاراں حضرت حفیظ تائب کے کلام کو زبان زد عام کرنا تھا۔ بیشتر نعت خوان ان کا کلام مشکل ہونے کی وجہ سے محافل میں پڑھنے سے گریز کرتے تھے لیکن قاری صاحب نے ان کی بہت سی مشکل نعتیں اتنے جاندار انداز سے پڑھیں کہ لوگ عش عش کر اٹھے۔ آپ کی شہرہ آفاق نعت ''خوشبو ہے دو عالم میں تیری اے گل چیدہ''

Marfat.com

''اور یوں ذہن میں جمال رسالت سما گیا'' کو جس خوبصورتی سے انہوں نے پڑھا۔ اس کی تروتازگی آج بھی ویسی کی ویسی ہے۔ قاری صاحب کی ایک اور انفرادیت ان کا اپنے علاقے میں مقبول ہونا بھی تھی۔ یہاں ان سے محبت کرنے والوں میں نہ صرف تمام مکاتب فکر کے لوگ شامل تھے بلکہ دوسرے مذاہب کے لوگ جن میں عیسائی اور ہندو بھی پیش پیش تھے جو ان کی انسان دوستی کی واضح دلیل تھی۔ بطور نعت خوان ان کے اپنے شہر میں لوگ ان سے جتنی محبت کرتے تھے اور کرتے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ممتاز لوگوں کی زندگی میں تو ان کی بلائیں لینے والوں کی کمی نہیں ہوتی لیکن ان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد معاملہ ویسا نہیں رہتا لیکن ان کی برسی آج سترہ سال گزر جانے کے بعد بھی بڑے اہتمام وانتظام سے منائی جاتی ہے جو اہلیان شہر کی ان سے بھرپور محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ قاری صاحب کو ہارون آباد کی اکثر و بیشتر محافل میں بطور مقامی نعت خوان پہلے نہیں پڑھایا جاتا تھا بلکہ مجمعے کو روکے رکھنے کے لیے انہیں آخر میں پڑھایا جاتا اور لوگ انہیں سننے کے لیے رات گئے تک بیٹھے رہتے اور شاید یہ سعادت بھی سب سے پہلے قاری صاحب کے حصے میں آئی کہ انہی کی خدمت میں ان کی نعت خوانی کی بدولت سب سے پہلے عمرے کا ٹکٹ پیش کیا گیا۔ قاری صاحب ہر طرح کی گروہ بندی سے پاک تھے۔ ان کا ہر حلقے سے تعلق محبت اور احترام کی وجہ سے قائم تھا اور وہ ڈاکٹر ریاض مجید صاحب کے اس خوبصورت شعر کی ہو بہو تصویر نظر آتے تھے کہ

ہم اہل نعت فروعات میں الجھتے نہیں
ہمیں تو ان کی محبت کو عام کرنا ہے

لیکن اپنے استاد گرامی الحاج محمد علی ظہوری رحمتہ اللہ علیہ کے خلاف بات کرنے والا کوئی شخص ان کے عتاب سے نہیں بچ سکتا تھا۔ یہ ان کی فرمانبرداری اور بے لوث خدمت کا ہی ثمر تھا جس نے قاری صاحب کو بہت تھوڑے عرصے میں ان کے بے حد قریب کر دیا۔ ظہوری صاحب بجا طور پر اپنے اس ہونہار شاگرد پہ بر سر محفل فخر کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے قاری صاحب سے کہا کہ آپ کی آواز اور آپ کے استاد کی آواز میں بڑا فرق ہے۔ وہ عام لوگوں کی طرح پڑھتے ہیں جبکہ آپ کا انداز بڑا مخصوص ہے تو انہوں نے فوراً جواب دیا کہ ہمارے استاد کو آپ نے ہماری طرح سنا ہی کب ہے۔ یہی تو ان کی خوبی ہے کہ وہ جب آپ جیسے عام لوگوں میں ہوتے ہیں تو عام انداز میں پڑھتے ہیں اور جب ہم ان کے پاس ہوتے ہیں تو ہمیں ہمارے معیار کے مطابق سناتے ہیں۔ یہ انہیں کا خاصہ ہے ہم ایسا کام کرنے سے قاصر ہیں۔ قاری صاحب کے مختصر حالات زندگی جو ان کے دیرینہ دوست پروفیسر ریاض احمد شیخ صاحب کی زبانی مجھ تک پہنچے وہ نذر قارئین ہیں:

قاری صاحب 1954ء کو ہارون آباد میں مولوی اسمٰعیل صاحب کے ہاں پیدا ہوئے جو منڈی میں آڑھت کا کاروبار کرتے تھے۔ قاری صاحب کا اپنے چار بھائیوں میں تیسرا نمبر تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم رضویہ اسلامک سکول ہارون آباد سے ہی حاصل کی اور اس کے بعد دارالعلوم رضویہ غوثیہ میں حفظ

Marfat.com

قرأت کی تعلیم کے لیے داخل ہوئے لیکن قرأت کی طرف زیادہ رغبت ہونے کی وجہ سے حفظ کی طرف توجہ کم ہوتی گئی اور یہی سیکھنے کے لیے قاری غلام رسول صاحب کے مدرسے میں لاہور داخلہ لیا لیکن یہ تعلیم بھی ادھوری چھوڑ کر ہارون آباد واپس چلے آئے۔ آپ کے والد محترم جو سید اسمٰعیل شاہ صاحب کرمانوالے شریف کے مرید بھی تھے کے پاس لے کر آئے اور دعا کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیٹا نعت آتی ہے جس کے جواب میں قاری صاحب نے نعت شریف سنائی تو شاہ صاحب بہت خوش ہوئے اور قاری صاحب کو تھپکی دیتے ہوئے اپنے مرید کو کہا کہ یہ بچہ تو تمہارا نام روشن کرے گا' اسے نعت پڑھنے دیا کرو۔ اللہ کی دی ہوئی خوبصورت آواز اور مرد کامل کی نگاہ کرم کا فیض جب یکجا ہو جائے' قاری صاحب کا شہرہ قرب و جوار میں ہونے لگا اور جب مولانا محسن صاحب جو ہارون آباد میں جشن نزول قرآن کا بہت بڑا مرکزی جلسہ کرواتے تھے (جس میں سارا شہر امڈ آتا تھا) نے قبلہ محمد علی ظہوری رحمۃ اللہ علیہ کو انہیں اپنی شاگردی کرنے کو کہا جس کی باقاعدہ کارروائی اسی جلسے میں منعقد ہوئی تو مجلس حسان کے روح رواں جناب محمد علی ظہوری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے فروغ نعت کے مشن کے لیے بے حد کام کیا کی نسبت کی وجہ سے قاری صاحب کی شہرت چند مہینوں میں پورے ملک کے طول و عرض میں پھیل گئی۔ طبعی میلان کی وجہ سے صاحبزادہ سید منظور الکونین کے انداز نعت خوانی سے بھی بہت متاثر تھے۔ قاری صاحب کی شادی اپنے عزیزوں کے ہاں سمندری فیصل آباد میں ہوئی جس سے آپ کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا پیدا ہوا۔ ورزش ان کے روزمرہ کے معمولات کا لازمی حصہ تھی۔ رات کو کسی وقت بھی محفل سے آتے صبح کی نماز لازمی پڑھتے اور پھر ورزش کرنے کے بعد سوتے۔ اس کے علاوہ بیڈمنٹن کے بہت اچھے کھلاڑی تھے اور یہ کھیلنا بھی ان کے معمولات میں شامل تھا۔ جب کبھی لاہور آتے تو احباب کا وسیع حلقہ ہونے کے باوجود چمن ہوٹل میں ٹھہرتے جہاں پر احباب کا تانتا ان کے موجود رہنے تک بندھا رہتا۔ مجموعی طور پر ڈیرے دار آدمی تھے اور لوگوں کو کھلا پلا کر خوشی محسوس کرتے تھے۔

الحمراء کی وہ یادگار محفل کسے یاد نہ ہوگی' جس کا ایک ایک لمحہ سامعین کے دل و دماغ پر آج بھی پتھر پہ لکیر کی طرح نقش ہے۔ جس میں انہوں نے اپنے استاد محترم کی نعت ''وچھوڑے دے میں صدمے روز جھلاں یارسول اللہ (ﷺ)'' اتنے خوبصورت رچاؤ اور درد کے ساتھ پڑھی کہ شاید ہی کوئی آنکھ ایسی ہو جس میں ستارے نہ جھلملائے ہوں۔ سارا مجمع اشکبار تھا اور خود ظہوری صاحب بھی زار و قطار رو رہے تھے۔ یہ ان کی وفات سے چند دن پہلے ان کی زندگی کی یادگار ترین محفل تھی۔

22 فروری 1990ء کی تاریک رات جب وہ ملتان سے کسی محفل سے شریک ہو کر ہارون آباد واپس آ رہے تھے جہاں ان کا شہر کی مرکزی محفل میں انتظار ہو رہا تھا۔ راستے میں ان کی کار سڑک پر کھڑے ٹرالے کے نیچے گھس گئی اور آسمان نعت کا درخشندہ آفتاب عین شباب کے عالم میں ان گنت چاہنے والوں کو سوگوار چھوڑ کر راہی ملک عدم ہو گیا اور سفرِ نعت کرتے کرتے شہید نعت کے منصب پر فائز ہو گیا۔ ان للہ وانا الیہ راجعون۔ ☆☆☆☆☆

Marfat.com

گلشن نعت کے نامور سفیر

انسائیکلوپیڈیا آف نعت محمد ثناء اللہ بٹ رحمتہ اللہ علیہ

سرور حسین نقشبندی (لاہور)

نعت خوانی جہاں دینا و آخرت میں باعثِ اجروثواب ہے وہاں الگ سے ایک باقاعدہ فن اور بھرپور علم کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کی اپنی جہتیں' اپنے تقاضے اور اپنے قواعد ضوابط ہیں۔ ہر چند موجودہ دور میں اندازِ نعت خوانی میں گرہ لگانا ایک خاص اسلوب ہے۔ کسی ایک شعر کو پڑھ کر اس میں مختلف شعراء کے کلام کی تکرار کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ اس کے لئے شب و روز کی محنت' مطالعے کی کثرت اور بے پناہ قوتِ حافظہ درکار ہے اور ان تینوں چیزوں کا بیک وقت کسی ایک شخص میں مجتمع ہونا کسی معجزے سے کم نہیں۔ اس فن میں الحاج محمد اعظم چشتی کا نام سرفہرست آتا ہے۔ سننے والے کہتے ہیں کہ ایک شعر کی شرح کرتے ساری ساری رات گزر جاتی۔ نہ سننے والوں کو اکتاہٹ کا احساس ہوتا اور نہ پڑھنے والے کو تھکاوٹ کا۔ اسی دور میں الحاج محمد علی ظہوری رحمتہ اللہ علیہ نے اس انداز میں قدرے عوامی رنگ شامل کر کے بے پناہ مقبولیت حاصل کی۔

محمد ثناء اللہ بٹ صاحب کا شمار اس دور کے ان چند گنے چنے ثناء خوانوں میں ہوتا تھا جو نعت خوانی جیسے مقدس فن کے اسرار و رموز اور اس کی کلاسک روایت کے معتبر نمائندہ تھے۔ شعر و سخن کا بے پناہ ذوق' انتخاب کلام میں انتہائی حدوں تک احتیاط اور مخصوص اندازِ ثناء خوانی ان کی شخصیت کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ انہوں نے کبھی عوامی مقبولیت کو معیار نہیں سمجھا بلکہ آدابِ نعت کے تمام تر تقاضوں کو حتی الامکان پورا کرنے کی کوشش کی۔ آپ کے ہاں عربی' فارسی' پوربی' ہندی' سنسکرت' سرائیکی' اردو اور پنجابی اشعار کا ایک بحر بیکراں تھا جو ان کے سینے میں موجزن تھا۔ ان تمام زبانوں کے اشعار ان کی نعت خوانی کے دوران امڈتے چلے آتے اور شعر و سخن کا ذوق رکھنے والوں کے تسکین قلب و روح کا سامان کرتے چلے جاتے تھے۔ ان کی اسی خداداد خوبی کی وجہ سے ان کے ساتھ الحمراء ہال میں منائی جانے والی شام میں مدیر ماہنامہ نعت راجہ رشید محمود صاحب نے انہیں ''انسائیکلو پیڈیا آف نعت'' کا خطاب دیا اور وہ بجا طور پر اس کے مستحق تھے۔ ایک مرتبہ اپنی طرز کے بے مثل خطیب صاحبزادہ فیض الحسن صاحب جو بڑا اعلیٰ ادبی ذوق رکھتے تھے کی موجودگی میں آپ نے نعت خوانی کی تو انہوں نے سٹیج پر آ کر سب کے سامنے آپ کو سینے سے لگاتے ہوئے برملا کہا کہ بٹ صاحب ہم کئی کتابوں کے مطالعہ کے بعد بھی اتنے

Marfat.com

خوبصورت اشعار اکٹھے نہیں کر سکے جتنے آپ کی ایک نعت کے دوران سنے ہیں۔ آپ کے مختصر حالاتِ زندگی جو آپ کے دیرینہ دوست جناب قاری محمد مشتاق قادری اور محترم عبدالغنی پال کی وساطت سے مجھ تک پہنچے وہ نذر قارئین ہیں۔

آپؒ 12 جولائی 1936ء کو دریائے راوی کے کنارے واقع گاؤں پماں چگیاں میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولانا تاج الدین احمد بٹ تھا جو ریلوے میں ملازم ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف مساجد میں بلا معاوضہ خطابت کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ اس کے علاوہ آپ خطاطی کا بھی خاص ذوق رکھتے تھے۔ محترم ثناء اللہ بٹ صاحب نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول اندرون شیراں والا گیٹ سے حاصل کی۔ گریجوایشن کرنے کے بعد آپ پاکستان منٹ گیٹ میں سکہ ایگزامینر آفیسر مقرر ہوئے لیکن انتظامیہ سے اختلافات کی وجہ سے کچھ ہی عرصے بعد وہاں سے استعفیٰ دے دیا اور پھر تمام عمر اپنے آپ کو محض ثناء خوانی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وقف کر دیا۔ آپ کی شادی مصطفیٰ آباد (دھرم پورہ) لاہور میں ہوئی جس سے آپ کے چار بیٹے تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ روحانی طور پر آستانہ عالیہ موہڑہ شریف میں خواجہ نذیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پر نقشبندی سلسلے میں بعیت کی۔ نعت خوانی کی وجہ سے آپؒ بہت سے آستانوں پر حاضری دیتے رہے اور ان بزرگوں کی خصوصی شفقتیں اور محبتیں سمیٹتے رہے جن میں سائیں فضل شاہ (نور والے)، مولوی محمود یٰسین گوجرانوالہ والے اور صوفی محمد دین نوشاہی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ نے ایک مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے علاوہ چھ مرتبہ عمرہ کا شرف حاصل کیا۔ نعت خوانی کے اس سفر میں آپ نے جہاں اپنے ملک کے کونے کونے میں جا کر عشاقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلوں کو گرمایا وہاں مختلف اوقات میں ڈھاکہ، جنیوا، لندن، اور سوئٹزرلینڈ جا کر بھی اپنی آواز کا جادو جگایا۔

ہر چند آخری عمر میں آواز کے اندر وہ جوانی جیسی توانائی تو باقی نہیں تھی لیکن حسن ادائیگی میں پنہاں سوز کی رعنائی روز بروز فزوں تر ہوتی جا رہی تھی۔ گلے میں سوز وساز کا دم خم ضرور ماند پڑ گیا تھا لیکن فکر ونظر کا گداز جوں کا توں قائم ودائم تھا۔ وہ آواز کے زیر و بم کی للکار سے زیادہ شعر وسخن کی مہکار سے کام لیتے تھے اور یہی مہکار اہل فکر ودانش کے مشام جاں کو معطر کرتی چلی جاتی تھی۔ اکثر نعت خوانوں کو ان کے مزاج کی سخت روی کا گلہ رہتا تھا لیکن ایسا کبھی بھی کسی ذاتی وجوہ کی بناء پر نہیں بلکہ صرف اور صرف معیارِ نعت کے تقاضوں کو ملحوظ نہ رکھنے کے سبب ہوتا جس سے چشم پوشی وہ اپنے فرائض سے غفلت برتنے کے مترادف سمجھتے تھے۔

مجھے ان کی بیماری کا علم ہوا تو فوراً عیادت کے لئے حاضر ہوا لیکن وہ اس وقت قومے کی حالت

Marfat.com

میں تھے کچھ دنوں سے بول چال بالکل بند ہو چکی تھی اسی سبب ان کے اہل خانہ نے ملنے کے حوالے سے پس و پیش سے کام لیا لیکن میں محض حصولِ زیارت کے لئے حاضر ہوا تھا جس کے بغیر جانا ممکن نہیں تھا۔ ان کے رہن سہن میں کمال درجے کی سادگی میرے لئے بڑی حیرت کا باعث تھی۔ اس وقت آپ چارپائی پر دائیں کروٹ لیٹے ہوتے تھے۔ صرف سانس کے چلنے کی نازک آواز میں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی دریا چاندنی رات کی دلآویز روشنی میں بڑی خاموشی سے محوسفر ہے اور چاندنی کا خوبصورت پیرہن اترتے ہی یہ پھر اسی زوروشور سے رواں دواں ہو جائے گا۔ لیکن ایسا نہیں ہو سکا اور نعت خوانی میں شعروسخن کی مینا کاری کا ہنر جاننے والا یہ بے مثل ثناء خوانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموشی سے اس وادی میں اتر گیا جہاں سے واپسی کسی طور ممکن نہیں۔ ان کی رحلت نعت خوانی کے حوالے سے ایک عظیم نقصان ہے جو مدتوں پورا ہوتا نظر نہیں آتا۔

☆

☆☆☆☆☆☆

عشق رسول ﷺ کے گلوں کی خوشبو سے معطر مجموعہ نعت

عرضِ تمنا

شہرہ آفاق نعت نگار و محقق

محترم جناب سعید بدر

کے قلم سے بہت جلد منظر عام پر آ رہا ہے۔

☆المدینہ دارالاشاعت☆

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، 38- اُردو بازار، لاہور

Marfat.com

حضرت پروفیسر محمد حسین آسی رحمتہ اللہ علیہ

مبلغ اسلام ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری ڈائریکٹر اسلامک فاؤنڈیشن امریکہ

اس کو دیکھیں تو سادگی کا مرقع نظر آئے۔ اس سے بات کریں تو لفظوں کی مٹھاس روح کی گہرائیوں تک اتر جائے۔ اس سے معاملہ کریں تو وہ مہر و وفا میں ہمیشہ سبقت لے جائے۔ اس کے مرتبہ علم کی کھوج لگائیں تو وہ تفسیر و حدیث، شعر و ادب اور فلسفہ و کلام کی معدن نکلے۔ اس سے پوچھیں تو جواب دیتے ہوئے بھی وہ طلب علم کی جستجو کا اظہار کرے۔ عام زندگی میں مٹا مٹا اور سمٹا سمٹا سا دکھائی دے مگر توحید و رسالت، دین و شریعت تصوف و طریقت کے خلاف کوئی بات سن لے تو غیرت و حمیت او عزیمت و استقامت کا پہاڑ بن جائے۔ علوم اسلامیہ پر پوری دسترس ہو علوم جدید پر گہری نظر ہو، نظم و نثر اور تقریر و تحریر میں متاثر کن مہارت ہو۔ ہمہ وقت ہجوم دوستاں اس کے تعاقب میں ہو۔ دست بوسی اور کفش برداری کے خدام موجود ہوں، علماء اس سے مشورہ کرتے ہوں۔ چھوٹے اور بڑے سب اس سے پیار کرتے ہوں مگر نہ اس کی آواز میں تکبر ہو نہ لباس میں شوخی، نہ بول چال میں تکلف ہو نہ میل جول میں ظاہر داری نہ باہر رعب و داب ہو نہ گھر میں ٹھاٹ باٹ عام سے کپڑے کی سادہ سی شلوار قمیض، سر پہ کپڑے کی ٹوپی، ڈاڑھی کے حصار میں مطمئن اور مسرور چہرہ تصور شیخ اور یاد محبوب میں مستغرق ادھ کھلی آنکھیں۔ بس یہی اس کی پہچان ہو۔ کبھی وہ کلاس روم میں سخت گیر استاد کی طرح لیکچر دے رہا ہو اور کبھی کلاس روم سے باہر شاگردوں کا دوست بنا انہیں حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درس دے رہا ہو۔ کہیں وہ مسجد کے منبر پر بیٹھا سامعین کو پر جلال خطبے سے نواز رہا ہو اور کہیں نیاز مندوں کے جھرمٹ میں یوں جمال کی تصویر بنا بیٹھا ہو کہ استاد اور شاگرد، پیر اور مرید کی پہچان مشکل ہو۔ اس شخصیت سے ملاقات کا شوق جاگ اٹھے تو گورنمنٹ کالج شکر گڑھ کے صدر شعبہ اردو پروفیسر محمد حسین آسی کو یاد کیجئے۔ یہی ہیں آج کے جدید عہد کے قدیم آدمی جنہیں ایک بار مل کر بار بار ملنے کا اشتیاق رہتا ہے۔ نقش لاثانی حضرت پیر سید علی حسین شاہ علی پوری قدس سرہ النورانی رحمتہ اللہ علیہ سے روحانی نسبت ہے۔ نگاہ مرشد نے انہیں کشتۂ عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنا رکھا ہے اور خود انہوں نے اپنے آپ کو در مرشد کا دیوانہ بنا رکھا ہے۔ عصر حاضر میں اپنے شیخ کریم سے جس قدر محبت و عقیدت حضرت آسی کو میسر ہے شاید ہی کسی دوسرے کو حاصل ہو،،

مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی رحمتہ اللہ علیہ سے میری دیرینہ نیاز مندی تھی۔ یوں تو رشتے

Marfat.com

میں وہ میرے چچا تھے لیکن میں نے انہیں ہمیشہ ایک شفیق استاد اور مہربان مربی کی صورت میں دیکھا۔ اور انہوں نے بھی کبھی مجھے اپنی شفقتوں سے محروم نہیں فرمایا۔ میرے شیخ کریم حضرت پیر محمد زاہد خاں موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور میرے شیخ تربیت حضرت سید ریاض حسن شاہ دامت برکاتہم کے بعد سب سے بڑھ کر جنہوں نے فکر و شعور کی راہوں میں میری رہنمائی فرمائی وہ حضرت آسی ہی تھے ان کے وصال کے بعد اب یہ دنیا سونی سونی محسوس ہوتی ہے۔ ایک میں ہی نہیں بے شمار نوجوان طلباء، وکلاء، ڈاکٹر، انجینئر، شاعر، ادیب، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے استاد جوان سے بیعت تھے یا نہیں تھے مگر ان کی رہنمائی سے بہرہ مند تھے حضرت پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ ایک مشتاق ماہر متعلم تھے۔ پوری زندگی انہوں نے درس و تدریس میں گزاری۔ گورنمنٹ کالج شکر گڑھ سے وائس پرنسپل کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ ہزاروں طلبا نے ان سے تعلیم اور تربیت کا فیض پایا۔ وہ ستارہ شناس بھی تھے اور ستارہ گر بھی۔ وہ جوہری بھی تھے اور جوہر تراش بھی۔ دوران تدریس ان کی نگاہوں نے جس کسی میں بھی جوہر قابل دیکھا اسے فوراً اپنی آغوش تربیت میں لیا اور گوہر شاہوار بنا دیا۔ آپ خود بھی قدیم و جدید علم کے ماہر تھے شعر و ادب سے گہرا شغف رکھتے تھے۔ صاحب طرز ادیب اور صاحب اسلوب شاعر تھے۔ مگر انہوں نے اپنی ذات کو ظاہری شہرت و عظمت کے گنبد میں بند نہ کیا بلکہ اپنے علم و فضل اور ذوق تربیت سے بہت سارے قابل نوجوانوں کو تصنیف و تحقیق کی راہوں پر ڈال دیا۔ انہوں نے خود کتابیں بھی تصنیف کیں مگر دوسروں کو کتابیں تصنیف کرنے کے گر بھی سکھا دیے اور اب بہت سے ارباب بصیرت مصنف حضرت آسی کی چلتی پھرتی زندہ تصنیف نظر آتے ہیں۔ مادیت گزیدہ اور دین بیزار ماحول میں ان کا جنون تھا کہ انسانی قافلوں کو اسلام کے روحانی پیغام کی طرف دعوت دی جائے تشکیک کے اندھیروں میں علم و عرفان اور یقین کامل کی روشنیاں عام کی جائیں۔ مادہ پرستی کے مارے ہوئے بے یقین لوگوں کو اسلام کی حقانیت سے آشنا کرنا ان کی تڑپ تھی۔ مغربی تہذیب کی غلامی پر مائل مسلم معاشروں کو تاریخ انسانی کے کامل ترین اور حسین ترین مدنی اور مصطفائی معاشرے کا پیروکار بنایا۔ ان کی جدوجہد تھی، مملکت پاکستان کو مملکت مدینہ کے روحانی فیضان سے انسانیت نواز انصاف بخش اور امن پرور بنانا اور خوشحالی و ترقی کی راہوں پر ڈالنا ان کا خواب تھا مناظرانہ موشگافیوں اور فرقہ وارانہ مجادلوں کی بجائے صوفیاء کرام کے طرز محبت کو فروغ دینا ان کا مطمع نظر تھا۔ ذات رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عشق ان کے رگ و ریشے میں رچا ہوا تھا۔ اصحاب کبار، اہل بیت اطہار سے ان کو سچی محبت تھی۔ حضور سیدنا غوث الاعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ خواجگان بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں والہانہ عقیدت تھی۔

Marfat.com

بعض اہل دل کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ کامل پیر تو تلاش کرنے سے مل جاتے ہیں مگر آج کے دور میں کامل مرید ایک ہی تھا اور وہ پروفیسر محمد حسین آسی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ اپنے شیخ کریم سے محبت میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ حضور شہنشاہ لاثانی حضرت پیر جماعت علی شاہ لاثانی علی پوری کی سوانح عمری انہوں نے ''انوار لاثانی'' کے نام سے تصنیف کی اور خوب تصنیف کی۔ جسے ان کے شیخ کامل نے بھی پسند فرمایا اور عوام میں بھی اسے بہت پذیرائی میسر آئی۔ یہ محض ایک سوانح عمری ہی نہیں بلکہ تصوف کے بارے میں اٹھائے تمام منفی سوالات اور اعتراضات کا مدلل جواب بھی ہے اور اہل تصوف سے فیض اخذ کرنے کی پر اثر دعوت بھی۔ اس لاجواب کتاب کا مقدمہ پاکستان کے نامور اہل قلم دینی صحافت کے ادیب شہیر' شیریں مثال دانش در پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مدیر ''جہان رضا'' نے لکھا اور حضرت آسی کے فکر وفن کی عظمت و اہمیت بتاتے ہوئے تحریر فرمایا' ہمارے ہاں تبلیغ کرنے والے حضرات اکثر و بیشتر ماحول کے تقاضوں سے بے خبر ہیں۔ انہیں یہ معلوم ہی نہیں کہ ایک پڑھا لکھا ذہین نوجوان جو سائنس و فلسفہ کے ناتمام مطالعے سے دین و مذہب کو شک کی نظر سے دیکھتا ہے۔ کس قسم کی تسکین کا محتاج ہے وہ جانتے ہی نہیں کہ موجودہ دور جو تہذیب ثقافت کے بام عروج پر پہنچنے کے باوجود بدامنی کی زد میں ہے اسے اسلام کی کیا ضرورت ہے۔ اور حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور رحمت اسے کس طرح تباہی سے بچا سکتا ہے۔ مگر الحمدللہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم اور مرشد کامل کی برکت سے کتاب ہذا کا فاضل مصنف ان فتنوں سے آگاہ ہے۔ اس نے مسجد کا رخ تو کیا مگر ابلہ مسجد نہ بنا۔

اور تہذیب جدید کا مطالعہ تو کیا مگر تہذیب کا فرزند نہ بنا۔ اپنی مختصر سی عمر کا بہت سا عرصہ اس نے سکولوں کالجوں میں گزارا۔ یہاں اسے بڑے بڑے ذہین لوگوں سے پالا پڑا مگر شیخ کامل کی وجہ سے اس کا اپنا فکر ہی صراط مستقیم پر نہیں رہا بلکہ اس نے یونیورسٹی اور کالجوں کے کئی نوجوانوں کو بھی اس منزل مقصود کی طرف پھیرا ہے۔ مختصر یہ کہ پروفیسر محمد حسین علیہ الرحمتہ ایک روشن خیال مفکر اور تجربہ کار مبلغ بھی ہیں اور اس کتاب میں انہوں نے اپنی روشن خیالی اور تجربہ کاری کا خوب فائدہ اٹھایا''۔ حضرت آسی رحمتہ اللہ علیہ عشق رسول میں ڈوبی ہوئی پختہ قلم کاری جو کسی خوبصورت گل کاری سے کم نہیں کا متعارف کروانے کے لئے جناب فاروقی نے جو اقتباس منتخب کیا ہے وہ جناب حضرت آسی صاحب کے جذبہ حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مظہر بھی ہے۔ اور جناب پیرزادہ فاروقی صاحب نے حسن انتخاب کی دلیل بھی۔ اقتباس ملاحظہ ہو'' حضور اکرم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی تشریف آوری سے کائنات کی جان میں جان آ گئی۔ زندگی دم توڑ رہی تھی اسے جینے کا حوصلہ مل گیا۔ انسانیت قریب الموت تھی اسے سکون وقرار آ گیا۔ اخلاق وکردار کی عظمت کے چراغ روشن ہوئے حجر وشجر کے سامنے

Marfat.com

جبیں سائی کرنے والے اشرف المخلوقات کو اس کے اصل مقام پر فائز کر دیا گیا۔ ہاں ہاں یہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لختِ جگر اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے نورِ نظر کے قدوم میمنت لزوم کی برکت تھی کہ کفر و شرک کے اندھیرے چھٹ گئے۔ توحید و ایمان کے انوار سے شرق و غرب جگمگا اٹھے۔ خدائی جس انسان کی منتظر تھی اسے وہ مل گیا۔ انسان جس خدا کی تلاش میں تھا اس تک وہ پہنچ گیا۔''

حضرت آسی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک اور ہم عصر عقیدت مند جناب ڈاکٹر قمر تابش نے یوں ان کی عظمت کا اعتراف کیا:

حضور سید خیرالوریٰ ہوں میں جامی کی طرح محو ثنا ہوں
اسیر لذت حسن بیاں ہوں مگر یاروں میں آسی سا کہاں ہوں

ان کے ایک اور عالی قدر تلمیذ اور عظیم مصنف علامہ دھر علامہ غلام مصطفیٰ مجددی نے لکھا:

شیخ کامل آسی عالی جناب علم میں عرفان میں گردوں رکاب
لحظہ لحظہ وہ طلبگار رسول بندہ بے دام دربار رسول
وہ شہ لولاک کا وصاف ہے اس کی ہر منزل کا رستہ صاف ہے

دوسرے جو بھی کہیں مگر حضرت آسی اپنی عزت عظمت یوں بیان کرتے ہیں کہ:

اس کو سگ در آل رسول کا آسی کا واقعہ بڑا اونچا مقام ہے

☆

''حضرت لقمان علیہ السلام جو حکیم تو سب کے نزدیک ھیں، بعض کے نزدیک پیغمبر بھی ھیں. ایک باغ میں نوکری کرلی. اس سے سبق لینا چاھیے کہ حلال پیشہ کو حقیر نہ سمجھنا چاھیے، مالک باغ میں آیا اور اُن سے ککڑیاں منگائیں اور اس کو تراش کر ایک ٹکڑا ان کو دیا بے تکلف بکر بکر کھاتے رھے. اُس نے یہ دیکھ کر یہ بڑے مزے سے کھا رھے ھیں، یہ سمجھا کہ یہ ککڑی نہایت لذیذ ھے، ایک قاش اپنے منہ میں بھی رکھ لی تو وہ کڑوی زھر تھی. فوراً تھوک دی اور بہت منہ بنایا. پھر کہا ''اے لقمان تم اس ککڑی کو بڑے مزے سے کھا رھے ھو، یہ تو کڑوی زھر ھے.'' کہا ''جی ھاں! کڑوی تو ھے'' کہا پھر ''تم نے کیوں نہیں کہا کہ یہ کڑوی ھے'' کہا ''میں کیسے کہتا، مجھے یہ خیال ھوا کہ جس ھاتھ سے ھزاروں دفعہ مٹھائی کھائی ھے اگر اس ھاتھ سے ساری عمر میں ایک دفعہ کڑوی چیز ملی تو اس کو کیا منہ پر لائوں؟''

Marfat.com

ذکرِ غلامانِ شہنشاہ اُمم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

محمد ابرار حنیف مغل

ہر مسلمان کو پیدا ہوتے ہی ایک اعزاز سے نوازا جاتا ہے۔ وہ اعزاز ہے دوسرے مسلمان بھائیوں کا ''بھائی'' ہونا اسی طرح جب اس جہان فانی میں طے کردہ وقت ختم ہو جاتا ہے تو انسان کو اپنے مالکِ حقیقی کی بارگاہ میں رپورٹ کرنی لازمی ہوتی ہے' کچھ ایسے ہوتے ہیں زندگی ایک کامیاب سرمایہ دار کے طور پر گزارتے ہیں' کچھ ایسے ہوتے ہیں جو اچھے دنیادار کے طور پر جو زندگی کا وقت پورا کرتے ہیں' کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو دینی اعتبار سے بس گزارہ ہی ہوتے ہیں' کچھ ایسے ہوتے ہیں جو زندگی کسی مقصد کے تابع گذارتے ہیں' کچھ ایسے ہوتے ہیں جو مقصد حیات کو دوسروں تک پہنچانے کی ذمہ داری پوری کرتے ہیں ان میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو مقصدِ حیات یعنی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیئے لوگوں کے دلوں میں روشن کرنے کا عزم رکھتے ہیں اور اپنی زندگی اسی مقصد کے لئے صرف کرتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے لوگ جب اس دنیا سے جاتے ہیں تو اُن کی زمدگی کا تاثر ''محبتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' لوگوں کے دلوں میں عام کرنے والا ہوتا ہے۔ یہ ہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم ''غلامانِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام'' کے اسمِ گرامی سے موسوم کرتے ہیں۔ ان غلاموں میں ایک ''ثنا خواں'' حضرات کا طبقہ بھی ہے۔

آج ہم گذشتہ نصف صدی میں اس دنیا سے رخصت ہونے والے نعت خوانان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کریں گے۔ یہاں یہ بات واضح کرتا چلوں کہ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ لوگ ہمارے مرنے کے بعد بھی ہمیں یاد رکھیں تو ہمیں اپنے ہم عصروں کو یاد رکھنے کی روش کو زندہ رکھنے کی سعی جمیل کرنی چاہیے۔ اگر آپ کے ارد گرد غلامانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کوئی ''ستارہ'' محو گردش تھا یا ہے تو کوشش کریں اُن کے حالات زندگی سے ہمیں آگاہ فرمائیں تا کہ ایسے لوگوں کو تاریخ کے صفحات میں محفوظ کیا جائے۔ اس آرٹیکل کی تیاری میں دیگر افراد کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر آفتاب نقوی رحمتہ اللہ علیہ کے تیار کردہ ''اوج'' نے بھرپور کردار ادا کیا جس پر ہم ڈاکٹر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی روح کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔ یہ بھی عرض ہے کہ درج ذیل میں سے کسی فرد کے کسی معلومات میں بھی کوئی کمی محسوس کی یا مزید کسی نعت خواں کے بارے آپ کے پاس کسی قسم کی معلومات ہوں تو ہمیں آگاہ فرمائیں۔

Marfat.com

حضرت بابا محمد علی ٹرپئی رحمتہ اللہ علیہ

بابا محمد علی تحصیل شکرگڑھ کے موضع ٹرپئی کے رہنے والے تھے۔ آپ کی نسبت حضرت پیر جماعت علی شاہ ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے تھی۔ بابا جی کو خوش الحانی اور منفرد انداز کی وجہ سے برصغیر پاک و ہند میں ''طوطیِ ہند'' کہا جاتا تھا۔ محافل نعت کے اجتماعات میں اپنی مسحور کن آواز اور سادہ نعتیہ کلام سے سامعین کو وجدانی کیفیات سے دوچار کرنے میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ باوجود اس کے لاؤڈ سپیکر کا نظام نہیں ہوتا تھا بابا جی کی صدائے شیریں جب فضا میں گونجتی تو ہزاروں سامعین جھوم جھوم جاتے جبکہ آپ کا جسم نحیف و نزار، لباس انتہائی سادہ اور پھر ضعف بصارت بھی دامن گیر تھی۔ آپ پابند صوم وصلوٰۃ، شب بیدار نعت خواں تھے۔ نماز تہجد اُن کے معمولات کا خاص حصہ تھی۔ ان کی زندگی اتباعِ سنت کا مظہر تھی۔ اصل بات یہ ہے جب کسی کو اپنا محبوب بنالیا جائے تو پھر اُس کی اداؤں کو بھی اپنانا پڑتا ہے۔ اور پھر ''رنگِ محبوب'' تو چڑھتا ہی ہے۔ بابا جی کا ایک کمال یہ بھی تھا کہ آپ ان پڑھ تھے مگر اس کے باوجود استاد شعراء کے اردو پنجابی کے کلام ازبر تھے۔

حضرت بابا محمد علی ملتانی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت بابا محمد علی ملتانی رحمتہ اللہ علیہ صاحبِ اسلوب نعت خواں تھے۔ الفاظ کی ادائیگی میں ایک خاص انفرادیت تھی جو صرف آپ ہی کا خاصہ تھی۔ حافظہ اتنا بے مثال تھا کہ ہندی، فارسی، اردو، پنجابی اور سرائیکی کے کئی اشعار زبانی یاد تھے نعت پڑھتے ہوئے موزوں اشعار کی گرہ سے گلدستہ نعت کو ایسے سجاتے کہ بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان کی یکسوئی کا اندازہ ہوتا۔ آپ کی وضع قطع سادگی کا نمونہ تھی۔ ویسے بھی یہ دور بناوٹ و تصنع سے قطعی دور تھا۔ آپ جب نعت رسالت مآب ﷺ پیش کرتے تو ایسے محسوس ہوتا جیسے انہماک کی کسی دنیا میں گم ہیں۔ آپ بڑے ملنسار، خوش اخلاق وضع داری کا مرقع تھے۔ کوئی دوسرا نعت پڑھتا تو داد و تحسین اور حوصلہ افزائی کے کلمات سے نوازتے۔ باہمی اخلاص و محبت کا رویہ دیدنی تھا۔

حضرت صوفی محمد علی جالندھری رحمتہ اللہ علیہ

متناسب جسم، موزوں قد و قامت، چہرہ پہ سجی ہوئی چھوٹی مگر تیز آنکھیں، خوش پوشاک۔ یہ تھے صوفی محمد علی جالندھری رحمتہ اللہ علیہ۔ اللہ کریم جل شانہٗ نے آپ کو حسن صورت، آواز میں کھنک، سوز اور رسیلے پن سے بھرپور نوازا تھا۔ انتخاب کلام بھی آپ کی نعت والی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رغبت کا آئینہ دار ہوتا تھا۔ جب بھی مداح سرائی کیلئے لب کھولتے لوگ سرور و کیف کی لذتوں سے سرشار ہو

Marfat.com

جاتے۔ محافل نعت و میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے جداگانہ انداز کی وجہ سے بے حد مقبول تھے۔ آواز میں ایک طنطنہ اور دبدبہ تھا۔

سرفراز احمد رحمتہ اللہ علیہ

محترم جناب سرفراز احمد رحمتہ اللہ علیہ حضرت اعظم چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے۔ آپ فنی طور پر نعت خوانی کے اسرار ورموز سے آگاہ تھے۔ آواز میں رسیلہ پن تو زیادہ نہیں تھا مگر اساتذہ کا فارسی، اردو اور پنجابی کلام یاد ہونے کی وجہ سے گھنٹوں مدح سرائی میں گذار دیتے تھے۔ آپ کی نسبت پیرو مرشد حضرت قبلہ صوفی محمد امین اویسی رحمتہ اللہ علیہ سے تھی۔ عمر کے آخری حصہ میں بھی قد و قامت اور صحت مند ہونے کی وجہ سے توانا نظر آتے تھے۔ لاہور میں وفات ہوئی۔

حضرت عبدالشکور بیدل رحمتہ اللہ علیہ

ریڈیو پاکستان سے ایک عربی نعت، بڑی مشہور ہوئی جس کے بول ''الصبح بدا من طلعتہ'' ہیں یہ نعت حضرت عبدالشکور بیدل رحمتہ اللہ علیہ کی پہچان تھی۔ آپ ریڈیو پاکستان کے ذہین ترین پروڈیوسرز میں سے ایک تھے۔ نعت خوانی آپ کا شوق تھا۔ علم وادب سے بھی لگاؤ تھا۔ اہل علم سامعین کی وجہ سے شعرفہمی کی دولت نصیب ہوئی۔ تلفظ اور انتخابِ کلام پر گہری نظر رکھتے عربی، فارسی، اردو اور پنجابی کے استاد نعت گو شعراء کے کلام ازبر تھے اور آپ ان کا برموقع استعمال کر کے بارگاہ رسالت مآب میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے تھے۔ آپ کی ملک عدم روانگی کا واقع بھی قابل رشک ہے۔ آپ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے مسجد میں گئے اور بحالت سجدہ اپنی جان کا نذرانہ بارگاہ خداوندی میں پیش کیا۔

صوفی نواب دین گجراتی رحمتہ اللہ علیہ

صوفی نواب دین سادہ چک ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت پیر ولایت شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ آپ کو ان پڑھ ہونے کے باوجود زیادہ تر اکبر وارثی رحمتہ اللہ علیہ، راقب قصوری رحمتہ اللہ علیہ، دائم اقبال'' دائم رحمتہ اللہ علیہ، اعظم چشتی رحمتہ اللہ علیہ، مسلم اویسی رحمتہ اللہ علیہ، استاد عشق لہر رحمتہ اللہ علیہ اور امیر صابری رحمتہ اللہ علیہ کے اشعار زبانی یاد تھے۔ ان کے آہنگ میں اس قدر قوت تھی کہ لاؤڈ سپیکر کے بغیر بھی آپ کی آواز ہزاروں سامعین کے دلوں پر دستک دیتی تھی۔ خوش اخلاقی اور ملنساری کے پیکر تھے۔

Marfat.com

میاں عبدالرشید رحمتہ اللہ علیہ

گجرات کے قصبہ جٹوکل میں پیدا ہوئے۔ بلند صوت کی صفات کے حامل نعت خواں تھے۔ بڑی باغ و بہار طبیعت کے مالک تھے۔ ہمہ وقت مسکراتا گول چہرہ' دلکش خدوخال' موزوں قدوقامت' چال میں اک وارفتگی' کرتہ اور تہہ بند میں ملبوس جب بھی ملتے استقبال اس محبت بھرے جملے سے فرماتے ''میں صدقے جاواں''۔ یوں تو وہ نعت' قصیدہ اور منقبت بھی اچھا پڑھ لیتے تھے مگر ان کا اصلی جوہر معروف صوفی شاعر حضرت میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ کا لکھا ہوا عارفانہ کلام پڑھتے ہوئے ظاہر ہوتا۔ اس وقت ان کے جوش وخروش اور محویت کا عالم دیدنی ہوتا۔ اگرچہ میاں صاحب کے ہمعصر بھی عارفانہ کلام پڑھتے تھے مگر میاں صاحب کا اپنا ایک آہنگ تھا جس کا کوئی متبادل نہ تھا۔

صوفی محمد رمضان نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

صوفی محمد رمضان نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ ماموں کانجن سمندری (فیصل آباد) کے ایک دور افتادہ چک کے رہائشی تھے۔ دبلا پتلا پیکرِ سادگی۔ صوفی محمد رمضان رحمتہ اللہ علیہ کا نام جب نعت پڑھنے کے لئے محافل میں بلایا جاتا تو وضع قطع کی وجہ سے لوگوں کو بہت اچھی نعت کے سننے کی امید نہ ہوتی مگر جب اس بارگاہِ ادب میں محبتوں کے نذرانے پیش کئے جاتے تو ہر سننے والا کیفیت میں گم ہو جاتا۔ خصوصاً آواز کا زیروبم اور عارفانہ اشعار میں تو خصوصی ملکہ حاصل تھا۔ آپ نے باقاعدہ فنِ نعت کے اساتذہ سے اکتسابِ فیض کیا اور اپنے اسلوب کو بے حد ریاضت اور محنت سے بھرپور پختہ کیا۔ آپ ریڈیو پاکستان پر بھی پڑھتے رہے۔ آپ ایک سادہ مزاج اور ملنسار انسان تھے۔

حضرت عبدالحمید بٹ رحمتہ اللہ علیہ

دلکش خدوخال' سرخ وسفید رنگ' کتابی چہرہ' ایک خوبصورت انسان مداحِ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمِ شباب میں ہی جہانِ فانی سے چل بسے۔ عارفانہ کلام بڑے خلوصِ دل اور وارفتگی سے پڑھتے تھے۔ آپ اپنے بلند آہنگ کی وجہ سے اکثر محافل میں نمایاں حیثیت حاصل کر لیتے تھے۔ آپ جیسے خوش رو تھے ویسے ہی خوش اخلاق بھی تھے۔ آپ گجرات ہی میں نہیں بلکہ غلامانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بے حد مقبول تھے۔

Marfat.com

صوفی اللہ دتہ فریدی رحمتہ اللہ علیہ

صوفی اللہ دتہ فریدی رحمتہ اللہ علیہ مشہور صوفی بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ یہی وجہ تھی کہ صوفی صاحب ایک مخصوص رنگ کا رنگین پٹکا گلے میں لٹکائے رکھتے تھے۔ آپ کا اندازِ نعت خوانی بہت ہی پیارا تھا ایسے محسوس ہوتا تھا گویا ایک صدائے دلنواز جب ہوا کے دوش پر سامعین کے کانوں تک پہنچتی تو سننے والوں کی زبان پر خود بخود نعت خوانی کا نام آ جاتا کیونکہ یہ انداز آپ کی پہچان تھی۔ آپ اکثر معروف صوفی شاعر حضرت راقب قصوری رحمتہ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام پڑھتے تھے۔ آپ سادہ وضع قطع کے انسان تھے۔

محمد یونس رحمتہ اللہ علیہ

آج سے تقریباً 53 سال قبل ریڈیو پاکستان پر ایک دلکش آواز گونجتی تھی جس کو لوگ نہایت عقیدت ومحبت میں ڈوب کر سنتے تھے کیونکہ پڑھنے والے کا سوز اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا یہی تقاضہ تھا۔ یہ آواز ملک پاکستان کے معروف نعت خواں حضرت محمد یونس رحمتہ اللہ علیہ کی تھی آپ کے والد حاجی محمد دین تھے۔ آپ امرتسر (بھارت) میں 1922 میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی مدنی جان آقا ﷺ کی بارگاہ میں نظر پیش کرنے کا معمول تھا۔ اُس وقت محافل صرف گھروں کی حد تک محدود تھیں۔ تقسیم پاک و ہند کے بعد آپ لاہور شفٹ ہو گئے۔ 1952ء میں ریڈیو پاکستان میں پڑھنا شروع کیا۔ آپ پیر غلام مرتضیٰ رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب محمد اعظم چشتی، ریاض الدین سہروردی، شریف الدین نیر رحمتہ اللہ علیہم نعت پڑھتے تھے اور لوگ گھروں میں محافل کروانے کے لیے ہفتہ پہلے نعت خواں کی تلاش شروع کرتے تھے۔

1965ء کی جنگ کے بعد 1967ء میں واہ فیکٹری میں ایک عظیم الشان محفل نعت منعقد ہوئی۔ جس میں اس وقت کے صدر پاکستان محمد ایوب خاں نے شرکت کی۔ اس موقع پر محمد یونس صاحب نے ہدیہ نعت پیش کیا جس پر صدر صاحب نے آپ کو گولڈ میڈل اور شیلڈ پیش کی۔ آپ صوفیانہ کلام بڑی محبت سے پڑھتے تھے۔ آپ نے پنجاب بھر میں نعت خوانی کا فریضہ سرانجام دیا۔ اس وقت تبرک کے طور پر پتاشے اور باقر خوانی دی جاتی تھی۔ سردیوں میں سبز چائے اور گرمیوں میں دودھ سوڈا بطور تبرک دیا جاتا تھا۔ اگر کسی نعت خواں کو دو یا چار روپے مل جاتے تو وہ بہت خوش ہوتا ورنہ تبرک...... محمد یونس رحمتہ اللہ علیہ 1986ء میں اس جہان فانی سے کوچ فرما گئے۔ ریڈیو پاکستان نے آپ کی خدمات کے پیش نظر آپ کی بیوہ کا وظیفہ مقرر کیا۔

......☆......

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فروغ نعت

☆ انٹرویو: سید صبیح الدین صبیح رحمانی

☆ انٹرویو: پروفیسر محمد اکرم رضا

☆ انٹرویو: ریاض حسین چودھری

Marfat.com

وہ جب نعت پڑھتے ہیں تو لوگوں کو ایک روحانی و وجدانی سحر میں گرفتار کر لیتے ہیں۔

معروف نعت گو و نعت خواں

سید صبیح الدین صبیح رحمانی

سے خصوصی انٹرویو

انٹرویو پینل: حاجی محمد سرفراز۔ محمد ابرار حنیف مغل

سید صبیح الدین رحمانی فروغ نعت کے حوالے سے ایک ہمہ جہت شخصیت ہیں۔ نعت گوئی' نعت خوانی' نعت پر ریسرچ' نعتیہ کتب کی اشاعت' نعتیہ رسائل و جرائد کی اشاعت' بین الاقوامی طور پر فروغ نعت کے لیے تنظیم سازی ان کی پہچان کے واضح اور بڑے حوالے ہیں اور ان حوالوں میں سے ہر حوالہ اپنے اندر جدوجہد اور کارگزاری کی ایک داستان کو سموئے ہوئے ہے۔ آپ نے نہ صرف خود کام کیا بلکہ اپنے قریب آنے والے ہر نعت پسند اور ہم خیال دوست کو خدمت نعت کی عملی شاہراہ پر گامزن کیا۔ الحمد للہ آج نعت رنگ کے علاوہ کاروان نعت' سفیر نعت اور نعت نیوز جیسے جریدے آپ کی ''حوصلہ افزائی'' کی فضا میں فروغ نعت کے اہم فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کی خدمت نعت کے حوالے سے عصر حاضر کے نامور نقاد محقق ''مشفق خواجہ'' کا یہ جملہ کتنا بامعنی نظر آتا ہے۔

''نعت صبیح رحمانی کے حق میں حرف دعا بن گئی ہے۔''

اس خاص اشاعت میں شاہ صاحب کے نعت خوانی کے حوالے سے تجربات و مشاہدات سے استفادہ ضروری معلوم ہوتا ہے لہٰذا ہم آج نعت خوانی کی مقبولیت' افادیت' فروغ کے مزید امکانات کے حوالے سے ہی اپنی گفتگو کو محدود رکھیں گے۔

س: سب سے پہلے تو یہ بتائیں کہ نعت خوانی کیا ہے؟

ج: نعت خوانی حب رسول ﷺ کا مترنم اظہار ہے۔ اس کا تعلق صوت ولحن اور ادائیگی سے ہے۔ یہ سامع کے دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی لو کو تیز کر کے اس کی فکری و نظری اور قلبی و روحانی قوتوں کو جلا بخشتی ہے۔

س: دین کے حوالے سے نعت کی اہمیت اور ضرورت کے حوالے سے کچھ بتائیے۔

ج: آپ نے دینی حوالے سے بات کی تو عرض یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے ذکر نبی کریم ﷺ کو

Marfat.com

خود بلند کرنے کا اعلان فرمایا اور ہمیں بھی حکم دیا کہ درود وسلام بھیجیں اور اسی حکم کے دائرے میں نعت لکھنا' پڑھنا اور سننا ہمارے لئے باعث اجر وثواب اور حصول رحمت پروردگار کا ذریعہ ہے۔ جہاں تک اس کی ضرورت اور اس سے کام لینے کا سوال ہے تو نعت نے عہد رسالت مآب ﷺ ہی میں اپنے مقاصد کا تعین کر لیا تھا۔ نعت رد باطل اور تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا تبلیغی فریضہ ادا کرتی رہی ہے اور آج بھی یہ عمل جاری ہے۔ نعت گوئی اور نعت خوانی دونوں صورتوں میں ایک اور اہم بات کہ آج کے مشینی دور میں جب روحانی قوتیں کم ہو رہی ہیں اور اخلاقی قدریں دم توڑ رہی ہیں تو ہمیں ضرورت ہے نئی نسل کی کردار سازی اور اخلاقی وروحانی تربیت کے لیے ہم اسوہ نبی کریم ﷺ سے انہیں آشنا کروائیں اور میں یہ پوری ذمہ داری سے کہہ سکتا ہوں کہ نعت خوانی اس کا بہترین اور موثر ذریعہ ہے۔

س: پاکستان میں فروغ نعت کے اسباب کیا ہیں اور کن شخصیات نے اس ضمن میں خدمات سرانجام دیں؟

ج: قیام پاکستان کی اساس تھا وہ جذبہ جو مسلمانوں کے دل میں ایک علیحدہ اسلامی ریاست کے حصول کی صورت میں بیدار ہوا۔ ایک ایسی اسلامی ریاست جہاں مسلمان آسانی سے اپنے عقیدے کے مطابق بغیر کسی خوف کے زندگی گزار سکیں۔ الحمدللہ کہ برصغیر کے مسلمانوں کا یہ خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔ اب ایسی اسلامی مملکت جس میں حمد ونعت کے ترانوں کا فضا میں بلند ہونا فطری تھا' اس لیے پاکستان میں حمد ونعت کے نغمات گونجنے اور ان نغمات کو نئی نسلوں تک منتقل کرنے کے لیے جن بڑے نعت خوانوں نے کوششیں کیں' ان میں بہزاد لکھنویؒ اور اعظم چشتیؒ مرحوم کے نام بہت نمایاں ہیں۔ یہ دونوں بزرگ نعت گو بھی تھے، اور نعت خوان بھی اور دونوں آل انڈیا ریڈیو سروس سے نعت پڑھتے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد انہوں نے ریڈیو پاکستان سے حمد ونعت پیش کی۔ یہ اور بات ہے کہ بہزاد لکھنویؒ بطور شاعر زیادہ متعارف ہوئے اور اعظم چشتیؒ بطور نعت خوان زیادہ معروف ہوئے۔ اعظم چشتی کے انداز کو خاصی پذیرائی حاصل ہوئی اور پاکستان کے بیشتر اور بالخصوص پنجاب میں انہی کے انداز کو اپنایا گیا۔ آج تک نعت خوانی پر ان کے انداز کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔ مگر کراچی کے نعت خوانوں نے اپنے اپنے منفرد انداز پیش کیے جس کی وجہ سے سامع کو ورائٹی ملی۔ قمر الدین احمد انجم' خالد محمود' ادیب رائے پوری' ریاض الدین سہروردی' سعید ہاشمی' وحید ظفر قاسمی' عبدالرؤف بھٹی' کلیم سرور جیسے بے شمار نام ہیں جو اس وقت حافظے میں شاید پوری طرح

Marfat.com

محفوظ نہ ہوں۔ ادھر پنجاب میں بشیر حسین ناظم، منظور الکونین، مرغوب ہمدانی، نذیر حسین نظامی، ثنا اللہ بٹ، تاج اوکاڑوی، اختر حسین قریشی جیسے کئی ثناخوانوں کی خدمات بھی نعت خوانی کے فروغ اور استحکام کا باعث بنی اور ماشاء اللہ نئی نسل میں خورشید احمد سے لے کر اویس رضا قادری تک سب نے نعت خوانی کو عالمی سطح تک متعارف کرانے میں اپنا کردار ادا کیا۔

س: نعت کے موجودہ ماحول پر آج کل خاصی گفتگو ہو رہی ہے۔ وہ گفتگو کیا ہے، آپ بخوبی جانتے ہیں۔ ہماری خواہش ہے اس پر کچھ اظہار خیال فرمائیں۔

ج: میں نے پہلے بھی کسی جگہ گفتگو میں اس معاملے پر یہ عرض کی تھی کہ کچھ تبدیلیاں ہمارے ہاں پرفارمنگ آرٹ کے شعبوں میں ہمیشہ آتی رہتی ہیں بلکہ لائی جاتی ہیں تاکہ ناظرین و سامعین کو کسی بھی شعبے میں جس نئے پن کی تلاش رہتی ہے، اس کی تسکین ہو سکے لیکن مسلمانوں کا عمومی مزاج رہا ہے کہ وہ مذہب کے حوالے سے روایات کی پابندی پر سختی سے کاربند رہتے ہیں اور یہ ضروری بھی ہے۔ نعت خوانی میں جو چند تبدیلیاں لائی گئیں، اسے پسند بھی کیا گیا اور آپ نے دیکھا کہ ایک بڑا طبقہ نعت خوانی کے اجتماعات کی جانب راغب ہوا لیکن اس کی ناپسندیدگی کا اظہار بھی سامنے آیا جس نے وقت کے ساتھ ساتھ شدت اختیار کی۔ میرے خیال میں نعت خوانی کا نیا انداز وضع کرنے والوں نے نعت خوانی میں ردھم کو ذکر کا نام دے کر غلط کیا۔ ہم یہ ردھم اور طرح بھی پیدا کر سکتے تھے۔ ذکر کا نام دینے سے ذکر کی اہمیت ثانوی ہو گئی اور اس میں بے ادبی کے عناصر بھی شامل ہو گئے جس کی وجہ سے سنجیدہ طبقے نے اس کی مخالفت شروع کی۔ اس مخالفت کی فضا میں ہی ہمارے نعت خوانوں کے لباس، وضع قطع اور حرکات سکنات کے ساتھ ساتھ مزید دشواریاں پیدا کیں اور نعت پسند حلقوں میں بے چینی پھیل گئی۔ علماء نے فتوی دیئے جو حسن اور جواز دونوں صورتوں میں سامنے آئے لیکن یہ طے ہے کہ اس سے نعت کا تقدس پامال ہوا اور نعت سننے والے جائز و ناجائز کے درمیان الجھ کر رہ گئے۔ بہرحال اب یہ صورت حال خاصی بہتر ہو گئی ہے۔ نعت رنگ کے شمارہ 19 میں ایک مضمون میں نے شائع کیا ہے۔ ''نعت میں ذکر کی موسیقیت'' نعت خوانوں سے درخواست ہے کہ اس مضمون کو ایک بار سنجیدگی سے ضرور پڑھ لیں کہ ہم حضور ﷺ کی مدحت اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمارے لیے باعث اجر و ثواب ہے، لہٰذا ہم پر فرض ہے کہ اپنے آپ کو ہر اس چیز سے بچائیں جو ہمارے اجر و ثواب کو ضائع کر سکتی ہو۔

س: نعت خوانی سکھانے کے لیے کیا کیا جا سکتا ہے؟

ج: دیکھیے کہا یہی جاتا ہے کہ نعت خوانی اب ایک باقاعدہ فن ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ ہر فن کے کچھ اصول ہوتے ہیں جو اس فن کے ماہر لوگ ہی طے کرتے ہیں۔ کیا ہم نعت خوانی کی مقبولیت

Marfat.com

کے اس عہد زریں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اس فن کے اصول مرتب کیے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نعت وہ نغمہ پاکیزہ ہے جو فورِ جذبات سے قلب سے زبان تک آتا ہے اور اپنا اثر قائم کرتا ہے۔ اگر ہم اس کی تربیت گائیکی کے اصول پر کرنے کی کوشش کریں گے تو گائیکی کا فن غالب آ جائے گا۔ جس سے نعت خوانی کی سادگی متاثر ہوگی۔ میرا اپنا خیال ہے کہ ہمیں نئے نعت خوانوں کو صرف الفاظ اور انتخاب کلام کے بارے میں بتانا چاہیے اور پھر یہ دیکھنا چاہیے کہ ان کے اندر کا عشق کس طرح نغمے میں ڈھل کر سامنے آتا ہے۔ آپ کو حیرت ہوگی کہ عصر حاضر کے کئی باکمال نعت خوان موسیقی کی الف' ب سے بھی واقف نہیں مگر ان کے اندر کا عشق خود نغمے میں ڈھل کر سامنے آتا ہے تو کمال کیفیت کا اظہار ہوتا ہے۔ جبکہ فن موسیقی کی بنیاد پر کی گئی نعت خوانی اس کیفیت سے آشنا کروانے میں اکثر و بیشتر ناکام نظر آتی ہے۔ نعت خوانی سکھانے کے لیے سب سے بڑا مدرسہ ہماری محافل ہیں۔ ہمیں نعت خوانوں کے انتخاب میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ یہ اکثر کچھ مصروف ثنا خوان مدعو ہیں تو کچھ نو آموز ثنا خوانوں کو بھی ان کی موجودگی میں موقع دیا جائے تا کہ انہیں سینیئر ثنا خوانوں کے درمیان پڑھنے سے حوصلہ ملے اور اس طرح وہ خود کو بہتر کر کے پیش کرنے کے خواہش مند ہو جائیں۔

س: فروغ نعت خوانی کے لیے آپ کی کیا تجاویز ہیں؟

ج: الحمد للہ نعت خوانی کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ ہم ''ورفعنا لک ذکرک'' کے سائے میں اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں لیکن ابھی بہت کام باقی ہے۔ سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ جو کام بھی کیا جا رہا ہے' انفرادی اور علاقائی سطح پر ہو رہا ہے۔ ایسے کاموں کو مربوط کر کے سامنے لانے کی ضرورت ہے۔ جس کے لیے ایک مرکزی پلیٹ فارم کا ہونا ضروری ہے۔ ہم پاکستان میں نعت خوانی کے حوالے سے اب تک کئی چیزوں میں غفلت کا شکار ہیں۔ نعت خوانی کی پاکستان میں ایک تاریخ مرتب کی جانی چاہیے اور وہ بھی فوراً کہ اس شعبے کے سینیئر لوگ ایک ایک کر کے ہم سے جدا ہو رہے ہیں۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد نعت خوانی کا ماحول' سامعین' افراد' ادارے اور نعت خوانوں کا اصول مرتب کرنا عصر حاضر کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ پھر نعت خوانی کے بدلتے رجحانات' اہم تنظیموں کی کارکردگی موضوع گفتگو ہونا چاہیے تا کہ آئندہ آنے والی تنظیمیں ان کارہائے نمایاں کے تناظر میں اپنے سفر کو آگے جاری رکھ سکیں۔ جانے والے جا چکے مگر ابھی ہمارے درمیان منظور الکونین' شہریار قدوسی' بشیر حسین ناظم جیسے بزرگ لوگ موجود ہیں جو یہ تاریخ مرتب کرنے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ ''مرکز نعت'' اگر اس کام کی ذمہ داری لے تو ممکن ہے کہ کام جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچے پھر اکابر نعت خوانوں کی آوازوں کو محفوظ کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ ہمیں ''آواز خزانہ'' کو محفوظ کرنا چاہیے۔ آج بھی کتنے سنیئر ثنا خوانوں کی پڑھی ہوئی نعتیں میسر نہیں ہیں۔ اگر

Marfat.com

کسی کے پاس اس طرح کی کیسٹیں یا آوازیں محفوظ ہوں تو وہ بتائیں تا کہ ان کی حفاظت کا بھی کوئی بندوبست کیا جا سکے اور ایسے بے شمار کام ہیں جو ابھی ہم پر فرض ہیں لیکن مجھے خوشی ہے کہ کم از کم اب لوگوں نے اس طرح سوچنا تو شروع کر دیا ہے۔

س: اچھا یہ بتائیے کہ کسی نعت خوان کو کلام منتخب کرتے ہوئے کن امور کا خیال رکھنا چاہیے؟

ج: کسی بھی نعت خوان کو پہلے اپنے اندر یہ احساس ذمہ داری پیدا کرنا چاہیے کہ اللہ رب العزت نے اسے امت نبی کریم ﷺ میں ایک ممتاز حیثیت عطا کی ہے کہ وہ ہزاروں کے مجمع سے مخاطب ہو رہا ہے اور اس مخاطب کی اپنی تقدیس اور تقاضے ہیں کہ وہ ایک تبلیغی فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ جب یہ جذبہ اس میں بیدار ہو جائے گا تو وہ جو عمل بھی کرے گا' اسے انتہائی ذمہ داری اور سنجیدگی سے کرے گا اور اسے یہ جان لینا چاہیے کہ عوام الناس اپنے پسندیدہ نعت خوان سے جو کچھ بھی سنتے ہیں' اسے ہی دین سمجھتے ہیں لہٰذا ہمیں نعتیہ کلام انتخاب میں حد درجہ محتاط ہونا چاہیے۔ مشتبہ اور دینی مزاج اور دینی احکامات سے آگاہی رکھنے والے شعراء کا کلام منتخب کرنا چاہیے تا کہ احکامات شریعہ کی نفی نہ ہو اور ادب کے قرینوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی عقیدتوں کا اظہار کیا جائے۔

س: کاروانِ نعت کا ایک سال مکمل ہونے کو ہے' آپ اسے کس طرح دیکھتے ہیں؟

ج: نعت رنگ کی بے مثال کامیابی کے باوجود میرے دل میں ایک ملال تھا کہ میں شعبہ نعت خوانی کے لیے نعت رنگ میں کچھ نہیں کر پایا اور وہ ایک خالص علمی و ادبی نوعیت کا پرچہ ہے جسے نعت خوانی کے حلقے کم ہی جانتے ہیں۔ اس صورت حال میں ضروری تھا کہ میں یا کوئی اور دوست یہ فریضہ انجام دے۔ میں نے اپنی اس خواہش کا اظہار اپنے دوست جو لاہور میں مقیم ہیں' جناب شوکت علی سے کیا اور انہوں نے بخوشی اس کام کی ذمہ داری لی اور اپنے ساتھ دوستوں کی ایک ٹیم بنائی جس میں جناب محمد ابرار حنیف مغل بھی نمایاں حیثیت میں شامل تھے۔ کاروانِ نعت کا پہلا شمارہ شائع ہوا تو اس کا اصلاحی کردار بھی سامنے آیا اور لوگ متوجہ ہوئے مگر شوکت علی صاحب اپنی کاروباری مصروفیات کے باعث جلد اس کاروان قیادت سے دستبردار ہو گئے اور اس کارواں کی قیادت جناب محمد ابرار حنیف مغل صاحب نے بخوشی قبول کی۔ مجھے خوشی ہے کہ محمد ابرار حنیف مغل نے اپنے کاروان نعت کے اصلاحی پہلو کو بھی روشن رکھا اور دیگر امور پر خاصی محنت کی جس کی وجہ سے آج یہ رسالہ نعت خوانی کے حلقے میں احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ وہ ایک کامیاب مدیر ہیں۔ ایک ایسے شعبے میں جہاں لکھنے پڑھنے کا شوق کم ہو' وہاں یہ شوق پیدا کر دینا بڑی کامیابی ہے۔ میں اس شعبے میں محمد ابرار حنیف مغل اور کاروان نعت کی ان کامیابیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور ان کی کامرانیوں کے لیے دعاگو بھی ہوں۔

......☆......

Marfat.com

بے شک اُن کے قلم کی روشنی دلوں کو محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جام پلاتی ہے۔

محقق نعت پروفیسر محمد اکرم رضا

کا کاروانِ نعت کیلئے خصوصی انٹرویو

انٹرویو پینل: ڈاکٹر محمد اکمل جان۔ محمد ابرار حنیف مغل

سوال: اپنے ابتدائی حالات زندگی بیان کریں۔

جواب: نام محمد اکرم، تخلص رضا، ادبی دنیا میں محمد اکرم رضا کے نام سے معروف ہوا۔ تاریخ پیدائش 15 فروری 1946ء ہے۔ والدِ ذی وقار کا نام محترم جناب محمد علی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ گوجرانوالہ کے ایک گاؤں کوٹلی نواب سعد اللہ خاں میں پیدا ہوا۔ والد محترم تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن اور نظریاتی شخصیت تھے۔ ان کی خصوصی شفقت اور عنایات کریمانہ میری نظریاتی پختگی کا سامان مہیا کرتی گئی۔ میرا گاؤں گوجرانوالہ سے سترہ میل دور تھا۔ دو تین میل پانی یا کیچڑ سے اٹے ہوئے راستے پر سفر کرنا پڑتا۔ پرائمری جماعت میں ضلع گوجرانوالہ میں اول رہا۔ مڈل اور میٹرک میں وظائف لئے۔ میٹرک اسلامیہ ہائی سکول ایمن آباد سے کیا۔ بی اے کی ڈگری اسلامیہ کالج گوجرانوالہ سے حاصل کی۔ پھر اردو کے علاوہ کئی مضامین ڈگریاں حاصل کی۔ تدریسی تعلیم کے حوالے سے بی ایڈ اور ایم ایڈ کیا۔ میرا بڑا اعزاز جامعہ مظہر اسلام فیصل آباد (لائل پور) میں درس نظامی کی تحصیل ہے۔

سوال: نعت گوئی کی طرف کیسے مائل ہوئے، بنیادی محرکات کیا تھے، اولین نعت کے چند اشعار ارشاد فرمائیں۔

جواب: جیسا کہ میں نے پہلے سوال کے جواب میں عرض کیا ہے کہ ہمارا گھرانہ بنیادی طور پر زمیندارانہ ہے۔ مگر ہمارے خاندان کا سب سے بڑا سرمایہ وہ علمی مذہبی اور نظریاتی ورثہ ہے جو والد محترم کی تربیت سے عطا ہوا۔ چونکہ والد محترم گاؤں میں رہتے ہوئے بھی ملک بھر کی سیاسی اور نظریاتی تحاریک سے تعلق رکھتے تھے۔ ادھر میرا ننھیال مکمل طور پر ادبی، شعری اور روحانی تشخص کے حوالے سے غیر معمولی شہرت رکھتا تھا۔ اس لئے ہوش سنبھالتے ہی گھر میں ہندو پاک کے معروف رسائل و جرائد دیکھے۔ جن میں مذہبی، دینی اور صوفیانہ مضامین ہوتے یا پھر ایسے جرائد جن کے مضامین تحریک پاکستان کے ولولہ انگیز ادوار کی یاد تازہ کرتے تھے۔ ان میں سے دینی رسائلِ حمد نعت منقبت اور قومی منظومات بطور خاص نظر آئیں۔ یہ گویا فطرت کی جانب سے لالے کی حنابندی (خود بخود) کا اہتمام تھا۔ گھر میں ایسی مجالس کا انعقاد کیا جاتا۔ جن میں نعت خواں بطور خاص بلائے جاتے اور کافی دیر تک مدحت رسول ﷺ کے نغمات

Marfat.com

قدس گونجتے رہتے۔ والد محترم (مرحوم و مغفور) اور میرے بڑے بھائی جناب محمد انور چشتی کو (جنہوں نے میری دینی تدریس میں خصوصی کردار ادا کیا) مجھ سے ایسی تقاریر سُن کر خوشی ہوتی جن میں محبتِ رسول ﷺ کا تذکرہ ہوتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے مدحیہ اشعار ہوتے۔ اس طرح میں لاشعوری طور پر ایک ایسی فضا اور ماحول کا حصہ بن گیا جس میں نعت مصطفےٰ اور حب رسول ﷺ کی خوشبو رچی ہوئی تھی۔ میری زندگی کے ماہ و سال اور نعت گوئی کا جذبہ ایک ساتھ پروان چڑھتے ہوئے مستقبل کی جانب گامزن ہوتے گئے۔ آٹھویں سے میں قومی اخبارات میں نظم و نثر کے حوالے سے چھپنے لگا۔ اس وقت مرا نام اکرم رضا کوٹلوی تھا۔ آج بھی بے شمار لوگ مجھے اس نام سے پہچانتے ہیں کہ میں نے طویل عرصہ اسی نام سے لکھا۔ 1960ء میں (جب میں نویں جماعت میں تھا) کہی ہوئی ایک نعت کے چند اشعار یہ ہیں:

وہ سرکارِ عالی جناب اللہ اللہ — محمد رسالت مآب اللہ اللہ
بلا کر انہیں عرش اعظم کے اوپر — کیا خود خدا نے خطاب اللہ اللہ
مبارک وہ لمحے وہ ساعت مبارک — ہوئے جب سوال و جواب اللہ اللہ
نوازا کتاب مبیں ان کو دے کر — وہ قرآن اُم الکتاب اللہ اللہ
میسر ہوا آپ کا عشق جن کو — وہ چمکے بصد آب و تاب اللہ اللہ
قلوب جہاں تھے مہکبار جس سے — وہ ایمان پرور خطاب اللہ اللہ
رسول معظم پہ قرباں دو عالم — خدا کا حسیں انتخاب اللہ اللہ
رضا خلق ان کا ہے تسکیں نہیں — دکھایا کرم بے حساب اللہ اللہ

سوال: آپ نعت کے کن شعراء سے متاثر ہیں؟

جواب: سیدنا حسان بن ثابت، مولانا جامی، امام احمد رضا خاں، علامہ محمد اقبال، حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہما۔

سوال: نعت کے حوالے سے آپ کی سوچ اور نظریہ کیا ہے؟

جواب: نعت کے حوالے سے میری سوچ اور نظریہ کیا؟ جس رسول ﷺ کی بارگاہ میں جنید رحمتہ اللہ علیہ، بایزید رحمتہ اللہ علیہ بھی دم بخود حاضر ہیں، فرشتوں کا طواف شوق جاری ہو۔ جن کا سب سے بڑا ثنا خواں ان کا خالق رب کریم ہو وہاں میری سوچ کی کیا حیثیت ہے؟ ہم تو محسنین نعت کے جادۂ نور پر چلنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ نعت کے لیے ہم خاک نشینوں کی فکر کی اٹھان اور اڑان کہاں تک ہوگی؟ نعت تو عشق و عقیدت کی معراج ہے۔ یہ رب کونین کا لطف خاص ہے جو وہ اپنے بندوں کو اپنے

Marfat.com

محبوب کی ثنا میں اپنی سنت کی پیروی کا شرف عطا کر دیتا ہے۔ یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پر گایا نہیں جاسکتا کیونکہ اس کے ظہور کے لیے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں۔ وہ خاص دل جن میں محبت رسول ﷺ کی چاندی بکھری ہوتی ہے۔

خدائے کریم ملائکہ، صحابہ کرام اور دیگر عشاقِ رسول ﷺ کے حوالے سے نعت کہنے کی روایت ہم تک اس شان سے پہنچی ہے کہ "ورفعنا لک ذکرک" کی صورت میں حضور نبی کریم ﷺ کا سب سے بڑا چاہنے والا (خدائے کریم) خود اس سلسلے کو فروغ دے رہا ہے۔ نعت کہنے کا جذبہ اس قدر مقدس و محترم ہے کہ شاعر کو ادب و احترام حضور میں ڈوب کر نعت کہنی چاہیے۔ اگرچہ نعت کہنا بہرصورت ایک سخاوت اور سعادت سے بڑھ کر عبادت ہے مگر اس سلسلے میں کوئی چیز نہیں۔ یہ تو خوشنودیِ خدا دادِ مصطفیٰ ﷺ کے حصول کا معاملہ ہے۔ اگر شاعر کا سینہ عشق و عقیدت سے خالی ہے اور وہ فقط اظہارِ فن کے لیے نعت کہنا چاہتا ہے تو بے شک نہ کہے کیونکہ اس کے لیے اپنی فکری و فنی صلاحیتوں کے فروغ کے اور بھی شعری اسلوب اور ذرائع ہیں۔ یہ تو خدا کی خاص توفیق ہے۔ عنایت خصوصی ہے اور جب لطف و عطا کا انداز خاص ہو تو اس سے بہرہ اندوز ہونے والوں کو بھی اس سوغات کو سینے میں سنبھال کر رکھنا چاہیے کیونکہ

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

نعت کہتے ہوئے میری فکر خفیہ راہ بن کر مجھے ادراک بخشتی ہے کہ نعت دل کے مطلع عقیدت سے طلوع ہو اور پلکوں پر آنسوؤں کی کناری سجائی ہوئی لوحِ قرطاس پر منتقل ہو جائے۔ اس میں زبان اور دل کی رفاقت بہت ضروری ہے۔ یعنی آپ نے نعت لکھتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ و الاصفات کو جس طرح سے محسوس کیا ہے آپ کے محاسن قدسی، معجزات، خصائل و فضائل، کمالات اور آپ کی بعد از خدا بزرگ تو ئی قصہ مختصر کے اوصاف کی حامل شخصیت کا جس طرح سے تذکرہ کیا ہے۔ آپ ایسا ہی دل سے بھی سمجھتے ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ نعت بھی تخلیق کر دیں اور آپ کی زبان اور عمل سے ان اوصاف حسنہ اور خصائص کبریٰ کی تردید ہو رہی ہو جن کا آپ نعت میں تذکرہ کر چکے ہیں۔ یہ تو خدا کے الطافِ بے کراں کو لوٹنے کے بہانے ہیں اور وہ ایسا سخیوں کا سخی ہے کہ اپنے محبوب ﷺ کی ثنا گوئی کی توفیق بھی دیتا ہے اور ثنا گو کو اس کی طلب سے بڑھ کر عطا بھی کرتا ہے۔

سوال: "نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے" اس کی روشنی میں آپ اپنی نعتیہ شاعری کو کس طرح پر کہتے ہیں؟

جواب: نعت بلاشبہ تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے کہ نیچے آئیں تو تنقیص کا خوف اور اوپر جائیں تو مقام

Marfat.com

الوہیت کی زد میں آنے کا خطرہ۔ امام احمد رضا خاںؒ نے ان الفاظ میں نعت کی حسین ترین تعریف کی ہے۔ بلاشبہ یہ احساس ہر آن ہر لحظہ ہر نعت گو کے پیش نظر رہنا چاہیے۔ درویش صفت ساغر صدیقی نے اسی لیے کہا تھا کہ ''میں نعت کہتے ہوئے خود کو جہنم کے شعلوں سے ڈرالیتا ہوں۔'' نعت گو کو عطا ہونے والے روحانی انعامات و اعزازت بعید از شمار ہیں۔ جب عطا اس قدر زیادہ ہوگی تو پھر آزمائش بھی اتنی ہی کڑی ہوگی۔ عرفی کے لفظوں میں یہ راہ نعت ہے' صحرا نہیں ہے کہ جہاں جدھر کو چاہو منہ اُٹھائے چل پڑو۔ یہاں تو قدم قدم پر عشاق کی سانس رُکتی ہے۔ نعت سرور دو عالم ﷺ کا قصیدہ ہے یہ شاہانِ عجم کے دنیاوی جاہ وجلال کا تذکرہ نہیں کہ جو چاہو جیسے چاہو کہتے چلے جاؤ۔ میں حتیٰ الامکان کوشش کرتا ہوں کہ نعت میں کوئی ایسا لفظ بھی ادا نہ ہونے پائے جس کے دو معانی نکلتے ہوں۔ میرے لیے بارگاہِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ادب واحترام ہی سرخروئی کا سب سے بڑا وسیلہ ہے۔ عجز وادب کی معراج عطا ہو جائے تو قلم خود بخود لرزیدہ' فکر از خود پاکیزہ ہونے لگتی ہے۔ میں نے نعت کہنے کے لیے قرآن حکیم کی تعلیمات اور صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کے ارشادات کو ہمیشہ مشعل راہ بنایا ہے۔ میں اپنے ہی تین اشعار اس حوالے سے پیش کر رہا ہوں:

نعت سرکار مرے دور کی پہچان بھی ہے
مری بخشش کا سر حشر یہ سامان بھی ہے
نعت کہتے ہوئے اے شاعر و ملحوظ رہے
جو بھی کہتے ہو وہ سرکار کے شایان بھی ہے؟
نعت ہے حکم الٰہی کی سراسر تعمیل
یہ ہے ایمان رضا سنت حسانؓ بھی ہے

سوال: نعت کے سلسلے میں جدید نعت اور قدیم نعت کی اصطلاحات سے آپ کہاں تک اتفاق کرتے ہیں؟ آپ کے نزدیک ایک جدید نعت کیا ہے؟

جواب: میرے نزدیک نعت بس نعت ہی ہوتی ہے۔ تذکرہ محبوب خدا ﷺ ذکر ممدوح کائنات' ثنائے سلطانِ اسلاطین اقالیم دو عالم ﷺ۔ نعت تو وہ خوشبو ہے جو چودہ سو سال سے تاریخ کے متن سے پھوٹ رہی ہے۔ مطلع شوق سے ظہور پذیر ہو رہی ہے۔ قدیم اور جدید کی قید کیسی؟ ہر نعت گو نے اپنے اپنے دور میں فکر وادب کے ذخیرے سے بہترین الفاظ بارگاہ رسول ﷺ میں نذر کیے ہیں۔ ہر آنے والا زمانہ سمجھتا ہے کہ شاید جدت کے تمام تر لوازم ہماری ہی نوک قلم سے پھوٹتے ہیں۔ اگر عصر حاضر کا کوئی شاعر اپنے مدعائے فکر کو اس احسن طریقہ سے بیان کرتا ہے کہ پڑھنے والوں کے وجدان کو حیرت انگیز تب وتاب عطا ہوتی ہے اور یہ رشک ہوتا ہے کہ کاش یہ خیال ہمیں سوجھتا تو بلاشبہ یہ جدت فکر کی ایک دلکش مثال ہے۔ ورنہ محض تغزلی اور بے جا لفاظی شکوہ اور اشکال پسندی کو جدید نعت قرار دے لینا کسی طور پر بھی مستحسن امر نہیں۔ دورِ اوّل کا شاعر ہو یا آج کا نعت گو سب کے لیے نعت کا سب سے بڑا ماخذ فرمان اور اسوۂ

Marfat.com

رسول ﷺ ہی ہے۔ یہی تو آزمائش کا وقت ہے کہ کہیں جدت پسندی کے زعم میں راہوارِ نعت بے لگام نہ ہو جائے۔ مشاعرے میں تو داد مل رہی ہو مگر نامۂ اعمال رحمت سے محروم ہو رہا ہو۔ میرے نزدیک بھرپور، مؤثر ادب آفریں تغزل سے مزین، الفاظ کے عجز اور جذبات کے شوق بے کراں سے وجود میں آنے والی نعت کو جدید نعت کہا جا سکتا ہے۔ باقی جہاں تک قدیم اور جدید نعت کی حد بندی کا تعلق ہے تو ماضی کے نعت گو شعراء کی ایسی درجنوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جن کے اشعار عصر حاضر سے بھی کئی زمانے آگے تک اپنی جدت آفرینی کا حسن بکھیرتے نظر آئیں گے۔

سیدنا حسانؓ بن ثابت، امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ، امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ، جامی رحمتہ اللہ علیہ، قدسی رحمتہ اللہ علیہ، عرفی رحمتہ اللہ علیہ، غلام امام شہیدی رحمتہ اللہ علیہ، محسن کاکوروی رحمتہ اللہ علیہ، علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ، احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ، حسن رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ، الطاف حسین حالی رحمتہ اللہ علیہ، امیر مینائی رحمتہ اللہ علیہ، بیدم وارثی کا کلام ماضی کا ورثہ ہے مگر آج بھی اسی طرح تروتازہ اور بہار آفریں ہے جس طرح مدتوں پیشتر تھا۔ ان سب کے نعتیہ کلام میں جمالِ مصطفےٰ بھی ہے اور سیرتِ مصطفےٰ کی استدادطلبی بھی ہے اور استغاثہ امت اسلام بھی حضور ﷺ کے محاسن قدسی بھی ہیں اور اسوہ رسول ﷺ کی ضوباریاں بھی۔ زخمی دل کی پکار بھی ہے اور پوری اُمت کی زبوں حالی کا نوحہ بھی۔ یہی سب کچھ آج کے نعت گو شعراء کہہ رہے ہیں اور ماضی کے نعت گو شعراء کا شعری کمال آج بھی ہماری فکری ونظری رہنمائی کر رہا ہے۔ سیدنا حسان بن ثابتؓ کے بقول:

مَــانِ اِن مَّــدَحْـتُ مُـحَـمَّـدً بِمَقَـالَتِي لٰـكِـنَ مَـدَحْـتُ مَـقَـالَتـي بِمُحَمَّدًا

جامی کے لفظوں میں:

نسیما جانب بطحا گزر کن ز احوالم محمد را خبر کن

قدسی کے لفظوں میں:

چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

حالی کے لفظوں میں:

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے اُمت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

اقبال کے لفظوں میں:

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے دہر میں اسم محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

کرامت علی شہیدیؒ کے لفظوں میں:

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقدس کا

Marfat.com

احمد رضا خاں کے لفظوں میں:

ٹھوکریں کھاتے پھرو گے ان کے در پر پڑے رہو   قافلہ تو اے رضاؔ اوّل گیا آخر گیا

احمد ندیم قاسمی کے لفظوں میں:

دستگیری مری تنہائی کی تو نے ہی تو کی   میں تو مر جاتا اگر ساتھ نہ ہوتا تیرا

عبدالعزیز خالد کے لفظوں میں:

کرم نے تیرے بخشا حوصلہ عرض تمنا کا   وگرنہ میں کہاں کا ہوں سخنداں یارسول اللہ

حفیظ تائب کے لفظوں میں:

کب ہوگی شب ہجراں کی سحر اے سرور عالم صل علیٰ   کب ہوگی دعا لبریز اثر اے سرور عالم صل علیٰ

ماضی اور حال کے نعت گو شعرا کے چند شعری نمونوں سے فقط یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ نعت قدیم یا جدید نہیں ہوتی یہ تو شاعر کی فکر رسا کی کرشمہ سازی اور ہمہ گیریت ہے کہ وہ عظمت و شانِ حضور ﷺ کے حوالے سے کیا کچھ کہہ سکتا ہے جو جمال مصطفےٰ ﷺ کی لمحہ افشانیوں میں کھو گئے ان کو بھی سلام اور جن کی نظر جمال مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دل و جان کو مستنیر کرتی ہوئی آپ کے اسوہ عالی اور اپنے دور کے تقاضوں کو نعت کے اسلوب میں بیان کر گئی ان کو بھی سلام۔ حاصل کلام یہی ہے کہ شاعر کسی بھی دور کا ہو، کوئی بھی ہو اگر نعت صحیح معنوں میں حسن تغزل کے تقاضے پورے کرتی ہے تو یہی نعت ہے۔

سوال: عام شاعری کی طرح نعت میں بھی معریٰ نظم، آزاد نظم، ہائیکو وغیرہ کی صورت میں نئے شعری تجربے ہو رہے ہیں۔ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب: تمام تجربات برمحل اور درست ہیں شرط فقط یہی ہے کہ ادب و احترام رسول ﷺ ہر حال میں ملحوظ خاطر رہے جو شعر کہا جائے سرکارِ دو عالم ﷺ کے شایانِ شان ہونا چاہیے۔ اگر شاعر مقامات رسول ﷺ سے بے بہرہ ہو کر محض کسی صنف سخن میں ناموری یا اوّلیت کے لیے شعر کہے گا تو پھر اس کی مثال ایسے پھول کی ہوگی جو خوشبو سے محروم ہو۔ ورنہ جہاں تک ان اصناف کا تعلق ہے۔ میرا ایمان ہے کہ تمام زبانیں اور تمام اصنافِ سخن کو وجود ہی ثنائے حضور ﷺ کے لیے عطا ہوا ہے۔

سوال: دورِ حاضر کو نعت کا دور کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نعت کو زیادہ فروغ حاصل ہوا ہے۔ آپ ان آراء سے کہاں تک اتفاق کرتے ہیں؟

جواب: میرے نزدیک فقط دور حاضر ہی نہیں بلکہ ہر دور ہی دورِ نعت ہے۔ ہر دور میں عاشقانِ حضور ﷺ نے اپنی ادبی اور علمی صلاحیتوں کے بہترین گلاب اپنے آقا مولا کی بارگاہ قدس میں پیش

Marfat.com

کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ نعت کے دورِ اوّل ہی کو دیکھ لیجیے جب محبوب خدا ﷺ نگاہوں کے رو برو تھے تو اس دور کا مطالعہ کرتے ہوئے یوں لگتا ہے جیسے ہر صحابی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارمغان عقیدت پیش کرنے کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کر رہا تھا۔ حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب بن زہیر، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت علی المرتضیٰ، سیدہ فاطمۃ الزہرا، امام زین العابدین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سمیت بہت سے اسمائے گرامی بھی نظر آتے ہیں۔ ان سے قبل حضرت ابو طالبؓ اور کئی دوسرے اصحاب کرام کی نعتیں اب تک دلوں کو متاثر کر رہی ہیں۔ یہی کیف آفریں منظر ہر دور اور ہر عہد میں نظر آتا ہے۔ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ کسی بھی دور کے اصحاب شعر و ادب بارگاہ رسول ﷺ میں اپنا نذرانۂ مدحت پیش کرنے میں پیچھے رہے ہوں۔ راقم اس بارے میں اتنا کچھ لکھ چکا ہے کہ اگر ہر دور کے مدحت نگاروں کے اسمائے گرامی ہی رقم کرنے لگیں تو قرطاس وقلم کا معاملہ یہیں تھم کر رہ جائے۔

چودہ صدیوں کے مختلف ادوار میں جدھر بھی دیکھیے "ورفعنا لک ذکرک" کے نغمات چاروں طرف گونج رہے ہیں۔ ہر دور کے ادبا، شعراء، فقہاء، علماء، مفسرین، محدثین اپنی نوک قلم سے نعتوں کے گلاب مہکاتے رہے ہیں۔ یقینی امر ہے کہ ہر دور کے اصحاب علم وحکمت نے انوار مصطفیٰ ﷺ سے اپنے جذبات شوق کی بالیدگی بخشی ہوگی۔ ہم مختلف ادوار میں لکھی گئی نثری کتابوں کا جائزہ بھی لیں تو ان کے آغاز میں حمد ونعت کی برکات ضرور نظر آتی ہیں۔ حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور سیدنا امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ باقاعدہ نعت گو شعراء نہیں تھے مگر ان کی کہی ہوئی نعتیں دل وجان کو ذوق و شوق عطا کر رہی ہیں۔ مختلف صدیوں میں آپ چشم بصیرت کو وا کر کے مطالعہ کریں تو بے شمار اصحاب ایمان اپنے ہاتھوں میں عشق وعقیدت کی اٹیاں بصورت نعت سجائے گنبد خضریٰ کی تجلیات کی جانب لپکتے دکھائی دیں گے۔ یہ علیحدہ بات ہے اس دور میں ذرائع ابلاغ کی سہولت میسر نہیں تھی مگر اس کا کریڈٹ بھی ان محسنین نعت کو جاتا ہے جو ستائش کی تمنا اور صلے کی آرزو سے بے نیاز ہو کر فقط خوشنودیٔ خدا و رسول ﷺ کے لیے نعت لکھ رہے ہیں۔

دورِ حاضر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ابلاغ عام کے درجنوں ذرائع سامنے آئے ہیں۔ کتب کی اشاعت، ریڈیو، ٹیلی ویژن، محافل نعت کا بڑے پیمانے پر انعقاد، فروغ نعت کے لیے نعتیہ رسائل وجرائد کا انعقاد، قد آدم محافل نعت کے پوسٹر، گویا وہ محبانِ نعت جو پہلے گھروں یا محافل تک محدود تھے اب ایک سیل رواں کی صورت اختیار کر گئے ہیں سرکاری محافل میں پہلے نعت کا رواج نہیں تھا اب نعت ایک لازمی حصہ بن گئی ہے۔ یہ تو رب دو عالم کا کرم ہے کہ دورِ حاضر کو اپنے محبوب کی ثنا خوانی کے لیے نئے سے نئے انداز اور اسلوب عطا کر رہا ہے۔ میں عرصہ چالیس سال سے نعت کہہ رہا ہوں۔ شروع شروع میں

Marfat.com

اخبارات اور ادبی رسائل نعت سے خالی ہوتے تھے۔ اور بصد شکریہ نعت واپس بھیج دی جاتی تھی۔ یا زیادہ سے زیادہ میلاد النبی ﷺ معراج النبی ﷺ اور چند دیگر مقدس تہواروں کے حوالے سے نعت کی اشاعت کا بطورِ تبرک اہتمام کیا جاتا تھا۔ اب تو جدھر دیکھیے نعت ہی نعت نظر آ رہی ہے۔ وہ اصحاب قلم بھی جو نعت کو بطور صنف سخن تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھے (اور بعض تو اب بھی تسلیم نہیں کر رہے) وہ بھی نعت کہہ رہے ہیں اور نعتیہ مشاعروں میں بطورِ خاص شریک ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ شہرت یا صلے یا کسی اور وجہ سے بھی شریک ہوتے ہیں، حضور ﷺ کے دامانِ گہر بار سے وہ بھی اپنا حصہ پا رہے ہوں گے۔

عصر حاضر میں نعتیہ کتب بڑی تعداد میں شائع ہو رہی ہیں۔ کئی رسائل مبارکباد کے مستحق ہیں کہ بڑے اہتمام سے مسلسل نعت نمبر نکال رہے ہیں۔ اگر ہم فروغِ نعت کو صرف عصر حاضر سے نکال دیں تو دیگر ادوار کی کاوشوں کی نفی ہوتی ہے۔ نعت گو کے لیے سب سے بڑا تمغہ حسن کارکردگی تو خدا و رسول ﷺ کے ہاں پذیرائی ہے اور کسی دور میں کسی نے نہیں چاہا ہوگا کہ وہ کسی طور اس پذیرائی کا حق دار قرار پائے۔ اگر ہم اس دور کو دورِ نعت قرار دے لیں تو آنے والے ادوار کو کس حیثیت سے یاد کریں گے جب تک کہ ذرائع ابلاغ اور زیادہ وسعت اختیار کر چکے ہوں گے اور نعت گوؤں کا سیل نور حساب و شمار سے کہیں آگے جا رہا ہوگا۔ چودہ صدیاں پیشتر کا زمانہ ہو یا عصر رواں، سب اپنی جگہ محترم ہیں اور پھر آنے والے ادوار کی فکر انگیز وسعتوں کا اندازہ کون لگائے گا۔ یہ تو رب کریم جل جلالہ کی محبوب نوازی ہے کہ ہمارے ذہنوں کو محبت رسول ﷺ سے آباد کر کے ہمارے تعلق کو نعت کے مقدس نغمات الاپنے اور ہمارے ہاتھوں کو قلم کی نوک سے مدحت حضور ﷺ کی توفیق بخش رہا ہے۔ اس توفیق میں کبھی کمی نہیں آئے گی۔ بہر حال چونکہ ہم عصر حاضر میں جی رہے ہیں اس لیے اس دور میں فروغِ نعت کی بیش بہا کاوشوں کو سلام پیش کرتے ہیں۔

سوال: نعت کے بارے میں تحقیق و تنقید کے حوالے سے جو کام ہوا ہے۔ آپ کے خیال میں اس کی حیثیت و افادیت کیا ہے۔ کیا مزید کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہے تو آپ اس سلسلہ میں کیا خدمات انجام دے سکتے ہیں یا دے رہے ہیں؟

جواب: نعت کے حوالے سے تحقیق و تنقید کے ضمن میں اب تک بہت کام ہوا ہے۔ جتنا بھی کام ہوا ہے وہ ہر لحاظ سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ کسی زمانہ میں رسائل و جرائد میں ایک آدھ نعت خاص روحانی مواقع پر تبرک کے طور پر شائع کی جاتی تھی۔ آج کوئی رسالہ اور جریدہ ایسا نہیں ہے جو نعت نمبر یا رسول نمبر یا سیرت نمبر نہ نکال رہا ہو۔ اس سلسلہ میں چند رسائل خصوصی اہمیت کے حامل ہیں جنہوں نے فروغِ نعت کے لیے مسلسل اشاعتیں پیش کر کے اس سلسلہ پر نور کو آگے

Marfat.com

بڑھانے کی کوشش کی ہے۔

...... ماہنامہ شام وسحر لاہور۔ اس رسالے نے تواتر سے چھ ضخیم نمبر شائع کئے۔ یہ نعت نمبر ابلاغ نعت کی تاریخ کو بڑھانے میں سنگِ میل ثابت ہوئے۔

...... ماہنامہ نعت لاہور۔ یہ ماہنامہ بطور خاص نعت ہی کیلئے مخصوص ہے اور نہایت باقاعدگی سے مضامین نعت کے سلسلے کو تواتر بخش رہا ہے۔

...... ماہنامہ حمد و نعت کراچی۔

...... نعت رنگ کراچی۔ اس مجلّہ نے فروغ نعت اور تنقید و تحقیق نعت کے حوالے سے یادگار کردار ادا کیا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس کی ہر اشاعت خاص نمبر کی حیثیت رکھتی ہے۔

...... ماہنامہ کاروان نعت۔ لاہور سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کی اشاعت کو ایک سال مکمل ہو چکا ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی کئی رسائل و جرائد ہیں جو تواتر سے نعت پر کام کر رہے ہیں اور بعض ایسے جرائد ہیں جنہوں نے بطور خاص نعت نمبر شائع کیے۔ تفصیل سے گریز کر رہا ہوں کہ ان موضوعات پر معروف جرائد میں لکھ چکا ہوں۔

بات ہو رہی تھی نعت میں تحقیق وتنقید کی تو الحمدللہ میرے لیے اس کی اہمیت وافادیت ہر لحاظ سے قابل قدر ہے کیونکہ ہمیشہ چراغ سے چراغ روشن ہوتے ہیں۔ آج کے جرائد کی نعتیہ کاوشیں آنے والے ادوار کے لیے سیر حاصل مآخذ ثابت ہوں گی۔

ان رسائل و جرائد کے خاص نمبروں کے علاوہ متعدد تنقید نگاروں نے نعت کے فروغ وارتقا پر قلم اٹھایا۔ آغاز میں صرف نعت نگاروں پر لکھا گیا۔ چونکہ یہ نقش اولین تھا اس لیے تنقید نعت کا دامن وسیع سے وسیع تر ہونے لگا اور نعت نگاروں کا تذکرہ محض تعریف سے گزر کر ان کے شعری محاسن اور ان کی ادبی لغزشوں تک دراز ہونے لگا۔ اس تمام سلسلہ میں نعت کی عظمت و اہمیت کو ہر صورت میں مقدم رکھا گیا کیونکہ تنقید نعت نگار پر تھی نعت پر نہیں۔

اس کے علاوہ مختلف اشاعتی اداروں کی طرف سے نعتیہ انتخاب شائع ہوئے۔ کئی اصحاب تحقیق نے پی ایچ ڈی اور ایم فل کے لیے نعت کا انتخاب کیا۔ آج سے بیس سال قبل راقم جب نعت نگاری پر قلم اٹھاتا تھا تو بیس پچیس مجموعہ ہائے نعت میسر ہوتے تھے جبکہ آج ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ چکی ہے۔ فروغِ نعت کا سلسلہ اپنی جگہ لیکن ہر نعت پر تحقیق وتنقید کا تذکرہ کرتے ہوئے ان مجموعہ ہائے نعت اور نعتیہ کتب سے بھی صرف نظر نہیں کر سکتے کیونکہ تحقیق وتنقید سے بھی شعراء کو نعت کو بہتر سے بہتر انداز سے

Marfat.com

پیش کرنے کا سلیقہ عطا ہوتا ہے۔

ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ نعت کے نام پر تحقیق و تنقید کے سلسلہ میں جتنا کام ہوا ہے وہ حرف آخر ہے ایسا کہنا نعت کی تاریخ سے ناانصافی ہے مگر اس حقیقت کا اعتراف اپنی جگہ مسلم ہے کہ تحقیق نعت کے حوالے سے جتنا کام بھی ہوا ہے وہ زندہ و پائندہ ہے۔ متعدد نعتیہ تنقیدی کتب شائع ہو چکی ہیں جن میں مختلف حوالوں سے نعتیہ مضامین و مفاہیم کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ تحقیقی و تنقیدی سرمایہ اس قابل ضرور ہے کہ نعت رسول ﷺ کے نام پر وادیٔ تحقیق و تنقید میں مزید ایمانی جدوجہد اور راست روی سے آگے بڑھنے والوں کے لیے درست سمت کا تعین کر سکے۔

سوال: آپ نے ذاتی طور پر نعت میں تحقیق و تنقید اور موضوع یا فن کے حوالے سے جو کام کیا ہے اس کی وضاحت فرمائیں۔

جواب: جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ مجھے نعت کہتے ہوئے چالیس سال سے زیادہ کا عرصہ بیت چکا ہے۔ کمال کی بات یہ ہے کہ تقریر اور تحریر کا جذبہ پہلے عطا ہوا۔ تحریر بچوں کے رسائل میں چھپنے لگی۔ آٹھویں میں تھا تو نعت ہو گئی اور نعت کے ساتھ ہی مناقب اور منظومات کا سلسلہ دراز ہونے لگا۔ بی اے میں آیا تو سرکار دو عالم ﷺ کی سیرت طیبہ کے حوالے سے مضامین لکھتے لکھتے از خود نثری تحریروں میں نعت اور مضامین لکھنے لگا۔ میں سمجھ نہیں سکتا کہ یہ سب کچھ کس طرح ہو رہا تھا۔ بس اللہ کی مہربانی تھی عطائے رسول ﷺ تھی۔ گھر میں ہندو پاک سے آنے والے مذہبی اور ادبی رسائل کے ڈھیر لگے رہتے تھے۔ فطرت کی نوازشوں نے نعت کی توفیق ارزاں کی تو نعت' نعتیہ مفاہیم یا نعت نگاروں کے حوالے سے مضمون لکھے جانے لگے۔ ماہنامہ ماہ طیبہ (کوٹلی لوہاراں) سلطان العارفین (گکھڑ) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ' ہفت روزہ قومی دلیر (گوجرانوالہ) ماہنامہ آئینۂ ماہنامہ رضوان' ماہنامہ الحبیب' ہفت روزہ السواد اعظم (لاہور)' ہفت روزہ مجرب حق (فیصل آباد)' ماہنامہ سنی لکھنؤ' ماہنامہ پاسبان (الہ آباد) وغیرہ میری جولاں گاہ تھے۔ تحقیق و تنقید کے زاویوں سے بے خبر ہی لکھتا چلا گیا۔ مقصود یہ تھا کہ ان نعت گو شاعروں کو سلام عقیدت پیش کروں جن کے فیوض نے مجھ سے ذرۂ ناچیز کو نعت کی درخشندگی عطا کی ہے۔ میں ان رسائل کے مدیران کا ممنون ہوں جو مجھ سے اپنی پسند کی تحریر لکھوانے کے ساتھ ساتھ میرے نعتیہ مضامین کو بھی شائع کر دیتے تھے۔ ادبی رسائل میں تو نعتیہ مضامین کا داخلہ مکمل طور پر بند تھا۔

1970ء کالج میں پڑھانا شروع کیا تو نعتیہ مضامین کو باقاعدہ ترتیب سے لکھنا شروع ہوا۔ اور پھر فیاضیٔ قدرت نے اس شان سے نوازا کہ میں سو بار جنم لے کر بھی رب کریم کا شکر یہ ادا نہیں کر سکتا۔ نعت نگاری اور نعتیہ مضامین کا سلسلہ جاری تھا کہ نعت گو شعراء کے نعتیہ دیوان دیباچہ یا مقدمہ رقم کرنے

Marfat.com

کے لیے آنے لگے۔ گوجرانوالہ، لاہور، کراچی، فیصل آباد، حافظ آباد، راولپنڈی سمیت دوسرے شہروں سے بھی یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

اسی دوران میں ماہنامہ شام و سحر نے نعت نمبروں کا سلسلہ شروع کیا تو میرے دل کی مراد بر آئی۔ میں خالد شفیق صاحب کا ازحد ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھ سے لکھوایا اور خوب خوب لکھوایا حتیٰ کہ دوسرے جن مضامین سے ہاتھ اٹھا لیتے تھے وہ میرے حصے میں آجاتے۔ پھر تو سلسلہ ایسا چلا کہ جو بھی نعت کے حوالے سے رسالہ شائع ہوتا وہ فوراً میری جانب رجوع کرتا۔ رسالے کا مدیر سمجھتا کہ وہ مجھے اپنی محبت میں گرفتار کر کے لکھوا رہا ہے جبکہ میں تو اس شاہین شہ لولاک علیہ السلام کی طرح تھا جو از خود دامِ نعت میں گرفتار ہونے کے لیے لپکتا ہے۔ حمد و نعت کے شہزاد احمد کرم فرمائی کرتے رہے۔ ماہنامہ نعت کے مدیر عظیم نعت گو اور محقق راجہ رشید محمود کے لیے تو میں گھر کا آدمی تھا لہٰذا دیر کیسی؟ کراچی سے نعت رنگ طلوع ہوا تو خوش ادا مداحِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید صبیح رحمانی نے اپنے دامِ محبت کا اسیر کر لیا۔ اگرچہ ان سے میں شرمندہ ہوں کہ دو سال ملتا رہا مگر ان کی محبت ایسی ہشت پا ہے کہ گرفت میں لے لے تو چھڑانا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اور پھر یہاں چھڑانے کی آرزو بھی کس کو ہوتی ہے۔ آپ نے مجلّہ کاروانِ نعت شروع کیا تو اس کا کیا تذکرہ کروں کہ یہاں تو "من تو شدم تو من شدی" والا معاملہ ہے۔ آپ کا ایک فون ہی مجھے بلا تاخیر قرطاس و قلم کے رشتے میں گم کر دیتا ہے۔ غرض کس کس کا نام لوں یہاں تو مجھ سے محبت کرنے والے میرے جذباتِ عقیدت کو اپنی گرفت میں لیے رہتے ہیں۔ ان کے علاوہ کراچی، لاہور اور گوجرانوالہ کے مزید رسائل و جرائد اور ان کے مدیرانِ کی کرم فرمائیاں۔ اگرچہ میری غزل گوئی مناقب نگاری اور تسلیم گوئی کا سلسلہ بھی بدستور جاری ہے مگر یہاں تو تذکرۂ نعت چھڑا ہوا ہے۔ اچھی غزل نے مجھے نعت میں تغزل کی چاشنی عطا کی۔ جب میں ماضی کے آئینہ میں جھانکتا ہوں تو مضامین و معاملات کی ایک طویل فہرست نظر آ رہی ہے۔ کاش سب کچھ چھپ جائے۔ اگر ایسا ہو جائے تو بھی ایک درجن کتب کا سرمایہ تو ضرور ہوگا۔ میں نے ہمیشہ اپنے بارے میں لکھنے سے دامن چھڑایا ہے اور دوسروں پر لکھا ہے۔ اب جبکہ آپ نے سوال اٹھایا ہے تو میری نعتیہ تنقیدات اور تحریروں کی اجمالی تفصیل یوں بنتی ہے:

☆ تنقیداتِ نعت کے حوالے سے کتاب "کاروانِ نعت کے حدی خواں" جسے تنقیداتِ نعت کے حوالے سے کئی معاملات میں اوّلیت کا شرف حاصل ہے۔

☆ بہت جلد دوسری شائع ہونے والی کتاب "قافلہ شوق کے مسافر" یہ تصنیف بھی نعتیہ تنقیدات اور مضامین کے حوالے سے ہے۔

☆ قریباً ایک سو نعتیہ دیوان (اُردو پنجابی) کے دیباچے رقم کیے۔

Marfat.com

☆ تیس سے زائد نعتیہ کتب پر تقاریظ یا آراء لکھیں۔
☆ سو سے زیادہ شخصیاتی نعتیہ مضامین لکھے۔
☆ پچاس کے قریب تفصیلی تنقیدی نعتیہ موضوعات پر مقالات لکھے۔ بعض مقالات کی ضخامت 70 صفحات تک ہے۔
☆ بزمِ نعت پاکستان (حافظ آباد) نعت کونسل (گکھڑ) انجمن فروغ ادب (گوجرانوالہ) سمیت متعدد نعتیہ انجمن کی سرپرستی۔
☆ مختلف نعتیہ سیمینار میں شرکت (حکومتی اور عوامی) اور وہاں مقالات کا پیش کرنا یہ تو ایک سطحی سا جائزہ ہے ورنہ راہوارِ قلم تو اس وقت بھی شاہراہِ نعت پر رواں دواں ہے۔

سوال: آپ نے متعدد رسائل و جرائد کی ادارت کی اور کئی رسائل آپ کی سرپرستی میں شائع ہو رہے ہیں۔ کیا اس کی تفصیل بتانا پسند کریں گے؟

جواب: چونکہ یہ انٹرویو فروغِ نعت کے حوالے سے ہے۔ اس لیے تفصیلات سے گریز کرتے ہوئے صرف رسائل کے ناموں تک ہی اکتفا کروں گا۔

ایڈیٹر مجلّہ کاروانِ اسلامیہ کالج گوجرانوالہ (1962ء تا 1966ء)، ایڈیٹر مجلّہ الاستاذ ٹریننگ کالج فیصل آباد (1969ء تا 1970ء)، ایڈیٹر مجلّہ تحریک محکمہ تعلیم پنجاب (1971ء تا 1975ء)، ایڈیٹر مجلّہ عزمِ نو گورنمنٹ کالج شکر گڑھ (1975ء تا 1979ء)، ایڈیٹر مجلّہ مہک گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ (1980ء تا 2006ء)، ایڈیٹر ماہنامہ ترجمان لاثانی علی پور سیداں (1984ء تا حال)، مشیرِ اعلیٰ، ماہنامہ کاروانِ نعت (2005ء تا حال)، مشیر مجلّہ نعت رنگ کراچی (2006ء تا حال)، سب ایڈیٹر ہفت روزہ قومی دلیر گوجرانوالہ (1964ء تا 1966ء)، نگران ماہنامہ سرپرائز انٹرنیشنل (2003ء تا حال)، مشیر مجلّہ مصنفین گوجرانوالہ (1990ء تا حال)، نگران مجلّہ دلچسپ گوجرانوالہ (2004ء تا حال)، نگران سہ ماہی تاریخ ساز گکھڑ (2005ء تا حال)، نگران ہفت روزہ نقاب گوجرانوالہ (1975ء تا 2002ء)، مشیر ماہنامہ جہان رضا لاہور (2005ء تا حال)، مشیر ماہنامہ نور القرآن لاہور (2005ء تا حال)، نگرانِ اعلیٰ ماہنامہ ضیائے قمر گوجرانوالہ (1995ء تا 2003ء)، نگران اعلیٰ سہ ماہی علم و فن گوجرانوالہ (1990ء تا حال)

سوال: نعت لکھتے ہوئے آپ کے دل میں روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کی تمنا کب پیدا ہوئی؟ آپ مدینہ منورہ سے دوری کی کیفیت کن حالات میں شدت سے محسوس کرتے ہیں؟

جواب: روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کی تمنا تو ہر صاحب ایمان کے دل میں ابتدائے شعور سے ہی جنم

Marfat.com

لینے لگتی ہے۔ ''کب'' کا تعین ہو ہی نہیں سکتا؟ میں کیا کہوں کہ اس کیفیت کو کیسے محسوس کرتا ہوں۔ وہ شخص جس نے عمر بھر نعت ہی لکھی ہو۔ نعت پر لکھا ہو۔ نعت لکھنے والوں پر لکھا ہو۔ نعت کے مختلف پرنور زاویوں کو ذہن کی گرفت میں لے لے کر لکھا ہو۔ وہ ہجر و فراق کی کیفیت سے کس شدت سے دوچار ہے۔ اس کا اندازہ صرف میں ہی کر سکتا ہوں۔ نعت لکھتے ہوئے تو وفورِ شوق کا عالم ہوتا ہے۔ کبھی ہجر و فراق کے عالم میں ہوتا ہوں کبھی تصور میں خود کو مدینے کی گلیوں میں چلتے پھرتے محسوس کرتا ہوں۔ میرے درجنوں اشعار میں یہی مہجوری جلوہ گر نظر آتی ہے۔ مگر اس میں یاس کی کیفیت نہیں ایک درماندہ راہرو کی صدائے دردناک ہے:

سوئے طیبہ جو کوئی قافلہ جاتا دیکھا — ایک محشر دل پر شوق میں برپا دیکھا
خلق ساری جانب طیبہ رواں ہو میں نہ ہوں — وائے طیبہ میں ہجوم عاشقاں ہو میں نہ ہو
وائے محرومی شہ ہر دوسرا کے شہر میں — اے رضا سارا زمانہ مہماں ہو میں نہ ہو
جب مدینے کا مسافر کوئی پالیتا ہوں — اپنی حالت پہ شب و روز ملال آتا ہے
قافلے عشق و مستی کے یوں چل پڑے — دل وفورِ عقیدت سے بھرپور ہیں
رحمتیں ہر قدم پر ہیں سایہ فگن — راستے موجۂ نکہت و نور ہیں
کچھ تو مکہ چلے کچھ مدینے چلے — جامِ سرشاری وصل پینے چلے
ہم مگر بے بس و ناتواں ہیں ادھر — کیا کریں ہجر و فرقت سے مجبور ہیں

مدینہ منورہ سے دوری بے اختیار دل کو رُلاتی ہے مگر بعض اوقات احساسات کو حیات تو بخش دیتی ہے۔ تڑپنے بھڑکنے کی مزید توفیق ارزاں ہونے لگتی ہے اور نئے نئے مضامین رقم ہونے لگتے ہیں۔ پلکوں کے کناروں پر آنسو جھلملانے لگتے ہیں تو پھر یہ احساس بھی جینے کا حوصلہ بخشتا ہے کہ اُس آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مخفی ہے جو آنسوؤں کو گہر اور ہجر و رقت میں تڑپنے والوں کو حاضری لذت کے آداب سے آشنا کر دیتا ہے۔

سوال: کیا آپ کو حرمین الشریفین اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی ہے کیا مدینہ منورہ میں حاضری کے موقع پر آپ نے نعت لکھی یا پیش کی؟ آپ اس لمحۂ خاص کے محسوسات سے مستفید فرمائیں۔

جواب: تاحال مدینہ منورہ میں حاضری سے محروم ہوں اور اس سے احساس سے سرشار ہو کر بلاوے کا منتظر رہتا ہوں کہ

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے — تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

Marfat.com

میں یہ عرض کرنے سے قاصر ہوں کہ مدینہ منورہ میں حاضری کے وقت نعت کہہ سکوں یا جلوہ ہائے نور میں گم ہو کر رہ جاؤں گا۔ وہاں تو اپنے اپنے محسوسات ہوتے ہیں۔ اپنے اپنے جذبات کا محشر بپا ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ میں حاضری دینے والوں اور گنبد حضریٰ کے نورانی جلوؤں سے قلب و جان کو منور کرنے والوں کو کیا کچھ عطا ہوتا ہے' ان کے محسوسات کیا ہوتے ہیں۔ وہ نعت کس طور کہتے ہیں جبکہ محرم نعت ﷺ نگاہوں کے روبرو ہوتا ہے۔ اس بارے میں وہی جانیں جو اس سعادت عظمیٰ سے بہرہ ور ہو چکے ہیں۔ ہم تو تصورات کے شیش محل سجائے ان کے قدموں کو بوسہ دینے کی جستجو میں رہتے ہیں جن کے قدموں کو شہرِ مصطفےﷺ کی خاک پوشی کا شرف عطا ہوا۔ چند برس پیشتر ایک مرتبہ پروگرام بن گیا اور اس سے قبل ایک نعت کا یہ مطلع موزوں ہوگیا۔

سمت طیبہ سے ہوائے خوش خرم آنے کو ہے ... تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

مگر انتہائی ناگزیر مصروفیت (والدہ ماجدہ مرحومہ مغفورہ کی شدید علالت) کی بنا پر نہ جاسکا۔ اسی دوران میں ایک عالم دین مجھ سے ملے اور میری کچھ نعتیں لے گئے۔ وہ یہ نعتیں بارگاہِ رسولﷺ میں پیش کرتے رہے۔ ان کا قیام طویل ہوگیا تو انہوں نے مجھ سے مزید نعتوں کی فرمائش کی۔ میں نے جواب میں نعت کا فقط ایک شعر لکھ کر بھیجا کہ اسے ہی تلاوت کرتے رہیے۔

سجدۂ شکر رب العلیٰ چاہیے ... ہم مدینہ میں ہیں اور کیا چاہیے

وہ جتنا عرصہ وہاں رہے یہی پڑھتے رہے۔ ممکن ہے کہ جب مجھے یہ سعادت حاصل ہو تو صرف صاحب نعت کے جلوؤں سے بے چین نگاہوں کو قرار بخشتا رہوں۔ جب حضورﷺ روبرو ہوں تو پھر اور مانگا بھی کیا جاسکتا ہے؟ اور یا پھر...... نعت ہی نعت ہو رہی ہو۔ بہر حال خدا وہ گھڑی لائے تو سہی (ان دنوں ایک دو شدید بیماریوں سے دوچار ہوں۔ صحت کے لیے دعائے خاص کا متمنی ہوں۔) دوری و مجبوری کا احساس بعض اوقات خوب خوب رُلاتا ہے تو پھر دل کی اس احساس سے ڈھارس ہونے لگتی ہے کہ بلانے والے کی مرضی ہے۔ کچھ جان کر ہی ہجر کی لذت سے آشنا کر رکھا ہوگا۔ خدائے کریم صحت سے نوازیں اور بارگاہ رسولﷺ سے اس شان سے پروانہ طلبی جاری ہو کہ میں "لبیک یا سیدی" پکارتا ہوا چل پڑوں۔

سوال: نعت میں سیرت نگاری اور سراپا نگاری دو اہم ترین موضوع ہی نہیں بلکہ دو مختلف رویئے بھی رہے ہیں۔ آپ دونوں میں سے کس کے حق میں ہیں؟

جواب: آپ کے سوال کی روشنی میں دیکھا جائے تو سیرت نگاری اور سراپا نگاری دو مختلف رویئے نظر آرہے ہیں۔ حالانکہ بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو سیرت نگاری اور سراپا نگاری دو مختلف رویئے نہیں بلکہ

Marfat.com

نعت نگاری ہی کے انداز ہیں۔ یہ دونوں انداز جدا جدا نہیں رہتے بلکہ ایک مقام پر آ کر دونوں ایک ہی قلزم نور میں گم ہو جاتے ہیں۔ حضرت محسن کاکوروی رحمتہ اللہ علیہ اور امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں سراپا نگاری بھی ملتی ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ سیرت نبوی ﷺ کے لوازم بھی پوری شدت کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ فاضل بریلوی کا سلام ''مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' سراپا نگاری کی بے حد دلکش مثال ہے مگر اس سلام میں سیرت حضور ﷺ کے انوار کی جھلک بھی ملتی ہے۔ محسن کاکوروی رحمتہ اللہ علیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سراپائے اقدس پر جی کھول کر لکھا مگر ساتھ ساتھ آپ کی سیرت اقدس کے محاسن بھی ان کی نعتیہ شاعری کا حسن نظر آتے ہیں۔ حفیظ جالندھری کا شاہنامہ اسلام سراپائے حضور ﷺ اور سیرت حضور ﷺ کی دلکش تصویر ہے۔ الطاف حسین حالی رحمتہ اللہ علیہ کی مسدس ایک منفرد شعری کاوش ہے جس کا نام ''مدجزر اسلام'' ہے مگر اس میں بھی سراپا اور سیرت کے لوازم ملتے ہیں۔ محشر رسول نگری رحمتہ اللہ علیہ سے لے کر آج تک کوئی نعت گو بھی ایسا نہیں جو دونوں اسالیب کو ساتھ لے کر نہ چلا ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض مقامات پر ایک پہلو غالب آ جاتا ہے اور بعض پر دوسرا۔ مگر دونوں ہی نعت کا حسن اور آپس میں لازم وملزوم ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سراپا اور آپ کی سیرت دونوں کا ماخذ قرآن ہے اور دونوں لوازم نعت ہی کہلاتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سراپا اور آپ کی سیرت دونوں کا ماخذ قرآن ہے اور دونوں لوازم نعت ہی کہلاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لازوال سیرت نے بے شمار دلوں کو مستند کیا مگر اس کے ساتھ ساتھ بے شمار ایسے خوش بخت بھی تھے جو آپ کے سراپائے اقدس کی ایک جھلک دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اہل یہود کے سب سے بڑے عالم عبداللہ بن سلام توریت اٹھا کر آپ سے مناظرہ کرنے کے لیے آئے مگر کچھ کہے بغیر آپ کے رُخ انور کو دیکھتے ہی پکار اُٹھے کہ ''ایسے حسین چہرے والا جھوٹا نہیں ہو سکتا۔'' یہی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی خوش بختی تھی۔ کسی کو سیرتِ حضور نے اسلام کا اعزاز بخشا اور کوئی سراپائے رسول ﷺ میں گم ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ اس لحاظ سے دونوں پہلو ہی نعت کا حسن ہیں۔

دراصل نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس حسن صورت اور کمال سیرت کا لازوال نمونہ ہے۔ اس لیے شعرائے نعت اگر سراپا نگاری اور سیرت پاک کے دونوں روئیے اپنا کر لکھ رہے ہیں تو یہ مخصور کائنات بھی ہے اور رضائے خداوندی بھی کیونکہ قرآن پاک میں بھی صورت پاک کو طٰہٰ ویٰسین کا مظہر قرار دیا گیا ہے اور دوسری طرف آپ کے کردار کو شام ابد تک کے لیے مینارۂ نور قرار دیا گیا۔ ممدوحِ دو عالم تو ایک ہی ہے۔ محبوب کائنات تو ایک ہی ہے' محمود بزم ہستی تو ایک ہی ہے۔ کوئی سراپا نگاری کرتے ہوئے آپ کے لب اقدس کا ذکر کرتا ہے تو دوسرا ان لب ہائے جان نواز سے پھوٹنے والی آواز کی تاثیر سے خلق عظیم

Marfat.com

کی شرح قلم بند کرتا ہے بات تو ایک ہی ہے۔ جمال صورت مصطفیٰ ﷺ اور کمال اخلاق رسول ﷺ کو الگ الگ حصوں میں تقسیم کرنا کیسا؟ ضرورت فقط اس امر کی ہے کہ نعت کہتے ہوئے ایک پہلو کو اُجاگر کرتے ہوئے دوسرے پہلو سے اغراض کی نوبت نہ آنے پائے۔ نعت گوئی میں جہاں ایک آن میں معراج سخن عربی ہو جاتی ہے وہاں اعمال کے تمام تر سرمایہ کے ضائع ہونے میں تاخیر نہیں ہوتی۔ الحمدللہ ہر دور کے نعت گو شعراء اس حقیقت سے کماحقہ آشنا نظر آتے ہیں۔ خدائے کریم ہمیں محبت رسول ﷺ کے گلستان کے، ہر پھول کی خوشبو کو مشام فکر میں بسانے کی توفیق عطا کرے۔

سوال: آپ نعت خوانی اور نعت گوئی میں کیا فرق محسوس کرتے ہیں؟ آپ کو نعت خوانی (ترنم سے) کی سعادت بھی حاصل ہے۔ اگر ایسا نہیں تو اس کی کمی آپ کیسے محسوس کرتے ہیں؟

جواب: میرے لیے نعت گو اور نعت خواں دونوں ہی قابل احترام ہیں۔ نعت گو نعت تخلیق کرتا ہے جبکہ نعت خواں اس کے کلام کو احسن کمال کے ساتھ عوام الناس تک پہنچا دیتا ہے۔ قلم اور زبان دونوں ہی ذرائع ابلاغ کا کام دیتے ہیں۔ قلم سے نعت رقم ہو کر رسائل و جرائد کی زینت بنتی ہے جبکہ نعت خواں کے زبان و بیان کے حسن سے ایک دن میں ہزاروں سامعین کے دلوں تک پہنچا دیتا ہے۔ دونوں ایک ہی تصویر کے دو رُخ اور آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ بعض تو ایسے خوش بخت نعت خواں بھی ہیں جنہوں نے نعت خوانی پہلے شروع کی اور نعت خوانی کے صدقے میں نعت گوئی کی سعادت عظمیٰ بھی ان کا مقدر بن گئی۔ میں مقصدیت اور افادیت کے لحاظ سے ان میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتا بشرطیکہ جذبہ صادق ہو اور نعت گو جس وارفتگی، شوق سے نعت کہتا ہے نعت خواں بھی اسی والہانہ پن سے نعت پیش کرے۔ یہ تو رب دو عالم نے ثنائے محبوب ﷺ کی زیادہ سے زیادہ تاثر انگیزی کا اہتمام کر رکھا ہے۔ نعت گو کا نعت رقم کرنا بذات خود ایک عبادت ہے اور نعت خواں کا اس عبادت کو حسن سعادت بنا دینا بھی عنایت ربانی ہے۔ دراصل قلم ہو یا ذہن و فکر ہو یا زبان اُن سب کا وجود ثنائے حضور ﷺ کے لیے ہی مخصوص ہے۔ انداز جدا جدا سہی، پیرایہ الگ الگ سہی مگر مقصد تو یکساں ہے۔ مدعا تو دونوں کا ایک ہی ہے۔ رحمت خداوندی مسکرا رہی ہے کسی کے اعزاز قلم پر اور کسی کے لحن پاک پر۔ محمد اعظم چشتی، مظفر وارثی، بشیر حسین ناظم، محمد علی ظہوری، صبیح رحمانی کی نعت گوئی اور نعت خوانی ایک نئے ہی لطف سے آشنا کرتی ہے۔

میں نے یونیورسٹی تک اپنا کلام مشاعروں میں ترنم سے پیش کیا۔ مگر پھر تقریر و خطابت کا غلبہ ہو گیا۔ خطابت آواز کے گھمبیر لہجے کا تقاضا کرتی ہے اس لیے کوچۂ ترنم سے آشنائی چھوڑ کر اپنا کلام تحت اللفظ پڑھنے لگا۔ یہ بھی عطائے خداوندی ہے کہ اس نے مجھے ترنم نہ سہی موزوں انداز سے تحت اللفظ پڑھنے کا سلیقہ عطا کر رکھا ہے۔

جب کسی محترم نعت خواں کو پُرسوز لہجے کے ساتھ نعت پڑھتے دیکھتا ہوں تو دل و دماغ وجد میں

Marfat.com

آ جاتے ہیں۔ روح سرمست و سرشار ہو جاتی ہے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتی ہیں۔ لب اس نعت خواں کے لیے دعا گو ہو جاتے ہیں کہ بعض اوقات میں فکری طور پر خود کو اس کا ہمنوا کر لیتا ہوں کہ جیسے وہ نہیں پڑھ رہا میں پڑھ رہا ہوں۔ نعت خواں کی معراجِ فن بھی یہی ہے کہ سننے والا یوں سمجھے کہ ''میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے۔'' بہر حال نعت کو تحت اللفظ پڑھا جائے یا ترنم سے۔ یہ سب عنایاتِ ربانی کے کرشمے ہیں۔

سوال: نعت گوئی کی وجہ سے کسی بھی سطح پر کوئی ایوارڈ ملا ہو تو بتائیں؟

جواب: اب تک گوجرانوالہ اور خطۂ پنجاب کی بہت سی انجمنیں اور ادارے بہت سے اعزازات اور ایوارڈ سے نواز چکے ہیں۔ چند اعزازات سرکاری ہیں مگر زیادہ تر عوامی اور ادبی اداروں کی جانب سے ہیں۔ بہت سے سماجی، علمی، نظریاتی، فکری ادارے، انجمنیں، فورم اور ایسوسی ایشنز کے اعزازات، شیلڈیں اور میڈلز اس فہرست کا حصہ ہیں۔ اگر تفصیل رقم کرنے لگوں تو کئی صفحات پر پھیل جائے گی۔

ابرار حنیف مغل صاحب! اس کا اصل جواب یہی ہے کہ سب سے بڑا اعزاز نعت گوئی ہے جس سے خالق نے مجھے ہی نہیں بے شمار مدح خوانِ حضور ﷺ کو نواز رکھا ہے اور پھر ایک طویل عرصہ نعت گوئی میں مصروف رکھتے ہوئے مجھے تنقیداتِ نعت اور ابلاغِ نعت کے جس اعزاز سے نوازا ہے اس پر تحدیثِ نعمت کے حوالے سے جس قدر بھی ناز کروں کم ہے۔

سوال: نعت گوئی کے حوالے سے اپنے اساتذہ کرام کے بارے میں بتائیں؟

جواب: میں گوجرانوالہ کے ایک دور دراز کے گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ بس انعامِ خداوندی ہو گیا جو میری نعت معروف رسالوں اور جرائد میں چھپنے لگی۔ جوں جوں عمر آگے بڑھی اشاعتِ نعت اور فروغِ نعت کے لیے قدرت میری راہنمائی کرتی گئی۔ یوں کہہ لیجئے کہ میں قلمبند الرحمٰن ہوں۔ تمام بڑے بڑے نعت گو شعراء (عربی، اُردو، فارسی، پنجابی) کو خوب خوب پڑھا اور تواتر سے پڑھا۔ یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ ماضی کی روشن شاہراہیں میرے عہدِ حال کو سنوارتی گئیں اور درست مشیت سے مجھ سے خطا کار کے مشاقّیِ فن کا اہتمام ہوتا رہا۔

سوال: آپ سے جن لوگوں نے نعت کے حوالے سے اکتسابِ فیض کیا۔ ان کے بارے میں کچھ بتائیں گے؟

جواب: یہ بھی انعامِ خداوندی اور رحمتِ مصطفوی ﷺ ہے کہ اس نے درجنوں اصحابِ فکر و فن کے لیے مجھے شعری راہنمائی کا ذریعہ بنا دیا۔ حالانکہ میں خود بھی غزل کہتا ہوں مگر مجھے فخر ہے میں بعض اچھی غزل کہنے والوں کو گلستانِ نعت کی طرف لے کر آیا۔ میں نے متعدد جنہوں میں اصحابِ فکر کی حتی الامکان راہنمائی کی کوشش کی۔ ان میں علماء و فضلاء بھی ہیں۔ اہلِ خطابت بھی ہیں۔ اصحابِ صحافت اور نثر نویس

Marfat.com

بھی ہیں۔مگر میرے لیے جو چیز متاع عزیز اور توشہ آخرت کا درجہ رکھتی ہے۔وہ نعت نگاروں کی راہنمائی ہے۔ان میں گوجرانوالہ ہی نہیں مختلف شہروں کے شعراء بھی ہیں۔میں نے اپنے پیاروں کو کبھی اپنا شاگرد نہ تو سمجھا ہے نہ ہی لکھا ہے۔وہ سب میرے بھائی ہیں۔کاروانِ نعت کے سفر میں میرے شریک سفر ہیں۔مجھ سے والہانہ پیار کرتے ہیں۔میری رائے کو مقدم جانتے ہیں اور میری کوشش یہ ہوتی ہے کہ میری محبت اور تعلق ان کے اظہار محبت سے کسی بھی طور کم نہ ہونے پائے۔اس ضمن میں میرے لیے روحانی سرخوشی کا یہ پہلو بھی ہے کہ جو اصحاب شعراوادب مجھ سے وابستگی کے کسی پہلو سے بھی آگے بڑھے ان میں سے بعض اس قدر خوش بخت ثابت ہوئے کہ آج وہ خود حاصل بزم بن کر کئی نو آموزوں کی راہنمائی کرتے ہیں۔میں جب یہ سب کچھ دیکھتا ہوں تو مجھے اپنی ہی ذات کا پھیلاؤ نظر آتا ہے اور میں اپنے پیاروں اور اگلی نسل کے مہ پاروں کی ترقی وادب کے لیے ہر آن دعا گو رہتا ہوں۔

سوال: نعت گوئی کے حوالے سے اپنی زندگی کا ایسا واقعہ جسے آپ بیان کرنا چاہیں؟

جواب: کس واقعہ کا ذکر کروں۔نعت کی توفیق ہی سب سے بڑا واقعہ ہے اور نعت کہنے کے ساتھ ساتھ درجنوں اصحاب شوق سے نعت کہلوانے کی توفیق ہی میرے لیے سب سے بڑا واقعہ اور انعام ہے۔نعت کہنے کہلوانے اور فکر نعت میں سرشار رہنے کی بدولت اگر ایسی ساعتیں بھی میسر آجائیں جو حاصل حیات ہوں تو پھر کون ان کا تذکرہ کرے گا؟ پھول کا حقیقی حسن اس کی خوشبو ہے اور جب پھول کھلتا نہیں، کلی کی صورت میں ہوتا ہے تو خوشبو اس کے یہاں خانۂ خلوت میں محفوظ ہوتی ہے۔پھول کا کھلنا ہی اس خوشبو کے پرواز کر جانے کا باعث بن جاتا ہے۔اس لیے حسین تر ساعتوں کے فسانۂ عنبر فشاں کو دل ہی میں محفوظ رہنے دیجیے کہ

سب یہ صدقہ ہے عرب کے جگمگاتے چاند کا　　نام روشن اے رضا جس نے تمہارا کر دیا

سوال: نسل نو کے لیے آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: گلستان نعت اس قدر عنبر فشاں اور بہار آفریں ہے جس پر کبھی خزاں مسلط نہیں ہوسکتی۔جب انسان حالات کی تلخیوں اور وقت کے آلام و مصائب سے گھبرا اُٹھتا ہے تو اسے اس گلستان نعت میں عافیت اور امن وسکون کی دولت نصیب ہوتی ہے۔اسی گلستان نعت کی خوشبو کو دل و جان میں بسا کر وہ بالآخر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت قدسی کی بلندیوں سے آشنا ہو کر آپ کی ہمہ گیر اور دل نواز شخصیت کی محبت میں گم ہو جاتا ہے۔گویا نعت اس لیے عرفانِ ذات رسول ﷺ کا ذریعہ بنتی ہے۔اس لیے ہمیں چاہیے کہ خود کو بلاتاخیر دامانِ مصطفےٰ ﷺ سے وابستہ کرلیں۔آپ کی سیرت قدسیہ اور جمال جہاں آرا کے مطالعہ کے لیے قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ کا مطالعہ کریں۔سیرت نبوی ﷺ سے متعلق کتب کا مطالعہ کریں اور اس کے ساتھ پاکیزہ فکر رکھنے والے بلند ذوق مدحت نگاروں کی نعتوں کو بھی

Marfat.com

اپنے مطالعے میں رکھیں۔ جاہ و منصب اور زر پرستی کی لعنت سے پاک نعت خوانوں سے دلآویز نعتیں سن کر اپنے دلوں کو گداز بخشیں اور ان سب کے پہلو بہ پہلو اپنی نصابی کتب سے دل لگانا سیکھیں۔ علم کو اپنا مستقبل اور تعلیم کو وقارِ سرخروئی سمجھ کر ہر لحظہ آگے بڑھنے کی جدوجہد کریں۔ خدا کرے آپ اچھے مناصب پر فائز ہوں اور پھر اپنے دلوں کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی محبت سے ضوبار کر کے زمانے بھر میں ''اسم محمد'' (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اُجالا کرنے کے لیے تمام تر توانائیاں صرف کر دیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے یہ حقیقت ابدی کبھی فراموش نہ کریں کہ

ترے در کے سوا آسودگی دل کہاں ملتی   زمانہ تیرے در پر ٹھوکریں کھاتا ہوا آیا

سوال: ''کاروانِ نعت'' کا ایک سال...... جذباتِ تبریک

جواب: ''کاروانِ نعت'' کا ایک سال...... محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ابلاغ کے لیے جدوجہد کرنے کا ایک سال ابرار حنیف مغل صاحب! آپ کی ادبی جہد پیمائی کا ایک کامیاب سال۔ نظریاتی فکر کو دلوں کی خلوتوں میں جاگزیں کرنے کا ایک سال۔ بظاہر ایک سال مگر آنے والے کتنے ہی سالوں کے لیے عمل پیہم، جذبۂ بے کراں، شوق والہانہ سے کام کرنے کا پیغام کہ جہادِ زندگانی میں یہی مردوں کی شمشیریں ہیں اور آپ صحیح معنوں میں مرد ہمت آفریں ہیں۔ مشیر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے مجھے زیادہ کہنے کا حق تو نہیں پہنچتا کہ بات گھر سے گھر تک کی ہے۔ مگر مجھے اس حقیقت کے عام کرنے میں کوئی باک نہیں کہ کام آپ کرتے ہیں اور خود کو چھوٹا بنا کر زبردستی ہمیں بزرگ بنا کر ہماری دعاؤں اور مشاورت کے حقدار بن جاتے ہیں۔ ایسے دور میں کہ جب نعت کے حوالے سے گنتی کے رسائل شائع ہو رہے ہوں۔ آپ کا اس قدر باقاعدگی اور تسلسل کے ساتھ کاروانِ نعت کی اشاعت کے لیے کام کئے جانا ایسا قابل تحسین کام ہے کہ جسے جس قدر بھی سراہا جائے کم ہے۔ میں بھی اس حقیقت سے بہرہ ور ہوں اور آپ بھی جانتے ہیں کہ ایسے متعدی رسائل کے خریدار نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں جب کہ اشتہارات کی فراہمی ایک کارِ دارد ہے۔ پھر بھی نامساعد حالات میں باقاعدگی سے ماہانہ اشاعتوں کا انتظام کرنا رحمت خداوندی اور انعام مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تو کیا ہے؟ پھر بات تو یہی ہوئی نا! کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مہربان ہو جائیں تو فطرت کے ناممکنات اپنی راہیں خود کشادہ کر دیتے ہیں۔ آپ کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہو چکا ہے۔ ابرار صاحب! بڑھتے چلئے کہ جگمگاتے حال کے بطن سے طلوع ہونے والا روشن مستقبل آپ کو حکمرانی کی بشارت دے رہا ہے۔

☆

Marfat.com

وہ جب اپنے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں تو چشم تر سراپاءِ عجز ہوتی ہے۔

معروف نعت گو

ریاض حسین چودھری

انٹرویو پینل: محمد طاہر۔محمد ابرار حنیف مغل

ریاض حسین چودھری 8 نومبر 1941ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام الحاج چودھری عبدالمجید ہے جو شہر اقبال کے معقول صنعتکار اور تاجر تھے' ان کا خاندان امیر ملت پیر حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل تھا۔ ریاض صاحب کے بزرگوں نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قیام پاکستان کے وقت ان کی عمر چھ سال تھی۔ ابتدائی تعلیم دھاردواں پرائمری سکول سیالکوٹ سے حاصل کی۔ 1957ء میں میٹرک گورنمنٹ ہائی سکول سیالکوٹ سے اور بی اے کا امتحان 1963ء میں مرے کالج سیالکوٹ سے پاس کیا۔ مرے کالج میگزین کے ایک سال تک ایڈیٹر رہے۔ اس کے بعد آپ نے پنجاب یونیورسٹی لاہور کے لاء کالج میں داخلہ لیا۔ لاء کالج لاہور کے رسالے المیزان کی مجلس ادارت میں بھی دو سال تک شامل رہے۔ قانون کا امتحان پاس کرنے کے بعد ریاض حسین چودھری نے پنجاب یونیورسٹی ہی سے ایم اے اُردو کیا اور اپنے آبائی کاروبار سے منسلک ہو گئے' تحریک منہاج القرآن کے ابتدائی رفقاء میں آپ کا بھی شمار ہوتا ہے' تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ میں تقریباً 13 برس تک مختلف عہدوں پر خدمات سرانجام دیں۔ تحریک منہاج القرآن کے سیاسی آرگن پندرہ روزہ "تحریک" کے دس سال تک چیف ایڈیٹر رہے۔ 2002ء میں تحریک منہاج القرآن کے شعبہ ادبیات کے صدر کی حیثیت سے ریٹائرمنٹ لی۔ آج کل اپنے آبائی شہر سیالکوٹ میں مقیم ہیں۔ تخلیق نعت اور فروغِ نعت کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے۔ (ایڈریس: ریاض حسین چودھری پوسٹ بکس 616 سیالکوٹ)

سوال: آپ نعت گوئی کی طرف کیسے مائل ہوئے' بنیادی محرکات کیا تھے' اولین نعت کے چند اشعار نوٹ فرمائیں۔

جواب: میں نعت گوئی کی طرف شعوری طور پر نہیں آیا اس لئے بنیادی محرکات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے دنیا میں آنے سے پہلے میری روح فضائے نعت میں سانس لیتی رہی۔

Marfat.com

البتہ گھر کا ماحول دینی تھا۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وراثت میں ملا ہے۔

مجھے تو یہ سعادت اپنے بچپن ہی سے حاصل ہے تصور میں درِ اقدس پہ جا کر چشم تر رکھنا

تحدیثِ نعمت کے طور پر عرض کر رہا ہوں کہ نعت گوئی میری سرشت میں شامل ہے۔ قدرت ہزار زندگیاں بھی دے تو ہر زندگی میں نعت گو بننا ہی پسند کروں گا۔ جہانِ نعت میں زندہ ہوں اور نعت کہتے کہتے ہی دنیا سے رخصت ہونا چاہتا ہوں۔

بچو! دم رخصت مرے، کہنا یہ اجل سے ابو تو ابھی مدحت سرکار ﷺ میں گم ہیں

دادا جان مرحوم حاجی عطا محمد ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں سنایا کرتے تھے۔ آقا علیہ السلام کا نام ہونٹوں پر آتا تو آنکھیں چھلک پڑتیں' آواز رندھ جاتی' بچپن سے یہ عادت ہے کوئی اچھا شعر پڑھتا ہوں تو وہ رسالہ یا اخبار آنکھوں سے لگا لیتا ہوں' سیرت اطہر کے کئی مقامات آنسوؤں میں ڈوب جاتے ہیں۔ اور زبان بیان سے قاصر رہتی ہے یہی آنسو میرا سرمایۂ حیات اور میرا توشۂ آخرت ہیں

رخصت کے وقت میرے لبوں پر مرے رفیق! کشتِ ثناء و حمد سے کلیاں اٹھا کے رکھ
لکھوں گا میں لحد میں بھی اپنے نبی ﷺ کی نعت میرے قلم کو میرے کفن میں چھپا کے رکھ

اپنے بچپن میں بچوں کے لئے نظمیں لکھیں جن میں نعت بھی سرفہرست تھی' یہ نظمیں بچوں کے مختلف رسائل میں شائع ہوئیں۔ باقاعدہ نعت جسے میں اپنی پہلی نعت کہتا ہوں ''نوائے وقت'' کے ہفت روزہ ''قندیل'' میں شائع ہوئی جس کا مطلع یاد آ رہا ہے

خدا کے جلووں میں جلوہ فرما تھے آپ ﷺ شمس و قمر سے پہلے انہی کا چرچا تھا لامکاں میں ہجوم شام و سحر سے پہلے

سوال: آپ نعت کے کن شعرا سے متاثر ہیں؟

جواب: اپنے شہر کے مردِ قلندر سے' اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے نعت کو جس علمی مقام پر لا کھڑا کیا ہے ابھی تک نعت کا کوئی شاعر اس سے آگے نہیں جا سکا (نعت کے شعرا کی گرانقدر کنٹری بیوشن سے انکار نہیں' مقصود اقبال رحمتہ اللہ علیہ کی شعری عظمت کا بیان ہے) میں تو اکثر کہا کرتا ہوں کہ ابھی تک پوری اردو شاعری اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے کسی ایک مصرعے کا بھی جواب نہیں دے سکی' مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے حفیظ تائب تک تقریباً ہر بڑے شاعر کی نعتیہ شاعری نے میرے ذہن میں سوچ اور اظہار کے ان گنت چراغ روشن کئے ہیں' عبدالعزیز خالد' مظفر وارثی' کس کس کا نام لوں۔ نئی نسل افق نعت پر تازگی اور شگفتگی کی نئی لہریں لے کر طلوع ہوئی ہے' راجا رشید محمود' خالد احمد' زاہد فخری' پروفیسر اکرم رضا اور سید صبیح رحمانی کا نام لینا چاہوں گا' میں سمجھتا ہوں کہ یہ عہد بھی حفیظ تائب ہی کا عہد ہے

Marfat.com

تائب کو ساتھ لے کر سرِ حشر میں ریاض   آقا حضور ﷺ کو نئی نعتیں سناؤں گا

سوال: نعت کے حوالے سے آپ کی سوچ یا نظریہ کیا ہے؟ تفصیل سے ارشاد فرمائیں۔

جواب: نعت درود و سلام کے پیکر شعری کا نام ہے اور درود و سلام سنتِ رب جلیل ہی نہیں حکم خداوندی بھی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ میں اور میرے فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اور اے ایمان والو! تم بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خوب خوب درود و سلام بھیجا کرو' نعت کے حوالے سے میری سوچ یا میرا نظریہ یہی ہے جو ہدایتِ آسمانی کی آخری دستاویز قرآن حکیم کا ہے:

لب پر ورق ورق کے درود و سلام ہے   لاریب لفظ لفظ خدا کا کلام ہے
ہر سمت ہے محامدِ سرکار ﷺ کی دھنک   قرآن ایک نعت مسلسل کا نام ہے

شعرائے دربارِ رسالت نے نعت سے دفاعِ رسول کا کام بھی لیا ہے اس لئے کہ دفاعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دفاعِ اسلام ہے۔ خود خدا بھی ابولہب جیسے کافر سے کہہ رہا ہے کہ ٹوٹ جائیں تیرے دونوں ہاتھ' اعلیٰ حضرت سے لے کر زاہد فخری تک شعرا نے اپنی اس ذمہ داری کو بدرجہ اتم نبھایا ہے' جدید اُردو نعت اولادِ آدم کو ایک مرکز پر لانے میں بھی بنیادی مگر خاموش کردار ادا کر رہی ہے۔ اپنے تمام تر تعصبات کے باوجود مغربی مفکرین اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ اگر نسلِ آدم کو امن اور سکون کی تلاش ہے تو اُسے جھک جانا ہوگا دہلیز مصطفےٰ پر' مکین گنبد خضرا کی چوکھٹ کو تھامے بغیر اولادِ آدم کا ہر خواب ادھورا رہے گا۔ مصلحتیں پاؤں کی زنجیر بن جائیں تو اور بات ہے' آج پورا یورپ قبول اسلام کی دہلیز پر کھڑا ہے۔ مغرب کے اربابِ علم و دانش کی راتوں کی نیند حرام ہو چکی ہے۔ یہ جو روس کے ساتھ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد دشمنانِ اسلام کی توپوں کا رخ اسلام اور مسلمانوں کی طرف مڑ گیا ہے تو اس کی بنیادی وجہ بھی یہ ہے کہ مغربی مفکرین اسلام سے خوفزدہ ہیں اس لئے ہر سطح پر اسلام کا راستہ روکنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں' لیکن دشمنانِ اسلام کی ننگی جارحیت کے باوجود اسلام کرہ ارض پر بسنے والے انسانوں کی نگاہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ نائن الیون کے بعد مغرب کی بوکھلاہٹ اس کے اندرونی خوف کی چغلی کھا رہی ہے۔ مغرب کو نوشتہ دیوار پڑھ لینا چاہیے۔ دراصل امریکہ اپنی بقا کی جنگ لڑ رہا ہے وہ وقت اب زیادہ دور نہیں جب سوویت روس کی طرح امریکہ بھی تاش کے پتوں کی طرح بکھر جائے گا اور پوری دنیا سر جھکائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دہلیز پر کھڑی ہوگی اور درِ اقدس کو تھام کر نظر کرم کی بھیک مانگے گی' اس ضمن میں نعت آگے چل کر اور بھی بھرپور کردار ادا کرے گی اس لئے آج کے نعت نگار پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ نعت کے حوالے سے اولادِ آدم کی شیرازہ بندی کا فریضہ بھی سرانجام دے۔ نعت کائنات ہے اور ہمیں کائناتِ نعت میں زندہ رہنا ہے۔

Marfat.com

سوال: آپ کے خیال میں نعت گو کو بطور خاص کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟

جواب: نعت گو کو قرآن سے نعت گوئی سیکھنا چاہیے۔ ربِ کائنات قرآن میں اپنے بندوں کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ کے آداب سکھاتا ہے۔ خبردار! میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز سے تمہاری آواز بلند نہ ہونے پائے' ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال پر پانی پھر جائے اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو' نعت گو کو با ادب ہونا چاہیے' اس کے تمام حروف احرام باندھ کر بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوں تو اسے نعت کے لئے قلم اٹھانا چاہیے' مجھے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی تو میں اپنے قلم کو بھی ساتھ لے گیا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رات کے پچھلے پہر ہم دونوں مل کر آپ کی یاد میں آنسو بہایا کرتے ہیں۔ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسرے شعرائے دربار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نقوشِ ادب کی تلاش آج کے نعت گو کا اولین فریضہ ہونا چاہیے۔ یہ احساس ہر طور زندہ رہنا چاہیے کہ وہ وحدہ لاشریک ہے' اس کی الوہیت اور ربوبیت ہر لمحہ پیش نظر رہے' قلم ورق پر سجدہ ریز رہے۔

سوال: ''نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے'' اس کی روشنی میں آپ اپنی نعتیہ شاعری کو کس طرح پرکھتے ہیں؟

جواب: خالق اور مخلوق کے فرق کو نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہیے' یہ خیال رہے کہ عظمتِ رسول کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے' بعض لوگ کم علمی کی بناء پر اپنے سیاسی رہنماؤں کو بھی انسان کامل لکھ دیتے ہیں وہ مدینہ منورہ کا نام اس طرح لیتے ہیں جیسے کراچی اور لاہور کا ذکر کر رہے ہیں' لوگو! ادب' حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کا ادب' اپنی شاعری کے بارے میں کچھ عرض کرنا میرا منصب نہیں' یہ نقاد کا کام ہے' تاہم اتنا عرض کرنا چاہوں گا کوئی لفظ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان سے فروتر نہیں ہونا چاہیے' کوشش کرتا ہوں کہ کسی حوالے سے بھی غلط مفہوم اخذ نہ کیا جا سکے' یہی خوف دامن گیر رہتا ہے کہ قلم کہیں بے قابو ہو کر حدود سے تجاوز نہ کر جائے کیونکہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ذرا سی بھی شوخی سوءِ ادب میں شمار ہوگی۔ ابھی تک نعت میں کوئی لفظ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شایانِ شان تخلیق نہیں ہو سکا۔ ہر لفظ حصارِ عجز میں ہے اور ہر نعت گو بلکہ ہر اُمتی کو اسی حصارِ عجز میں زندہ رہنا چاہیے۔ اگر کوئی صاحب علم یا عام قاری بھی کسی سہو کی نشاندہی کرتا ہے تو فوراً اُس شعر یا لفظ کو قلمزد کر دیتا ہوں اور اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں معافی کا طلب گار ہوتا ہوں۔

Marfat.com

سوال: نعت کے سلسلے میں جدید نعت اور قدیم نعت کی اصطلاحات سے آپ کہاں تک اتفاق کرتے ہیں' آپ کے نزدیک جدید نعت کیا ہے؟

جواب: بعض لوگ کہتے ہیں کہ نعت نعت ہوتی ہے جدید و قدیم نہیں ہوتی۔ یہ منطق آج تک میری سمجھ میں نہیں آ سکی۔ نعت واقعی نعت ہی ہوتی ہے اور اسے نعت ہی ہونا چاہیے لیکن مضامین نو پر تخلیق کے دروازے کیسے بند کیے جا سکتے ہیں' نعت میں آقائے محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل' خصائل' فضائل اور خصائص کا ذکر بے حد ضروری ہے ان کے ذکر جمیل کے بغیر بات نہیں بنتی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولِ کائنات بھی ہیں اس لیئے کائنات کے تمام مسائل اور مصائب کا ذکر بھی نعت میں ہونا ایک فطری سی بات ہے' کیا اعلیٰ حضرت کی نعت آج کی نعت سے مختلف نہیں؟ ہر دور اور عہد کے تقاضے مختلف ہوتے ہیں اور مختلف خطوں میں بسنے والے لوگوں کے معمولاتِ شب و روز بھی مختلف ہوتے ہیں۔ تہذیبی اور ثقافتی پیمانے بھی مختلف ہوتے ہیں' سوچ اور اظہار کے معیارات بھی جدا ہوتے ہیں۔ کیا آج بھی سو سال قبل ہائیکو یا سانیٹ میں نعت کہی جا رہی تھی؟ یقیناً جواب نفی میں ہوگا۔ ہمیں تسلیم کر لینا چاہیے کہ ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو چکے ہیں۔ اکیسویں صدی کے تقاضے اور احوال بیسویں صدی کے تقاضوں اور احوال سے مختلف ہیں اور اکیسویں صدی کی آخری دہائیوں میں یہ تقاضے اور احوال آج کے تقاضوں اور احوال سے مختلف ہوں گے۔ آج نعت کا کینوس بہت وسیع ہو چکا ہے۔ مولانا حالی نے نعت میں استغاثے کا جو انداز اپنایا تھا اس کی بازگشت آج بھی سنائی دے رہی ہے لیکن اس کی صورت یقیناً مختلف ہے جدید اُردو نعت تاجدارِ کائنات حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل' خصائل اور خصائص سے بھی اکتسابِ نور کرتی ہے اور زمینی حقائق سے بھی اپنا نصابِ نعت مرتب کرتی ہے۔ آشوب ذات سے آشوب عہد بلکہ آشوب کائنات تک تمام مسائل اور مصائب کا احاطہ کر کے جدید اُردو نعت بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نظر کرم کی ملتجی ہوتی ہے۔ جدید اُردو نعت کو اپنے اس اعزازِ لازوال پر بجا طور پر ناز ہے کہ اُس کی سوچ کا مرکز و محور رسول کلائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے اور وہ آج کے انسان کے تہذیبی' تمدنی' معاشی مسائل کو انفرادی اور اجتماعی حوالوں سے نظر انداز نہیں کرتی۔ یہی آج کی نعت کا اساسی رویہ ہے۔ جدید اُردو نعت صرف غزل کی ہیت تک ہی محدود نہیں بلکہ آزاد نظم، نظم معریٰ' قطعات' ہائیکو' سانیٹ' ثلاثی اور پابند نظم غرض ہر صنف سخن میں نئے نئے تجربات ہو رہے ہیں تازگی اور شگفتگی نے نعت گو کے ذہن کے گرد ایک ہالۂ نور بنا رکھا ہے اور وہ مسلسل کشت ثنا میں صلی علی کے پھول اُگا رہا ہے۔ سیرت اطہر کی خوشبو جدید اُردو نعت کا نمایاں وصف ہے' نعت کے حوالے سے گلوبل ویلج کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو مرکز

Marfat.com

محور تسلیم کئے بغیر نہ افق عالم پر دائمی امن کی بشارتیں تحریر ہو سکتی ہیں اور نہ اولادِ آدم کو ایک مرکز پر جمع کیا جا سکتا ہے۔ تہذیبوں کے تصادم کو روکنے میں بھی نعتِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مرکزی کردار ادا کر سکتی ہے۔

سوال: عام شاعری کی طرح نعت میں بھی معریٰ نظم آزاد نظم، نثری نظم، ہائیکو وغیرہ کی صورت میں نئے شعری تجربے ہو رہے ہیں۔ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب: بڑی خوش آئند بات ہے۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ نعت کا کینوس وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ ایک زمانے میں صرف غزل کی ہیت میں نعت کہی جا رہی تھی۔ لیکن اب ہر صنف سخن میں نعت کہی جا رہی ہے۔ اس سوال کا جواب اوپر تفصیل سے آ چکا ہے۔ خود میں نے نظم معریٰ میں بطور خاص نعت کہی ہے۔ اللہ کے فضل و کرم اور آقائے محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی توجہات سے ''طلوعِ فجر'' کے نام سے میں نے طویل نعت کہی ہے، یہ نعت 500 بندوں پر مشتمل ہے۔ یہ طویل نعت بھی نظم معریٰ میں ہے۔ میں نے نظم معریٰ کے آخری دو مصرعوں کو ہم قافیہ اور ہم ردیف بنانے کی طرح ڈالی ہے۔ اس طرح موضوع کو سمیٹنے میں مدد ملی ہے۔ اُمید ہے یہ تجربہ پسند کیا جائے گا۔ میری ایک اور طویل نعت ''غبارِ جاں میں آفتاب'' بھی نظم معریٰ میں ہے۔ ''نئے دن کا سورج''...... آزاد نعتیہ نظم ہے۔

سوال: دورِ حاضر کو نعت کا دور کہا جاتا ہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس دور میں نعت کو زیادہ فروغ حاصل ہوا ہے۔ آپ ان آراء سے کہاں تک اتفاق کرتے ہیں؟

جواب: اس میں شک نہیں کہ اس دور میں نعت کو زبردست فروغ حاصل ہوا ہے۔ یہ فروغ قیامِ پاکستان کا منطقی نتیجہ بھی ہے۔ اس لئے کہ تحریک پاکستان اسلامی تشخص کی تلاش کا دوسرا نام ہے لیکن میں سمجھتا ہوں ہر دور نعت کا دور ہے ہر عہد نعت کا عہد ہے۔ آج تک روئے زمین پر ایک بھی ساعت ایسی نہیں اتری جس کے ہاتھ میں ثنائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرچم نہ ہو، رب کائنات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بلند کر رہا ہے۔ ہم غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنے خالق کے حکم کی بجا آوری میں مصروف ہیں۔

سوال: نعت کے باب میں تنقید و تحقیق کے حوالے سے جو کام ہوا ہے۔ آپ کے خیال میں اس کی حیثیت و افادیت کیا ہے؟ کیا مزید کام کی ضرورت ہے تو آپ اس سلسلے میں کیا خدمات سر انجام دے سکتے ہیں یا دے رہے ہیں؟

جواب: اب علمی و ادبی سطح پر یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ نعت ایک صنف سخن ہے۔ یہ وہ صنف سخن ہے جو کسی ایک ہیت تک محدود نہیں، اس کا حیطہ ادراک لامحدود ہے اس لئے تنقید و تحقیق کا دائرہ بھی ممکن حد

Marfat.com

تک پھیلنا چاہیے۔ اس سے نعت کی ضمنی حنا بندی میں بھی مدد ملے گی اور نعت گو شعرا کی ضمنی اور فکری رہنمائی کا فریضہ بھی سرانجام پائے گا۔ اگر ہم نے نعت کو محض ثواب کمانے کی چیز سمجھ لیا (اگرچہ نعت کے اس پہلو سے انکار ممکن نہیں بلکہ میں تو نعت کو اپنا توشۂ آخرت اور وسیلۂ نجات سمجھتا ہوں) تو اس کا فنی ارتقا رک جائے گا بیسویں صدی کی آخری دو تین دہائیوں میں نعت کی تنقید و تحقیق کی طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ تنقید و تحقیق کے شجر سایہ دار پر ابد تک موسم بہار سایہ فگن رہے گا۔ راجا رشید محمود، سید صبیح رحمانی، پروفیسر اکرم رضا، طاہر سلطانی، شفقت رضوی، عزیز احسن، جعفر بلوچ، پروفیسر محمد فیروز شاہ، ڈاکٹر ریاض مجید، پروفیسر غفور شاہ قاسم، قیصر نجفی گراں قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر ابوالخیر کشفی، پروفیسر محمد جاوید اقبال، ڈاکٹر عاصی کرنالی، ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی کی خدمات آب زر سے لکھی جائیں گی۔ ''نعت رنگ'' کا بطور خاص ذکر کرنا چاہوں گا تنقید و تحقیق کی افادیت سے کون انکار کرے گا؟ فروغِ نعت کے لئے تنقید و تحقیق کے کام کی رفتار سے مطمئن ضرور ہوں لیکن اس حوالے سے ابھی پورے انہماک اور عرق ریزی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ مجھے اپنی علمی کم مائیگی کا احساس ہے کاش، سوت کی اٹی ہی میسر آ جائے اور روزِ محشر یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں نام ہی شامل ہو جائے۔

سوال: نعت لکھتے ہوئے آپ کے دل میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کی تمنا کب پیدا ہوئی؟ آپ مدینہ منورہ سے دوری کی کیفیت کن حالات میں شدت سے محسوس کرتے ہیں؟

جواب: روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کی تمنا کسی خاص وقت کی محتاج نہیں البتہ نعت کہتے وقت یہ تمنا دو چند ہو جاتی ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ نعت لکھتے وقت روح بھی حضوری کی کیفیتوں میں سرشار رہتی ہے۔ مدینہ منورہ سے دور کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تو دوری میں رہ کر بھی حضوری کی کیفیتوں میں ڈوبے رہتے ہیں۔

کتنا بڑا کرم ہے یہ میرے حضور ﷺ کا ۔۔۔ پورا غریب شہر کا ارمان ہوگیا
شہر سیالکوٹ میں رہتے ہوئے ریاض ۔۔۔ ہر روز حاضری کا بھی سامان ہوگیا

ایک اور شعر عرض کرتا ہوں

روزِ ازل سے ایک پرندہ سفر میں ہے ۔۔۔ دیدارِ مصطفےٰ کی تمنا لئے ہوئے

زمینی فاصلوں کی اگرچہ کوئی حیثیت نہیں تاہم جب حوادث چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں اپنوں کی ناانصافیوں اور چیرہ دستیاں حد سے تجاوز کرنے لگتی ہیں اور تضحیک و تحقیر کے نشتر روح میں اتر جاتے ہیں تو نظریں جانب مدینہ اُٹھ جاتی ہیں، دل پکار اُٹھتا ہے

Marfat.com

بے حد اداس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شاعر ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس مخمصے میں ہے کہ کرے بھی تو کیا کرے
آنگن کے زرد پیڑوں کی شاخوں پر رات دن آقا صلی اللہ علیہ وسلم شفیق لمحوں کی بارش خدا کرے

سوال: کیا آپ کو حرمین شریفین اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی؟ کیا مدینہ منورہ میں حاضری کے موقعہ پر آپ نے نعت لکھی یا پیش کی؟ اس لمحۂ خاص کے محسوسات سے مستفید فرمائیں۔

جواب: جی ہاں، 1985ء میں مجھے عمرہ کی ادائیگی کی سعادت حاصل ہوئی اور عمرہ کی ادائیگی کے بعد اپنے آقا کی بارگاہ میں حاضری کا اعزاز ملا۔ مدینہ منورہ کا سفر میں نے ہوائی جہاز کے ذریعہ طے نہیں کیا، سر کے بل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کی آرزو تھی لیکن اپنا یہ مقدر کہاں مدینہ منورہ کا سفر بذریعہ بس طے ہوا۔ یہاں عطاالحق قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر یاد آرہا ہے

تو نے تو کچھ بھی دیکھنے نہ دیا اے مری چشم تر مدینے میں

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضری سے قبل ایک نعت ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر ہے ایک مجرم'' یہ نعت میرے اولین نعتیہ مجموعے ''زرِ معتبر'' میں شامل ہے۔ مواجہہ شریف میں دست بستہ کھڑے ہو کر آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں یہ نعت پیش کی، در اقدس پر میں نے تو الفاظ کی بیساکھیاں بھی ٹوٹتے ہوئے دیکھی ہیں۔ میں ستونوں کے پیچھے چھپ رہا تھا۔ جالیوں کے سامنے آنے کی جرأت نہیں ہو رہی تھی۔ اشک احتراماً زمین پر گرنے نہیں پا رہے تھے۔ یہی نعتیہ نظم نہیں آنے والوں دنوں میں ''زرمعتبر'' میں شامل تقریباً سارا کلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی میں اپنے ساتھ تقریباً ساڑھے تین سو شعرا کا ایک ایک نعتیہ شعر ڈائری میں لکھ کر اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ یہ تمام اشعار شعرا کا نام لے لے کر آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کئے۔ چاند رات مدینہ منورہ پہنچا تھا۔ صبح عید الفطر تھی، نمازِ عید کی ادائیگی کے بعد آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری ہوئی۔ ایک روز باب جبریل کے باہر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین کی طرف بیٹھا تھا۔ ایک نعت ہوئی جس کی ردیف ہے ''قدموں میں بیٹھ کر......'' میرے ساتھ ایک بزرگ بھی تشریف فرما تھے، لباس اور چہرے مہرے سے پاکستانی نظر آرہے تھے، ان کی ہچکی بندھی ہوئی تھی۔ میری آنکھیں بھی چھلک پڑیں۔ میں نے ان کے گھٹنے پر ہاتھ رکھتے ہوئے رندھی ہوئی آواز میں آہستہ سے کہا بابا جی! ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ اپنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں بیٹھے ہیں۔ میرا یہ کہنا تھا کہ ضبط کا ہر بندھن ٹوٹ گیا۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے گلے لگ کر دیر تک روتے رہے۔ یا اللہ! کیا ہم واقعی گنبد خضرا کی چھاؤں میں بیٹھے ہیں۔

Marfat.com

اے بخت رسا! آ میں تیری بلائیں لوں، آ تجھے میں اپنے سینے سے لگا لوں، آ مل کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں اپنا سب کچھ نثار کریں میں اپنا سفر نامہ "لبیک یا رسول اللہ لبیک" کے نام سے لکھ رہا ہوں۔ اس کے بعض حصے نوائے وقت اور دیگر جرائد میں شائع بھی ہو چکے ہیں۔

سوال: نعت میں سیرت نگاری اور سراپا نگاری دو اہم ترین موضوع ہی نہیں بلکہ دو مختلف رویے بھی ہیں۔ آپ دونوں میں سے کس کے حق میں ہیں یا اعتدال کو کیسے محسوس کرتے ہیں؟

جواب: سیرت نگاری اور سراپا نگاری نعت کے دو اہم ترین موضوع ضرور ہیں لیکن یہ دو مختلف رویے ہرگز نہیں۔ ایک ہی ذات اقدس کے ظاہری و باطنی اوصاف کا بیان دل پذیر ہے۔ دونوں میں سے ایک کا انتخاب؟ بات سمجھ میں نہیں آ سکی، مجھے دونوں موضوعات عزیز ہیں، اعتدال والی بات بھی سمجھ میں نہیں آ سکی۔

سوال: آپ نے نعت میں موضوع یا فن کے حوالے سے جو نیا کام کیا ہے۔ وضاحت سے بیان کریں۔

جواب: اپنے بارے میں کیا عرض کروں، بھائی! یہ میرا منصب نہیں، اظہار عجز کے سوا کیا عرض کر سکتا ہوں

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے

عمر بیت چلی ہے لیکن کوئی کام بھی ڈھب سے نہ کر سکا۔ اظہار کے لئے غزل کی ہیئت کو اپنایا ہے، نظم معریٰ میں بھی خاصے تجربے کئے ہیں نظم آزاد میں بھی نعت کہی ہے۔ قطعہ نگاری کی طرف بھی خصوصی توجہ دی ہے۔ نعت میں ہر قسم کے موضوع کو سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔ بیسویں صدی کی آخری طویل نعتیہ نظم (تمنائے حضوری) اور اکیسویں صدی کی پہلی طویل نعتیہ نظم (سلام علیک) کہنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ یہ دونوں نظمیں الگ الگ کتابی صورت میں شائع ہو چکی ہے۔ انفرادی اور اجتماعی مسائل و مصائب جدید اُردو نعت کا موضوع ہیں اور میری نعت بھی انہی حوالوں کی آئینہ دار ہے اور یوں ان گنت موضوعات اقلیم نعت میں در آئے ہیں۔

سوال: آپ نعت خوانی اور نعت گوئی میں کیا فرق محسوس کرتے ہیں؟ کیا آپ کو نعت خوانی (ترنم سے) کی سعادت بھی حاصل ہے۔ اگر ایسا نہیں تو اس کی کو آپ کیسے محسوس کرتے ہیں؟

جواب: نعت خوانی اور نعت گوئی دو الگ الگ فنون ہیں اگرچہ ان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ نعت سرائی یا نعت خوانی ترنم سے نعت پڑھنے کو کہتے ہیں اور نعت گوئی نعت کہنے کو کہتے ہیں۔ بعض خوش قسمت افراد کو دونوں فنون پر عبور حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً اعظم چشتی، محمد علی ظہوری، مظفر وارثی، سید صبیح رحمانی وغیرہ

Marfat.com

لیکن نعت کے اکثر شعرا تحت اللفظ ہی پڑھتے ہیں' ترنم سے نعت پڑھنے کی کمی کبھی محسوس نہیں ہوئی۔

سوال: فروغِ نعت کے حوالے سے آپ نے ذاتی یا اجتماعی سطح پر کیا خدمات سرانجام دی ہیں؟

جواب: تہی دامنی کے احساس کے سوا دامن میں کچھ بھی نہیں۔

سوال: نعت گوئی کی وجہ سے کسی بھی سطح پر کوئی ایوارڈ ملا ہو تو بتائیں۔

جواب: میرے دوسرے نعتیہ مجموعہ ''رزق ثنا'' پر حکومت پاکستان نے صدارتی اور حکومت پنجاب نے سیرت ایوارڈ دیا تھا۔ اس کے علاوہ سیرت سٹڈی سنٹر سیالکوٹ' تحریک منہاج القرآن اور دیگر تنظیمات کی طرف سے مختلف اوقات میں ایوارڈ ملتے رہے۔ بعض ایوارڈز کی اطلاع تو بذریعہ اخبار ملتی ہے۔ لیکن اصل ایوارڈ تو وہ ہے جو دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عطا ہو۔ اہل محبت کی محبتوں کا اظہار بھی تو کسی ایوارڈ سے کم نہیں۔

سوال: نعت کے حوالے سے اپنے اساتذہ کرام کے بارے میں بتائیں۔

جواب: استادِ مکرم حضرت آ سی ضیائی' ان سے نیاز مندی اور شاگردی کا عرصہ تقریباً 45 برسوں پر محیط ہے۔ مرے کالج سیالکوٹ میں ہم ان سے ''طلسم ہوشربا'' سبقاً سبقاً پڑھا کرتے ہیں' آج کل لاہور میں منصورہ کے قریب رہائش پذیر ہیں' میں ان سے مسلسل رابطے میں ہوں اور ان سے باقاعدہ اصلاح لیتا ہوں۔ لا کالج لاہور میں جب شبیر انصاری اب مولانا شبیر انصاری میرے ہم جماعت بنے تو کچھ عرصہ آغا صادق مرحوم سے بھی فنی مشورے لیتا رہا ہوں۔

سوال: نعت گوئی کے حوالے سے اپنی زندگی کا ایسا واقعہ جسے آپ بیان کرنا چاہیں۔

جواب: خواب میں دیکھا کہ میں شہرِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوں۔ علامہ محمد یعقوب خاں کے بیٹے مختار احمد میرے ساتھ ہیں اور ہم اُس شہرِ خنک کی گلیوں میں گھوم پھر رہے ہیں' خواب کے عالم میں نعت کا ایک شعر ہوا۔ جب بیدار ہوا تو وہ شعر میری زبان پر تھا جسے میں نے فوراً نوٹ کرلیا

جی بھر کے ترے ﷺ شہر کی گلیوں کو تو دیکھا آنکھیں مری پیاسی کی پیاسی رہیں' پھر بھی

سوال: آپ کا اب تک مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کلام کون سا ہے؟

جواب: ''زرِ معتبر'' میرا پہلا نعتیہ مجموعہ ہے جو 1995ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد ''رزق ثناء'' 1999ء میں' ''تمنائے حضوری'' 2000ء میں' ''متاعِ قلم'' 2001ء میں' ''کشکول آرزو'' 2002ء میں اور ''سلام وعلیک'' 2004ء میں شائع ہوئیں۔ ''خونِ رگ جاں'' میری ملی نظموں کا مجموعہ ہے جو 1970ء میں شائع ہوا۔ غیر مطبوعہ کتب میں غزل کاسہ بکف (اس میں اکیسویں صدی میں غزل کی ہیئت میں کہی جانے والی نعتیں شامل ہیں' ''طلوعِ فجر'' جس کا میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں ایک طویل نعتیہ نظم ہے جو

Marfat.com

500 بندوں پر مشتمل ہے اور 12 ربیع الاول کے موضوع پر ہے یہ کتاب بھی غیر مطبوعہ ہے۔

سوال: آپ کو قدرت نے ثنا خوان رسول ﷺ بنایا ہے۔ نسل نو کیلئے اپنے پیغام سے نوازیں۔

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در سے ٹوٹے ہوئے غلامی کے رشتے کو از سر نو استوار کر لیجئے عظمت رفتہ کی بحالی کا خواب خود بخود شرمندہ تعبیر ہو جائے گا۔

سوال: ''کاروانِ نعت'' کے جو بھی شمارے آپ نے دیکھے ہیں ان پر آپ کا تبصرہ۔

جواب: اچھی کوشش ہے۔ بے شک پرچے کو سہ ماہی کر دیجیے۔ میں اسے صبیح رحمانی کے ''نعت رنگ'' کی صورت میں دیکھنے کا آرزومند ہوں۔

☆☆☆☆☆☆

آپ بھی لکھیں

آپ بھی کاروان نعت کے لئے لکھ سکتے ہیں۔ کوئی پابندی نہیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کاروان نعت فروغ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے کوشاں ہے لہٰذا صرف اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ بھی اس میں لکھنے کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں مگر درج ذیل امور پر ضرور توجہ دیں۔ شکریہ:

1- کاغذ کے دائیں جانب اور ایک لائن چھوڑ کر خوشخط تحریر کریں۔

2- مضمون میں حوالہ جات کا ہونا ضروری ہے۔

3- اردو کی تحریر میں انگریزی الفاظ کے استعمال سے اجتناب کریں۔ آپ کے علم میں اگر کوئی دوسرا رائٹر یا اچھی تحریر ہو تو برائے مہربانی ادارہ ہذا کو مطلع کریں مگر حوالہ ضرور تحریر کریں۔

4- اس بات کا بھی خاص خیال رکھیں کہ ادارہ ہذا کو ارسال کردہ آرٹیکل کسی دوسرے جریدہ میں شائع نہ ہوا ہو۔

5- صرف اصل تحریر ہی ہمیں ارسال کریں اپنی تحریریں ہر صورت انگریزی مہینے کی 15 تاریخ سے پہلے پہلے ادارہ ہذا تک پہنچا دیں اور آخر میں اپنے دستخط کے ساتھ مکمل نام و پتہ معہ ٹیلیفون نمبر و ای میل ضرور تحریر کریں۔

ادارہ کاروانِ نعت لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آداب نعت

- ☆ نعت خواں کا زیور
- ☆ نعت خوانی اور ہوس زر
- ☆ نعت خواں کے لئے ضابطۂ اخلاق
- ☆ آداب محافل حمد و نعت
- ☆ محافل نعت کے آداب اور دورِ جدید کے تقاضے
- ☆ ملاقات کے آداب

Marfat.com

نعت خواں کا زیور

محمد ابرار حنیف مغل

☆ تعلیم یافتہ ہونا ناگذیر ہے۔ غیر تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے نفس مضمون سے بے بہرہ رہے گا۔ آواز اور ترنم کے بل بوتے پر لوگوں کو متاثر کرنے کی کوشش کرے گا جس سے ان پڑھ لوگ تو شائد متاثر ہو جائیں مگر تعلیم یافتہ طبقہ متوجہ نہیں ہوگا دوسرا عدم تعلیم کی وجہ سے کلام کے چناؤ کی درستگی بھی متاثر ہوگی۔ حتیٰ کہ حصول علم معرفت خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ضروری ہے جب کہ یہاں تو صاحب توصیف مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات ہے۔ جتنے مسائل اس وقت معاشرے میں محافل نعت میں محسوس کیے جاتے ہیں سب کا کسی نہ کسی طرح جہالت سے ایک واسطہ ضرور ہے۔

☆ نعت پڑھتے ہوئے سرکار کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کا رشتہ کسی ساعت منقطع نہ ہونے پائے یہی آپ کا ''اسلحہ'' ہے۔ اس کے بغیر خالی تیر دوسرے پر اثرات کی بجائے آپ کے اپنے ترکش کو خالی بھی کریں گے مگر ''اصلاً'' کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔

☆ نعت خواں کو شریعت مطہرہ کا پابند ہونا چاہیے۔ جو بھی کلام پڑھے اپنے اوپر وارد کر کے پڑھے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں گم ہو کر پڑھے کیونکہ محبت محویت کا تقاضہ کرتی ہے۔

☆ سر' تال' لے کے زیر و بم کو سمجھے اور شعر کے اوزان کی تقطیع کرے۔ موسیقی سے شناسائی ضروری ہے۔

☆ اگر ایسے کلام کا چناؤ کریں جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذاتی اسم آتا ہو تو اس بات کا اہتمام کہ آپ اور سامعین ''صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' ضرور پڑھیں۔ فرمان مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جو میرا نام سن کر درود پاک نہ پڑھے' وہ بخیل ہے۔

☆ حرص و ہوس سے پاک اور فلمی طرزوں سے پرہیز نعت کی ضرورت ہے۔

☆ نعت خواں کو باقاعدہ نعت سیکھنے کے بعد ہی پڑھنا چاہیے تاکہ ہر حوالے سے اچھے اثرات مرتب ہوں۔

☆ صاحب کردار نعت خواں ہی مثال کے لائق ہے۔ نعت خواں کو شیریں' مقال ہونے کے علاوہ پان' سگریٹ نوشی' نسوار خوری اور نشے کی ہر قسم سے منہ کو پاک رکھنا چاہیے۔

☆ مسلسل مطالعہ کی عادت ہونی چاہیے۔

Marfat.com

☆ نعتیہ مشاعروں کی شرکت معمول رہے۔ رقم طے کر کے محافل میں شرکت ثواب کے بجائے گناہ کا باعث ہے۔ نعت خواں کو نعت بے لوث پڑھتے رہنا چاہیے۔ عزت' آبرو' مال' نفع' رحمت' برکت اور سلامتی ہر منزل پر آپ کے ہم رکاب رہیں گی یہ قرآنی فیصلہ ہے۔

☆ نعت خواں کو پاک وصاف اور باوضو ہونا چاہیے۔ نعت پڑھتے ہوئے گنبدِ خضرا شریف اور روضہ پاک کی سنہری جالیوں کا نقشہ وتصور ذہن پر غالب رہنا چاہیے۔

☆ نعت پڑھتے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ کی موجودگی کا احساس یا کم از کم یہ تصور کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعت خود سماعت فرمارہے ہیں۔ از بس ضروری ہے۔

☆ نعت خواں کے لئے فنِ نعت کو باقاعدہ اس لئے سیکھنا چاہیے تاکہ غلامانِ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کی لَو کو ہوا دی جا سکے اور راہِ عمل کو تقویت نصیب ہو۔

☆ محفلِ نعت میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغامبر ہونے کے حوالے ضروری ہے کہ نعت خواں محافلِ نعت کے بعد بھی اس کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنائے یقیناً اس عمل سے محافل پر روحانی اثرات بڑھیں گے۔

☆ نعت خواں ادب ومقامِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شناسائی کا متمنی رہے۔ یہ شناسائی تعلق سے بنتی ہے۔ تعلق کی پختگی رابطے کی محتاج ہے رابطہ ''درود پاک'' کے مستقل عمل سے قائم رہتا ہے یقیناً اسی سے محبت عمل کا روپ دھارتی ہے۔

☆ نعت خواں کو زبان وبیان کے ساتھ ساتھ مفہوم پر عبور حاصل ہو۔ کلام کا انتخاب موقع/موضوع کے لحاظ سے کرے۔ لوازماتِ نعت اور احترامِ نعت سے آگاہ ہو۔

☆ محافلِ نعت کا انعقاد روحانی تسکین کیلئے ہوتا ہے۔ نعت خواں کے لئے درست تلفظ کی ادائیگی' لب ولہجہ ضروری ہے' بعینہ سامعین کو بھی پاکیزہ بدن ولباس وخیالات ضروری ہے تاکہ محفلِ نعت روحانی سرشاری کی وجہ بن سکے۔

☆ نعت خواں کیلئے ضروری ہے کہ وہ محفل کے تقدس کو قائم رکھتے ہوئے ترتیب سے کلام پیش کرے مثلاً شروع میں حمد باری تعالیٰ' پھر نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' بعض ازاں کلام ومنقبت و دیگر۔

☆ یہ تڑپ یہ سوز یہ شورشیں دل مضطرب تیری بھول ہے
یہاں کام ہوش وادب سے لے یہ بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

نعت خوانی اور ہوسِ زر

تحریر: ریاض حسین چودھری

یہ روحانی رتجگوں کا موسمِ دلکشا ہے۔ قریہ قریہ عشق رسول ﷺ کی محفلیں سجائی جارہی ہیں' خوشبوئے اسم محمد ﷺ فضاؤں میں پرفشاں ہیں' لبوں پر صل علی کے پھولوں کی بہار دیدنی ہے۔ ہوائے مدینہ سے ہمکلامی کا شرف ہم غلاموں کا مقدر بن رہا ہے۔ ارض و سما کی وسعتوں میں سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لال کی عظمتوں اور رفعتوں کا نقارہ بج رہا ہے۔ ہم کتنے خوش بخت ہیں کہ ہمیں محافلِ نعت کی سرمدی فضاؤں اور درود پڑھتی ساعتوں میں اپنی راتیں گزارنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔

دن تو گذرا ہے تصور میں درِ سرکار ﷺ پر
رات کٹ جائے گی ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کرتے ہوئے

محافل نعت کا انعقاد فروغِ عشق رسول ﷺ کی ایک مقبول عام صورت ہے جسے ہر سطح پر حرف پذیرائی حاصل ہونا چاہیے لیکن اعتدال' توازن اور احتیاط کا دامن کسی صورت میں بھی ہاتھ سے نہیں چھوٹنا چاہیے۔ بدقسمتی سے ہماری دانستہ چشم پوشی کی وجہ سے بعض قباحتوں نے بھی سر اٹھایا ہے جن کا سر اگر اس وقت سختی سے نہ کچلا گیا تو آگے چل کر یہ قباحتیں ان گنت مسائل کا باعث بنیں گی اور نت نئے فتنوں کو جنم دیں گی۔ اللہ کرے ایسا نہ ہو اور انشاء اللہ ایسا نہیں ہوگا کیونکہ خود احتسابی کا شعور بھی فروغ پا رہا ہے۔ بہرحال ہمیں ابھی سے حفاظتی اقدامات پر غور کرنا چاہیے اور ممکن حد تک ان قباحتوں میں اپنے جذبہ عشق کو ملوث نہیں ہونے دینا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صرف نعت خواں حضرات ہی کو قصوروار ٹھہرانا درست نہیں' منتظمین اور حاضرین کا بھی ناپسندیدہ امور میں برابر کا ہاتھ ہے۔ اس لیے ہم سب کو اصلاحی نقطہ نظر سے اپنا محاسبہ کرنا ہوگا۔

نعت خوانی کی آڑ میں ہوسِ زر کی تکمیل ایک گھناؤنا جرم ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ نعت خوانوں پر نوٹوں کی بارش کی قبیح رسم کا اب بڑی حد تک قلع قمع ہو چکا ہے۔ نعت خوانوں' منتظمین اور حاضرین' کی سمجھ میں یہ بات آ چکی ہے کہ ہم عشقِ رسول ﷺ کے نام پر کن فرسودہ اور فحش حرکات کی نقالی کر رہے تھے۔ اللہ اور اس کے رسول معظم ﷺ ہمیں معاف فرمائیں۔ نعت خواں کی خدمت ضرور کیجیے لیکن اس کے لیے کوئی باوقار طریقہ اپنائیے' پہلے سے طے شدہ ''معاوضے'' جیسی رسمِ بد کا خاتمہ بھی خود نعت خواں حضرات ہی کر سکتے ہیں۔ نعت خوانی کو ہوسِ زر کی بھینٹ چڑھانا کیا آقا علیہ السلام کے نزدیک پسندیدہ عمل ہو سکتا ہے۔ خود نعت خواں حضرات کو اپنے گریبان میں جھانک کر د[illegible] ...ں سے ہم نے

Marfat.com

اپنے ذاتی مفادات کے لیے اللہ اور اس کے رسول کے اسمائے مقدسہ کو بھی نیلام گھر کی زینت بنا لیا ہے۔ اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے ہم ہر وہ کام کر گزرنے پر تیار ہیں جس کی شریعت محمدی ﷺ میں ممانعت کی گئی ہے۔ محافلِ نعت میں تو نعت خوانوں، منتظمین اور حاضرین کو تصویر ادب بن کر بیٹھنا چاہیے لیکن بدقسمتی سے ان پاکیزہ محافل میں بھی ہمارا نمائشی کا جذبہ عروج پر دکھائی دیتا ہے۔ ہماری حرکات و سکنات آداب رسول ﷺ کے منافی ہوتی ہیں، کیا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ اس طرح حضور ﷺ کی بارگاہ میں نعت پڑھا کرتے تھے، اگر یہ احساس زندہ ہو جائے کہ ہم آقا حضور ﷺ کی محفل میں کھڑے ہیں اور حضور ﷺ خود ہماری نعت سن رہے ہیں تو پھر نہ تو یہ عجیب و غریب حرکات و سکنات ہوں گی اور نہ ''گلے اور سُر'' کے مظاہرے کی کوئی جرات کر سکے گا۔

میرے حضور ﷺ میری نعت سن رہے ہیں ریاض
چمک رہا ہے ستارا میرے مقدر کا

اپنے مقدر کے ستارے کو چمکایئے، باوضو ہو کر اور حضوری کی تمام تر کیفیتوں میں ڈوب کر اس یقین کے ساتھ کے مکین گنبدِ خضرٰی ﷺ دیکھ رہے ہیں کہ ان کے پروانے، ان کی گلیوں کے دیوانے ان کی یاد میں کس طرح تڑپ رہے ہیں۔ یہاں ذرا سی بھی شوخی سوءِ ادب میں شمار ہو گی۔ یہ احساس زندہ رہنا چاہیے کہ ہم حضور ﷺ کی محفل میں بیٹھے ہیں۔ ہم جو امور شعوری اور لاشعوری طور پر سرانجام دے رہے ہیں کیا ان محافل کا تقدس ان امور کی اجازت دیتا ہے۔ اگر ہمارے حیطہ شعور میں یہ بات آ گئی تو تمام قباحتیں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔

☆

سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر
مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسن
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

(امام احمد رضا خاں بریلویؒ)

لوح بھی تو قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

(حضرت علامہ محمد اقبالؒ)

Marfat.com

نعت خواں کیلئے ضابطہ اخلاق

تحریر: پروفیسر افضال احمد انور فیصل آباد

حسن اخلاق سے مراد اچھے طور طریقے ہیں۔ میل جول' لین دین' بات چیت وغیرہ میں بہتر' دل خوش کن اور دیندار رویہ انسان کو خالق اور مخلوق کے نزدیک پسندیدہ بنا دیتا ہے۔ دولت کی ریل پیل' لباس کی جگمگ اور عہدہ و منصب کی بلندی اتنا متاثر نہیں کرتی جتنا پرخلوص لہجہ' سچا جذبہ' شریفانہ برتاؤ کرتا ہے۔ جنہیں صدیوں کی لڑائی کے بعد بھی طاقت جیت نہ سکے وہ بعض اوقات صرف حسن تبسم سے زیر فرمان ہو جاتے ہیں۔ اخلاق کی طاقت' بے اندازہ' اخلاق کا دائرہ بے حصار' اخلاق کا اثر دیرپا اور اخلاق کا انداز منفرد ہوتا ہے۔

اللہ کے محبوب' رسولوں کے سردار' نبیوں کے پیشوا اور کونین کے مختار حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق میں سب سے بلند اخلاق' پاکیزہ اطوار اور نیک سیرت ہیں۔ آپ کی ذات ستودہ صفات' بہترین اخلاق کی حامل ہے۔ آپ ہی اخلاقیات کے عظیم ترین اور بہترین معیار ہیں۔ اللہ نے آپ کو مبعوث ہی اس لئے فرمایا کہ دنیا میں مکارم اخلاق کو درجہ اتمام تک پہنچا دیں۔ اپنے تو اپنے' بیگانے بھی آپ کے پاکیزہ کردار کے گواہ ہیں۔ بات کے سچے' وعدے کے پکے' نیت کے صاف اور عادت کے کھرے' کبھی امانت میں خیانت کا خیال تک نہ آ سکا' جھوٹ' چغلی' گالی اور تکبر آپ کو چھو تک نہ سکا۔ سب سے حسیں مگر نیک ترین' باعث تخلیق کون و مکاں مگر راضی برضا' مالک کل کے مختار کل مگر فاقہ شعار' عرش نشیں مگر صفہ کے فرش پر مساکین اسلام میں فروکش' جنتوں کے سردار مگر عجز شعار کونین دلبند مگر لباس میں کئی کئی پیوند۔ حضور ہر زمانے کے ہر حال کے ہر انسان کے لئے بہترین مثال بہترین نمونہ ہیں انہیں کے در سے اخلاق کا حقیقی درس ملتا ہے۔ جس نے آپ کے اخلاق سے جتنا اخذ کر کے اس پر عمل کیا وہ اتنا ہی معزز ٹھہرا۔ جو آپ کے اخلاق سے جتنا دور ہوا اتنا ہی رب کے نزدیک مغضوب اور خلق کے نزدیک مردود و نامعتبر قرار پایا۔

ہر نعت خواں کے لئے بھی اخلاق اتنا ہی ضروری ہے جتنا ہر مومن کے لئے ہے۔ نعت خواں عام مسلمانوں سے الگ نہیں ہوتا۔ اس کا ہر معاملہ بھی اخلاق مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض یاب ہونا چاہیے۔ اسے بھی ہر مومن کی طرح باحیا' امانت دار' سچا' عادل' پاک دل' پاک زباں اور پاک اطوار ہونا چاہیے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ نعت خواں چونکہ اللہ کریم کے محبوب عظیم ﷺ کی صفت و ثنا کرتا

Marfat.com

ہے اور اللہ کے فرمان ''ورفعنا لک ذکرک'' کا ایک مظہر ہوتا ہے لہٰذا یہ عام مسلمانوں کا پیارا اور غلامانِ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کا تارا بن جاتا ہے۔ لوگ اس سے پیار کرتے ہیں' اس کی خدمت کو سعادت جانتے ہیں اس کی اداؤں کو پسند کرتے ہیں' اس پر جان چھڑکتے ہیں اس عزت' اس عقیدت اور اس مودّت کا سبب صرف اور صرف نسبت رسولی ہوتی ہے کہ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عزت کرتا ہے۔ وہ مخلوق میں معزز ہو جاتا ہے۔ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریفیں کرتا ہے لوگ اس کی تعریفیں کرنے لگتے ہیں۔ جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو جاتا ہے' لوگ اس کے ہو جاتے ہیں۔ لوگ اسے ایسا ہی دیکھنا چاہتے ہیں جیسا نعت خوانی میں دیکھتے ہیں لہٰذا اس کی اخلاقی ذمہ داریاں عام لوگوں سے بڑھ جاتی ہیں۔ جس سے جتنا پیار ہوتا ہے اگر وہ اپنے کسی عمل سے منفی تاثر دے تو دکھ بھی اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے۔ عام شخص کی نسبت جب کوئی عالم گناہ کرتا ہے تو اس کی پکڑ بھی زیادہ ہوتی ہے صرف اس لئے کہ اتنا کچھ جانتے ہوئے بھی ایسا کیوں کیا۔ عام آدمی ساری زندگی میں ایک لمحہ بھی خالق و مالک کو کسی ڈھنگ سے یاد کر لے تو بیڑا پار ہو جاتا ہے اور اللہ کا ولی ایک لمحہ بھی غافل ہو جائے تو پکڑ میں آ جاتا ہے' جو دم غافل' سو دم کافر ایسے ہی اصحاب قرب کے لئے ہے۔ نعت خواں کے کسی قول یا فعل سے کسی بداخلاقی کا اظہار نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس کی ذمہ داریاں ذاتی بھی ہیں اور اجتماعی بھی اگر وہ سماج کی نظروں میں محبوب ہے تو اس کی اخلاقی ذمہ داریاں بھی زیادہ ہیں۔ اس کی سوچوں اس کی باتوں اور اس کے کاموں سے اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو آنی چاہیے۔ نعت خواں کو ظاہری اور باطنی طہارت کا بہت خیال رکھنا چاہیے کہ یہ نہیں تو مہنگی خوشبوئیں بھی فائدہ نہیں دے سکتیں۔

اس عاجز گنہگار کا منصب نہیں کہ وہ کسی ثناء خوان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اخلاقی سبق دے' یہ عاجز تو نعت خوانان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوتیوں میں بیٹھنے کو اپنے لئے سعادت سمجھتا ہے۔ محمد ابرار حنیف مغل صاحب مرتب کارروان نعت (لاہور) کا تقاضا ہے کہ میں اس موضوع پر لکھوں' صرف تعمیل ارشاد میں ڈرتے ڈرتے قلم پکڑا ہے۔ یاد رہے کہ اگرچہ میں اخلاقی تقاضوں سے متعلق بات تو نعت خوانوں سے کرنے والا ہوں لیکن درحقیقت اپنے نفس کو سنا رہا ہوں جسے سب سے زیادہ ضابطۂ اخلاق کی ضرورت ہے۔ ان گزارشات کا مقصد وحید بھی صرف اور صرف اصلاح احوال ہے۔ ماشاءاللہ اکثر ثناء خوانان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچھے اخلاق کے مالک ہیں لیکن خدانخواستہ اگر کسی میں کوئی بات ناپسندیدہ ہے تو اس کی اصلاح ضرور ہونی چاہیے۔ ایک سچے نعت خواں کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہرہ یاب کرے اور دین و دنیا کے ہر معاملے میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معیار بنائے۔

Marfat.com

نعت خوانی کا اصل سبب عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔نعت خواں اپنی آواز سے اسی عشق کو آگے پھیلاتا ہے۔ گلے کا سوز اور آواز کی تاثیر حب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مملو ہو تو نعت خوانی' نعت خوانی ہے ورنہ محض گائیکی۔نعت خواں کا مقصد عشقِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترویج' دین کی تبلیغ اور معاشرے کی تطہیر ہوتا ہے۔اسے ہمیشہ اپنے مقصد کی عظمت پر نگاہ رکھنی چاہیے۔نعت خوانی کا اصل صلہ اللہ کی رضا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی ہے' جب اس کی نظر اس ''اجر'' اُس ''صلے'' پر ہو گی تو پھر اس میں وہ اخلاص پیدا ہوگا جس کے مقابلے میں دنیا جہان کی دولت ہیچ نظر آئے گی۔یہاں ایک مثالی نعت خواں کے لئے ضابطہ اخلاق کی بعض اہم شقوں کا ذکر کیا جاتا ہے

-1 نعت خواں کے ضابطہ اخلاق کی پہلی شق اس کا بے لوث ہونا ہے۔اسے یہ سوچ کر نعت پڑھنی چاہیے کہ وہ فرمان خداوندی ورفعنا لک ذکرک کے ان گنت مظاہر میں سے ایک کا مظاہرہ کرنے والا ہے' اگر وہ اس میں کامیاب ہو گیا تو اس سے اللہ کریم راضی ہو جائے گا اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی غلامی کو قبول فرما لیا تو اس کا بیڑا پار ہو جائے گا۔اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کے علاوہ کوئی چیز اس کا مطمح نظر نہیں ہونی چاہیے۔افسوس ہے اس پر جو دولت' شہرت یا دنیاوی عزت کے لئے ہی نعت پڑھتا ہے اگر نعت خواں اپنی نیت میں اخلاص پیدا کرلے تو ان شاء اللہ عزت اور شہرت کے ساتھ ساتھ اسے بے پناہ دولت بھی نصیب ہوگی۔جو بھی صرف روپے پیسے کے لئے نعت پڑھتا ہے اسے روپیہ پیسہ ملتا ہے اور بہت ملتا ہے لیکن صرف روپیہ پیسہ ہی ملتا ہے آخرت میں اس کے لئے کچھ نہیں۔صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ قیامت کے دن جس شخص کے بارے میں سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہو گا۔اسے حق تعالیٰ بلا کر پہلے وہ نعمتیں دکھائے گا جو اسے دنیا میں عطا کی تھیں جب وہ ان تمام نعمتوں کو پہچان لے گا تو حق تعالیٰ پوچھے گا' تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ وہ عرض کرے گا میں نے تیری راہ میں جہاد کیا حتیٰ کہ جان دے کر شہید ہو گیا۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ تو نے اس لیے قتال کیا تاکہ تو بہادر کہلائے' سو تجھے بہادر کہا گیا۔پھر اسے منہ کے بل گرا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ایک نعت خواں کو بھی سوچنا چاہیے کہ اگر بروز حشر اسے اللہ نے پوچھا کہ تو نے روپوں کے لئے نعتیں پڑھیں' وہ تجھے مل گئے' اب یہاں تیرے لیے کچھ نہیں (العیاذ باللہ) تو وہ کیا جواب دے گا گھر میں روشن دان رکھتے ہوئے یہ نیت کر لی جائے کہ یہاں سے اذان کی آواز آئے گی تو جب تک گھر رہے گا ثواب ملتا رہے گا اور یہ نیت نہیں تھی بلکہ روشنی اور ہوا کی تھی تو پھر ثواب کہاں' اگرچہ روشنی اور ہوا نے تو دونوں صورتوں میں آنا ہی ہے۔''انما الاعمال بالنیات'' کی حدیث مبارک سے ہر شے واضح ہے۔اللہ کریم تو سب سے بڑا غیرت والا ہے وہ کسی کی ذرا سی خدمت کا صلہ ضائع نہیں ہونے دیتا۔ا

Marfat.com

کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی ذرا سی توصیف کرے، ذرا سی خدمت کرے، رب تعالیٰ اس کے فرش سے عرش تک جھنڈے گاڑ دیتا ہے۔ اس کی شان وشوکت کے ڈنکے بجا دیتا ہے۔ نعت خواں کو چاہیے کہ اپنے اندر اخلاص پیدا کرے، اللہ پر بھروسہ رکھے اور متاع دنیا سے زیادہ اللہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے لئے نعت خوانی کرے۔

مندرجہ بالا معروضات کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ نعت خواں کو پیٹ نہیں لگا ہوا، یا اس کی عائلی و سماجی ضروریات ہی نہیں یا وہ نعت خوانی کے حوالے سے منتظمین و سامعین محفل کی طرف سے دیا جانے والا کوئی نذرانہ یا اعزازیہ قبول ہی نہیں کر سکتا۔ نعت خواں کی عزت کرنا اور اسے نوازنا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ حضرت کعب بن زہیرؓ جب نعت شریف سنا رہے تھے تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی یمنی چادر عطا فرمائی، جو انہوں نے قبول کی، قصیدہ بردہ کے شاعر امام شرف الدین بوصیریؒ کو خواب میں چادر مبارک عطا کی جو صبح بیدار ہونے پر سچ مچ ان کے تکیے کی زینت تھی، جسے وہ اوڑھا کرتے تھے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ کے لئے مسجد میں منبر لایا جاتا جس پر وہ نعت خوانی کرتے، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جو دعائیں دیں، وہ احادیث میں موجود ہیں۔ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات مبارک سے لیکر آج تک غلامان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعت خوانوں کو ہمیشہ سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں۔ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے ان کی عزت کرتے ہیں اور ان کے دامے درمے خدمت کو اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں، چنانچہ نعت خواں دنیاوی لحاظ سے بھی کبھی محروم نہیں رہتا۔ پس اگر اسے منتظمین یا سامعین کی طرف سے از خود (بغیر کسی ڈیمانڈ کے) کوئی نذرانہ، ہدیہ یا اعزازیہ دیا جاتا ہے، تو اسے قبول کرنا چاہیے، انکار نہیں کرنا چاہیے۔ اگر وہ خود مخیر اور آسودہ حال ہے تو بعد میں اسے کسی کارِ خیر پر خرچ کر سکتا ہے لیکن محفل میں انکار نہ کرے۔ ایسے نذرانے کو اپنی ذات پر خرچ کرنا بالکل جائز ہے۔ دکھ والی بات تو یہ ہے کہ اس بابرکت عمل کے حوالے سے کوئی پیشہ ور کہلانے لگے۔ نعت خوانی پیشہ نہیں، عشق ہے یہ طلب زر کی پلاننگ نہیں، محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تن، من، دھن لٹانے کی پلاننگ ہے۔ نعت خواں کے ہر قول و فعل سے اس کا دلی اخلاص ظاہر ہونا چاہیے۔

☆ اس اخلاص کے بعض مظاہر درج ذیل ہیں:

الف۔ وہ نعت شریف سنانے کے لئے کوئی مالی معاوضہ طے نہ کرے، نہ ایسی شرائط منوائے جو اس کی مالی آسودگی اور حصولِ زر کی تمنا کی آئینہ دار ہوں۔

ب۔ اگر نعت خواں خود مالی طور پر آسودہ نہیں اور محفل تک آ ... کے کرائے کی استطاعت

Marfat.com

نہیں رکھتا تو وہ اپنے آپ پر اور اپنے بچوں پر مالی بوجھ نہ ڈالے بلکہ منتظمین محفل سے جائز کرایہ طلب کرے یعنی اگر وہ مقام محفل سے دور (اپنے ہی شہر یا کسی دوسرے شہر) میں رہتا ہے تو وہ آنے جانے کا جائز کرایہ مانگ سکتا ہے۔ کراچی کا نعت خواں اگر مصروف ترین ہے اور اہل پشاور اسی کو سننا چاہتے ہیں تو گھر سے گھر تک کا جائز کرایہ طلب کرنا اس کا حق ہے۔

ج۔ اسے اپنے شاگردوں کو بے لوث ہو کر فن نعت خوانی سکھانا چاہیے۔ انہیں بیٹا اور چھوٹا بھائی سمجھے، ان سے خدمت کم لے اور سکھانے پر زیادہ توجہ دے۔ یہ مقدس فن آگے منتقل کرنے کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترویج کا ذریعہ جانے اور اس کا اجر صرف اللہ کریم سے چاہے۔

د۔ وہ متعلقین نعت کے ساتھ اپنا تعلق اور رابطہ لوجہ اللہ رکھے، مثلاً دوسرے نعت خوانوں کو نعتیہ کلام دینا نعت گو شعراء کی عزت کرانا وغیرہ۔

ہ۔ نعت پڑھتے ہوئے وڈیو وغیرہ سے بے نیاز ہو جانا۔ اگر بجلی بند ہو گئی ہے اور نقیب محفل نے بلا لیا ہے تو کراہت یا عار محسوس نہ کرے، کیونکہ کہ اس نے تو نعت سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرنی ہے جنہیں کسی کیمرے یا مائیک کے وسیلے کی حاجت نہیں۔ جب دیگر نعت خواں کنی کتراتے ہوں تو مخلص نعت خواں نعت سنا دے، کیا خبر اسے اللہ کی بارگاہ سے کیا انعام ملے۔ کسی دعوت کو (معمولی سمجھ کر یا یہ سوچ کر کہ وہاں سے کیا نذرانہ ہوگا) رد نہ کرے۔

ز۔ اگر کسی محفل میں اسے سامعین کی طرف سے کوئی مالی نذرانہ ہوا ہے تو وہ اسے نہ خود گنے نہ کسی سے گنوائے تاکہ یہ خیال ہی ختم ہو کہ کس محفل میں کیا خدمت ہوئی (اور آئندہ کے لئے اس محفل میں دوبارہ جانے یا نہ جانے کا فیصلہ وہاں سے ملنے والے نذرانے کی بنیاد پر نہ ہو) اس کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے وہ اپنے گھر میں ایک گولک یا صندوقچی میں لا کر گنے بغیر نذرانہ ڈالتا جائے پھر جتنی ضرورت ہو اس سے لے لیا کرے یا کوئی دوسری صورت اپنائے۔

ح۔ اسے نقیب محفل کی مجبوریوں کو سمجھنا چاہیے۔ مثلاً نقیب محفل کی مجبوری ہوتی ہے کہ وہ سب سے اہم نعت خواں کو آخر میں پڑھائے کیونکہ اگر وہ اسے پہلے پڑھا دے اور وہ پڑھ کر چلا جائے تو پھر چھوٹے نعت خوانوں کو کون سنے گا۔ یوں محفل منتشر ہو سکتی ہے، لیکن بڑے نعت خواں کا تقاضا ہوتا ہے کہ اسے پیک کا مناسب ترین وقت دیا جائے (عموماً پیک کا یہ وقت وہ ہوتا ہے جب نوٹوں کی بارش کا ماحول ہو، محفل خوب جم چکی ہو نیز سامعین کا ذوق عروج پر ہو) نعت خواں کو جو بھی وقت دیا جائے وہ بخوشی (کسی اور منفعت کی طرف توجہ کیے بغیر) خلوص دل سے نعت خوانی کرے۔

ط۔ ریڈیو۔ ٹی وی پر پڑھنا یقیناً ایک شرف ہے لیکن اسے ہی اپنے لئے باعث عزت

Marfat.com

مناسب نہیں۔ وزٹنگ کارڈ پر ریڈیو ٹی وی آرٹسٹ لکھوانا تو کوئی بات ہی نہیں' نقیب محفل کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ اسے مائیک پر بلاتے ہوئے اس کے ریڈیو ٹی وی آرٹسٹ ہونے کا اعلان کرے۔ کسی محفل میں شرکت کے لیے بھی بعض اوقات اپنے ریڈیو' ٹی وی آرسٹ ہونے کا حوالہ دیا جاتا ہے جس سے نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز .... والا معاملہ پیدا ہو جاتا ہے۔ مثالی نعت خواں کو اس ریڈیو ٹی وی فوبیا سے بلند ہو کر سوچنا چاہیے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثناخوانی ریڈیو' ٹی وی اور خود نعت خواں کو عزت دیتی ہے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ کا شعر مبارک ہے:

ما ان مدحت محمد بمقالتی　　　لکن مدحت مقالتی بمحمدٍ

جس کا مفہوم یہ ہے کہ میں نے اپنی مدحیہ شاعری سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان نہیں بڑھائی (مدحت نہیں کی) بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت نے میرے کلام کی شان بڑھا دی۔

☆　ایک مثالی نعت خواں کو حرص اور ذاتی لوث پر مبنی حرکات سے بچنا چاہیے جیسا کہ:

الف۔　نوٹ برستے دیکھ کر کلام کو طویل کرتے جانا اور جب تک آخری سامع سے آخری روپے کے نکل آنے کا یقین نہ ہو جائے مسلسل پڑھتے چلے جانا اور دوسرے نعت خوانوں کا احساس بھی نہ کرنا۔

ب۔　کسی مہمان خصوصی یا امیر شخصیت کو بار بار مخاطب کر کے' نعت کا کوئی شعر اس کی نذر کرنا۔ (جب نعت خواں اپنی تمام نعت سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں نذر کرتا ہے تو پھر کسی دوسرے کی خدمت میں ''شعر آپ کی نذر کیا ہے.........'' کہنا' کیا جواز رکھتا ہے؟) اجتناب کریں۔

ج۔　اپنے کچھ ساتھیوں کو کچھ روپے پکڑانا کہ جب میں نعت پڑھوں گا' تم اٹھ اٹھ کر دینا تاکہ دوسروں کو بھی ترغیب ہو اور نذرانہ معقول جمع ہو جائے۔

د۔　ایسے مضمون پر مشتمل اشعار پڑھنا جن کا مفہوم یہ ہو کہ مال' دولت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا کر دو ایسی دولت کس کام کی' جو عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فدا ہی نہ کی جا سکے اور مقصد یہ رکھنا کہ لوگ زیادہ سے زیادہ نذرانہ دیں۔

ہ۔　اگر کسی محفل میں روپے زیادہ نہیں مل رہے تو دل میں تنگی اور لہجے میں ناگوار تلخی پیدا ہونا اور مائیک کو جلد چھوڑ دینا۔

و۔　کسی خاص مہمان' امیر آدمی یا صاحب صدر کے آنے تک نعت نہ سنانا اور نقیب محفل کو مجبور

Marfat.com

کرنا کے اس کے آنے سے پہلے اسے مائیک پر نہ بلائے۔

ز۔ اگر نعت خواں میں حقیقی اخلاص پیدا ہو جائے تو اسے یقین ہو جاتا ہے کہ شہرت' عزت اور دولت عارضی و فانی ہیں جبکہ نعت خوانی کا اصل صلہ (یعنی اللہ کی رضا اور رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی) دنیا اور آخرت کی لافانی سعادتوں والا ہے

2- نعت خوانی کا فن ایک خاص عطیہ خداوندی ہے۔ نعت خوانی کسی خاص سُر' لے' میوزک' وغیرہ کی محتاج نہیں جس طرح قرآن مجید کا اپنا اسلوب' ترتیل اور نظام قرأت و تجوید ہے اسی طرح نعت خوانی کا لحن بھی خاص ہے۔ اس کی غنائیت کسی کچے پکے راگ' کسی باجے' کسی پاپ سٹائل سے ماخوذ نہیں۔ دل میں عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گلے میں صفائی' آواز میں شیرینی' سانس میں پاکیزگی اور جذبے میں طاقت ہوتو خود بخود زباں پر نعت سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آجاتی ہے۔ موسیقی کی شدبد اور راگوں سے شناسائی اس میں نکھار پیدا کر سکتی ہے لیکن موسیقی اور راگ نعت خوانی کے لئے ضروری شرط نہیں۔ اسی طرح بزرگ نعت خوانوں کے انداز و آواز پر غور کرنے سے بھی نوآموز نعت خواں بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔ آج کے سائنسی دور میں مرحوم نعت خوانوں کے کیسٹ اور سی ڈیز عام ملتی ہیں وہ بھی رہنمائی کر سکتی ہیں۔ چنانچہ نعت خواں کو اس معزز فن کے سیکھنے میں ضرور محنت کرنی چاہیے۔

☆ جس طرح بعض شاعر پہلے غزل میں مہارت حاصل کرتے ہیں' پھر محبوب مجازی کے بجائے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریفیں لکھتے ہیں تو غزل کی مہارت بہرحال نعت گوئی میں ان کی معاونت کرتی ہے' اسی طرح راگوں' سروں' سے واقف لوگ نعت خوانی کرتے ہیں تو یہ مہارت ان کی نعت خوانی میں ممد ہو سکتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ راگ راگنیوں سے ناشناسا شخص نعت خوانی نہیں کر سکتا۔ ضرور کر سکتا ہے اور بہت شاندار کر سکتا ہے کیونکہ نعت خوانی کا اپنا نظام لحن ہے۔ مسلسل ریاض سے نعت خواں اپنے فن میں نکھار پیدا کر سکتا ہے۔

☆ علم عروض سے آگاہی اگرچہ نعت خوانی کے لئے ضروری نہیں لیکن عروض سے معمولی واقفیت مصرع کو موزوں پڑھنے میں معاون ہو سکتی ہے۔ لے اگرچہ زبردست چیز ہے اور یہ بے وزن مصرعے بھی مترنم بنا سکتی ہے لیکن مصرع موزوں بھی ہو اور پڑھنے والے نے غتر بود بھی نہ کیا ہو تو پھر کلام کا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ اہل فن جانتے ہیں کہ بعض نعت خواں تقطیع سے ناواقفیت کی بناء پر مصرعے کو غ موزوں کر دیتے ہیں ان کے مقابلے میں جو نعت خواں خود شاعر ہیں وہ کس چابک دستی اور مہارت سناتے ہیں' اہل محفل سر دھنتے ہیں اور قربان ہو ہو جاتے ہیں۔

☆ ایک اچھا نعت خواں کلام کے تلفظ پر بہت محنت کرتا ہے۔ ریڈیو' ٹی وی پر تو تلفظ کی د

Marfat.com

کرنے والے بہتیرے ہوتے ہیں اور وہاں غلط تلفظ چلتا بھی نہیں لیکن عام محفلوں میں اس کی پروا ذرا کم ہی کی جاتی ہے۔ راقم الحروف ایسے بعض نعت خوانوں کو جانتا ہے جو محفل میں کلام سننے سے پہلے اس کے تلفظ کی درستی پر بہت محنت کرتے ہیں۔ ایک ایک لفظ پر محنت کرتے ہیں اور دوسروں سے پوچھنے میں عار محسوس نہیں کرتے لیکن بعض نوآموز نعت خواں غلط تلفظ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ ایک نعت خواں کا اخلاقی فرض ہے کہ اگر اس نے نعت خوانی کرنا ہی ہے تو اس فن کو سیکھے۔ اگر کہیں باقاعدہ استاد نہ مل سکے یا استاد سکھانے پر مائل نہ ہو تو اس دور کے بڑے نعت خوانوں اور ماضی کے بزرگ نعت خوانوں کی کیسٹوں سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔

☆ نعت خواں اپنا سٹائل (اسلوب) خود بنائے' بے شک وہ ہر صاحب طرز نعت خواں سے سیکھے لیکن اس کے انداز کی ہو بہو کاپی نہ کرے' کیونکہ اس طرح وہ اس کا صرف نقال بن کر رہ جائے گا۔ وہ دوسروں کے اثرات کو اپنے ذاتی انداز میں ملا کر مرکب انداز و اسلوب بھی تیار کرسکتا ہے لیکن اپنے انداز کی بنیادوں کو کبھی ختم نہ کرے۔ ماضی میں اعظم چشتی' محمد علی ظہوری' عبدالستار نیازی کا نعت خوانی میں اپنا اپنا انداز اور لہجہ تھا۔ موجودہ دور میں فصیح الدین سہروردی' اویس رضا قادری' شہزاد حنیف مدنی' یوسف میمن' وحید ظفر قاسمی' صبیح رحمانی' صدیق اسماعیل' مرغوب ہمدانی' اختر قریشی' مظفر وارثی' شہباز قمر فریدی' افتخار حسین گوجروی' اور خواتین میں تابندہ لاری' نیبہ شیخ وغیرہ کا اپنا اپنا انداز نعت خوانی ہے۔ (یہ صرف چند نام ہیں مکمل فہرست ہرگز نہیں)

☆ نعت خواں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کسی فلمی دھن پر پڑھے یا فلمی گانے کے انداز پر سنائے۔ فلمی گانے کے ساتھ ایک تلازمہ خیال بھی ہوتا ہے جو سامعین کی توجہ فلم کے گانے کی طرف مبذول کرا سکتا ہے۔ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ نعت فلمی دھن میں سنانی نہیں چاہیے۔ اگر رزق پاک کو ظرف نجس میں نہیں ڈالا جاسکتا تو فلمی طرز پر نعت بھی نہیں سنانی چاہیے۔

☆ نعت خوانی کی محفل دراصل حضوری حاضری کی محفل ہے اس میں کسی قسم کی منفی حرکت' ڈرامہ کاری یا تصنع جائز نہیں۔ نعت پڑھتے ہوئے' عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں اگر نعت خواں کا گلا رندھ جائے' آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں یا وہ سسکنے لگے تو سبحان اللہ' ایسے عاشق کے تو پیر چومے جانے کے قابل ہیں۔ مگر اس کیفیت کو بناوٹی طور پر ظاہر کرنا' جھوٹ موٹ کا رونا اور عاشقانِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھانے کے لئے مصنوعی طور پر رونے کی ایکٹنگ کرنا سخت بے ادبی اور جسارت ہے۔ سچے نعت خواں کو اس سے بچنا چاہیے۔ ایسی اداکاری کو فن کہنا بھی غلط ہے۔

Marfat.com

☆ اللہ کریم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کریمہ میں اونچی آواز سے بات کرنا ممنوع قرار دیا ہے۔ایسا کرنے والے کے لئے حبط اعمال (اور وہ بھی اس کی لاعلمی میں) کی وعید ہے۔اگر کوئی نعت خواں' اونچی آواز میں نعت پڑھتا ہے (یا لاؤڈ اسپیکر کو استعمال کیا جاتا ہے) تو وہ آخری سامع تک آواز پہنچانے کے لئے ہوتا ہے) نعت خواں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ دوسروں سے بھی اونچی اونچی مل کر پڑھنے کو کہے۔''زور لگا کر پڑھو' جتنا ماں کا دودھ پیا ہے اتنی ہمت سے آواز بلند کر میرے ساتھ پڑھو' جو میرے ساتھ اونچی نہیں پڑھتا' وہ بدعقیدہ ہے'' جیسے فقرے اب ختم ہو جانے چاہیں۔نعت خواں دراصل سامعین سے یہ کام خود سانس لینے کے لئے کرتا ہے اور اسے اپنا فن سمجھتا ہے۔اگر سامعین از خود ہلکی ہلکی آواز میں اس کے ساتھ شامل غنا ہو جائیں تو یہ الگ بات ہے' اسے تقاضا نہیں کرنا چاہیے۔

☆ نعت خواں کے سامعین سے نعرے لگوانا' ہاتھ کے اشاروں سے سبحان اللہ' سبحان اللہ کہنے کی فرمائش کرنا' سٹیج پر اچھلنا' پڑھتے ہوئے چند قدم دائیں بائیں ہونا' کبھی جوش میں آ کر واسکٹ اتار دینا یا ٹوپی ہوا میں اچھالنا............ایسی حرکتیں ہیں جن کی اصلاح ہونی چاہیے۔(کوئی سامع از خود سبحان اللہ کہہ دے تو کارِ ثواب ہے اور دوسرا سبحان اللہ کہنے کی تاکید کرے یہ بھی ثواب کا کام ہے لیکن محض ہاتھ نچا نچا کر اور بازو لہرا لہرا کر خالی اشارے کرنا نعت کی سنجیدگی کو متاثر کرتا ہے) کسی نعت خواں کا ایسی حرکات کو اپنا فن قرار دینا بھی محل نظر ہے اگر یہ فن ہے بھی تو صرف انگریزی کا لفظ ''فن'' ہے جس کا مطلب ہوتا ہے ہنسی مذاق' تفریح اور دل لگی۔

☆ نعت خواں کا خود جھومنا' اہل محفل کو کھڑا کر لینا اور کہنا کہ ہاتھ لہرا لہرا کر جھوم جھوم کر سرمستی کی کیفیت میں میرے ساتھ گاؤ۔بھی قابل اصلاح ہے۔

☆ نعت کے اصل فن کا کسی خاص لباس' کسی خاص مقام کی تبدیلی وغیرہ سے ذرا تعلق نہیں۔ بعض ٹی وی چینل فلمی گانوں کے انداز میں نعتیں بھی ایسے تیار کراتے ہیں کہ نعت خواں کئی کئی لباس بدل کر مختلف مقامات پر گھومتے ہوئے نعت ریکارڈ کراتا ہے۔مثلاً ایک شعر کسی اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر سفید لباس میں پڑھ رہا ہے تو دوسرا چلتی ٹرین میں سبز لباس میں' تیسرا دریا کے کنارے چوتھا کشتی میں تو پانچواں پہاڑ کی چوٹی پر یونہی ہر جگہ نعت خواں کی پگڑی' ٹوپی' واسکٹ بھی بدل جاتی ہے۔اسے ہم نعت کا ڈرامائی انداز تو کہہ سکتے ہیں نعت کا فن نہیں۔

☆ بعض نعت خواں دف اور بعض ڈب کیے ہوئے صوتی اثرات کی شمولیت سے نعت پڑھنے کو فن سمجھتے ہیں۔بعض اللہ کے اسم جلالت کے ذکر کو پس منظر بنا کر نعت سنانے کو جدید انداز فن سمجھتے ہیں۔ دف' ساؤنڈ سسٹم اور ذکر کے ساتھ نعت کی شرعی حیثیت پر بات کرنا علماء کا کام ہے۔مفتیان بریلی شریف

Marfat.com

نے اس کے خلاف فتویٰ دیا ہے۔ ممکن ہے بعض علماء اس کے جواز کے بھی قائل ہوں' یہ الگ بحث ہے لیکن یہ تمام بیرونی سہارے نعت کا فن نہیں۔ نعت کے فن کا تعلق صرف گلے سے ہے نہ کہ کسی آلہ موسیقی سے اور نہ کسی ایسی آواز گلو سے جو قصداً کسی ساز سے مشابہ گلے سے نکالی جائے۔

☆ ایک مثالی نعت خواں کے لئے ضروری ہے کہ وہ نعت کا حقیقی فن سیکھنے میں محنت کرے۔ آلات' موسیقی کے خارجی سہارے یا ساؤنڈ سسٹم کے بیرونی عمل کے بجائے گلے کی صفائی' سانس کی مشق اور نعت کے ریاض پر مداومت کرنے۔ گلا پھاڑ کر آواز کو اتنا اونچا کرنا کہ ساؤنڈ سسٹم جل جائے نعت کا فن نہیں۔ نعت کا اصل لحن تو طنِ داؤدی' سوز ایوبی' آہ نوحی اور دم عیسوی سے فیضیاب ہوتا ہے نہ کہ بیرونی سہاروں کا محتاج۔

☆ یہ بھی نعت خوانی کے فن میں شامل ہے کہ وہ کلام کو خاص ترتیب سے پڑھے مثلاً سب سے پہلے حمد' پھر نعت' پھر بزرگان دین کی منقبت' پھر عارفانہ کلام' پھر عام فرمائشی موضوع۔ (لیکن یہ صرف اس وقت ہو جب نعت خواں کے پاس وافر وقت ہو اور سامعین اس سے یہ سب کچھ سننا چاہتے ہوں .... اگر وقت نہ ہو تو مختصر کلام سنا کر مائیک چھوڑ دے)۔

☆ فی البدیہہ کہنا' طرح لگانا' تضمین پڑھنا اور یک موضوع کلام حسن ترتیب سے پڑھنا ایک بے حد مشکل فن ہے۔ بعض نعت خواں چاروں اصطلاحات کو ایک ہی سمجھ کر چاروں کی جگہ ایک ہی جیسے اشعار پڑھتے چلے جانے کو گرہ لگانا سمجھتے ہیں' جو درست نہیں صاحب فن کے علم میں ہونا چاہیے کہ کسی خاص واقعے یا موضوع کی مناسبت سے دماغ پر زور دیے بغیر فی الفور خود شعر کہہ کر سنانا' فی البدیہہ کہنا ہے۔ یہ فن ہر شاعر کو بھی حاصل نہیں ہوتا۔ خدا کا خاص کرم ہو' ذہن رسا ہو اور فن شعر پر مہارت تامہ ہو تو یہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی نعت خوان خود شاعر بھی ہے اور متعلقہ فن کا ماہر بھی ہے تو وہ موقع کی مناسبت سے فی البدیہہ شعر سنا سکتا ہے۔ (راقم الحروف نے محمد اعظم چشتی کو اس فن میں طاق دیکھا ہے) جو نعت خواں' نہ شاعر ہے نہ فن سخن سے شناسا اسے اس کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔

طرح (گرہ) لگانا' کسی کے مصرع پر اپنی طرف سے موزوں مصرع لگا کر شعر مکمل کرنا۔ طرح کی شان یہ ہے کہ وہ طرح کے لئے چنے گئے مصرع کا واقعی حصہ معلوم ہو اور دونوں مصرعوں کی یکجائی سے تیار ہونے والے شعر میں کوئی فکری یا فنی سقم نہ ہو۔ یہ بھی ایسے نعت خواں کا کام ہے جو منجھا ہوا شاعر بھی ہو اور اس فن کا ماہر بھی۔ دوسروں کو اسے آزمانا نہیں چاہیے۔ ہاں نعت خواں کسی کے مصرع پر کسی دوسرے شاعر کا شعر یا مصرع بطور طرح سنا سکتا ہے لیکن اس کے لئے بھی اسے متعلقات کا ماہر ہونا چاہیے۔

Marfat.com

تضمین کا مطلب ہے کسی کی تمام نظم کے ہر مصرع کے ساتھ اپنی طرف سے دو دو تین تین یا چار چار (وغیرہ) مصرعے لگا کر نظم مکمل کرنا اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں .... بعض نعت خواں ایک کے بعد دوسری پھر تیسری اور پھر جتنی مرضی نعتیں سنائے جائیں تو اسے گرہ لگانا سمجھتے ہیں۔ اصل یوں ہے کہ نعت خواں کسی ایک مصرع کو عنوان ٹھہراتا ہے پھر ایسا کلام سناتا ہے جس کا مرکز یا موضوع بھی یہی ہو چنانچہ وہ نئے کلام کے آخر میں عنوان والے مصرع یا شعر کو دہراتا ہے پھر کوئی اور کلام سناتا ہے وہ بھی ہم موضوع ہوتا ہے اس کے آخر میں بھی وہی مصرع یا شعر دہراتا ہے۔ اور یوں کلام پر کلام سناتا چلا جاتا ہے جیسے ایک مقرر قرارداد کے متعلق دلائل پر دلائل دیتا ہے .... یہ دراصل یک موضوع کلام کی خاص ترتیب سے پڑھنا ہے اور وہ ترتیب یہ ہے کہ بعد میں سنایا جانے والا ہر کلام پہلے کلام سے معناً مربوط ہو اور مضمون مسلسل پھیلتا اور نکھرتا چلا جائے سامعین کی دلچسپی اور تجسس بڑھتا جائے یہاں تک کہ نعت خواں اسے کسی منطقی انجام تک پہنچائے۔ اس کے لئے بے پناہ صلاحیتیں درکار ہیں خداداد حافظہ ان تھک ذہن اور آواز پر مکمل قابو حاصل ہو تو کوئی نعت خواں اس مرحلے سے کامیابی کے ساتھ عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ (راقم الحروف نے ثناء اللہ بٹ کو اس فن کا بہت ماہر دیکھا ہے) نعت خواں کو اگر یہ فن مکمل طور پر آتا ہے (بشرطیکہ منتظمین کا تقاضا اور سامعین کی خواہش بھی ہو) تو وہ یک موضع کلام دیر تک سنا سکتا ہے اور اگر اس فن سے شناسائی بھی نہیں تو سیدھے انداز میں مکمل نعت پر ہی اکتفا چاہیے۔

☆ نعت خوانی کے فن کا یہ بھی حصہ ہے کہ نعت خواں اپنے سامعین کی ذہنی استعداد کے مطابق کلام کا انتخاب کرے۔ ان پڑھوں کی جھگیوں اور یونیورسٹیوں کے سیمینار ہال میں سنائی جانے والی نعت کے الفاظ و مضامین میں فرق ہوتا ہے یہ فرق ہونا بھی چاہیے۔ اسی طرح علماء صوفیاء ننھے بچوں اور خواتین کی محافلِ نعت کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں نعت خوانوں کو ان کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

☆ نعت خواں کے لئے موقع محل کی مناسبت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ معراج شریف اور میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے موقعوں پر اُسی مناسبت سے کلام سنانا چاہیے۔ اگر منتظمین سے کسی خاص کلام کا وعدہ کر رکھا ہے تو اس کو پورا کرنا چاہیے

3- نعت خواں کو ادب کا دامن کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔ وہ یہ عقیدہ رکھ کر محفل میں نعت سنائے کہ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل ہے اور میں ان کے دربار گہر بار میں حاضری دینا چاہتا ہوں۔ میرا تخاطب بصد عجز و ادب اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ حضور پرنور اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور باذن اللہ تمام کائنات کو دیکھ رہے ہیں۔ اللہ نے انہیں بے حد و حساب اختیارات دیے ہیں وہ باذن اللہ جہاں چاہیں تشریف لے جا سکتے ہیں وہ اس محفل نعت خوانی میں بھی

Marfat.com

تشریف لا سکتے ہیں' نہیں تو وہ اپنے روضہ اطہر سے تو ملاحظہ فرما ہی رہے ہیں۔ اس حسن تصور سے جب پڑھے گا تو خود بخود ادب پیدا ہوگا۔ ادب کے متعدد مظاہر ہیں۔ مثلاً

الف۔ وہ سراپا عجز بن کر نعت پڑھے۔ عام زندگی میں بھی اس کا رویہ متکبرانہ نہیں بلکہ عاجزانہ ہو۔

ب۔ ایسے کلام کا انتخاب نہ کرے جو ادب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منافی ہو۔

پ۔ وہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان الفاظ میں تخاطب نہ کرے جو اُن کے شایان شان نہ ہو۔

ت۔ نعت پڑھتے ہوئے وہ بے توجہگی' بد دلی یا کسی بھی شوخی کا اظہار نہ کرے اس سے کوئی ایسی بات نہ نکل جائے یا ایسا عمل سرزد نہ ہو جائے جس سے اس کی ساری محنت بیکار ہو جائے۔ وہ کسی تفاخر کا اظہار نہ کرے' نہ کسی کے متعلق دل دکھانے والا جملہ کہے' چونکہ وہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار اقدس میں غلامانہ حاضری کے لئے آتا ہے لہٰذا اسے ایسا لباس نہیں پہننا چاہیے جو آداب حاضری کے منافی ہو۔ لباس انسان کی زینت ہے' لباس ایسا ہونا چاہیے جو موسم کی شدت اور پھیلتی بیماریوں سے بچائے۔ بیشک لباس دلکش اور خوبصورت بھی ہو لیکن کسی بھی صورت لباس کو حیا کے منافی نہیں ہونا چاہیے۔ ریشمی' سنہری تاروں سے تیار کیے گئے پھولوں' بیل بوٹوں سے مزین' نظر کو خیرہ کرتے موتیوں سے آراستہ' شوخ ترین رنگوں اور جدید ترین ڈیزائنوں پر مشتمل گریباں کھلی واسکٹیں اور قمیصیں .... نوجوانی کے نشے سے چور جسم' کلین شیو .... اوپر سے ترچھی بانکی دیدہ زیب ٹوپیاں .... اس ہیئت میں نعت پڑھی جائے گی تو لوگ نعت خواں کے جسم اور لباس کی دلکشی ہی میں کھوئے رہیں گے۔ ایسا نعت خواں بعض سامعین کی نظروں کی خرابی کا باعث بھی بن سکتا ہے لہٰذا اسے باحیا اسلامی لباس زیب تن کرنا چاہیے۔ اسے ہر لحظہ یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ سامعین کی توجہ کا اصل مرکز نعت ہونی چاہیے نہ کہ اس کا جسم یا لباس۔ مردانہ بیوٹی پارلر میں جا کر فیشن ایبل ہیئر کٹنگ اور باقاعدہ میک اپ کے بعد گلیمر کی خاطر شوخ'' کڑھائی والا لباس پہن کر اور بے طرح بن ٹھن کر محفل میں شرکت کرنا کب مناسب ہے؟

ٹ۔ مجازی محبوبوں کی تعریف میں لکھی گئی غزلوں کی نعتوں میں پیوند لگا لگا کر نہ سنائے' خالص نعت پیش کرے اگر پیوند لگا کر کلام کو بڑھانا ہی مقصود ہو تو صرف نعتوں سے مواد منتخب کرے (اردو میں بفضلہ تعالیٰ ہزاروں نعتیہ مجموعے ہیں۔ مطالعے اور انتخاب سے اس آرزو کو پورا کیا جا سکتا ہے)

ث۔ اسے اللہ سے ڈرنا چاہیے اور کبھی ایسا کلام نہیں سنانا چاہیے جس سے (نعوذ باللہ) یہ ظاہر ہوتا ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الٰہ ہیں۔ حضور پُرنور ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ تم مجھے اس طرح نہ بنانا جس طرح بعض پہلی قوموں نے اپنے نبیوں کو اللہ کا شریک یا بیٹا بنا لیا۔ ایسا کلام کیسا ہی دلکش'

Marfat.com

صوفیانہ یا بلاغتوں والا ہو' نہیں سنانا چاہیے۔

ج۔ اسے ایسا کلام بھی نہیں سنانا چاہیے جس میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک عام انسان کے طور پر پیش کیا گیا ہو یا جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی خصوصی شان ظاہر نہ ہوتی ہو یا جس سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی شان کا استخفاف ہوتا ہو۔ بے شک ایسا کلام کہنے کا معاملہ تو اس کلام کے شاعر کا بھی ہے لیکن ایسا کلام منتخب کرنا اور پھر اسے سنانا تو اس نعت خواں کا ذاتی فعل ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''اللہ'' نہیں ہیں۔ادب و عجز کے دائرے میں رہ کر باقی انہیں جو بھی کہا جائے وہ اس سے بھی افضل ہیں کیونکہ آپ کے مقام و مرتبہ کو کما حقہ صرف اللہ کی ذات ہی جانتی ہے۔

چ۔ اگر سامعین میں سے کوئی نعت خواں کو شعر کے غلط مضمون پر ٹوکے اور اصلاح کرے بشرطیکہ یہ اصلاح شریعت کے مطابق ہو' تو نعت خواں کو چاہیے کہ اسے فوراً مان لے۔ بے شک شعر کا وزن وغیرہ خراب ہوتا ہو' کیونکہ اصل چیز نعتیہ مضمون کا درست ہونا ہے' شعری عروض ثانوی چیز ہے۔حضرت کعب بن زہیرؓ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں نذرانہ نعت پیش کر رہے تھے جب وہ اس شعر پر پہنچے:

ان الرسول لنور یستضأ بہ ممند من سیوف الھند مسلول

(بے شک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے)۔اور وہ بے نیام ہندی تلواروں کی مانند ہیں تو اللہ کے رسول محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' کعب! ''سیوف الہند'' کے بجائے ''سیوف اللہ'' کہو (یعنی ہند کی تلواروں میں سے نہیں بلکہ اللہ کی تلواروں میں سے) تو حضرت کعب بن زہیرؓ نے فوراً تصحیح کر لی اور دوبارہ شعر اس طرح پڑھا جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصلاح فرمائی تھی لہٰذا محفل میں کوئی درستگی کرے تو نعت خواں کو مان لینا چاہیے۔(اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہیں کہ محفل میں جس کا جی چاہے اٹھ کر نعت خواں کو روک ٹوک کرے یا من مرضی کی اصلاح کرتا پھرے۔ یہ کام جید علماء کو زیب دیتا ہے۔وہی شریعت کے تقاضوں کو بہتر سمجھتے ہیں اس قسم کی تصحیح ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔بہرحال تصحیح کا تعلق شریعت کی مطابقت سے ہے نہ کہ کسی کی ذاتی رائے سے۔

ح۔ چونکہ نعت خوانی' حاضری دربار سرکار سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے لہٰذا باوضو ہو کر' خوشبو لگا کر' ظاہر و باطن کی آلائشوں سے پاک ہو کر محفل میں شریک ہو۔

خ۔ بعض نعت خواں سٹیج پر' دو شاپنگ بیگ پکڑ کر بیٹھتے ہیں۔ایک میں پان ہوتے ہیں اور دوسرے میں وہ تھوکتے جاتے ہیں۔پان' سگریٹ' حقہ کی شرعی حیثیت تو میرا موضوع ہے نہ منصب الب

Marfat.com

اس طرح سٹیج پر پان کھانا اور منہ ہلاتے چلے جانا میرے نزدیک نعتیہ محفل کے تقدس کے منافی ہے' اس غیر سنجیدہ روش سے بچنا ضروری ہے۔ اگر ایک نعت خواں پان کے بغیر رہ ہی نہیں سکتا تو وہ سٹیج سے ہٹ کر بھی اپنا شوق پورا کر سکتا ہے۔ اسے محفل کے تقدس کو مجروح نہیں کرنا چاہیے۔

د۔ بعض نعت خواں سٹیج پر ہی موبائل فون سننا شروع کر دیتے ہیں اور ایسے بولتے ہیں کہ انہیں نہ تو اس نعت خواں کا احساس ہوتا ہے جو نعت پڑھ رہا ہے نہ نعتیہ محفل کے تقدس کا۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ سٹیج پر آنے سے پہلے نعت خواں موبائل بند کر دیں جنہوں نے ایک ایک رات میں چار چار یا پانچ پانچ جگہوں پر پڑھنا ہوتا ہے یہ ان کی مجبوری بھی ہو تو کم از کم موبائل کی خاموشی (صامت سائیلنٹ) پر لگائیں اور سٹیج سے دور جا کر فون سنیں۔

ڈ۔ ہر نعت خواں اپنے استاد کا تو یقیناً ادب کرتا ہی ہے' اسے چاہیے کہ دیگر بزرگ نعت خوانوں کا بھی بدل و جاں احترام کرے انسان دوسروں سے غیر شعوری طور پر بھی سیکھتا رہتا ہے اور سیکھنے کا یہ عمل ساری عمر جاری رہتا ہے۔ محفلوں میں جن نعت خوانوں کی آواز' لہجے یا انداز سے کچھ سیکھے' دراصل وہ بھی بمنزل استاد ہوتے ہیں ان کا ادب بھی واجب ہے۔ جن مرحوم نعت خوانوں کی کیسٹوں یا سی ڈیز سے کچھ سیکھا' ان کا احترام کرنا اور ان کا ذکر ادب سے کرنا بھی ضروری ہے۔

ذ۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی سن کر بعنایت احترام وادب درود پاک پڑھنا لازم ہے۔ نعت خواں پر بھی یہ واجب ہے کہ جب وہ نعت میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک پڑھے تو درود شریف پڑھے' سر کو قائم رکھنے کی خاطر وہ شعر مکمل کر کے بھی درود شریف پڑھ سکتا ہے۔ جب نام پاک اونچا لیا ہے تو درود پاک بھی اونچی پڑھے تاکہ سامعین کو درود پاک پڑھنا یاد رہے۔

4- نعت خواں سے کسی کے لئے بھی کسی طرح کی بدسلوکی کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہیے مثلاً:

الف۔ کوئی دوسرا نعت خواں پڑھ رہا ہو تو اسے کامل توجہ اور ادب سے سننا چاہیے سٹیج پر بیٹھ کر باتیں کرنا' اس کے سر لے کی غلطیاں نکالنا اسے بے داد قسم کی داد دینا' اس کی آواز میں آواز ملا کر اچانک درمیان میں یا آخر میں چھوڑ دینا' اس کی خامی کو نمایاں کرنا وغیرہ ایسے امور ہیں' جن سے دوسرا نعت خواں پریشان ہو سکتا ہے۔

ب۔ یہ بدسلوکی بھی کم نہیں کہ ایک نعت خواں کسی کا کلام پڑھے اور جان بوجھ کر شاعر کے تخلص پر مبنی مقطع چھوڑ جائے' تاکہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے کہ کلام کس شاعر کا ہے۔

پ۔ سب سے بڑی بدسلوکی یہ ہے کہ نعت خواں کسی شاعر کے کلام کو اپنے نام کے ساتھ پڑھ جائے۔ کسی کے تخلص کی جگہ اپنا تخلص لگانے سے بعض اوقات اخلاقی خامیوں کے علاوہ مصرع کے غیر

Marfat.com

موزوں (بے وزن) ہو جانے کی گنجائش بھی ہوتی ہے جس سے بدمزگی پیدا ہوتی ہے اس طرح اگر کسی جگہ کوئی نعت خواں کسی کا کلام اپنی شاعری بنا کر' اپنا تخلص لگا کر'' خود عرض کیا ہے'' جیسے الفاظ سے محفل میں سنا بھی جائے اور لوگ اس کا کلام سمجھ کر اسے داد اور نذرانہ بھی دے دیں تو بھی غلط بات بہر حال غلط ہوتی ہے۔ افشائے راز کے بعد جو بے عزتی ہو سکتی ہے اس سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے اگر نعت خواں خود شاعر نہیں تو کبھی کسی کا کلام اپنے نام سے نہ سنائے۔

ت۔ اگر نعت خواں نے کہیں آنے کا وعدہ کرلیا ہے اور منتظمین محفل سے کرایہ وغیرہ بھی لے لیا ہے بعد میں کسی مجبوری کے باعث وہ اس محفل میں نہ آسکے تو منتظمین سے لیا گیا ٹوکن یا کرایہ بہر حال انہیں واپس کرنا چاہیے۔ اسے واپس نہ کرنے یا دبانے کا اسے کوئی حق نہیں' سوائے اس کے کہ منتظمین از خود اسے ہدیہ کر دیں۔ محفل سے یہ غیر حاضری (وعدہ کے بعد) محض کسی شرعی عذر کے باعث ہونی چاہیے مثلاً خدانخواستہ کوئی فوتیدگی' ایمرجنسی' بیماری وغیرہ۔ کسی بڑی محفل یا زیادہ امیر لوگوں کی دعوت کے باعث وعدہ کے مطابق چھوٹی محفل پر نہ پہنچنا درست نہیں۔

ٹ۔ ہر محفل کا معاملہ اسی محفل تک چھوڑ دینا چاہیے۔ اگر خدانخواستہ کسی محفل میں کوئی بدمزگی ہو بھی گئی ہے تو اسے دل میں رکھ کر شتر کینہ بنالینا مناسب نہیں۔

ث۔ یہ بھی بدسلوکی ہے کہ کوئی نعت خواں اپنی نعت پڑھ چکنے کے بعد نقیب کو بائی پاس کر کے اپنے ساتھی نعت خواں کا اعلان کر دے کہ اب وہ آ کر نعت سنائیں۔ یہ نعت خواں کا منصب نہیں' یہ نقیب کا کام ہے۔

ج۔ اگر کوئی نعت خواں خود اپنے گھر' ڈیرے یا محلے میں سالانہ محفل نعت منعقد کرتا ہے اور اس کے لئے وہ سال بھر مخیّر حضرات' اہل محلّہ اور اپنے دوستوں سے زر تعاون بھی اکٹھا کرتا ہے اور جن نعت خوانوں کے لئے وہ رقم جمع ہوتی ہے' انہی نعت خوانوں کو وہ رقم کما حقہٗ نہیں دیتا بلکہ خود ہڑپ کر جاتا ہے۔ یا غیر متعلقین میں اپنی صوابدید سے بانٹ دیتا ہے' تو یہ بھی بڑی بدسلوکی ہے۔

چ۔ کسی دوسرے نعت خواں کا نذرانہ یا اعزاز یہ لے کر اُسے نہ پہنچانا یا اس میں کٹ لگانا بھی بدسلوکی ہی کی ذیل میں آتا ہے۔

ح۔ نقیب محفل نے منتظمین کی ہدایات' سامعین کی خواہشات' اور اپنی بہترین صلاحیتوں سے پروگرام چلانا ہوتا ہے۔ اُس کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ ہر نعت خواں کو اُس کی خواہش و منشا کے مطابق باری یا وقت دے لہٰذا اگر نقیب محفل من پسند وقت اور مہلت نہ دے سکے تو اُس کے خلاف باتیں کرتے پھرنا غیر مناسب ہے۔ اُسے جس وقت' جتنا موقع مل گیا' اُسے دربار نبی ﷺ میں عاجزانہ غلامانہ حاضری

Marfat.com

تصور کرتے ہوئے غنیمت جانے اور بے جا دشمنی یا مخالفت نہ پالتا پھرے۔

خ۔ اگر محفل میں اکیلے نعت خواں کو دعوت دی گئی ہو تو اُس کا اپنے ساتھ' دو دو..... تین' تین شاگردوں کو بھی لے جانا اور پھر بضد ہو کر اُن سب کو ٹائم لے کر دینا۔ ان شاگردوں کا اُستاد کی نعت خوانی کے دوران نعرے لگا لگا کر عملی شکریہ ادا کرنا۔

-5 بعض کاموں سے نعت خواں کی عزت میں فرق آ سکتا ہے لہٰذا اُسے ان سے بچنے کی مکمل کوشش کرنی چاہیے۔ مثلاً

الف۔ کسی بڑی محفل سے متعلق' منتظمین سے دعوت نامہ لینے کیلئے طرح طرح کے جتن کرنا۔ (یہ نعت خواں کے منصب کے علاوہ خودداری کے بھی منافی ہے۔)

ب۔ نعت خوانوں کا ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنا' ایک دوسرے کے متعلق منفی رائے دینا' ایک دوسرے کے مقام کا تعین' ذاتی تعلقات کی بناء پر کرنا' ایک دوسرے کی نقلیں اتارنا وغیرہ۔

پ۔ نعت پڑھنے سے پہلے ہی اپنے چند دوستوں کو کاغذ کی پرچیوں پر فرمائشیں لکھ کر دے دینا کہ جب میں نعت ختم کروں تم یہ فرمائش لے کر آ جانا' اس طرح میں دیر تک پڑھتا رہوں گا۔ (اگر محفل میں از خود کوئی درخواست کرے تو اور بات ہے لیکن کسی منصوبے سے ایسی صورت پیدا کرنا نعت خواں کے شایانِ شان نہیں) (ویسے ہونا تو یہ چاہیے کہ جو بھی فرمائشی چٹ آئے وہ صرف نقیب محفل تک پہنچے' وہ گنجائش ہو تو مزید پڑھنے کی اجازت دے' ورنہ معذرت کر لے۔)

ت۔ بعض نعت خواں مائیک کے سامنے آتے ہی کہتے ہیں کہ حضرات' وقت کی قلت کے پیشِ نظر فقط دو اشعار عرض ہیں لیکن بیسیوں اشعار سنا جاتے ہیں' یہ جھوٹ کے علاوہ وعدہ خلافی کے زمرے میں بھی آتا ہے۔ اوّل تو ایسا اعلان نہیں کرنا چاہیے اور اگر اعلان کر دیا ہے تو پھر اُس کی پاسداری کی جانی چاہیے۔

ٹ۔ بعض نعت خواں تمہید کے طور پر یوں بھی کہتے ہیں کہ طبیعت سخت ناساز تھی' مصروفیات بھی بہت تھیں' فلاں فلاں کاموں کے باوجود حاضرِ خدمت ہو گیا ہوں۔ اگر ایسی تمہید سچی نہ ہو تو واقفانِ حال ہنسی اُڑاتے ہیں' جس سے بدمزگی پیدا ہوتی ہے۔ جھوٹی نمبر بازی سے حضور نبی کریم ﷺ کے ثنا خواں کو دور رہنا چاہیے۔

ث۔ ایک ہی رات میں دو دو' تین تین شہروں میں بکنگ کرا لینا اور پھر وہاں تک پہنچنے کی جلدی میں ہر محفل میں اپنی مرضی منوانا اور بعض اوقات محفلوں میں بدنظمی پیدا کرنا۔

ج۔ بڑا نعت خواں محفل میں آتے ہوئے یا واپس جاتے ہوئے' اگر محفل کے بیچوں بیچ گزرتا ہے تو

Marfat.com

عام سامعین اُس سے ہاتھ ملانے کے لیے اُس کی طرف بڑھتے ہیں۔ محفل اکھڑ جاتی ہے۔ سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے، پڑھنے والا نعت خواں بھی ڈسٹرب ہوتا ہے لہٰذا نعت خواں اگر بروقت نہیں پہنچ سکا لیٹ ہو گیا ہے یا واپس جانا چاہتا ہے تو وہ کوئی متبادل راستہ اختیار کرے۔ اگر متبادل راستہ نہ ہو تو خاموشی سے محفل کے کنارے کنارے سے باہر نکل جائے تاکہ محفل کا تقدس کسی طرح متاثر نہ ہو۔

چ۔ سامعین کی خواہشات کے برعکس اپنی ہی پسند کا کلام سنانا خواہ وہ نعت سے تعلق بھی نہ رکھتا ہو۔ جیسے آج کل بعض نعت خواں میلاد کی محفلوں میں بھی ماں کی شان پر اشعار سنانا شروع کر دیتے ہیں۔

ح۔ کسی پیر کی تعریف میں لکھا گیا کلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت کے طور پر سنانا یا اس کے برعکس نعتیہ کلام کسی پیر صاحب کی شان بنا کر پیش کرنا کسی طور مستحسن نہیں۔ اس سے بہر صورت بچنا چاہیے۔

خ۔ حرمین شریفین میں حاضری کی خواہش کس مسلمان کو نہیں۔ نیک تو نیک ہیں، مجھ جیسے بے حد گناہ گار شخص تک ہر کلمہ گو چاہتا ہے کہ وہ کسی طرح اُڑ کر مدینہ منورہ میں جا پہنچے، یہ آرزو عشق رسول ﷺ کی بدولت ہی نصیب ہوتی ہے۔ اس آرزو کے پورا ہونے کے لیے ہر مسلمان تڑپتا اور بارگاہِ ایزدی میں دعا گو رہتا ہے۔ نعت خواں حضرات بھی اس فطری اور پاکیزہ ترین خواہش میں بے قرار رہتے ہیں، جو یقیناً قابل تحسین ہے لیکن کچھ نعت خواں جس طرح سر محفل یا نجی ملاقات میں امیروں کے سامنے اسی خواہش کا اظہار کر کے عمرے کے ٹکٹ کے لیے کوشاں ہوتے ہیں، اس پر اس عاجز کے کچھ تحفظات ہیں۔ مزا تو تب ہے کہ از خود کوئی مخیّر صاحب کسی کو عمرے پر بھیجنے کی آفر کریں۔ بار بار منتیں کر کے کسی کو شرمسار کرنا اس عشق کے بھی منافی ہے۔ اس عاجز گناہ گار کا ایک قطعہ ہے۔

مدینے کیلئے مضطر ہوں میں بھی مگر اک فرق ہے، تجھ کو خبر ہے؟
فقط اسباب کو تو دیکھتا ہے مری اسباب والے پر نظر ہے

(افضال احمد انور)

د۔ نعت خوانی کا تعلق اطاعت خداوندی، حب رسول، تبلیغ دین، تزکیہ نفس، اصلاح معاشرہ اور اخروی نجات سے ہے لہٰذا اسے اتفاق و اتحاد ملت کا بہت بڑا ذریعہ بننا چاہیے۔ نعت خواں کو ایسے اشعار سے پرہیز کرنا چاہیے جس سے کسی دوسرے فرقے کی دل آزاری ہوتی ہو۔ یاد رہے نعت خوانی کا اصل سبب عشق رسول ﷺ ہے اور یہی عشق ملت اسلامیہ کے اتحاد کا سب سے بڑا ذریعہ ہے لہٰذا نعت خواں کو محتاط رہنا چاہیے۔

Marfat.com

6- خواتین نعت خوانوں کو بھی اُسی ضابطۂ اخلاق کی پاسداری ضروری ہے' جو مرد نعت خوانوں کے لیے لازمی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ صنف نازک ہونے کے باعث اُن کی ذمہ داریاں کچھ مزید بڑھ جاتی ہیں۔ مثلاً

الف۔ عورت کا پورا جسم چھپانے کی چیز ہے لہٰذا خواتین کو نعت خوانی کے وقت پردے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔

ب۔ چونکہ شرعاً عورت کی آواز بھی عورت ہے لہٰذا غیر مردوں تک اُس کی آواز نہیں جانی چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ خواتین کی محفل نعت ایسی جگہ ہو جہاں صرف ننھے بچے آ سکیں' غیر مرد نہ آ سکیں اور نہ اُن کی آواز اُس چاردیواری سے باہر جائے۔

پ۔ خواتین نعت خواں کوشش کریں کہ توصیف مصطفیٰ ﷺ کے بعد عظیم مسلمان خواتین کی منقبتیں بھی ضرور سنائیں جیسا کہ حضرت سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا' حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا' حضرت سیدہ بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا' حضرت سیدہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسری عظیم مسلمان خواتین تاکہ خواتین میں اصلاح کا جذبہ مزید پیدا ہو۔

آخر میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس عاجز ہیچمداں کی یہ تحریر آخری و حتمی مسودہ نہیں کہ جس میں ترمیم و تنسیخ نہ ہو سکے۔ اس میں اصلاح اور ترمیم و تنسیخ ممکن ہے یہ تو صرف ایک اندازِ دعوت ہے تاکہ علمائے دین' واقفانِ حال اور محبّینِ نعت آگے بڑھیں اور سر جوڑ کر نعت خوانوں کیلئے ایک بہتر' جامع اور مؤثر نصاب اخلاص و اخلاق مرتب فرمائیں۔ اصل مقصد محافل نعت خوانی میں در آنے والی بعض قباحتوں اور بعض نعت خواں حضرات کے بعض کاموں کی اصلاح ہے۔

راقم الحروف یہاں یہ حقیقت بارِدگر بیان کرنا چاہتا ہے کہ لازمی نہیں کہ مندرجہ بالا خامیاں ہر نعت خواں میں پائی جائیں۔ ایسے ایسے تہجد گزار' بے لوث اور عاشق رسول ﷺ نعت خواں ہیں جنہیں مالی منفعت یا شہرت وغیرہ کی حاجت ہی نہیں' نہ وہ واہ واہ چاہتے ہیں وہ سب قابل احترام ہیں لیکن خدانخواستہ اگر کسی نعت خواں میں ایسی کوئی قباحت ہے جو دور ہونی چاہیے تو اُسے ضرور دور ہونا چاہیے تاکہ نعت خوانی کی محافل ہر قسم کے تکدر سے محفوظ ہوں۔ اللہ کریم تمام ثنا خوانانِ مصطفیٰ ﷺ اور دیگر جملہ متعلقین نعت (شعرا' سامعین' نقباء' منتظمین و معاونین و ناشرین) کو دین و دنیا کی بہترین جزاؤں سے نوازے۔ آمین

☆

Marfat.com

آداب محافلِ حمد و نعت

ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی

حمد و نعت خوانی کی محفلیں قرب الٰہی اور برکات ربانی کا ذریعہ ہیں۔ ان کی بدولت مسلمانوں میں محبت واخوت اور اطاعت خدا و رسول ﷺ کا جذبہء صادق پیدا ہوتا ہے۔ فیوض و برکات کی حامل ان مقدس محفلوں کیلئے کچھ اُصول و آداب بھی مقرر ہیں۔ ہمارے حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے ان محافل کیلئے رہنما اصول بتائے ہیں وہ یہ ہیں:

(1) زمان (2) مکان (3) اخوان

''زمان'' سے مراد یہ ہے کہ ان محافل و مجالس کیلئے وقت ایسا مقرر کیا جائے' جس میں کسی نماز کے قضاء ہونے کا خطرہ نہ ہو۔ آج کل عام طور پر ان محافل کے انعقاد کا جو وقت اور طریقہ رائج ہو گیا ہے' وہ یہ ہے کہ عشاء کے بعد رات دو تین بجے تک یہ محفلیں جاری رہتی ہیں اور ان کے اختتام کے بعد شرکائے محفل سوائے چند خوش نصیبوں کے گھروں میں جا کر لمبی تان کر سو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ نماز فجر بھی رہ جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ طریقہ فائدے کے بجائے اُلٹا نقصان کا باعث بنتا ہے۔ وہ یوں کہ رات بھر آپ نے جس فخر موجودات' حسن کائنات اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک سنا' اگلے ہی روز ان کی سنت مطہرہ (یعنی نماز ترک کر کے) کی خلاف ورزی کر دی۔ ظاہر ہے یہ فائدے کے بجائے خسارے کا سودا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان محافل کیلئے رات کے اولین حصہ میں (یعنی نماز عشاء کے فوراً بعد) دو تین گھنٹے مخصوص کئے جائیں تا کہ قربِ الٰہی اور محبت رسول (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) حاصل ہونے کے مقاصد بھی پورے ہوں' اور نماز فجر یا جو لوگ تہجد گزار ہیں' ان کی عبادت میں بھی خلل نہ آئے۔

اس سلسلے کا دوسرا اصول ''مکان'' ہے۔ یعنی ان محفلوں کیلئے مقام یا جگہ ایسی مقرر ہو' جہاں ہمسائے میں رہنے والے لوگوں کے آرام میں خلل نہ آئے۔ کوئی طالبعلم ہے' تو اس کی پڑھائی میں حرج نہ ہو' کوئی بیمار ہے' تو اس کو تکلیف نہ ہو۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان روحانی محافل کے انعقاد کیلئے ایسے مقام کا انتخاب کیا جائے' جہاں صرف حاضر ہونے والے سامعین ہی مستفیض ہوں۔ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ کہ لاؤڈ سپیکر کے باعث اردگرد رہنے والے ملازمین اور مزدور بے آرام ہوں اور اگلے روز وہ محنت مزدوری کے قابل نہ رہیں۔

تیسری شرط ''اخوان'' ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ محفل کے شرکاء (یعنی سامعین) سب کے سب ہم ذوق اور ہم مسلک ہوں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ یہ سب باادب اور باوضو شریک ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ کسی افسردہ شخص کے غیر محتاط رویے کے اظہار سے پوری محفل میں افسردگی پھیلے۔

افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را (افسردہ دل محفل کو بھی افسردہ کر دیتا ہے)

Marfat.com

اس لئے جہاں تک ممکن ہو بزرگوں کے مقرر کردہ ان اصول و شرائط یعنی زمان، مکان اور اخوان کی پابندی کی جائے۔ ان اصول و قواعد پر عمل کی بدولت ہمارے بزرگوں نے اطاعت الٰہی اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلیٰ مشن اور بلند مقاصد کو عام کیا اور عوام کے دلوں کو روشن کیا۔

آداب:

باوضو اور باادب بیٹھنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ محفل میں حمد و نعت کے جو مضامین پڑھے جائیں، وہ شریعت کے عین مطابق ہوں۔ پوری کوشش ہونی چاہئے کہ محفل میں ان حضرات کا کلام پڑھا جائے، جو مقام الوہیت اور مقام رسالت سے شناسا ہوں۔ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق نعت گوئی تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے، ظاہر ہے یہ مشکل اور اہم کام ہر شخص انجام نہیں دے سکتا۔ آج کل فلمی گانوں کی طرز میں نعتیں پڑھنے کا رواج بھی بڑھ رہا ہے۔ اس کو بھی ختم کرنا بہت ضروری ہے ایک اور ضروری بات یہ ہے کہ نعت پڑھنے اور سننے والے کی نیت محض حصول ثواب ہو۔ یہ نہ ہو کہ نعت پڑھنے والا پیسوں کی خاطر اور سننے والا اپنی امارت کی نمائش کے اظہار کیلئے محفل میں شریک ہو۔ سب کی نیت یہ ہونی چاہیے کہ نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس محفل کے انعقاد کا مقصد دلوں میں محبت و اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جذبہء صادق بیدار کرنا ہے۔ جو ہماری زندگی کا مقصد و مشن ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ لوگ عبادت سمجھ کر محفل نعت میں شریک ہوں اور جب اٹھیں تو محسوس کریں کہ ہمارے اندر دینی جذبہ و عمل کی قوتیں مزید توانا ہو گئی ہیں۔

آپ سب حضرات ماشاء اللہ نماز تہجد اور نماز فجر کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں، اس لئے پوری کوشش کریں کہ محافل حمد و نعت رات کے ایسے حصہ میں اختتام پذیر ہوں کہ سب حضرات گھروں میں جا کر نیند پوری کر لینے کے بعد علی الصبح بیدار ہوں اور اپنے معمولات فجر بہ حسن و خوبی ادا کر سکیں۔

اس وقت مغرب نے مسلمانوں کے خلاف CRUSADE کا اعلان کیا ہے، ہمیں چاہئے کہ اپنی دینی محافل کو مزید انقلاب انگیز بنائیں، اپنے ایمانی جذبوں کو مزید مضبوط اور توانا بنائیں اور عالم اسلام بالخصوص پاکستان کو ان لادین قوتوں کے اثرات سے محفوظ رکھنے کی بھرپور کوشش کریں، جو ہمارے ایمان اور عقائد کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہیں۔ اسلام دشمنوں کے ناپاک عزائم کو شکست دینے کا کام ہم اپنی ان نعتیہ محافل سے بھی بخوبی لے سکتے ہیں۔ اس طرح کہ ہمارے علماء اور نعت گو شعراء اپنی بصیرت افروز تقاریر و اشعار کے ذریعہ اہل محفل میں ملی و دینی شعور پیدا کریں۔ اگر ہمارے نعت گو شعراء ان نورانی محفلوں میں اپنے اشعار کے ذریعہ اسلام دشمنوں کے اعتراضات کا مسکت جواب دیں، تو یہ یقیناً حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بہترین تقلید ہوگی، کیونکہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے منبر پر انہیں بٹھا کر حکم دیا کرتے تھے کہ اپنے اشعار کے ذریعہ کفار کے اعتراضات کے جواب دیں۔ آج ضرورت ہے کہ ہمارے نعت گو شعراء بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حکم کی تعمیل کریں اور اسلام کا نام بلند و روشن کریں۔ ☆☆☆☆

Marfat.com

محافلِ نعت کے آداب اور دورِ جدید کے تقاضے

تحریر: ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری۔ ایم بی بی ایس

ہم مسلمان اپنے مقدر کی یاوری پر جتنے بھی نازاں ہوں' کم ہے کہ ہمیں اس عظیم نبی رحمت ﷺ کا امتی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جنہیں خالقِ کائنات نے رحمتہ اللعالمین کی خلعتِ فاخرہ اوڑھا کر اور ختم نبوت کا تاج پہنا کر دنیائے رنگ و بو میں مبعوث کیا۔ جن کی بدولت یہ کائنات اور اس کی تمام مخلوقات معرض وجود میں آئیں۔ جن کی رشد و ہدایت کی بدولت ہمیں عرفانِ حق نصیب ہوا اور جو محشر کے میدان میں ہم گنہگاروں کو شفاعت کا تحفہ عنایت فرمائیں گے اور مقام محمود پر فائز ہو کر اولین و آخرین میں سب سے افضل و برتر ہونے کا اعزاز حاصل کریں گے۔ ہم سید العالمین ﷺ کے دامن رحمت سے وابستہ ہونے پر جتنا بھی فخر کریں اور اس اعزاز و اکرام پر جتنی زیادہ بھی مسرت و شادمانی کا اظہار کریں' کم ہے۔ اس اظہار تشکر اور تحدیث نعمت کا دوسرا نام نعت ہے۔ گویا نعت ایک طرف حضور اکرم نبی محتشم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی ولادت و بعثت پر مسرت و انبساط کے اظہار کا نام ہے تو دوسری جانب سرورِ کون و مکاں خاتم الانبیاء ﷺ کی صفات عالیہ اور اوصافِ حمیدہ کا بیان ہے۔ یہی سلسلہ نعت آپ سے فریاد و استغاثہ اور دادرسی و مشکل کشائی کا وسیلہ بھی ہے۔ نعت آپ ﷺ کی ذات سے ہمارے لازوال عشق اور بے لوث محبت و اُلفت کے اظہار کا ذریعہ بھی ہے۔ نعت کہنے کا باقاعدہ سلسلہ حضورِ اکرم ﷺ کے پرنور دور سے شروع ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک بڑی تعداد نے سرکارِ مدینہ کی بارگاہ میں آپ ﷺ کے روبرو ہدیہ نعت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی' آپ نے نہ صرف ان کی نعت کو پسندیدگی اور قبولیت کا شرف بخشا بلکہ ان کو اعزاز و اکرام سے بھی نوازا۔ نعت گو صحابہ میں حضرت حسان بن ثابت' عبداللہ بن رواحہ' حضرت کعب بن مالک رضوان اللہ علیہم کے نام نمایاں ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نعتیہ کلام آج بھی ہر محفل درود و سلام کی جان ہے۔

واحسن منک لم ترقط عینی   واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرا من کل عیب   کانک قد خلقت کما تشاء

ترجمہ: میری آنکھوں نے آپ ﷺ جیسا حسین دیکھا ہی نہیں' نہ کسی ماں نے آپ جیسا جنا ہے۔ آپ ﷺ ہر عیب اور نقص سے پاک پیدا کیے گئے ہیں۔ لگتا یوں ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی خواہش اور چاہت کے مطابق تخلیق کیا ہے۔

Marfat.com

سرور کائنات امام الانبیاء ﷺ کی توصیف و ثنا اور نعت گوئی کا سلسلہ دورِ رسالت سے لے کر تا امروز اسی ذوق وشوق اور تزک و احتشام کے ساتھ جاری ہے۔ ادوارِ سابقہ میں آنے والے اولیاء، مشائخ صالحین اور بزرگانِ دین نے نعت کی صنف میں نہایت قابل قدر اضافہ کیا ہے۔ ان میں سے بہت سے بزرگوں کی نعتیں اور نعتیہ قصائد آج بھی نہایت ذوق اور خشوع وخضوع سے پڑھے جاتے ہیں۔ نعت کی کہکشاں میں امام ابوحنیفہ، امام بوصیری، شیخ سعدی، عبدالرحمٰن جامی، خواجہ عطار، جلال الدین رومی، فردوسی، امیر خسرو، حالی، اقبال اور امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہم کے نام ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔ ان عظیم ہستیوں کے کہے ہوئی نعتیہ اشعار آج بھی محافل نعت میں دلوں میں گرمی عشق مصطفیٰ ﷺ میں اضافہ کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ بلغ العلی بکماله، ہو یا نسیما جانب بطحا گزر کن، مولا یا صل وسلم دائماً ابداً ہو، یا مرحبا سید مکی مدنی العربی، کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں، ہو یا مصطفیٰ (ﷺ) جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام یہ سب نعتیں اور قصائد ہمارے قلوب و اذہان میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آج کے پرفتن اور پُرآشوب دور میں نعت کی ضرورت دو چند ہے۔ الحمد للہ پاکستان میں نعت گوئی اور ثنا خوانی کا رُجحان قابل قدر حد تک پایا جاتا ہے۔ ہمارے شعراء کرام نے غزل و نظم کے ساتھ ساتھ نعت کی صنف کو پروان چڑھانے میں اپنا کردار احسن انداز میں ادا کیا ہے اور نعت خوانانِ رسول ﷺ نے بھی گلی گلی، کوچہ کوچہ محافلِ نعت اور بزم ہائے درود وسلام سجا کر اس سلسلے کو آگے بڑھایا ہے۔ سرکارِ دو عالم نورِ مجسم شفیع معظیم ﷺ کی محبت و اُلفت کا ثمر ہے کہ آج شہر شہر، گاؤں گاؤں میں میلاد و نعت کی محافل سجتی ہیں بلکہ الیکٹرانک میڈیا پر بھی یہ سلسلہ دھوم دھام سے جاری ہے اور ایسا کیوں نہ ہو۔

پست وہ کیسے ہو سکتا ہے جس کو حق نے بلند کیا
دونوں جہاں میں ان کا چرچا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

محافلِ نعت کے انعقاد کا یہ عظیم سلسلہ ہر لحاظ سے قابل قدر اور حوصلہ افزاء ہے۔ یہ محافل نوجوان نسل کے دلوں میں محبتِ رسول ﷺ کے فروغ کا ذریعہ ہیں اور انشاء اللہ یہی محافل اور مجالس ایک دن احیائے اسلام کی نقیب اور مسلم امہ کی نشاۃ ثانیہ کا وسیلہ ثابت ہوں گی۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ محافل نعت کے اس سلسلے کو ترتیب وتہذیب کے دائرے میں لا کر ثمر آور بنایا جائے اور بعض ایسی معیوب روایات جو محافل میں دیکھنے میں آ رہی ہیں ان کو ختم کیا جائے نیز اسراف اور فضول خرچی کا جو رجحان ریا کاری کے زمرے میں آنے لگا ہے اس کا تدارک کر کے اعتدال اور میانہ روی کا راستہ اپنایا جائے۔

Marfat.com

اس سلسلے میں وہ احباب جو محافل کے انعقاد کے سلسلہ میں اپنی خون پسینے کی کمائی خرچ کرتے ہیں یا شب و روز کی مساعی اور کاوشوں کی بدولت نعتیہ پروگراموں کو کامیابی سے ہمکنار کرتے ہیں ان کی جدوجہد کو خراج تحسین پیش نہ کرنا یقیناً ناقدر شناسی کے زمرے میں آئے گا۔ تاہم ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے کہ ان محافل کو ترتیب دیتے وقت چند باتوں کا خیال ضرور رکھیں۔

منتظمین

☆ دین اسلام اعتدال کا دین ہے۔ خود ہمارے آقا و مولا ﷺ نے سادہ لیکن باوقار زندگی گزاری ہے۔ اسراف اور فضول خرچی کو آپ نے بے حد ناپسند کیا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ان محافل میں بے جا خرچ نہ کیا جائے۔ بلکہ راہ اعتدال پر چلنا چاہیے کیونکہ یہ ہی فرمان مصطفوی ﷺ ہے' باوقار اور منظم انداز میں صاف ستھرے مقامات پر محافل منعقد کی جائیں۔

☆ یہ دور سائنسی ترقی کا دور ہے۔ اب دولت اور سرمایہ کے ساتھ ساتھ وقت کی اہمیت بھی زیادہ ہوگئی ہے۔ خاص طور پر ملازم پیشہ اور محنت مزدوری کرنے والے افراد کے لیے وقت کی قدر و قیمت اور زیادہ ہے۔ چنانچہ رات کو دیر گئے ان محافل کا انعقاد یقیناً سب کے لیے اچھا نہیں ہے لہٰذا ان محافل کو نمازِ عشاء کے فوراً بعد شروع کر کے 3-2 گھنٹے میں ختم کر دیا جائے تا کہ عاشقانِ نعت و سلام بغیر کسی دشواری کے اپنے اپنے گھروں تک پہنچ سکیں اور زیادہ سے زیادہ افراد ان سے استفادہ کر سکیں۔

☆ آج کے پُر آشوب دور میں ان محافل میں امن و امان کا قیام بھی اہمیت کا حامل ہے۔ الحمدللہ ہم غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی محافل یا جلسوں میں آج تک بدامنی انتشار یا دہشت گردی کا کوئی واقعہ نہیں ہوا اور نہ ہمارے احباب تشدد پسندی یا فرقہ واریت پر مبنی کارروائیوں میں ملوث ہوئے ہیں۔ تاہم دورِ حاضر کے سنگین حالات کا ادراک کرتے ہوئے ان محافل کو مختصر باضابطہ اور پرامن رکھا جائے تا کہ آئندہ بھی کبھی ہماری محافل میں انتشار یا تشدد نظر نہ آئے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ان محافل کا دورانیہ مناسب رکھا جائے۔

☆ عالمی سطح پر آج Pollution یعنی آلودگی کے خلاف مہم چلائی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ دین اسلام تو از خود امن و سکون کا درس دیتا ہے اور صفائی' طہارت اور پاکیزگی کا علمبردار ہے۔ اسلام میں ہمسائے کے حقوق اور مسلمانوں کے مسلمانوں پر جتنے حقوق ہیں وہ کسی اور مذہب یا تہذیب میں نہیں' لہٰذا ہمسایوں' بیماروں اور بزرگوں کے آرام اور سکون کا خیال کرتے ہوئے تیز آواز والے ساؤنڈ سسٹم سے اجتناب کیا جائے اور پروقار انداز میں نعت خوانی کا سلسلہ جاری رکھا جائے جس سے محفل میں

Marfat.com

موجود لوگ ضروری استفادہ کریں مگر دوسرے پریشان نہ ہوں۔

☆ ایک اور امر جس کی جانب توجہ مبذول کرانا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ نعت خوان حضرات بہت محبت اور عقیدت سے ہدیہ نعت پیش کرتے ہیں اور ان کو عزت و اکرام دینا اور ہدیہ پیش کرنا بھی یقینا باعث اجر و ثواب ہے اور ان کی حوصلہ افزائی بھی ہے۔ بلکہ خود سید الانبیاء ﷺ کی سنت مبارکہ ہے کہ آپ نے سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی چادر مبارک عنایت کی۔ تاہم آج نعت خوانوں کی ''خدمت'' کا جو انداز ہم نے اپنایا ہے وہ اچھا نہیں ہے۔ اس انداز کو اللہ اور نبی کریم ﷺ کے نام پر چھوڑ دیا جائے۔ جو بھی خدمت کرنی ہو وہ باوقار انداز میں اور محفل میں موجود احباب کو ڈسٹرب کیے بغیر کی جائے۔ ریاکاری اور تفاخر و تکبر کے طریق کار کو چھوڑ دیا جائے اور محض رضائے الٰہی اور رضائے مصطفیٰ ﷺ کے جذبات کو پیش نظر رکھا جائے اس سلسلے میں اپنے ماحول کے مطابق ''خدمت'' کا کوئی بھی باادب اور پُروقار طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔

انعقادِ محفلِ نعت کے راہنما اصول:

☆ میلاد مصطفیٰ ﷺ کی محافل میں خواہ وہ گھر میں ہوں یا پارک میں، مسجد میں ہوں یا گلی بازار میں، وضو، سر ڈھانپ کر اور خشوع و خضوع سے شریک ہوں۔ محافل کے نزدیک وضو کرنے کا اہتمام ہو۔

☆ منتظمین اور شرکاء محافل میلاد میں ریاکاری اور تکبر اور ذاتی تشہیر سے حتی المقدور پرہیز کریں۔ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب نبی مکرم ﷺ کی رضا کے حصول کو پیش نظر رکھیں۔

☆ علماء کرام، مشائخ عظام اور مہمانانِ گرامی کا احترام بجا لیکن تلاوت قرآن مجید اور سلسلہ نعت کو منقطع کر کے ان کا استقبال کرنے سے محفل کا تقدس خراب ہوتا ہے، لہٰذا ان کے محفل میں آنے کے بعد مناسب وقت کا انتخاب کیا جائے۔

☆ اشتہارات میں سادگی کو اپنایا جائے اور اس میں علماء کرام یا نعت خوان کا نام لکھا جائے۔ ہر اشتہار پر نبی کریم ﷺ کے اسمائے گرامی نمایاں لکھے جائیں نیز اشتہارات پر حدیث یا قرآنی آیت کا ترجمہ واضح لکھا جائے جو محفل کا تھیم یا مرکزی خیال بھی ہو اور بعد ازاں ایسی چیزوں کے اداب پر بھی توجہ دی جائے۔

☆ منتظمین، مہمانانِ خصوصی کا انتخاب کرتے وقت صاحب تقویٰ احباب، افراد کو مدعو کیا جائے۔

☆ وقت کی پابندی فرمائیں، محفل کا آغاز وقت پر کریں اور وقت مقررہ پر ہی محفل اختتام پذیر ہو۔

Marfat.com

اس بات کا باقاعدہ اعلان میں بھی کیا جائے تاکہ محافل کی حاضری میں بھی اضافہ ہو۔

☆ علماء کرام پیارے آقا، مولا سیدنا مصطفیٰ ﷺ کے وارث ہیں لہٰذا ان کو دنیا دار اور سرمایہ دار احباب پر ترجیح دی جائے۔

☆ جو لوگ عمرے کے ٹکٹ دیتے ہیں وہ اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ زائر حرمین شریفین کے لیے زادِ راہ بھی اس میں شامل ہو۔

☆ محفل میں نماز کے اہتمام کا خصوصی بندوبست ہو، اگر جماعت کا وقت ہو تو پھر باجماعت نماز ادا کی جائے۔ نیز وضو کے اہتمام پر بھی توجہ دی جائے۔

☆ محفل میں علماء کرام اور خطباء حضرات کو لازماً بلایا جائے اور نیز ان سے درخواست کی جائے کہ اپنی تقاریر میں فضائل کے ساتھ اعمال کی اصلاح کے سلسلہ میں قرآن و سنت کی تعلیمات بیان کریں اور کوئی نہ کوئی پیغام ذہنوں میں راسخ کریں۔

☆ دورانِ محفل درود شریف کی کثرت کی جائے۔ اس سلسلے میں بینرز بھی لگائے جائیں اور سٹیج سے بھی بار بار اعلان کیا جاتا رہے۔

☆ منتظمین محافل کی جانب سے پمفلٹ اور کتابوں کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔ ان کتابوں کی فہرست علماء کرام کے مشورے سے ترتیب دی جائے۔ یہ کتابیں تحفتاً شرکاء کو تبرک کے طور پر دی جائیں۔

☆ نعت خوانان، مقررین یا نقیب حضرات کی جانب سے شرعی غلطی یا پسندیدہ اشعار کی تصحیح محفل میں ہی کی جائے۔ اس سلسلے میں کسی کو بھی رنج یا ناراضگی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ اندازِ اصلاح کسی بھی طرح دل آزاری والا نہ ہو اور نہ ہی کسی کی توہین ہو۔

☆ علماء کرام اور مقررین حضرات کے لیے اصلاحی موضوعات کا انتخاب باہمی مشاورت سے ترتیب دیا جائے تاکہ محافل کے انعقاد میں روحانی تسکین کے ساتھ ساتھ عملی زندگی میں شرعی راہنمائی ہو سکے۔

☆ سٹیج پر لگائے جانے والی مقدس تصاویر یا گنبدِ خضراء کی شبیہات کے جو بینرز لگائے جائیں وہ اتنے بلند ہوں کہ ان کی طرف پشت کا امکان کم از کم ہو۔

☆ محافل کے پنڈال میں صفائی ستھرائی کا خیال رکھا جائے نیز شرکاء کے بیٹھنے کے لیے آرام دہ نشستوں یا صاف و پاک دریوں، قالین، چادروں وغیرہ کا اہتمام ہو کیونکہ یہ خاک نشین شرکاء ہی

Marfat.com

محفل کی رونق ہوتے ہیں۔

☆ ربیع الاول شریف کی آمد سے قبل شہر کی انتظامیہ سے باضابطہ میٹنگ کی جائے تاکہ محافل کے انعقاد کے سلسلہ میں پیش آنے والی مشکلات مثلاً اجازت نہ ملنا' پنڈال کی تیاری کے لیے وقت نہ ملنا وغیرہ کا تدارک ہو۔

نقیب حضرات

☆ نقیب حضرات بولتے وقت لفظوں کا انتخاب احتیاط سے کریں۔

☆ دورانِ نقابت آیات' احادیث مبارکہ اور سیرت طیبہ کے واقعات کا ذکر کیا جائے تاکہ عقائد کی اصلاح بھی ہو اور عمل کی ترغیب بھی ملے۔

☆ نقیب حضرات منتظمین' علماء کرام' مہمانان خصوصی یا نعت خوانان کی بے جا تعریف یا خوشامد نہ کریں بلکہ صرف اور صرف نبی اکرم شفیع معظم ﷺ کی شان وعظمت ہی بیان کی جائے۔

☆ نقیب حضرات وقت اور ماحول کے مطابق بیان فرمائیں اور اپنی بات کم وقت میں مکمل کریں اور واعظ یا نعت خوان بننے کی بجائے رابطہ کار کا فریضہ سرانجام دیں۔

نعت خوان اور نعت گو شعراء

☆ نعت خوان احباب سے بھی گزارش ہے کہ آپ بہت قابل احترام اور باعث ادب ہیں کہ آپ کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں براہ راست ہدیہ عقیدت پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ آپ نعتیہ کلام پڑھتے ہوئے عام فہم اور سادہ کلام پڑھیں۔ مسلمہ نعت گو شعراء کا کلام پڑھیں اور ایسے اشعار یا بند نہ پڑھیں جو ہلکے الفاظ رکھتے ہوں یا پھر ادب واحترام سے خالی ہوں یا غلو کی حدود کو چھو رہے ہوں۔ آپ کے یہ پڑھے ہوئے اشعار ایک جانب خود آپ کے اور لوگوں کے ایمان کو خطرے میں ڈال سکتے ہیں تو دوسری جانب دین کے لیے بدنما داغ بھی بن جاتے ہیں کہ ان کی صفائی پیش کرنا علماء کرام کے لیے ایک سنگین مسئلہ بن جاتا ہے۔ نیز نعت خوان حضرات جب نعت پڑھیں تو اس امر کا ہر وقت خیال رکھیں کہ وہ اس عظیم ہستی کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کر رہے ہیں کہ جہاں صحابہ کرام یوں بیٹھے ہوئے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں نیز یہ حکم ربی بھی پیش نظر رہے کہ "لا ترفعو اصوا تکم......" اور یہی وہ بارگاہ ہے "جہاں نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید این جا۔" اور بقول خواجہ غلام فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

باب جبریل کے پہلو میں ذرا دھیرے سے
فخر کہتے ہوئے جبریل کو یوں پایا گیا
اپنی پلکوں سے درِ یار پہ دستک دینا
اونچی آواز ہوئی عمر کا سرمایہ گیا

لہٰذا ایکشن کرکے' چیخ چیخ کر یا بے ڈھنگے ساز و انداز کے ساتھ نعت سے اجتناب کریں۔ نعت عقیدت سے پرنم آنکھوں کے ساتھ نظریں جھکا کر اور اپنے آپ کو روضہ انور کے سامنے مودب کھڑا جان کر پڑھیں تاکہ مجمع میں تقدس کی فضا برقرار رکھی جائے۔

☆ نعت خواں احباب سے ایک اور عرض بھی ہے کہ آپ لوگ سٹیج میں ایک مثالی عاشق رسول ﷺ کے روپ میں آتے ہیں اور لوگ آپ کی ہر ہر ادا اور فعل کو نوٹ کرتے ہیں لہٰذا آپ چہرہ کو سنت مصطفیٰ ﷺ سے سجائیں' نماز کا اہتمام نہایت تاکید سے کریں' خاص طور پر فجر کی نماز باجماعت ادا فرمائیں' اخلاق مصطفوی ﷺ اور آپ ﷺ کے ارشادات کو پیش نظر رکھیں اور کوئی بھی بات خلافِ سنت نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بارگاہِ مصطفوی ﷺ کے آداب کو ملحوظِ نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ آمین!

☆ نعت خوانان مصطفیٰ ﷺ جملہ عاشقانِ رسول ﷺ کے نمائندہ ہوتے ہیں لہٰذا ان کی گفتار و کردار اور شکل و صورت میں عشق رسول ﷺ اور سنت رسول ﷺ کی جھلک واضح نظر آنی چاہیے اس طرح باقاعدہ نعت گو شعراء کرام کو بھی قرآن و سنت کی تعلیم ہمہ وقت پیش نظر رکھنی چاہیے۔

☆ نعت خوان حضرات صرف مادی مفادات اور مال و زر کو اپنے پیش نظر نہ رکھیں بلکہ اُخروی فلاح و نجات کو اپنا مشن بنائیں۔ زادراہ کا مطالبہ بھی اخلاقی حدوں میں رہ کر کریں۔

☆ نعت کا انتخاب اچھا ہو' بہتر ہے۔ نعت کے انتخاب میں علماء کرام اور دانشوروں سے مشورہ لے لیا جائے۔ علاوہ ازیں اچھے کلام کے لیے نعتیہ مشاعروں میں شرکت بھی فائدہ دے سکتی ہے۔

☆ فلمی گانوں کی طرز پر نعتیں پڑھنے کا سلسلہ بہتر ہے' بند کر دیا جائے اور صرف نعتیہ طرزوں پر ہی ہدیہ عقیدت پیش کیا جائے۔

جلوسِ میلاد

☆ بارہ ربیع الاول کے روز میلاد النبی ﷺ کے جلوس میں انتہائی عقیدت و محبت کے ساتھ شرکت کی

Marfat.com

جائے۔ تمام شرکاء باوضو اور سر ڈھانپ کر آئیں اور تمام راستے درود شریف یا نعت خوانی کا سلسلہ باآواز بلند جاری رکھیں۔

☆ بسوں اور ٹرکوں وغیرہ پر سوار بچے اور نوجوان ہم آواز ہو کر درود شریف اور نعت شریف پڑھتے رہیں۔

☆ جلوس میں شریک بعض شریر اور ناعاقبت اندیش شرکاء غیر شرعی حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں مثلاً پٹاخے چلانا' باجے بجانا' مصنوعی داڑھی مونچھیں لگانا اور دیگر شرکاء کو تنگ کرنا۔ اپنے اپنے حلقہ اثر میں اجلاس بلا کر ان سے بچنے کی ترغیب دی جائے۔ مساجد اور محافل میں بار بار جلوس کے تقدس اور احترام کی تلقین کی جائے اور غیر شرعی حرکات کے مرتکب افراد تنظیموں گروہوں کی نشاندہی کر کے آئندہ ان سے اجتناب کیا جائے۔ اس سلسلے میں انتظامیہ سے تعاون کی درخواست کی جائے۔

☆ فعال تنظیموں مثلاً انجمن طلباء اسلام' سنی تحریک' دعوت اسلامی' ادارہ منہاج القرآن' میلاد فورس یا دیگر اسلامی تنظیموں وغیرہ کے تعاون سے جلوس کے راستوں میں رضا کار متعین کیے جائیں جو پولیس کے جوانوں کی معیت میں پیار محبت کے ساتھ غیر شرعی حرکات کو روکیں۔

شرکاءِ محفل

آپ بہت خوش قسمت اور باسعادت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو اپنے پیارے حبیب نبی کریم رؤف الرحیم سید العالمین شفیع المذنبین سیدنا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ درود و سلام اور نعتوں کے گجرے پیش کیے جانے کی غرض سے منعقدہ اس بابرکت اور پروقار محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ میں شرکت کا موقع فراہم کیا ہے۔ یقیناً آپ کے مقدر کی یاوری پر دلالت ہے کیونکہ یہ ایک مسلم امر ہے۔

محبوب کی محفل کو محبوب ہی سجاتے ہیں   آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

☆ محفل میں باوضو شرکت فرمائیں۔ سر کو ڈھانپ کر رکھیں اور محفل کے ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھیں۔

☆ دورانِ محفل نعت خوان حضرات کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنا ہو تو احترام کے ساتھ صاحب صدر یا معزز علماء و مشائخ کے ذریعہ پیش کر دیں۔ نوٹ نچھاور کرنے سے بالکل پرہیز کریں۔

☆ محفل کے آغاز سے لے کر اختتام تک تمام وقت کثرت کے ساتھ آقائے نامدار حبیب کردگار نبی

Marfat.com

مختار ﷺ کی بارگاہ قدس میں درود شریف کے گجرے پیش کرتے رہے۔

☆ دوران محفل اپنے اسلامی بھائیوں اور ساتھیوں کو کسی قسم کی تکلیف یا زحمت پہنچانے سے گریز کریں اور ایک دوسرے کے لیے سہولت پہنچانے یا آسانی فراہم کرنے کا سبب بنئے تا کہ محفل میلاد کے دوران پیدا ہونے والی لمحاتی رفاقت ہمیشہ کی محبت اور ابدی پیار میں بدل سکے کیونکہ پیارے آقا ﷺ کی نسبت ہی حاصل ایمان اور ذریعہ نجات ہے۔

ہزاروں قومتیں وجود میں آئیں خشک و تر کے رشتے سے
ہم نے بنیاد دوستی رکھی یاد خیر البشر ﷺ کے رشتے سے

پیغام: محفل میلاد میں شرکت کے بعد چند مزید ذمہ داریاں آپ پر عائد ہو رہی ہیں۔جن پر عمل پیرا ہو کر آپ اپنے سچے غلامِ رسول ﷺ ہونے کا ثبوت فراہم کر سکتے ہیں:

☆ آج کے بعد نماز کی پابندی کا اہتمام فرمائیے اور باجماعت ادائیگی کے لیے کوشاں رہیے۔

☆ والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنائیے اور ان کی خدمت کے لیے کوئی لمحہ رائیگاں نہ جانے دیں۔

☆ سیرت النبی ﷺ کو پیش نظر رکھیں۔ ہمیشہ حلم، بردباری، تحمل، برداشت اور درگزر سے کام لیجیے۔ تکبر، رعونت، غصہ، تلخ گوئی، فحش کلام اور دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے بچتے رہیں۔

☆ کاروباری معاملات میں قرآن وسنت کی تعلیمات پر عمل کریں۔فریب، دھوکہ دہی، جھوٹ، وعدہ خلافی، ناپ تول میں کمی اور مسلمان بھائی کا حق غصب کرنے سے بچتے رہیں۔ رشوت اور سود خوری اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے، لہٰذا اس سے مکمل اجتناب فرمائیں۔

☆ آپ پیارے آقا سید الانبیاء، خیر الوراء سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات سے محبت کے دعویدار ہیں لہٰذا آپ خود بھی محبت واخلاص کا پیکر بنیں۔ محبت کی دولت گھر گھر بانٹیں، بنی نوع انسان سے پیار کریں اور ہر جگہ محبت کے سفیر بن کر رہیں تا کہ محفل میلاد کے ذریعے آپ کے قلب وروح میں جو اجالا ہوا ہے، اس کی کرنیں آپ کے وجود سے باہر نکل کر چار سو پھیلی ظلمتوں کی سیاہ رات کو بدل کر روز روشن کی طرح فروزاں کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محافل میلاد کے ثمرات سے مستفیض فرمائے اور عشق رسول ﷺ کے انوار وتجلیات سے ہماری دنیا وآخرت کو منور فرمائے۔ (آمین)

......☆......

Marfat.com

ملاقات کے آداب

ابوالحسین

-1 ملاقات کے وقت مسکراتے چہرے سے استقبال کیجئے، مسرت و محبت کا اظہار کیجئے اور سلام میں پہل کیجئے اس کا بڑا ثواب ہے۔

-2 سلام اور دعا کے لئے ادھر ادھر کے الفاظ نہ استعمال کیجئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے الفاظ 'اسلام علیکم' ہی استعمال کیجئے، پھر موقعہ ہو تو مصافحہ کیجئے، مزاج پوچھئے اور مناسب ہو تو گھر والوں کی خیریت بھی معلوم کیجئے، نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بتائے ہوئے الفاظ ''اسلام علیکم'' بہت جامع ہیں اس میں دین و دنیا کی تمام سلامتیاں اور ہر طرح کی خیر و عافیت شامل ہے یہ بھی خیال رکھیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مصافحہ کرتے وقت اپنا ہاتھ فوراً چھڑانے کی کوشش نہیں کرتے تھے بلکہ انتظار فرماتے کہ دوسرا شخص خود ہی ہاتھ چھوڑ دے۔

-3 جب کسی سے ملنے جائیں تو صاف ستھرے کپڑے پہن کر جائیں میلے کچیلے کپڑوں میں نہ جائیں اور نہ اس نیت سے جائیں کے آپ اپنے قیمتی لباس سے اس پر اپنا رعب قائم کریں۔

-4 جب کسی سے ملاقات کا ارادہ ہو تو پہلے اس سے وقت لے لیجئے یوں ہی وقت بے وقت کسی کے یہاں جانا مناسب نہیں۔ اس سے دوسروں کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور ملاقات کرنے والا بھی بعض اوقات نظروں سے گر جاتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کا بھی وقت ضائع ہو۔

-5 جب کوئی آپ کے یہاں ملنے آئے تو محبت آمیز مسکراہٹ سے اس کا استقبال کیجئے، عزت سے بٹھائیے اور حسب موقع مناسب خاطر تواضع بھی کیجئے۔

-6 کسی کے پاس جائیے تو کام کی باتیں کیجئے، بیکار باتیں کر کے اس کا اور اپنا وقت ضائع نہ کیجئے ورنہ آپ کا لوگوں کے یہاں جانا اور بیٹھنا ان کو کم وقعت لگے گا۔

-7 کسی کے یہاں جائیے تو دروازے پر اجازت لیجئے اور اجازت ملنے پر السلام وعلیکم کہہ کر

Marfat.com

اندر جائیے اور اگر تین بار دستک دینے کے باوجود کوئی جواب نہ ملے تو خوشی خوشی لوٹ آیئے۔

-8 کسی کے یہاں جاتے وقت کبھی کبھی مناسب تحفہ بھی لیتے جایئے۔تحفہ دینے دلانے سے محبت بڑھتی ہے۔

-9 جب کوئی ضرورت مند آپ سے ملنے آئے تو جہاں تک امکان میں ہو اس کی ضرورت پوری کیجئے۔ سفارش کی درخواست کرے تو سفارش کر دیجئے اور اگر اس کی ضرورت پوری نہ کر سکئے تو پیار بھرے انداز میں منع کر دیجئے۔خواہ مخواہ اس کو امید نہ دلایئے۔

-10 آپ کسی کے یہاں اپنی ضرورت سے جائیں تو مہذب انداز میں اپنی ضرورت بیان کر دیجئے' پوری ہو جائے تو شکریہ ادا کیجئے نہ ہو سکے تو سلام کر کے خوش خوش لوٹ آیئے۔

-11 ہمیشہ یہ خواہش نہ رکھیے کہ لوگ آپ سے ملنے آئیں۔خود بھی دوسروں سے ملنے جایئے۔ آپس میں میل جول بڑھانا اور ایک دوسرے کے کام آنا بڑی پسندیدہ بات ہے مگر خیال رکھیے کہ مومنوں کا میل جول ہمیشہ نیک مقاصد کے لئے ہوتا ہے۔

-12 ملاقات کے وقت اگر آپ دیکھیں کہ ملنے والے کے چہرے یا ڈاڑھی یا کپڑوں پر کوئی تنکا یا کوئی اور چیز ہے تو ہٹا دیجئے اور اگر کوئی دوسرا آپ کے ساتھ یہ حسن سلوک کرے تو اس کا شکریہ ادا کیجئے۔

-13 رات کے وقت کسی کے یہاں جانے کی ضرورت ہو تو اس کے آرام کا لحاظ رکھیے۔ زیادہ دیر نہ بیٹھے اور اگر جانے کے بعد معلوم ہو کہ وہ سو گیا ہے تو بغیر کسی کڑھن کے خوش خوش واپس آ جایئے۔

-14 چند افراد مل کر کسی سے ملاقات کے لئے جائیں تو گفتگو میں سب کی نمائندگی کرنی چاہئے۔ گفتگو میں امتیاز و شان ظاہر کرنے' اپنی اہمیت جتانے' اپنے ساتھیوں کو نظر انداز کرنے، مخاطب کو صرف اپنی ذات کی طرف متوجہ کرنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے۔

"کاروان نعت"
آپ کو کیسا لگا اس بارے میں اپنے تاثرات ضرور لکھ بھیجیں تاکہ ہمیں اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کی اصلاح میں مدد ملتی رہے نیز زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اس کی اشاعت کو پہنچانے کے لئے کوشش کریں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح نعت

☆ نعت خواں کا زادِ سفر

☆ وابستگان نعت کی ذمہ داریاں

☆ نقیبانِ محافل میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

☆ محافل نعت اصلاح اعمال کی ایک صورت

☆ محافل نعت میں صدر کا کردار

Marfat.com

نعت خواں کا زادِ سفر

محمد ابرار حنیف مغل

1- نعت خوانی کی توفیق اللہ پاک کی رحمت ہی سے عمل میں آتی ہے۔ اللہ رب العزت کی عطا کسی پر ''کرم'' کے لئے کسی شرط کی پابند نہیں ہے البتہ جس کو یہ میسر آئے اس کو سوچنا چاہیے کہ وہ اس کا کس قدر حق ادا کر رہا ہے۔

2- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمال شفقت و محبت ہے کہ آپ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو منبر پر بیٹھا کر نعت سنی لطف و کرم کی حد فرمائی کہ اپنی چادر عطا فرمائی اور اپنے غلام پر اپنی عنایات کی انتہا کچھ اس انداز میں فرمائی کہ اپنے لب مبارکہ سے آپ کے لئے دعا فرمائی۔ بے شک یہ نعت خواں قبیلہ کے لئے بہت ہی بڑی سعادت کی بات ہے مگر یاد رہے قیامت تک آنے والے نعت خوانوں کو اس بات کی دعوت بھی ہے کہ جب تم سرکار عالی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہو تو حقِ غلامی میں ''کوئی کسر'' نہ رہ جائے۔

3- نعت ایک ایسا ذریعہ اظہار ہے جس سے ''نعت خواں'' اپنے من کی اتھاہ گہرائیوں میں اُتر کر اپنے محبوب کو راضی کرنے کی سعی کرتا ہے اور اگر نعت خواں اپنے آپ کو درِ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کے سگوں کی گرد راہ کی دھول کو تصور میں رکھ کر نعت نہیں پڑھتا تو یوں جانئے اس نے اچھے غسل' اچھے جائے نماز' اچھی ٹوپی پہن کر نماز تو پڑھی مگر اس کے نفس کے وضو کی غیر درستگی نے اس کی جھولی خالی رکھی۔

4- نعت پڑھنا حکم رب العزت جل شانہٗ ہے اور نعت سننا سنتِ خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے مگر یاد رہے دونوں ہی محبت کے تقاضے ہیں اور محبت قربانی دینے سے ہی عبارات ہے اس قربانی میں سب سے پہلے اپنے لئے ''آسانی'' کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ اس کے بغیر ''محافلِ نعت خوانی'' میں کیفیت' تڑپ اور اثر انگیزی قائم نہیں رہ سکتی اپنے دل کے ''سکون'' کی دولت پیدا کر۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں شکریہ کا طالب بن۔ سوچ آج کی محفل نے تیری قربت تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتنی بڑھا دی ہے؟ تم نے آج آخرت کے لئے کتنا زادِ راہ بنا لیا ہے؟

5- نعت پڑھنا کسی کے فن کا کمال نہیں' نہ آواز کا اچھا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ فلاں نعت خواں بڑا مقبول ہے۔ کسی قسم کا دعویٰ ہنر مندی' نہ اوجِ فکر و فن۔ یہاں تو اگر کسی چیز کو باریابی ہے تو وہ ''عجز'' ہے' ''انکساری'' کی پذیرائی ہے' نیاز مندی کو قبولیت حاصل ہے۔ لہٰذا ''نعت خواں'' کو ہمہ وقت

Marfat.com

سراپائے ادب ہونا چاہیے کہ کوئی ایسا شعر جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں درجہ قبولیت پا لے وہ ہی روز محشر میرے لئے نجات کا ذریعہ بن جائے۔

6- آج کے دور کو روحانی زوال کا دور کہا جا سکتا ہے۔ ہم روحانی پستی کی اس فضا کو بلندی کا سفر شروع کروا سکتے ہیں۔ اگر ہم محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیئے کی ''لو'' سے روشنی لے کر اپنے راستے کا تعین کریں یقیناً نعت محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فروغ کا ہی ایک ذریعہ ہے لہٰذا ہمیں خالص للہ فی اللہ محافل میلادِ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنے اور کروانے کی سعی کرنی چاہیے۔

7- نعت خوانی کا شرف حاصل ہو جانے کے بعد اپنے نفس کے رزائل کو ختم کرتے ہوئے اپنے آپ کو ''صاحب نعت'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے سپرد کر دیجیے کیونکہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیرات لوگوں میں تقسیم کرنے کا سبب بننا کوئی چھوٹی عزت نہیں...... مگر حیرت ہے...... تجھے......

8- نعت خواں اگر آخرت کا سوداگر بن جائے مقبول بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے اور اگر اس جہانِ فانی کا سوداگر ہے تو فرمانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں آخرت میں کچھ حصہ نہیں آئیں غور کریں ہم اس چند روزہ زندگی کی خاطر آخرت کی زندگی کو بھول تو نہیں گئے کیونکہ اگر ہم اُس زندگی پر توجہ رکھتے تو ....

9- اگر محفل نعت کروانے سے' اگر نعت پڑھنے سے' اگر ہمارے انداز تکلم سے' اگر منظوم انداز خطیبانہ سے مخلوق خدا آپ سے متاثر ہے اور آپ کا ادب کرتی ہے تو بڑی بات نہیں آپ تو صرف سامنے ہیں دراصل تعریف کرنے والا' دراصل نذرانہ دینے والا دراصل آپ کی تعظیم کرنے والا اللہ کریم اور محبوب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کر رہا ہے لہٰذا آپ بھی اپنی توجہ ادھر ہی لے چلیں کہ سارا فیض ادھر ہی سے ہے۔

10- کسی بھی محفلِ نعت میں موجود ہونے کے بعد اپنے جسم کے تار تار کو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں محو کر دیں کہ دوسری محفل میں جانے کی سوچ آپ کے اس تصور کو ٹھیس پہنچانے کا باعث نہ بنے۔ (یہاں تک کہ محفل ختم ہو جائے) کیونکہ ''ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصور دنیا بھر کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔ ویسے بھی کہتے ہیں کہ نہ تو کسی جذبے کی کوئی زباں ہوتی ہے اور نہ ایسے تصور کے ''مزے'' کے بعد کسی بات کا مزہ ہوتا ہے (مگر جس کو وہ خود عطا فرما دیں۔)

11- توصیف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لب کشائی کرنے سے پہلے ذرا غور کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو بلند کرنے کی ذمہ داری خود رب کریم نے اپنے ذمہ لی ہے اور یہ کام ازل سے

Marfat.com

جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گا، قلم و ذہن مصروفِ عمل ہیں، اور رہیں گے، تمام آسمانی و زمینی مخلوقاتِ مدحت محبوب علیہ الصلوٰۃ کی کرنوں سے منور ہیں۔ ارض وسما، زمان و مکان، لازمان و لامکاں، خلد و ملد، جن و انس، عوالم جمادات و نباتات و حیوانات زبانِ حال سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں تعریف کے گیت الاپ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ماہ و سال، روز و شب، صبح و مسا، تمام ساعتیں، تمام لمحے بحر و بر، دشت و صحرا، قریہ وشہر اور تمام ظروف و احوال اسی کے زیرِ نگر ہیں لہٰذا یہ جذبہ قائم رہے کہ توصیف پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) بے توفیق خداوندی (جل شانہٗ) اس میں آپ کی ''میں'' کا عمل دخل نہیں۔

-12 دینی امور و دنیاوی امور کی اصطلاح بڑی پرانی ہے۔ اس مشاغلِ دنیا میں مگن شخص کو اللہ والے درس دیتے ہیں کہ ''اے انساں! بے شک تمہارا جسم مصروف امور دُنیا رہے مگر دل کسی بھی صورت یادِ الٰہی سے غافل نہ رہے۔ اسی مضمون کو حضرت محشر رسول نگری رحمتہ اللہ علیہ نے بڑے اچھے انداز میں بیان فرمایا ہے

ہر کام پر خلوص عمل آشکار ہے — دستِ یقین بہ کار ہے اور دل بہ یار ہے

مگر افسوس ہم سرکار کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کے فروغ کے لئے کام کرنے والے اس امر کو اس قدر ''سستا'' تصور کر بیٹھے کہ الا ماشاء اللہ محفل تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کر رہے ہوتے ہیں مگر ہماری توجہ ''دنیا کی غلاظتوں کی طرف رہتی ہے۔'' اللہ کریم ہمارے من کو نورِ عمل سے منور فرمائیں۔

-13 عمل دین کی ایسی خاموش تبلیغ ہے جس کا وار کبھی خالی نہیں جاتا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ سرکار کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحابہ کرام نے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہر طرح برگزیدہ پایا کیونکہ آپ کے اسوہ حسنہ کی مثال چہار دانگِ عالم میں کسی بھی جگہ میسر آنا ممکن ہی نہیں ایسے ''باعمل راہنما و رہبر'' کا اُمتی ہونے کے باوجود ہم اپنے مقام کو جاننے سے قاصر کیوں ہیں؟ ہمارے عمل کے سوتے خشک کیوں ہوگئے ہیں؟ ہمیں سوچ کر راہِ عمل مرتب کرنی ہے اور محافل کی رونقیں ہر صورت، روحانی ماحول سے معطر رکھنی ہیں۔

-14 محافل نعت میں شرکت اگر عمل کی دنیا میں انقلاب برپا نہ کرے، عقیدے کی درستگی کا باعث نہ بنے، قرآن کو کتاب ایکان ماننے کا سبب نہ ہو تو ہمیں غور کرنا چاہیے جس محبوب کی ہم نعت الاپتے ہیں اُس سے تو محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنم لیتی ہے اور محبت کی منزل تو محبوب میں فنا ہونے کی دعوت دیتی ہے مگر ہم............

Marfat.com

15- نعت اگر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نہ پڑھی جائے تو کسی صورت اس کی عقیدت کے دامن میں آنسوؤں کی نمی محسوس نہیں ہوتی اور اس نمی کے بغیر گناہ کی نہر بے گماں پر قلمِ عفو نہیں پھر سکتی؟

16- نعت پڑھنے کے لئے صرف تن ہی نہیں بلکہ من کی طہارت ناگزیر ہے اور یہ صرف اور صرف تعلق مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی ممکن ہے یہ تعلق کسی بھی انداز میں شک وشبہ سے پاک قرآن مجید سے ناطہ جوڑے بغیر ناممکن ہے۔

17- نعت اگر پڑھنے والے کو صاحب نعت کے احکامات پر عمل درآمد کی دعوت نہیں دیتی تو سوچنا چاہیے کہ ہمیں اس کو سرکار کریم مدنی جان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کہنا چاہیے یا..........

18- تقریباً ہر سنجیدہ کلام اپنے اندر حقیقی اور مجازی دونوں معنی لئے ہوئے ہوتا ہے لیکن چونکہ یہ مادی دور ہے اور بدقسمتی سے یہاں کسی بات کے مثبت پہلو نکالنے کی بجائے منفی پہلو پر زیادہ زور دیا جاتا ہے لہٰذا حقیقت سے قریب تر کلام پڑھ کیونکہ مجاز سے قریب کلام شاید میڈیا کی سطح پر پڑھا ہونے کی وجہ سے جلد مقبول ہو جائے مگر میڈیا کی بجائے اس بارگاہِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقبول ہونا زیادہ اہم ہے جس سے ہمارے من کی دنیا آباد ہے اور رہے گی۔ (انشاء اللہ)

19- جب آپ کسی محفل میں جائیں اور لوگ کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کریں تو زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں یہ ''خوشی'' نفس میں خرابی کے ہونے کی علامت ہے کیونکہ اگر کسی محفل میں آپ جائیں اور لوگ استقبال کے لئے کھڑے نہیں ہوں گے تو آپ کو دکھ ہوگا اور آپ شاید اس حد تک بھی پہنچ جائیں کہ اس محفل میں تو میری عزت ہی نہیں ہوتی۔ حالتِ عجز میں اور ''ہمیشہ عزت دینے والے بادشاہ'' کی طرف توجہ رکھ بے شک عزت اور ذلت اسی کے دستِ قدرت میں ہے۔

20- جب محافل نعت میں کوئی آپ کے ہاتھ کا بوسہ لے' بزرگ آپ کی عزت کریں' بزرگ عورتیں دعائیں دیں تو کبھی یہ تصور نہ کریں کہ اس میں آپ کا کمال ہے جو آپ کو عزت مل رہی ہے۔ یہ صرف سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت کا صدقہ ہے۔

21- نعت دراصل اس جذبہ کا نام ہے جس سے انسان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنی وابستگی وتعلق کا اظہار کرتا ہے۔ یاد رہے کسی بھی طرح ''کوئی چمکتی چیز آپ کو اس نعمت عظمیٰ سے محروم نہ کردے'' کوئی گھڑی اس جہان فانی میں ایسی نہ آئے' کوئی مشکل سے مشکل لمحہ بھی آپ کے استقلال کو متزلزل نہ کردے کیونکہ اصل تعلق وہی ہے جو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔

22- نعت پڑھنا اتنا مشکل کام ہے جتنا کہ نعت لکھنا۔ نعت لکھنے کے بارے میں حضرت حفیظ تائب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''نعت کہنے کے لئے شاعر اگر ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کی طرف اخلاص سے رجوع کرے تو روح ممدوح آپ دستگیری کرتی ہے اور فضل ایزدی شامل حال ہو جاتا ہے اور یوں کٹھن مرحلے آسان ہو جاتے ہیں'' یقیناً نعت خواں کے لئے بھی روح سرکار کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے تاکہ قلب میں سوز کی دولت میسر آئے۔

22A- نعت خواں کو کلام کے چناؤ میں جنت اور مدینہ پاک کے موازنہ والی نعت نہیں پڑھنی چاہیے' لفظ یثرب کے استعمال والے شعر بھی نہ پڑھیں' کوئی ایسی اصطلاح یا لفظ جس سے شانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کسی دور کا بھی مغالطہ ہوسکتا ہو یا ہونے کا خدشہ ہو نہیں پڑھنا چاہیے۔ ''ادب گاہیت زیر آسماں از عرش نازک تر''

23- نعت پڑھنے کیلئے سوز دروں کی دولت از بس ناگزیر ہے اور سوز کی اولین منزل کا دل سے تعلق ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق خاطر استوار نہیں ہوسکتا۔ جب تک اُن کی ہر ادا' ہر نقش' ہر بات اور ہر حکم قلب و نظر کی معراج قرار نہ پائے۔

24- محافل نعت کروانے کا ماحاصل محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اگر اس میں کامیابی کی طرف پیشرفت نہیں ہو رہی تو اپنی طہارت' غسل' وضو اور اعمال میں موجود ''کمزوریوں'' پر غور کریں اور استغفار کریں۔ آپ کی سنجیدگی ضرور نتائج دے گی۔ انشاءاللہ

25- محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طالب ہونا بہت بڑا درجہ ہے مگر ''نعت پڑھنے والا'' محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنے اور بڑھانے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ اس منصب کے ساتھ انصاف کرنے کے لئے احکام شریعت پر عمل ناگزیر ہے۔ شریعت خواہشات نفسانی کو ترک کر دینے کا نام ہے کیونکہ اس کے بغیر طہارت قلب میسر نہیں آئے گی اور اس کے حصول کے بغیر ہر بات بے سود ہے۔

26- آج جس دور میں ہم پیدا ہوئے ہیں اس کے بارے میں حضور داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ''کشف المحجوب'' میں فرماتے ہیں ''آج لوگوں نے خواہشات نفسانی کا نام شریعت' جاہ و مرتبہ کا نام عزت' تکبر کا نام علم' ریاکاری کا نام تقویٰ' دل میں کینہ رکھنے کا نام حلم' لڑنے جھگڑنے کا نام مناظرہ' جماعت کا نام بزرگی' نفاق کا نام اتفاق' آرزو و تمنا کا نام زہد' ہذیانِ طبع کا نام معرفت' وسوسوں کا نام محبت' اتحاد کا نام فقر' انکارِ حق کا نام برگذیدگی' بے دینی و زندقہ کا نام فنا' اہل دنیا مکر و شر کو معاملات کا نام دیتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کو ترک کرنے کو طریقیت کا نام دے دیتے ہیں۔ بطور نعت خواں ہمیں مندرجہ بالا شیطانیہ افعال پر نظر رکھتے ہوئے لوگوں سے معاملات کرنے چاہیے نیز سوچنا چاہیے ''مادہ پرستی'' کی تاریکی میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیا جلانے کیلئے ہمارے اندر روشنی

Marfat.com

کی کتنی ضرورت ہے؟

27- سرکارکریم کی بارگاہ میں نذرانہ محبت پیش کرتے ہوئے جسم کو ہلانا غیر شرعی ہرگز نہیں مگر یہ ہلنا غیر ارادی ہو نہ کہ دکھلاوے کے لئے۔ کیونکہ ارادی طور پر اُس بارگاہ میں خاموشی سے بڑا کوئی طریقہ گزارش کرنے کا ہرگز نہیں جہاں تک ''ہلنے'' کا تعلق ہے تو اصحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ آپ جب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھے ہوتے تھے تو پرندے اُن پر ایسے بیٹھتے تھے جیسے ''پتھر ہوں'' لہٰذا ادب کا دامن ہی ہماری اساس ہے۔

28- نعمت رب کریم جل شانہٗ کے مل جانے پر ہمہ وقت اُس کریم جل شانہٗ جس کی وہ نعمت ہو اور وہ عالی شان ہستی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جن کے ذریعے وہ نعمت ہمیں عطا کی گئی ہو اُن کا شکر یہ ادا کرتے رہنا واجب ہے کیونکہ ''شکر'' آپ کے ذہن میں اپنے کسی کمال کی بیماری کا بیج نہیں پڑنے دے گا اور نہ اُس سے دوسری کئی موذی بیماریاں جنم لیں گی۔ یقیناً نعمت کا ''زیادہ'' ہونا بھی شکر کے ہی مرہون منت ہے۔

29- اپنے اعمال کی درست ادائیگی کے لئے معیار صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہستی کو رکھ جب تیرا معیار سوچ بدلتا ہے تو تُو چودھری، میاں، حاجی وغیرہ وغیرہ کو ''کچھ'' سمجھنے لگتا ہے جس سے تیرے من کی ڈور کا رشتہ ''اصل'' سے ٹوٹنا شروع ہو جاتا ہے جو بالآخر تیری عملی منافقت پر دال کرتا ہے اور ثناء خوانی کے مقصد یعنی حصول محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچنا محال ہی نہیں بلکہ......

30- جب مائیک پر ذکرِ سرکار کریم مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کرنے کے لئے جائیں تو اِس درجے کی عاجزی وانکساری کا نمونہ بن کر کہ اللہ کریم جل شانہٗ آپ کے اندازِ عاجزی پر خوش ہوں مزید یہ بھی یاد رہے کہ کسی بھی ''عمل'' میں روح کا ہونا ہی اُس میں برکت پیدا کرتا ہے اور برکت کے حصول کے لئے اُس بارگاہ میں عاجزی ''ناگزیر'' ہے۔ برکت سے اللہ جل شانہٗ کے ساتھ ساتھ اُن کی مخلوقات میں بھی تو محبوب ہوگا جو انسانی مخلوق سے کئی درجہ زیادہ ہے مگر افسوس کہ تیرے اپنے ہی مقام کی عدم شناسی نے تجھے کہیں کا نہ رکھا......اب بھی وقت ہے ہوشیار ہو جا۔

30A- اللہ کریم اپنے بندوں پر کمال اعتماد کا اظہار فرماتے ہیں کہ اس کھلے دشمن کے فریب میں وہ ہی گم ہوتے ہیں جو میرے بندے نہیں البتہ میرے بندوں کو دام فریب میں گرفتار کرنا یا رکھنا ممکن نہیں آئیں اپنے آپ کو رحمٰن کے بندوں میں شامل کریں اور اس بات کا خیال رکھیں کہ ہر آنے والا خیال ضروری نہیں کہ رحمٰن کی بارگاہ سے آیا ہو وہ کھلے دشمن کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے۔ اپنے خیالات کو اپنے قابو میں رکھیں۔ اپنے معاملات واعمال پر خود قابو پائیں تاکہ وہ کھلے دشمن کے حق میں نہ جائیں یقیناً وہ

Marfat.com

کھلا دشمن شیطان ہے۔ اُس کی سازشوں سے بچنے کا بہترین ذریعہ ذکرِ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خالصیت ہے۔ شاہراہِ محبت الٰہی جل شانہٗ و رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گامزن ہوتے ہی انسان کا دشمن بلکہ قرآن پاک کے مطابق ''کھلا دشمن'' سرگرم عمل ہو جاتا ہے جس کا مقصد فقط اور فقط آپ کو اس مبارک عمل کے ثمرات و برکات سے محروم کر دینا ہوتا ہے۔ اس کا کام یہ ہے کہ کسی بھی طرح آپ کی سوچ' آپ کے خیال کو پراگندگی کی طرف لے جائے۔ بے شک ظاہراً آپ اپنے طور پر اپنی منزل محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کام کر رہے ہیں مگر اصلاً آپ دنیا کی چکا چوند میں اس طرح محو ہو جائیں جیسے کوئی دنیادار چور چوری بھی کرتا ہے مگر اندرونِ خانہ اس کا دل اطمینان کی دولت سے خالی رہتا ہے۔ اس طرح کھلا دشمن آپ کے اندر موجود جذبہ کو نشانہ بناتا ہے یا یوں کہیے کہ زہر آلود انجکشن لگاتا ہے تاکہ اصل منزل نظروں سے اوجھل ہو جائے۔

-31 جب نعت پڑھی جاتی ہے تو ہر اُمتی کو حسب استطاعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کی خیرات بٹتی ہے۔ اگر سننے والوں میں کوئی جھوٹ بولنے کی علت والا موجود ہے تو اُس بری عادت کی نحوست ختم کیے بغیر کوئی ''بڑی نعمت'' (محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حاصل نہیں ہوگی۔ اس بُری علت کو ختم کرنے کا داعی ہونے کے ناطے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کو عام کرنے کی ذمہ داری اٹھانے والا ہونے کے ناطے ضروری ہے کہ مطلوبہ بیماری سے آپ اپنا دامن بچانے کی کم از کم کوشش ہی کرنے والے ہوں۔ اسی طرح کی صورت حال دیگر نفسانی بیماریوں کی موجودگی کی ہے صرف

شوق و نیاز و عجز کے سانچے میں ڈھل کے آ — یہ کوچہ حبیب ہے پلکوں پہ چل کے آ

یہ ذہن میں رہے ہمیں ''دعویٰ'' سے زیادہ ''عمل'' کی ضرورت ہے۔

-32 دورانِ عبادت دو تصورات ناگزیر ہیں۔ اصل یہ کہ تم اپنی آنکھوں سے اپنے رب کا نظارہ کر رہے ہو دوسرا یہ کہ وہ کریم جل شانہٗ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اِن دونوں صورتوں میں سے کوئی ایک صورت دورانِ نعت بہر طور مشعل راہ ہے چونکہ اسی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری کا خزانہ مقدر ہو سکتا ہے۔

-33 یہ جہان اُس جہان اعلیٰ کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے ہمیں اس جگ کی عزت' مال' شہرت اور مقام پر توجہ کی بجائے اس جہاں پر زیادہ توجہ دینی چاہیے جس کا صرف ایک دن ہمارے مقابلے میں پچاس ہزار سال بڑا ہوگا یعنی انسان سوچے کہ تناسب کیا ہے؟ اور اس کے مقابلے میں اُس جہان کی کامیابی کے لئے ہم کتنے کوشاں ہیں۔

''عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی''

......☆......

Marfat.com

وابستگانِ نعت کی ذمہ داریاں

تحریر: پروفیسر فیض رسول فیضانؔ، گوجرانوالہ

وابستگانِ نعت کی ذمہ داریوں کے حوالے سے بات کی جائے تو علماء و مشائخ، نعت خوان، نعت گو، نقیب، منتظمین، سامعین، تنظیمیں اور رسائل ہمارے سامنے آتے ہیں چنانچہ زیرِ نظر مضمون میں انہی مذکورہ شعبوں کے موجود طرزِ عمل اور مطلوبہ مثالی کردار کے حوالے سے کچھ معروضات پیش کی جائیں گی۔

نعت سے وابستہ لوگوں میں سب سے بڑا، اہم اور بنیادی کردار نعت خوان حضرات کا ہے، ایک نعت خوان کو کیسے اخلاق و کردار کا حامل ہونا چاہیے۔ اس آئینے میں جب ہم اُسی نعت خوان کا موجودہ تلخ اور ناخوشگوار عکس دیکھتے ہیں تو ہمیں خاصی تکلیف اور مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ضمن میں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ نعت خوان حضرات کی اکثریت نے کام کاج اور محنت مزدوری چھوڑ چھاڑ کر نعت ہی کو اپنا روزگار اور پیشہ بنالیا ہوا ہے جس کے نتیجے میں طرح طرح کے ناپسندیدہ مسائل جنم لیتے ہیں۔

ظاہر ہے جب نعت خوان کا کوئی معقول ذریعہ معاش ہوگا تو نہ وہ ہولناک زادِ راہ کا مطالبہ کرے گا، نہ پڑھنے کے دوران روپوں کی طرف دھیان دے گا اور نہ ہی پڑھنے کے بعد محفل سے رخصت ہوتے وقت تھوڑے پیسوں کی خاطر منتظمین کے ساتھ لڑائی جھگڑا مول لے گا۔ یہ ساری قباحتیں صرف اور صرف اس وجہ سے پیدا ہوتی ہیں کہ آج کے نعت خوان صاحب نے (الا ماشاء اللہ) نعت ہی کو اپنے معاش اور روزگار کا بھی درجہ دے رکھا ہوا ہے۔ لہٰذا اُس بیچارے کو گھر کا نظام چلانے اور چولہا گرم رکھنے کے لیے یہ منفی ہتھکنڈے اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ اس معاملے کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ کوئی اتنا خوش کن اور اطمینان بخش نہیں کہ اس پر فخر کیا جاسکے بلکہ ہمارے لیے خاصا شرمناک ثابت ہورہا ہے۔ وہ یہ کہ جو نعت خوان سادہ، عاجزانہ، مخلصانہ اور بےلوث طریقے سے کسی قسم کے تقاضے اور مطالبے سے بالاتر اور بےنیاز ہوکر ثنا خوانی کرنا چاہتا ہے، ہمارے آج کے کھوکھلے، مصنوعی اور نمائش پسند معاشرے میں اُسے کوئی اہمیت نہیں دی جاتی اور استقبال سے لے کر ثنا خوانی اور ثنا خوانی سے لے کر رخصتی تک کسی بھی مرحلے پر اُس بیچارے کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھا جاتا بلکہ اُلٹا اس کے ساتھ توہین آمیز رویہ دکھایا اور اپنایا جاتا ہے۔

Marfat.com

وہی ثنا خوان جب ڈیمانڈیں کرنے' ناز نخرے دکھانے اور غلط بیانی کرنے والے دوسرے ثنا خوانوں کی آؤ بھگت' قدر و منزلت اور ناز برداریوں کو دیکھتا ہے تو مجبوراً اس کو بھی دوسروں کی دیکھا دیکھی اسی رنگ میں رنگنا اور اسی سانچے میں ڈھلنا پڑتا ہے۔ گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ نعت خوان حضرات کے غلط رویوں کی کافی حد تک ذمہ داری نعتیہ محافل کے منتظمین پر بھی عائد ہوتی ہے جنہوں نے مخلص ثنا خوانوں کی حق تلفی اور نمائشی ثنا خوانوں کی غلط بخشی کر کر کے صورتحال کو بگاڑ سے دوچار کر دیا ہوا ہے۔

دوسرے نمبر پر نعت گو حضرات ہیں جن کا لکھا ہوا کلام محافل میں پڑھا' سنا اور سنایا یا سراہا جاتا ہے۔ کیا نعت کو کسی گانے (فلمی یا غیر فلمی) کی طرز پر لکھا اور پیش کیا جا سکتا ہے؟ اس بارے میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ ذاتی طور پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ غیر فحش اور نامخرب الاخلاق گیت' غزل اور گانے کی طرز پر نعت لکھنے' پڑھنے اور سننے میں کوئی حرج نہیں بلکہ الٹا اس سے مثبت قسم کے معروف گیتوں کی دھنوں کی بدولت فروغ نعت کا کام بھی لیا جا سکتا ہے البتہ ایسے گیت اور غزلیں جو کہ لفظ و ترنم کے حوالے سے فحاشی کے زمرے میں داخل ہیں یعنی یا تو اُن کی شاعری ہی جذبات کو برانگیختہ کرنے اور بھڑکانے والی ہو اور یا پھر اُن کی پکچرائزیشن اتنی شہوانی نوعیت کی ہو کہ جس کے ساتھ منفی تاثرات وابستہ ہو چکے ہوں تو اس قسم کے گانوں' غزلوں کی دھنوں طرزوں میں نعتیں لکھنے لکھوانے اور پڑھنے پڑھانے سے گریز واجتناب ہی بہتر ہے کیونکہ جب کسی ایسی طرز پر نعت پڑھی جائے گی تو ذہن فوری طور پر متعلقہ گیت کے بولوں یا منظروں کی جانب مبذول ہو جائے گا' سننے والے آنکھوں کے اشاروں سے اور ایک دوسرے کو کہنیاں مار کر یا چٹکیاں بھر کر متعلقہ غزل گانا یاد دلوائیں گے اور نعتیہ تقدس چکنا چور بلکہ پاش پاش ہو جائے گا۔

باقی یہ جو بعض لوگ مکمل پابندی کی بات کرتے ہیں کہ نعت کسی بھی فلمی طرز میں بالکل پڑھی ہی نہ جائے تو ایسا شاید کلیتاً ممکن نہیں کیونکہ ہر گیت موسیقی کے کسی نہ کسی راگ اور راگنی سے تعلق رکھتا ہے جبکہ ہر مترنم نعت بھی کسی نہ کسی راگ یا راگنی ہی میں پیش کی جائے گی تو اس لحاظ سے دائرہ موسیقی سے مکمل طور پر باہر نکل کر اور بچ بچا کر ثنا خوانی کرنا بہت ہی محال بلکہ ناممکن عمل ہے پھر یہ بھی ہے کہ جس طرز کو ہم غیر فلمی سمجھ کر سر دھن رہے ہوتے ہیں عین ممکن ہے کہ ریسرچ کرنے پر وہ بھی کسی نہ کسی فلمی گیت' غزل ہی پر مشتمل نکل آئے۔ سو عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اعتدال و توازن سے کام لیتے ہوئے نعت خوانی کی فلمی اور غیر فلمی طرزوں کے اس الجھے ہوئے اور اختلافی مسئلے کو بطریق احسن حل کیا جا سکتا ہے۔

نعت گوئی کے ضمن میں ان دنوں ایک اور مسئلہ بھی اکثر زیر بحث رہتا ہے اور وہ ہے "تو یا تم" کے

Marfat.com

صیغے کا مسئلہ۔ یعنی کیا رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے لیے واحد صیغے کا استعمال جائز ہے تو بصد ادب سے گزارش ہے کہ جی ہاں! بالکل جائز ہے اور اس باب میں قرآن، حدیث، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اولیاء اللہ علیہم الرحمتہ اور جمہور نعت گو شعرائے عظام کے نعتیہ کلام سے درجنوں بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں مثالیں پیش کی جا سکتی ہے۔ جن کی اس مضمون میں سر دست گنجائش نہیں ہاں اگر کسی صاحب کو اس معاملے میں کوئی کنفیوژن ہو تو وہ راقم الحروف سے زبانی یا قلمی مذاکرہ و مکالمہ فرما سکتے ہیں۔

بات اصل میں یہ ہے کہ یہ صیغے کا قصہ بعض ایسے غیر بریلوی عناصر کی طرف سے کھڑا کیا گیا تھا جنہیں آنحضرت ﷺ کو حاضر و ناظر ماننے سے انکار ہے (واضح رہے یہ ایک ملاقات میں حضرت حفیظ تائب رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اسی نقطہ نظر کا اظہار کیا تھا۔) چنانچہ انہوں نے ایسے ''شوگر کوٹڈ'' طریقے سے اپنے اس تصور کی ترویج کی اور اس شد و مد سے اپنے اس نظریئے کا پروپیگنڈہ کیا کہ ہم سیدھے سادھے، بھولے بھالے اور سادہ لوح سنی بریلوی بھی جھانسے میں آ گئے اور ہمارے بعض دانشور حضرات تو مذکورہ غیر بریلوی عناصر کی ہم نوائی میں باقاعدہ دفاعی نقطہ نظر اپناتے ہوئے خاصے معذرت خواہانہ درجے پر بھی اتر آئے۔ (انا للہ) کہ جناب! جن اکابر صالح ومقبول بارگاہ شعراء نے صیغہ واحد استعمال کیا ہے انہوں نے انتہائی جذب ومستی اور بیخودی و وارفتگی کی کیفیت سے مجبور ہو کر ایسا کیا ہے۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

مقامِ افسوس ہے کہ ایک طرف سے ہم لوگ با خدا دیوانہ و با مصطفی ﷺ ہشیار باش کا پرچار کریں اور دوسری طرف ہم عشق و مستی میں ڈوبے ہوئے متقدمین، متوسطین اور متاخرین نعت نگاروں کے حسین واحسن اور جمیل واجمل ایمان افروز نعتیہ اشعار کی ایسی معذرت آمیز توضیح و توجیہہ کرتے پھریں کہ انہوں نے اپنی نعتوں میں جذب اور از خود رفتگی کے باعث واحد صیغہ استعمال کیا ہے۔ حالانکہ سیدھی سی بات ہے کہ 'تو' 'تم' 'تیرا' تیرے والے واحد صیغے کے ذریعے حاضر و ناظر کے عقیدے کا اظہار ہوتا ہے اور یہ امر بعضے ''یار لوگوں'' کو وارہ نہیں کھاتا۔ پس انہوں نے سیدھے سبھاؤ سے بات کرنے کی بجائے پیچیدہ قسم کے ''گھماؤ پھیراؤ'' والے اسلوب کا سہارا لیتے ہوئے اس تحریک کو اتنے منظم انداز میں چلایا اور بڑھایا بلکہ پھیلایا ہے کہ ہم بذاتِ خود بھی اس سے متاثر ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ ''آپ'' والا صیغہ میرے نزدیک تو حاضر و ناظر والا صیغہ رہتا ہی نہیں بلکہ جمع غائب کا صیغہ بن جاتا ہے اور یہی مذکورہ عناصر کی کوشش، خواہش اور کامرانی ہے۔

Marfat.com

دوسری عرض یہ بھی ہے کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ کے ادب آداب کے حوالے سے جمہور عامۃ المسلمین یا خاصۃ المومنین میں سے کسی کو چودہ صدیوں کے دوران یہ خیال نہیں آیا اور یہ دلیل نہیں سوجھی جو اچانک اور بیٹھے بٹھائے ہی ہمارے چند مہربانوں پر پندرہویں صدی میں وارد اور نازل ہوگئی ہے کہ صیغہ واحد (نعوباللہ) بے ادبی ہے اور صیغہ جمع عقید تمندی ہے۔

خیر یہ تو ایک وسیع و عمیق موضوع ہے جو کہ علیحدہ و تفصیلی مضمون بلکہ مقالے کا متقاضی ہے اور فی الوقت زیرِ نظر مضمون میں تنگی دامن آڑے آرہی ہے سو اسی پر اکتفا کرتے ہوئے وابستگان نعت کے باقی گروہوں کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔

نقیب محفل کا رول کسی محفل نعت کی کامیابی کے لیے بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اگر نقیب پڑھا لکھا' وسیع المطالعہ' فصیح و بلیغ اور موقع شناس ہوگا تو محفل کامیابی سے ہمکنار ہوگی لیکن اگر نقیب ان خصوصیات سے عاری ہوا تو محفل بدیہی طور پر ناکامی پر منتج ہوگی۔ یعنی نقیب چاہے تو محفل کو چار چاند لگا دے اور چاہے تو محفل کے حسن کو گہنا کے رکھ دے۔ یہاں اس بات کا ذکر بے محل نہیں کہ نقابت اور خطابت میں ایک باریک اور نفیس و نازک فرق ہوتا ہے لیکن ہمارے اکثر و بیشتر نقیب حضرات سرے سے اس فرق کے شناسا ہی نہیں نتیجہ معلوم کہ نقابت کے نام پر دھواں دھار' لچھے دار' غیر ضروری اور نیم علمی قسم کی عامیانہ خطابت کے جوہر دکھائے جاتے ہیں جو نقیب جتنا جوشیلا اور غیر ذمہ دارانہ گفتگو کا شوقین ہے.. اُتنا ہی اسے سر آنکھوں پر بٹھایا اور ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے۔ گویا نقابت معاذ اللہ' فی زمانہ ایک طرح سے مداری گری بن کر رہ گئی ہے۔ آیات و احادیث کا شدید فقدان' ثقہ اور متفق علیہ روایات کی انتہائی کمی' بے تکی' بے سروپا اور غیر معتبر گردانوں کی بھرمار' غلط اور بے محل اشعار کی فراوانی' سادہ لوح سامعین کا جذباتی استحصال' سرمایہ داروں کی خوشامد' دولتمندوں کی چاپلوسی' ذاتی پسند اور انفرادی تعلق داریوں کی بنیاد پر نعت خوانوں کی تقدیم و تاخیر اور اسی حساب سے وقت کی کم اور زیادہ بخششیں...... یہ ہیں ہمارے ہاں کے ''زمانہ ساز'' ''کامیاب'' اور ''گھاگ'' نقیب حضرات کی نظامت کے اجزائے ترکیبی۔ یہی وجہ ہے کہ اندریں حالات جتنے دانے سیانے ثناخوان ہیں' حتی الوسع نقیب حضرات سے بنا کر رکھتے ہیں اور اس مقصد کے حصول کے لیے بڑے بڑے شرمناک طریقوں کے استعمال سے بھی ہچکچانے کی زحمت نہیں کی جاتی۔

منتظمین کا کردار وابستگان نعت کی فہرست میں اس لحاظ سے خاصی نزاکت اور اہمیت کا مالک ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو شعراء' ثناخوانوں اور سماعت کاروں کو ایک فورم اور پلیٹ فارم مہیا کرتے ہیں

Marfat.com

جہاں سے ہر سہ طبقات اپنے اپنے ذوق کی تسکین کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ منتظمین کی اکثریت اپنی ذمہ داریوں سے بحسن وخوبی عہدہ برآ ہونا تو درکنار' ان کا احساس بھی نہیں رکھتی۔ بیشتر منتظمین حضرات ثناخوانوں کو اپنا زرخرید جانتے ہیں اور خود کو ثناخوانوں کا ان داتا گردانتے ہیں۔ پہلے خود ہی ایک ثناخوان کے بے جا اور ناروا نازنخرے اٹھا اٹھا کر اُسے سر پر سوار کرتے اور اُس کا دماغ خراب کر لیتے ہیں بعد میں ذرا سے معمولی اختلاف پر اسی نعت خوان کے میرٹ کا کوئی خیال اور اہلیت کی کوئی پروا نہیں بلکہ نعت خوان کی اول آخر خوبی ان کے نزدیک یہ ہے کہ کون ہمارے دولت کدے کا طواف کرتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں منتظمین حضرات اپنی نمود ونمائش اور دھاک بٹھانے کی غرض سے محفلوں میں تو مووی کیمروں کے درمیان اور تیز روشنیوں کی چکا چوند میں ہزاروں لاکھوں روپے اڑا دیتے ہیں لیکن اگر نعتیہ مجالس کے انہی منتظمین سے کسی بیوہ' یتیم' مسکین' کسی مسجد' مدرسے' فلاحی ادارے یا کسی نعتیہ مجموعے کے لیے کبھی مالی تعاون مانگ لیا جائے تو اپنی تنگدستی کا ڈھول اتنی بلند آہنگی سے بجاتے ہیں کہ سوال کرنے والے کو ان پر ترس آنے لگتا ہے اور وہ الٹا ان کی مدد کرنے کے بارے سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

نعت کی محفلوں کے اکثر منتظم صاحبان محفلوں کو اپنی پی آر بنانے اور بڑھانے کے لیے ایک آلہ کار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ شاید اسی لیے آج کل کی بیشتر محافل میں صدر اور مہمانانِ خصوصی کے لیے ایسے دنیادار افراد اور افسروں کا انتخاب کیا جاتا ہے جنہیں زہد' تقوے کی ہوا تک بھی نہیں لگی ہوتی اور جن کا ظاہر و باطن یہود ونصاریٰ کی تہذیب اور فرنگیانہ تمدن کے رنگ کا عکاس و آئینہ دار ہوتا ہے بلکہ جو باعمل ہونا تو دور کی بات ہے' اپنی کمائی کے ذرائع اور معاش کے حصول کے حوالے سے بھی اچھی شہرت مثبت ریکارڈ کے مالک نہیں ہوتے۔ اسی لیے ایسی محافل میں روحانیت کی تاثیر کی جھلک یا رمق تک بھی محسوس نہیں ہوتی۔

چند ایک منتظمین نے محافل کے انعقاد کی غرض سے باقاعدہ تنظیمیں بھی بنا رکھی ہیں۔ ان تنظیموں میں سے بھی اکثریت کی صورتحال ناگفتہ بہ ہے۔ فنڈ ریزنگ سے لے کر اس کے استعمال تک اور ثنا خوانوں کی بکنگ سے لے کر ان کی فراغت تک ایسی ایسی ہوشربا داستانیں سننے کو ملتی ہیں کہ چپ ہی بھلی!

مزید برآں ثناخوان کی مالی خدمت کے معاملے میں یہ تنظیمیں سراسر ذاتی پسند و ناپسند کو معیار بناتی ہیں۔ کسی کی اتنی خدمت کر دی کہ اُس کو سمجھ نہیں آ رہی کہ میں یہ روپے کیسے سنبھالوں اور گھر تک کیسے

Marfat.com

پہنچوں جبکہ کسی بیچارے کو دوطرفہ کرایہ تک بھی ادا کرنے کی زحمت گوارہ نہیں۔ اگر ان تنظیموں کے عہدیداران اور اراکین یعنی نعت خوانی کی محفلوں کے منتظمین دیانتداری اور منصفانہ اور غیر جانبدارانہ طور پر اپنے فرائض منصبی انجام دیتے رہتے تو نعت خوان حضرات میں ناپسندیدہ خصلتیں پنپ ہی نہیں سکتی تھیں۔ جیسا دیس ویسا بھیس کے مصداق یہ سارے کا سارا منتظمین کا اپنا ہی کیا دھرا ہے۔

سامعین بھی اس مسئلے میں کسی سے کم نہیں۔ نہ کچھ لینا' نہ کچھ دینا' ادب احترام' خاموش اور سلیقہ مندی سے بیٹھ کر ثناخوانوں کے نذرانوں کو سن بھی نہیں سکتے۔ ایک طرف حاضر ناظر کے عقیدے کے بھی قائل ہیں اور دوسری جانب نعت کی مقدس اور پاکیزہ محفلوں میں بھی دنیا کی دوسری نشستوں اور میٹنگوں ہی کی طرح غیر محتاط اور ادب گریز رویہ اور طرز عمل اپنائے ہوئے ہیں۔ بقول شخصے بعض سامعین تو باقاعدہ گھر سے گز یا میٹر کا آلہ و پیمانہ اپنے ساتھ لائے ہوتے ہیں تاکہ نعت خوانوں کی آواز کی بلندی کی پیمائش کی جا سکے اور اسی حساب سے محفل کے اختتام پر نعت خوانوں کو نمبر دیتے ہوئے اُن کے پاس یا فیل ہونے کا ''بادشاہی'' فرمان جاری کیا جا سکے۔ اپنے پسندیدہ نعت خوان کی باری نچلا بیٹھا بھی نہیں جا رہا اور زبان منہ میں بھی نہیں ڈالی جا رہی لیکن دوسرے نعت خوان کی حاضری میں جیسے سانپ سونگھ گیا۔ بعضے سامعین تو اتنے نادیدے' کم ظرف اور ''من چلے'' ہوتے ہیں کہ تھیٹر ڈراموں کے نمائش بینوں کی طرح آوازے کسنے اور ہانگرے مارنے کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔ فلاں کو لگاؤ' فلاں کو ہٹاؤ' فلاں کو بلاؤ' فلاں کو بھگاؤ حالانکہ تمام ثناخوان حضرات باضابطہ دعوت پر تشریف لائے ہوتے ہیں اور گھر میں آیا ہوا تو بن بلایا مہمان بھی واجب التعظیم ہوتا ہے چہ جائیکہ ایک مدعو مہمانِ گرامی کی عزت افزائی میں فرق ڈالا جائے۔

ہاتھوں کو لہرانا' بازوؤں کے جھنڈے بنانا' ہلڑ بازی' ہنگامہ آرائی' باہمی ٹھٹھہ مذاق' شور شرابہ' طنز آمیز سرگوشیاں اور نظروں کی منفی اشارہ بازی ایسے امور و افعال ہیں جن کا ارتکاب کرنے سے بعض نعتیہ سامعین ثواب کمانے کے بجائے گنہگار ہو کر گھروں کو پلٹتے ہیں۔

علماء و مشائخ بھی نعت کے وابستگان کی عمارت میں ایک ناگزیر اور لازمی ستون کی سی حیثیت رکھتے ہیں لیکن پچھلے کچھ عرصے سے یہ افسوسناک حقیقت دیکھنے سننے میں آ رہی ہے کہ علمائے کرام اور خطبائے عظام نے اپنی تقاریر میں نعت خوان حضرات کی سرِ عام مخالفت کو اپنا معمول بنا لیا ہے۔ حالانکہ یہ وہی نعت خوانان ہیں جو کہ سالہا سال علمائے کرام کی کفش برداری اور خدمت گزاری کرتے رہے ہیں۔ اب اگر مالک جل وعلا نے ان بیچاروں کو تھوڑا سا خود کفیل کیا ہے تو معزز محترم علماء و مشائخ کو اعلیٰ

Marfat.com

ظرفی اور کشادہ دلی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ رہی یہ بات کہ نعت خوان حضرات جاہل راگی اور بے عمل ہیں تو بڑے ادب اور نہایت معذرت سے گزارش ہے کہ اس دریا میں تو دونوں ایک ہی کشتی کے سوار ہیں لہٰذا دونوں میں سے کسی کو بھی انگشت نمائی اور الزام تراشی زیب نہیں دیتی۔ اگر علماء دین کے وارث ہیں تو نعت خوان بھی عشقِ رسول ﷺ کے تقسیم کار ہیں۔ اس لیے دونوں کو جذب باہمی سے کام لیتے ہوئے ایک دوسرے کا احترام و مقام ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

وابستگانِ نعت کی بات چل رہی ہو تو الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا خصوصاً دینی چینلوں اور نعتیہ رسائل کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مقام تاسف ہے کہ چینلز اور رسالے بھی (چند ایک کو چھوڑ کر) اقربا پروری اور زر اندوزی ہی میں لگے ہوئے ہیں حالانکہ نعت کا فروغ ایک ایسا بابرکت، غیر دنیوی اور خالصتاً دینی و مذہبی مشن ہے کہ اس کے حصول کے لیے نہ نفع نہ نقصان کا اصول مشعل راہ اور خضرِ منزل کا کام دے سکتا ہے بلکہ اس راستے میں اگر کبھی مالی طور پر کسر بھی کھانی پڑے اور نقصان بھی اٹھانا پڑے تو بھی دریغ نہیں کرنا چاہیے۔

صد افسوس! کہ یہاں گنگا الٹی بہہ رہی ہے۔ زر پرست پروڈیوسروں اور نام نہاد پروموٹروں کو ثنا خوان کے گلے کے معیار سے نہیں بلکہ اُس کی جیب کی جھنکار سے سروکار دکھائی دیتا ہے۔ رسائل کے مدیران بھی لابنگ اور گروپنگ کے لات و منات بنا کر ان کی بلاتوقف پوجا پاٹ میں منہمک ہیں۔ ستم بالائے ستم کہ قلمکار اور ناشرین بھی ڈنڈی مارنے سے نہیں چوکتے اور اس کے باوجود فروغِ نعت کے دعوؤں کا ڈھنڈورہ بھی مسلسل پیٹا جا رہا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس سارے منظر نامے میں نعت لکھنے اور پڑھنے والے کی ذمہ داریوں میں پہلے سے بھی کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ نعت کے وابستگان کی درجہ بندی میں نظر سب سے پہلے شاعر اور ثناخوان کی طرف ہی اٹھتی ہے۔ نعت گو شعرائے کرام کو چاہیے کہ سطحی، سستے، جذباتی، عامیانہ اور غیر معتبر قسم کا کلام لکھنے سے ہر ممکن حد تک پرہیز و گریز فرمائیں۔ بلکہ جہاں تک ممکن ہو، قرآن و حدیث اور شریعت مطہرہ کے احکامات و فرامین کے مطابق ہی نعت گوئی اور مدحت نگاری کا شرف و اعزاز حاصل کرنے کی کوشش کریں کیونکہ اس بارگاہِ مقدس کے آداب بہت ہی زیادہ نازک ہیں۔ اللہ پاک جل شانہ نے قرآن مجید میں اہلِ ایمان کو اپنے محبوب ختمی مرتبت اور آخر الزماں پیغمبر ﷺ کے حضورِ ناز میں سراپا عجز و نیاز بن کر حاضر ہونے اور بات کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے اور ''لاتقولوا راعنا'' اور ''لاترفعو اصواتکم فوق صوت النبی'' (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) والی آیاتِ مبارکہ اس دعوے کی بین دلیل

Marfat.com

اور اظہر من الشمس ثبوت کا درجہ رکھتی ہیں۔

اس لیے ضروری، بہت ضروری بلکہ لازمی ہے کہ نعت گوئی کے ضمن میں غیر شرعی اور خلافِ واقعہ مضامین و مفاہیم مثلاً انبیائے سابقون علیہم الصلوۃ والسلام کا آنحضور ﷺ سے تقابل و موازنہ کرنا جنت کو مدینے کے مقابلے میں کمتر اور بے حیثیت قرار دے کر مدینے کو جنت پر ترجیح دینا، اعمالِ حسنہ کی بجا آوری سے فرار سکھانا اور اس ضمن میں عقیدہ شفاعت کو بطور سند پیش کرنا صرف مدحت سرائی ہی کو سب سے بڑی نیکی اور معاش کا سب سے بڑا وسیلہ سمجھنا اور اس نظریئے کا پرچار کرنا، حسن ازل اور عشق حقیقی کے حوالے سے لیلیٰ مجنوں یا سسی پنوں جیسے قصوں کی تمثیلات کو ذریعہ بنانا، شانِ رسالت مآب ﷺ کے اظہار کے لیے اللہ پاک جل وعلا یا جبریل امین علیہ السلام کی جانب خوش عقیدگی سے لبریز بے اصل مکالمے منسوب کرنا، مقام مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کی غرض سے ذات باری تعالیٰ جل جلالہ سے۔

مرا جواب تو تو ہے ترا جواب نہیں

جیسے بول کہلوانا اور ایسے ہی دیگر تصورات جو عقائد کو ہرگز نظم و موزوں نہ کیا جائے بلکہ اس کی بجائے سیدِ لولاک ﷺ کے مراتب و مدارج کے بنیادی ماخذوں اور کلیدی سرچشموں یعنی قرآن و احادیث، صحابہ کبار علیہم الرضوان اور اولیاء وصلحائے عظام علیہم الرحمہ کے نعتیہ کلام اور متوازن، معتبر اور بالغ نظر شعرائے گرامی کی مدحت طرازی سے روشنی لیتے اور فیض پاتے ہوئے عقیدت کے ایسے پھول بارگاہِ محبوب کبریا ﷺ میں پیش کیے جائیں جو افراط و تفریط کے خار اور بے اعتدالی کی جھاڑ جھنکار سے حتی الامکان حد تک پاک ہوں اور جن کو دیکھ کر یا سونگھ کر خوشبوئیں ہی خوشبوئیں آئیں، ناگواری کا شائبہ و احساس تک بھی پاس نہ پھٹک سکے۔ یہاں افادہ عام کے لیے چند اشعار بھی موقع کی مناسبت سے پیش کیے جا رہے ہیں۔ پڑھیے، سنیے، سر دھنیے اور اپنے ایمان کو حلاوت، طراوت اور شادابی سے مالا مال کیجئے۔

قرآن سے میں نے نعت گوئی سکھی　　　یعنی رہے احکامِ شریعت ملحوظ

(اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ)

عرفی مشتاب! ایں رہ نعت است نہ صحرا است　　　آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

(عرفی شیرازی)

بس حالی گستاخ! نہ بڑھ حد ادب سے　　　یاں جنبش لب خارج از آہنگ خطا ہے

(حالی)

Marfat.com

شایانِ بارگاہِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھی فغاں   آنسو بنا دیا ہے اسے احترام نے

(صوفی افضل فقیر رحمتہ اللہ علیہ)

شوق و نیاز و عجز کے سانچے میں ڈھل کے آ   یہ کوچہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہے پلکوں سے چل کے آ

(حفیظ تائب رحمتہ اللہ علیہ)

اس کے ساتھ ساتھ ثنا خوان حضرات کو بھی چاہیے کہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور اپنے منصب کی بلند پایہ تقدیس اور حد درجہ نزاکت کی پہچان فرمائیں اور اپنے قول وفعل اور کردار و اخلاق سے عوام الناس کو یہ کہنے کا موقع نہ دیں کہ ''اجی! نعت خوان ایسے ہی ہوتے ہیں۔'' بلکہ وہ آئندہ سے انہیں یہ کہنے پر مجبور کر دیں کہ ''ہاں جی! نعت خوانوں کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔'' اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ شہرت' دولت اور مقبولیت کے پیچھے بھاگنے کی بجائے خلوص کی شاہراہ پر سفر آغاز کیا جائے اور ذکر کار ساتھیوں' سازوں' جیبوں' کیمروں اور تمغوں کی طرف دیکھنے کی بجائے گنبد خضریٰ کے انوار و تجلیات سے لو لگائی جائے۔ اُمید واثق' ہی نہیں بلکہ یقین کامل ہے کہ انشاء اللہ العزیز (جل وعلا) ایسا کرنے سے دنیا کی سربلندی کے ساتھ ساتھ عقبیٰ کی سرخروئی بھی نصیب ہوگی۔

مضمون ہذا میں وابستگانِ نعت میں سے بعض دوستوں' بزرگوں کی کوتاہیوں کی نشاندہی محض اصلاحی نقطہ نظر سے کی گئی ہے ورنہ دنیائے نعت میں اچھے اور بے ریا نفوس قدسیہ کی بھی کوئی کمی نہیں۔

ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں

اور راقم الحروف نعت کا ایک ادنیٰ خادم ہونے کے ناطے تمام وابستگان نعت کو اپنے سر کا تاج سمجھتا ہے۔ بایں ہمہ اگر میری ان معروضات وگزارشات سے کسی ہستی یا شخصیت کی دل آزاری کا احتمال ہو تو مالک جل مجدہ الکریم اپنے رؤف و رحیم محبوب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے طفیل مجھے معاف فرمائے اور جملہ وابستگان نعت بشمول فیضان' ہیچمد ان کو اپنے اپنے ارادہ عمل کی اصلاح کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین)

مضمون کے آخر میں مجھے ''کاروان نعت'' کے نگران و مدیر محب مکرم جناب ابرار حنیف مغل کا قلبی شکریہ ادا کرنا ہے کہ جن کا پرزور اصرار اتنا طاقتور ثابت ہوا کہ مجھ سے یہ مضمون لکھوا کر ہی دم لیا۔ مالک جل وعلا انہیں دارین کی شادمانیاں عطا فرمائی۔ (آمین) اگر کوئی صاحب یہ مضمون یا اس کا کوئی حصہ کسی دوسرے مقام پر چھاپنا چاہیں تو وہ ''کاروان نعت'' کا حوالہ دے کر ایسا کر سکتے ہیں۔ عام اجازت ہے۔ وماعلینا الا البلاغ المبین۔

☆

Marfat.com

نقیبانِ محافل میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عبدالحق ظفر چشتی، مصطفےٰ آباد (لاہور)

شائد سیماب اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا:

کہاں سے لائے گا قاصد دہن میرا زباں میری
یہی بہتر ہے خود سن لیں وہ مجھ سے داستاں میری

پیام پہنچانے والے، بڑے ہی باخبر ہوں، پھر بھی دل کی دھڑکنوں میں بسنے والے۔ خیالات، جذبات، اُمنگیں، چاہتیں، بیان کرنا، اتنا آسان نہیں۔ کون جانے کہ چاہنے والے کا دل، اس وقت کہنا کیا چاہتا ہے، اور اس کی اپنی زبان کے الفاظ وحروف بھی۔ اس کا ساتھ دے رہے ہیں، یا نہیں، جب اس کی اپنی ترجمانی، اس کے اپنے الفاظ نہیں کر پا رہے۔ زبان لڑکھڑا رہی ہے، آنکھیں ڈبڈبا رہی ہیں، رقیب گوش برآواز ہیں اور سب کچھ کہتے ہیں۔ ہزار مصلحتیں، رکاوٹ بن کر کھڑی ہیں۔ اگر ایسے میں کوئی ایسا مل جائے۔ جس کا الفاظ کی دنیا سے کھیلنا مشغلہ ہو، بات سے بات نکالنا جس کے بائیں ہاتھ کا کمال ہو۔ جو ایسے ایسے الفاظ استعمال کرنا جانتا ہو کہ کہنے والے کے اپنے جذبات کی ترجمانی کرنے والے کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوں اور وہ ایسے الفاظ برمحل اس انداز سے کہہ جائے کہ صاحب قال وصاحب حال۔ بھی یہی سمجھنے لگے کہ میرا دل اٹھا کر کس نے اس کے دل کی جگہ رکھ دیا۔ میری زبان نکال کر کس نے اس کے منہ میں رکھ دی ہے۔ میرے جذبات کی ترجمانی اتنا حسین ترین خالق اس کو کس نے بنا دیا ہے۔ تو ایسا شخص ہی دورِ حاضر میں، محافل میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نقیب کہلاتا ہے۔

میں دل تو رکھتا ہوں، محبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جذبات کا ایک سمندر میرے سینے میں موجزن ہے۔ لیکن میری زبان، میرا ساتھ نہیں دیتی، میرا علم، میرا تجربہ، میرا حوصلہ، میری ہمت، میرا ساتھ نہیں دیتی، میرے حوصلے پست، میری زبان گنگ یا ہزار مصلحتوں کی شکار، خود آپ ہی خاموش ہو جاتی ہے۔ اگر کرمِ ذات کریم سے، کوئی ایسا ہو۔ جس کا علم، جس کا تجربہ، جس کی ہمت اس طرح اپنی قوت گویائی سے کام لیتے ہوئے۔ وہ سب کچھ کہہ دے۔ جو میں کہنا چاہنے کے باوجود کہہ نہ سکتا تھا اور ادب وآداب کے بھی، تمام تقاضے پورے کر رہا ہوں۔ کبھی کبھی، اس کی بھیگی پلکیں بھی، اس کی نمی کی ترجمان بن جاتی نظر آتی ہوں۔ بلکہ اس کا ہر انداز گویائی، بے ساختہ پکار اٹھے، کہ میں نے یہ جانا، کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے، تو ایسا شخص ہی صحیح معنوں میں ''نقیب وترجمان'' کہلانے کا حق رکھتا ہے۔

بھیجے جانے والے کو کہلا کر، سمجھا کر، ازبر کرا کر، بھیجنے والا، اگر محسوس کرے، کہ اگرچہ جو کچھ میں

Marfat.com

اپنے محبوب تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ وہ بالکل من وعن تو نہیں پہنچ رہا۔ البتہ جو کچھ سمجھایا گیا ہے۔ جو کچھ کہا گیا ہے' جو کچھ ازبر کرایا گیا ہے۔ اس میں خیانت نہیں ہوئی۔ اس میں کمی نہیں آئی۔ اس میں ذرہ بھر کوتاہی نہیں ہوئی۔ تو اسے روح الامین کا نام دیا گیا۔ خود ذات باری تعالیٰ نے اس پر اتنا اعتماد کیا۔ کہ دو' دس' بیس یا سو ہزار یا دس بیس ہزار کی بات نہیں۔ اس کے جتنے بھی برگزیدہ' پسندیدہ' اور چنے ہوئے لوگ تھے۔ ان سب کے لئے اسی ایک روح الامین کا انتخاب کیا۔ کہ یہی ایک لاکھوں' کروڑوں' کھربوں' پدموں اور سنکھوں فرشتوں میں ایسا ہے۔ جو پیغام رسانی میں اطلاع پہنچانے میں کسی بھی لمحے تاخیر نہیں کرتا ہے۔ نہ کمی وکجی کرتا ہے۔ نہ اس میں اپنے الفاظ شامل کرتا ہے۔ بلکہ جو کچھ اس کو کہہ دیا۔ اسی طرح' اسی انداز' اور اسی کیفیت میں ڈوب کر کہہ دیا اور جہاں کہیں' کوئی ایک بات ہوئی بھی' کہ ترجمان کو بیچ میں نہ لایا جائے۔ بلکہ طالب ومطلوب کے درمیان' راز راز ہی رہے۔ وہاں اسے ایک طرف بھی کر دیا اور جو کچھ کہنا تھا خود کہہ دیا۔ فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ اور خود ہی کلامی کا شرف عطا کر دیا۔

میانِ طالب ومطلوب رمزے است کراماً کاتبیں را ہم خبرے نیست

بات کہاں سے چلی اور کہاں تک جا پہنچی۔ ایسے ہی ترجمان کو' ایسے قاصد کو' ایسے پیغام رساں کو' آج کی زبان میں نقیب محفل کہا جاتا ہے۔

عشاقانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جمگھٹا ہے۔ وہ دس بیس ہوں ہزار ہوں۔ ان کے جذبات کی ترجمانی' ان میں سے ہر ایک کی ترجمانی' محفل میں بیٹھے ہر ایک تک یا ان تک' جن کی یاد میں محفل سجائی گئی ہے' کرنا' بہت بڑا اعزاز ہے۔ بہت بڑا کرم ہے۔ بہت بڑی مہربانی ہے اور اگر اس میں ادب شامل ہو جائے۔ آدابِ محفل کی پوری کیفیت ترجمان کے دل میں گھر کر جائیں اس اعزاز کے ملنے پر۔ اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا ہو جائے۔ تو اس کا ہر لفظ' مطلوب تک پہنچانے میں' جو احتیاط کا دامن' اس کے ہاتھ آئے گا۔ اس سے نہ صرف کہ اس کی اپنی کیفیت بدل جائے گی۔ نہ صرف' اس کی زبان کپکپا جائے گی۔ نہ صرف اس کی اپنی آنکھوں کی بھیگی پلکوں کا بوجھ بڑھ جائے گا۔ بلکہ ادب وآدابِ محفل میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تقاضوں کو ادا کرتے ہوئے۔ زبان لڑکھڑائے گی۔ حروف والفاظ تھرتھرائیں گے۔ اس کی زبان بے ہنگم الفاظ سے پرہیز کرے گی۔ بے سروپا جذبات کے بیان میں محتاط ہو جائے گا۔ پھر وہ صحیح معنوں میں صحیح ترجمانی کا حق ادا کرتے ہوئے۔ روح الامین کی سنت کا امین ہوگا۔

میری گنہگار آنکھوں نے یہ حسین منظر دیکھا ہے کہ ترجمان پر' جب ان تمام کیفیات کا عالم طاری ہوتا ہے۔ تو اس کی خود اپنی زبان تھرتھرا جاتی ہے۔ خوبصورت نگینوں کی آبشار کے دھارے یوں بھنے لگتے ہیں۔ کہ جذبات اور چاہتوں اور امنگوں کے تنکے' سب کچھ ان میں بہہ جاتا ہے۔ ترجمان کے

Marfat.com

لئے ایک ایک تنکے کو چن چن کر سجانا۔ مشکل ہو جاتا ہے۔ بھری محفل میں صاحبان حال کی نہ پوچھ۔ مجھ جیسے قسوۃ قلبی کے شکار پتھر دل لوگ بھی بھیگ بھیگ جاتے ہیں' اس وقت نقیب کی بے بسی' بے کسی اور کچھ نہ کہہ سکنے کی کیفیت ہی سب کچھ کہہ جاتی ہے اور سننے والے سمجھنے والے۔ اس کی 'بے بسی سے کچھ نہ کہے ہوئے الفاظ بھی سمجھ جاتے ہیں۔ قبول کرتے ہیں۔ انعام دیتے ہیں۔ نوازتے ہیں' سینے سے لگاتے ہیں۔ بھینچ لیتے ہیں۔ اور سر سے پاؤں تک سرشار کر جاتے ہیں۔

یہ نقابت پہلے ایک اعزاز تھا۔ اب ایک فن کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ جب کوئی کام' اعزاز انعام یا فرض' فن کی صورت اختیار کرتا ہے۔ تو کئی فن کار اس میں ایسے بھی در آتے ہیں جو خلوص و محبت کو کھرچ کر باہر پھینک دیتے ہیں اور فن کاری میں ایسے ایسے گل کھلا جاتے ہیں۔ کہ اسے اس مسند پر بٹھانے والا' خود پچھتانے لگتا ہے۔ کہ ہائے میں نے کس کو' کس نااہل کو' اس کرسی پر بٹھا دیا ہے۔ اس کرسی پر بیٹھنا بھی عذاب بن جاتا ہے اور اس کو اتارنا اس سے بڑا عذاب بن جاتا ہے۔ ایسے فن کار لوگ' اپنے فن نقابت میں' ایسی ایسی نقب لگا جاتے ہیں کہ بعض اوقات بے ادبی و گستاخی کے بھاؤ سے سب کچھ چوری کر کے لے جاتے ہیں' حتی کہ دین و ایمان کی دولت تک لٹ جاتی ہے۔ ایسے میں نہ فنکار کو خبر ہوتی ہے نہ اس کرسی پر بٹھانے والے کو خبر ہوتی ہے اور نہ ہی محفل میں بیٹھنے والے کو خبر ہوتی ہے کہ "ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون" کے گہرے غار میں جا گرے ہیں کہ سارے کے سارے اعمال کی گٹھڑی بے ادبی و گستاخی سرکار ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے لٹ جاتی ہے اور کسی کو کان و کان خبر بھی نہیں ہوتی۔

''کاروان نعت'' کی انتظامیہ خصوصاً محمد ابرار حنیف مغل صاحب نے مجھ اس موضوع پر کچھ لکھنے کو ارشاد فرمایا راقم قادر الکلامی کے فن سے ناآشنا۔ صحیح ترجمانی کے فن سے نابلد۔ بلکہ اس مسند پر بیٹھنے والوں میں سب سے آخری صف میں بیٹھنے کے قابل نہیں۔ اس لئے' معذرت چاہی' لیکن جب محسوس کیا کہ جان چھوٹتے نظر نہیں آتی تو میں نے ان سے عرض کیا' چند ایسے خوش نصیبوں کو ایک جگہ جمع فرمالیں جو اس مسند نقابت پر دور حاضر میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔ ان سے باہمی گفتگو اور بات چیت سے جو نتیجہ اخذ ہو۔ وہ کاغذات کی لکیروں کے سپرد کر دیا جائے۔

چند ارباب محبت' جن کو ترجمانی کے حقوق کی ادائیگی کا دعویٰ ہے اور جن کو' بے زبان لوگ' اپنی زبان' اپنا دل' اپنی حسرت' اپنا گمان' اور سارے جذبات کی دنیا سونپ دینا پسند کرتے ہیں۔ ان کو جمع کر لیا گیا۔ ہم بے سمجھ لوگ' سمجھتے تھے۔ کہ یہ اجتماع مزین ہو گا لیکن وہ تو اجتماع قوسین نکلے۔ وہ سب کے سب آپس میں ایک دوسرے کے رقیب تھے۔ کہ ان سب کا محبوب ایک تھا لیکن اس محبوب کو چاہنے

Marfat.com

والے رقیبوں کی یہ صفت ہے کہ وہ آپس میں جلتے نہیں۔ بلکہ ایک دوسرے کو چاہتے ہیں اور ٹوٹ کر چاہتے ہیں۔ ان کا یوں باہم شیر و شکر ہونا ہمیں بہت اچھا لگا۔

ہم نے پوچھا! یہ نقیب کیوں ضروری ہے کہنے لگے۔ بابا! آخر مہمان کو اسٹیج پر بلانے کے لئے ہر شخص تو آگے نہیں آسکتا اور اگر ہر آدمی اس ذمہ داری کو اٹھالے تو ہوسکتا ہے کہ وہ مناسب تعارف نہ کرا سکے۔ مناسب ترجمانی نہ کر سکے اور احسن طریقہ سے ثنا خوان، قراء حضرات، علماء کرام کو ان کے شایانِ شان القابات نے دے سکے۔ یہ حضرات بھی، حضور کے مہمان، نازک آبگینے ہوتے ہیں۔ اگر ایسا ہو جائے، تو ہوسکتا ہے، وہ برا مان جائیں، ہوسکتا ہے، نازک آبگینہ ٹوٹ پھوٹ جائے، یا حاضرین صحیح تعارف نہ ہونے کی وجہ سے کسی کو اہمیت ہی نہ دیں اور غیر اہم کو کچھ زیادہ ہی اہمیت دے دیں۔ اس طرح ماحول بگڑ جانے کے خدشات سے بچنے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ کوئی صاحب علم، وتجربہ کار اور جان پہچان رکھنے والا ایسا ہو جو آئندہ آنے والے مہمان کا صحیح تعارف کرا سکے تاکہ محفل شریف کا نظم بہتر سے بہتر ہو۔

ہم نے عرض کیا، ہم نے دیکھا ہے کہ بعض حضرات نے چند الفاظ ایسے یاد کئے ہوتے ہیں۔ جو اہل اور نااہل سب کے لئے بڑی روانی سے بولتے جاتے ہیں۔ اس کا کیا علاج، تو ارشاد ہوا۔ ہاں جیسے کسی دفتر میں چھوٹے سے چھوٹے ملازم، نائب قاصد کے لئے بھی۔ کوئی نہ کوئی معیار تعلیم ضرور ہوتا ہے ایسے ہی اسٹیج کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لئے کم از کم تعلیم، دینی کتب کا وسیع مطالعہ بہت ضروری ہوتا ہے۔ گفتگو میں مٹھاس ہو، بات کرنے کا سلیقہ آتا ہو۔ تو پھر ہی اسے نقابت کے منصب پر بٹھایا جانا چاہیے۔

ایک صاحب ذرا تاخیر سے پہنچے! کہنے لگے پہلے بات واضح کریں۔ کہ ہمیں کیوں بلایا گیا ہے۔ میں نے میزبان سے اصرار کے ساتھ، فون پر پوچھا، تو وہ طرح دے گئے۔ پہلے آپ بتائیں۔ پھر ہم گفتگو میں شریک ہوں گے۔ راقم الحروف نے بات کی وضاحت کی۔ کہ نقابت کے حوالہ سے کچھ الفاظ لکھنا مقصود تھی۔ اس لئے یک طرفہ ٹریفک چلانے کی بجائے۔ ہم نے آپ کو تکلیف دی ہے۔ کہ ہماری رہنمائی فرمائیں۔

تو وہ ذرا دھیمے انداز میں گویا ہوئے۔ میرے ساتھ پہلے ایک تجربہ ہو چکا ہے میں سوچ کر آیا تھا کہ اگر آج بھی ایسا ہی ہوا۔ تو میں میزبان کا سر پھوڑ دوں گا۔

تفصیلات معلوم کیں، تو فرمانے لگے، میں نام لئے بغیر عرض کروں گا ہمیں ایک صاحب نے اپنے گھر میں دعوت دی۔ وہاں کوئی آٹھ دس نقیب حضرات موجود تھے۔ اصلاحی معاملات پر گفتگو ہوتی

Marfat.com

رہی۔ محافل کے آداب و مسائل پر بھی بات چیت ہوئی۔ اور دیگر کئی ایک موضوعات پر زیر بحث آئے۔ لیکن تان اس بات پر آ کر ٹوٹی' کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کیا کریں آپ مجھے محفلیں دیا کریں۔ اور میں آپ کو محفلیں دیا کروں گا۔ بس یہ بات کرنا تھی' تو احساس ہوا کہ یہ جتنی گفتگو ہوئی ہے یہ سب صرف دکھاوا تھا۔ اصل میں وہ نعت خوانی' محفل نعت اور نقابت کو ایک کاروباری نظر سے ناپتے ہوئے۔ اپنے کاروبار کو آگے بڑھانا چاہتے تھے ہیں۔ ان کے ہاں محافل نعت میں' نعت خوانی' نقابت جیسے امور' کاروبار' کا ایک حصہ تھے۔ ان کی اس سوچ پر ہم بھر گئے بلکہ ان کی سوچ پر تف کہتے ہوئے اٹھ کر آ گئے۔ یارو ہم تو محافل میلاد میں نعت خوانی اور نقابت کو ایک غلام کا اعزاز سمجھ کے جاتے ہیں اور یہ صاحب اس کو ایک کاروبار ایک تجارت بنا بیٹھے ہیں۔ خدا کی قسم! اگر آج بھی کوئی ایسی بات سامنے آتی تو آج اس میٹنگ کے بلانے والوں کی خیر نہیں تھی۔

اس نوجوان نقیب کے ان جذبات نے ہمیں حوصلہ دیا۔ کہ ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں' جو اس جوانی' دیوانی میں بھی' فرزنگی کی بات کرتے ہیں اور ان محافل کو رضاءِ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ الحمدللہ۔

ایک سوال کے جواب میں ایک پر جوش اور ولولہ انگیز نقیب نے' جوش' اور ولولہ سے ہٹ کر جواب دیا۔ کہ ہاں' نقیب محفل کو' محفل پاک کے تقدس کو سامنے رکھتے ہوئے باوضو رہنا چاہیے' اس کے تقویٰ و طہارت کے اثرات اہل محفل پر مرتب ہوتے ہیں۔ ایسی محافل کو رقص و سرود اور نارہ نوش کی محافل نہ سمجھا جائے بلکہ اس کے آداب سارے جہان کی محافل سے مختلف ہیں۔ اس کے تقاضے مختلف ہیں' ان محافل میں سارے تصاویر کھینچوانے والے نوٹ نچھاور کرتے ہوئے ویڈیو بنوانے والے ہی نہیں آتے۔ کچھ کچھ لوگ ایسے بھی ضرور آتے ہیں جو صرف یاد محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار آتے ہیں۔ وہ محفل میلاد کی جان ہوتے ہیں چونکہ جسم میں جان ہوتے ہوئے بھی کبھی نظر نہیں آتی۔ اس لئے ان محافل کی جان لوگوں کا نظر آنا ضروری نہیں ہوتا بلکہ سب کچھ وہی ہوتے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی کسی محفل میں نہ آئے۔ تو ہزاروں بے جان جسموں کی محفل بھی بے جان ہی رہتی ہے۔

اس جوشیلے نوجوان نقیب کی باہوش گفتگو نے میری یادداشت کا ایک پٹ کھولا۔ اور تقدس و پاکیزگی کی کیفیات کے اثرات کے نفوذ کا ماحول میری نظروں کے سامنے کر دیا۔

مدینہ منورہ ہے۔ مسجد نبوی شریف کے چھتریوں والے صحن میں۔ ایک درویش صفت' بابا جی حکیم باروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ جو شرقپور شریف ۔ ضلع شیخوپورہ کے رہنے والے ہیں۔ میرے سامنے جلوہ افروز ہیں درد و سوز کی باتیں عقل و ہوش کی باتیں' عشق و محبت کی کرامات کی باتیں ہو

Marfat.com

رہی ہیں کہ فرمانے لگے چشتی صاحب! ایک بار دو چار ساتھی۔ اپنے حضرت پیرومرشد رحمۃ اللہ علیہ کے حضور بارہ شریف حاضر ہوئے۔ جب سلام کرنے کے لئے محفل پاک میں یاوری نصیب ہوئی۔ تو وہاں دربارشریف کے لانگری یعنی لنگر پکانے والے کی شکایت ہوئی۔ کہ حضرت پرسوں ہمارے لنگر پکانے والے بابا جی کی۔ تہجد کی نماز قضا ہوگئی تھی۔ تو حضرت نے جو شکایت سنتے ہی جو پہلا جملہ ارشاد فرمایا۔ وہ یہ تھا' کہ کسی بے نماز کے ہاتھ سے کوئی لقمہ کھالیا ہوگا۔ اللہ اکبر۔

حکیم صاحب بیان کررہے تھے' اور میں اپنی سوچوں میں گم تھا کہ ان نفوس قدسیہ کے تقدس مآب لمحوں کی دنیا کتنی حسین ہوتی ہوگی۔ جن کے لقمے بھی۔ وہ پھونک کر اٹھائے جاتے ہوں آگے ان کی پیشانیوں کے سجدوں کی پاکیزگی اور طہارت کا اتنا بلند مقام دیکھنے کے لئے اگر میں سرکو اٹھا کر اوپر دیکھوں تو میرے سر کی ٹوپی نیچے آگرے۔

اسی طرح ایک اور بزرگ اللہ والوں کا تذکرہ ذہن میں گردش کرنے لگا۔ ایک امام صاحب کسی مسجد میں نماز کی امامت فرماتے تھے۔ اور ان کی امامت میں ایک عرصہ سے ایک بھی ایسا واقعہ نہ ہوا کہ وہ نماز پڑھاتے پڑھاتے کبھی بھولے ہوں۔ اور اس کا اعتراف تمام اہل علاقہ کو تھا۔ ''ایک دن کسی بات پر تحدیث نعمت کے طور پر اپنی اہلیہ سے کہنے لگے۔ بھلیے دیکھو اللہ تعالیٰ کا مجھ پر کتنا احسان ہے کہ میں نماز پڑھاتے کبھی بھولا ہی نہیں۔'' ان کی بیوی نے کہا۔ میرے سر کے تاج سبحان اللہ مبارک ہو۔ لیکن آپ یاد رکھئے اس میں اس مائی ملنگنی۔ آپ کی بیوی کا بھی کچھ حصہ ہے۔ آپ فرمانے لگے۔ تو خواہ مخواہ ہر بات میں ٹانگ اڑا لیتی ہے۔ تمہارا حصہ اس میں کہاں سے نکل آیا۔ اس نے کہا اچھا جی کبھی دیکھ لیں اے۔

ایک دن سوئے اتفاق سے' حضرت صاحب نماز پڑھاتے ہوئے بھول گئے۔ شور مچ گیا۔ لوگ حیران ہوگئے آج کیا ہوا۔ بابا جی بھی بہت افسردہ وغم زدہ گھر آئے تو اہلیہ نے افسردگی اور پژمردگی کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا۔ آج ایک افسوسناک واقعہ ہوگیا کہ میں آج نماز پڑھاتے پڑھاتے بھول گیا ہوں۔ تو مائی صاحبہ نے فرمایا۔ ہاں آج ہی ہم نے بے وضو آٹا گوندھا تھا۔ ''اگر بے نماز کے ہاتھ سے کھانے سے تہجد کی نماز میں ناغے ہوسکتے ہیں۔ اگر بے وضو آٹا گوندھنے سے نمازی نماز میں بھول سکتے ہیں۔ تو بے وضو' بے حضور' بے کیف اور بے سرور نقیب نعت خواں اور خطیب کے اثرات کیا مرتب ہوں گے۔''

اسی خوشگوار گفتگو کے دوران صدر محفل کی بات بھی چل نکلی۔ اکثر احباب کی رائے یہ تھی کہ بدقسمتی سے ایسی پاکیزہ محفل کی صدارت' اہل ثروت' کو پذیرائی بخشنے کے لئے پیش کی جاتی ہے۔ ''جو

Marfat.com

صرف ان کے پیسے کو سلام ہوتا ہے۔'' ان کے عہدے یا مرتبے کو سلام ہوتا ہے اور وہ پورے جاہ و جلال کے ساتھ۔ تمکنت کے ساتھ اسٹیج پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ نوٹ نچھاور کرتے ہیں۔ فوٹو کھنچواتے ہیں۔ وڈیو بنواتے ہیں' ہار اور چادریں پہنائے جاتے ہیں۔ حالانکہ ایسی پاکیزہ محافل کی صدارت کا معیار کم از کم یہ ہونا چاہیے کہ اگر کوئی قاری صاحب' نعت خواں صاحب' کوئی خطیب صاحب یا نقابت کے فرائض ادا کرنے والے نقیب صاحب کی زبان سے خلاف واقعہ خلاف ادب و احترام جملہ نکل جائے۔ تو وہ اس کی اصلاح کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ ان کو بتا سکتے ہوں۔ حضرت صاحب۔ بیٹا یا نوجوان' یہ لفظ ایسے نہیں۔ ایسے ہے' یہ واقعہ یوں نہیں' یوں ہے' وغیرہ۔

ایک سوال پوچھا گیا کہ محفل کا دورانیہ اتنا طویل کیوں ہو جاتا ہے کہ صبح کی آذانیں شروع ہو جاتی ہیں اور اکثر حضرات ساری رات محل میں بیٹھے بیٹھے اتنے تھک جاتے ہیں کہ فجر کی فرض کی نماز سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔

تو اس کا جواب ایک نہیں تھا۔ ہر ایک کا جواب مختلف تھا۔ ایک صاحب نے فرمایا کہ صاحب خانہ کا خیال یہ ہوتا ہے کہ میں نے تو سال بھر میں ایک ہی دفعہ محفل کرانی ہے۔ اس لئے' اس کے بچے بھی نعت پڑھتے ہیں۔ اس کے آئے ہوئے مہمان بھی نعت پڑھتے ہیں۔ مختلف نعت خوانوں سے سننے کی مختلف فرمائشیں بھی ہوتی ہیں۔ گھر میں مستورات کی بھی کچھ فرمائشیں ہوتی ہیں۔ ان تمام تقاضوں کو پورا کرتے کرتے وقت بیت جاتا ہے اور وقت کی طوالت کا بعض اوقات احساس بھی نہیں ہوتا۔

ایک صاحب نے فرمایا کہ مرکزی نعت خوان حضرات کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہم سب سے آخر میں پہنچیں۔ جب محفل پورے جوبن پر ہو۔ اس وقت ہماری نعت ہو۔ اس طرح وہ حضرات اکثر ایک بجے کے بعد ہی تشریف لاتے ہیں۔ پھر ان کی اپنی طرف سے دو تین نعتوں سے پہلے پندرہ بیس منٹ دوہڑے وغیرہ پڑھنے میں صرف ہو جاتے ہیں۔ اس طرح محفل طویل ہو جاتی ہے۔

ویسے تمام حضرات کا اس پر اتفاق تھا کہ محافل کا دورانیہ مختصر ہونا چاہیے۔ لیکن چونکہ محفل کے نقیب کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ خود محفل کو سمیٹنے کی پوزیشن میں نہیں ہوتا۔

اس بات پر بھی اتفاق ہوا کہ نقیب محفل' تعلیم یافتہ ہو' دینی تعلیم سے آشنا ہو تاریخ و سیرت کا وسیع مطالعہ رکھتا ہو۔ جاہل مطلق اور صرف بڑبولا۔ نقیب محفل شریف کے تقدس کے تقاضے پورے نہیں کر سکتا۔

☆

Marfat.com

محافل نعت اصلاحِ اعمال کی ایک صورت

شاکر کنڈان (سرگودھا)

نعت کا لفظ جب بھی سامنے آتا ہے تو دل و دماغ ایک ہی مفہوم پر متفق ہوتے ہیں۔ ذکر و ثنائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جب بات ذکر و ثناء کی ہوتی ہے تو اسے آپ اپنی بات تک محدود نہیں کر سکتے اور خاص طور پر جب ذکر اس ہستی کا ہو جو وجہ بنائے کائنات ہے تو کائنات کا کوئی بھی پہلو آپ کے ذکر میں شامل کیا جا سکتا ہے چونکہ قرآن مجید بھی آپ ہی کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان "وَرَفَعْنَالَکَ ذِکْرَکَ" اس حقیقت کا ثبوت اور گواہی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو اللہ رب العزت نے خود بلند فرمایا ہے............ انسان تو بے چارہ مجبور ہے اور مجبور بھی اس حد تک کہ چودہ سو سال ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر لکھتے ہوئے لیکن ابھی تک آپ کے بہت سے بلکہ بے شمار پہلو پوشیدہ ہیں۔ حالانکہ کائنات میں سب سے زیادہ آپ کی ذات اقدس پر لکھا گیا .... کیا مسلم .... کیا غیر مسلم .... سب نے اپنی سی کوشش کی اور ہر ہر پہلو کو کھنگالنے کی کاوش میں کئی ایسی باتیں بھی سامنے آئیں جن کا آپ سے کوئی تعلق نہیں یا جن میں ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے کوئی سچائی نہیں۔ لیکن بہر حال آپ کا ذکر ہمیشہ پیش نظر رہا ہے اور رہے گا۔ آہستہ آہستہ ایسے پہلو بھی سامنے آتے جائیں گے جو ابھی تک ذہن و عقل کی رسائی سے دور ہیں لیکن آپ کی صفات اور ذکر کا جزو ہیں۔

نعت کے لفظ کو چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منظوم ذکر کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے اس لئے جب نظم کی بات ہوتی ہے تو تشنگی کا احساس مزید بڑھ جاتا ہے۔

ہمارے ہاں نعت میں عام طور پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت، آپ ﷺ کی نبوت، مکی اور مدنی زندگی، آپ ﷺ کے شمائل، آپ ﷺ کا کردار، کائنات پر آپ ﷺ کے احسانات، آپ ﷺ کی تعلیمات، آپ ﷺ کی صفات، آپ ﷺ کی رحمت للعالمینی، آپ ﷺ سے تعلق، آپ ﷺ کی اتباع، آپ ﷺ کے دیدار کی خواہش، آپ ﷺ کے دربار میں حاضری کی تمنا، آپ ﷺ کے قرب میں موت کی آرزو، آپ ﷺ کا باعث بنائے کائنات ہونا، آپ ﷺ کے سبب سے دکھوں اور تکلیفوں سے نجات، آپ ﷺ کے نور ہونے، آپ ﷺ کے افضل البشر ہونے، آپ ﷺ کی اطاعت، آپ ﷺ کی رسالت، مغازی، مکاتیب، ملاقاتیں غرضیکہ آپ ﷺ کی ذات اقدس کے بہت سے

Marfat.com

پہلوؤں کے ذکر سے شاعر اپنے اشعار کو مزین کرتے ہیں۔ پھر یہ کہ آداب بھی آپ ﷺ کی نعت کا حصہ ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان تمام پہلوؤں سے ایک زندگی کو کس قدر فائدہ اٹھانا چاہیے یا انہیں صرف کہنے، لکھنے اور پڑھنے کی حد تک ہی محدود رکھنا چاہیے یا پھر عام نظامِ حیات و کائنات میں اس سے مستفید ہونا چاہیے۔"

یہاں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ذکر محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کئی چیزیں تو ایسی ہیں کہ ان سے ہم اپنی روح کو منور اور ذہن کو معطر کرتے ہیں۔ کچھ ایسی باتیں ہوتی ہیں جن سے فیض پاتے ہیں۔ کچھ چیزیں برکت کے لئے ہوتی ہیں اور کئی باتیں جو آپ ﷺ کی زندگی سے متعلق ہیں ان سے ہم نظام کائنات کو بہتر بنانے، سنوارنے اور اعلیٰ طریقے سے چلانے کا کام لے سکتے ہیں۔ مزید یہ کہ ہم اپنی زندگیوں کو اگر نعت میں بحث کئے جانے والے نکات کے مطابق ڈھال لیں تو ہمارے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

ہمیں معاشی اور گھریلو پریشانیاں اکثر لاحق ہوتی رہتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ پریشانیاں ہماری مادی اور آسائشوں کی تکمیل کی خواہش کے باعث ہوتی ہیں۔ اولاد نرینہ کی آرزو میں میاں بیوی گھلتے رہتے ہیں۔ بچیوں کی پیدائش پر اور ان کی تربیت کی ذمہ داریوں کے لئے ہم پریشان رہتے ہیں۔ ایسے تمام حالات ہم استغاثہ کے طور پر نعتوں میں یا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اشعار کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ تو اس پر ہمیں غور کرنا چاہیے کہ حضور کی تعلیمات، آپ کی زندگی، آپ کے گھریلو حالات اور معاملات ہمارے سامنے ایک نمونہ ہیں اور ہمیں اس سے سبق لینا چاہیے۔

اولاد نرینہ کا دکھ جب ستائے تو ہمیں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد نرینہ کے بارے سوچ لینا چاہیے کہ بیٹے ہوئے تو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ بیٹا نہ ہونے سے بیٹا ہو کر فوت ہو جانا زیادہ دکھ کا باعث ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے اس پہلو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ محمد مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔" اولاد نرینہ کا غم آپ ﷺ نے کبھی اپنے سینے پر نہیں لیا۔ اللہ کی رضا تھی۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر دکھ ہوا لیکن اسے بھی اللہ کی خوشنودی کے لئے بڑے حوصلے سے برداشت کر لیا اور پھر آپ کی حیات میں کبھی نہیں دیکھا گیا کہ آپ نے اولاد نرینہ کی بات کی ہو۔ مادی خواہشیں جب ستائیں تو غور کیجئے کہ جس ہستی کے لئے کائنات تخلیق ہوئی انہوں نے زندگی کس سادگی سے گزاری۔ جو کچھ ہوتا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قربان فرما دیتے۔ ہم جب

Marfat.com

پڑھتے ہیں کہ محبوب اللہ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہیں اور بدن پر اس کے نشان بن گئے ہیں یا پتھر اور کھردری زمین پر آپ آرام فرما رہے ہیں اور بازو کو سرہانا بنا رکھا ہے۔ تین تین دن سے بھوکے ہیں۔ پیٹ پر پتھر باندھ رکھے ہیں اور کدال سے خندق کھود رہے ہیں تو چاہیے تو یہ کہ ان تمام اعمال سے ہمیں حوصلہ ملے ہم سوچیں کہ ہمارے آقا علیہ ﷺ کس حال میں رہ کر ہمیں زندگی گزارنے کا سبق دے گئے اور ہم ہیں کہ دولت اور آسائش کی تمنا میں مرے جا رہے ہیں۔ لاکھوں' کروڑوں اور اربوں روپے جمع کرنے کے چکر میں ہیں۔ جائز اور ناجائز کی ہماری نظر میں کوئی اہمیت نہیں۔ جبکہ آپ کی تعلیم ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ یہ دولت ہمارے کسی کام نہ آئے گی بلکہ یہ ہمارے لئے زہریلے سانپ اور بچھو ہیں۔

بیٹیوں کی پرورش اور تربیت کے لئے اس سے بہتر اور کیا ہوگا کہ آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو بیٹیوں کی عمدہ اور بہتر تربیت پر جنت کی بشارت دے دی۔

بزرگوں یعنی والدین کی خدمت سے ہم کتراتے ہیں لیکن ہمیں سوچنا چاہیے کہ آپ نے والدین کی خدمت کا حکم دیا ہے یہاں تک کہ جب وہ بوڑھے ہو جائیں تو اُن کے سامنے اُف تک نہ کی جائے۔ والدین کی خدمت سے جہاں جنت ہماری منتظر ہے وہاں اپنے آنے والے بڑھاپے کے ایام بھی ہمارے سامنے رہنے چاہیں۔

یہ تمام مضامین ایسے ہیں جن کو شعراء کسی نہ کسی حوالے اور طریقے سے اپنی نعتوں میں بڑے خوبصورت انداز میں باندھتے ہیں۔

یہ تو چند نکات عائلی زندگی کے تھے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر ہم گھریلو زندگی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں تو اسے اس دنیا میں بھی جنت سماں بنا سکتے ہیں۔

آپ ﷺ کی خارجی زندگی کو جب ہم اپنے نعتیہ اشعار کی زینت بناتے ہیں تو کفار سے آپ کا جہاد کرنا' تجارت میں آپ کی ایمانداری' لین دین میں دیانتداری' دشمنوں سے حسنِ سلوک' جانوروں سے محبت' بچوں پر شفقت جیسے واقعات سامنے آتے ہیں۔ غرضیکہ معاشرے کی زندگی کے تمام پہلو آپ کے کردار اور شخصیت کے ہمارے سامنے واضح ہیں اور ہمیں بار بار یہ دعوت دیتے ہیں کہ زندگی کے ان رویوں کو جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے سامنے رکھے ہیں اگر زندگی کا حصہ بنا لو گے تو کامیاب رہو گے۔ معاشرے اور ماحول بلکہ کائنات کے تمام دکھ ان اصولوں کو اپنانے سے ختم ہو سکتے

Marfat.com

ہیں۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھر سے باہر کی زندگی بھی اسی طرح عیاں ہے جس طرح گھر کی زندگی۔ مثلاً جہاد کا مطلب یہ نہیں کہ آپ بے جا دشمن کو تنگ کریں اور اسے ذلیل کرنے کے لئے ان پر حملے شروع کر دیں بلکہ یہ اس وقت فرض ہے کہ جب آپ کا جینا دوبھر کر دیا جائے۔ آپ کے مسلمان بھائیوں پر ستم کے پہاڑ توڑے جائیں۔ آپ کی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کی عزت محفوظ نہ رہے۔ ملکی سرحدوں کو خطرہ ہو تو ایسے حالات میں مسلمانوں کو چاہیے کہ زندگی کو داؤ پر لگا دیں۔ لیکن اس میں آپ کی ذاتی غرض و غایت نہیں ہونی چاہیے اور نہ ہی موت کا ڈر۔ کیونکہ موت نے تو آنا ہے اور اگر ایسے حالات میں آتی ہے تو وہ ابدی زندگی ہے۔ ہمارے سامنے آپ کی پوری زندگی ہے تاریخ کا ایک مکمل سلسلہ اوراق پر بکھرا پڑا ہے جو ہمیں آگاہ کرتا ہے کہ جب مسلمانوں نے اللہ کی راہ میں جانیں پیش کیں تو وہ کامیاب رہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کا مقصد قتل و غارت نہیں بلکہ امن کے قیام کی کوشش ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ مسلمانوں نے جہاد کے دوران اتنے لوگ قتل نہیں کیے جس قدر صرف جنگ عظیم میں ہٹلر اور مسولینی کی ہوس جاہ کا شکار ہوئے۔ اگر جہاد کا سلسلہ ختم کر دیا جائے تو یاد رکھو کہ ہمیں کوئی بھی زندہ نہیں رہنے دے گا بالکل ایسے ہی جیسے آج مسلم ممالک کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اگر آج بھی حکومتی سطح پر جہاد کے عمل کو جاری کر دیا جائے اور مغرب کو اس کا منہ توڑ جواب دیا جائے تو اس کی ہمت نہیں پڑے گی کہ وہ ادھر غلط نگاہ سے بھی دیکھے اور یوں مسلم ممالک امن کی زندگی گزار سکتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے کنارہ کشی کر لی ہے۔ ہم نے ان تمام احکامات کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیا ہے۔

کاروبار تجارت میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حد تک مخلص تھے کہ مکہ کی ایک مالدار خاتون خدیجہ کا مالِ تجارت لے کر گئے تو واپسی پر اس عورت نے اپنے غلام سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لین دین کے بارے سن کر اور منافع خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اتنی متاثر ہوئی کہ خود شادی کی درخواست کر دی۔ پھر آپ ﷺ کی زندگی میں اس حوالے سے جب ہم دیکھتے ہیں تو آپ ﷺ سراپا دیانتدار نظر آتے ہیں۔

اسی طرح ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور امانت کے مضامین کو بھی نعت میں بیان کرتے ہیں۔ پوری دنیا جانتی ہے کہ آپ کی صداقت کو آپ کے دشمن بھی تسلیم کرتے تھے کہ آپ نے جب فرمایا کہ اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے دشمن تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم مان لو

Marfat.com

گے۔" تو سب نے بیک زبان کہا "کیوں نہیں۔ کیونکہ آپ نے ہمارے درمیان زندگی گزاری ہے۔ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔" اگر ہم جھوٹ سے پرہیز کریں اور سچائی کو وطیرہ بنالیں تو بے شمار دکھوں سے جہاں جان چھوٹ جائے گی وہاں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی۔

امانت داری میں آپ ﷺ کا وہ مقام تھا کہ آپ ﷺ کے دشمن بھی اپنی امانتیں آپ ﷺ کے پاس حفاظت کے لیے رکھتے تھے۔ ہجرت کا واقعہ ہمارے سامنے ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف امانتیں لوٹانے کے لیے اپنے بستر پر سلایا۔

امانت داری کو اللہ تعالیٰ بھی پسند فرماتے ہیں۔ ہم نعت میں حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امین ہونے کی بات تو کرتے ہیں لیکن اگر ہم خود امین بن جائیں تو کیا اپنے بلکہ غیر بھی ہماری اس صفت سے مطیع ہو جائیں اور معاشرت کے کئی جھمیلوں سے نجات بھی حاصل کرلیں۔ پھر یہ کہ امانت اور صداقت اسلام کے فروغ اور اس کے ارتقاء میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

الغرض کہ جب ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں اور ہمارے شعراء اپنی نعتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے جن پہلوؤں کو واضح کرتے ہیں تو یہ بات زبانی کلامی ہوتی ہے لیکن اگر عملاً ان اوصاف کو اپنایا جائے جو جس طرح قبل ازیں میں بیان کر چکا ہوں کہ نہ صرف برائیوں سے بچ سکتے ہیں...... اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں...... آقائے نامدار کے بہترین اُمتی بن سکتے ہیں بلکہ اسلام کے فروغ کے ساتھ ساتھ اس دنیا کو بھی جنت بنا سکتے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کئے جانے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف وفضائل کو زندگی کا حصہ بنالیں اور اُن پر عمل کر کے معاشرے اور اس گلوبل ورلڈ میں اپنا صحیح مقام بنالیں۔ اللہ کرے کہ ہماری زندگیاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چل پڑیں اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

......☆......

کاروانِ نعت میں خواتین کی نمائندگی کیلئے خواتین کا شعبہ قائم کر دیا گیا ہے۔ ایسی خواتین جو نعت لکھنے، پڑھنے، محافل نعت کروانے یا نعت کے حوالے سے لکھنے میں دلچسپی رکھتی ہوں رابطہ کریں۔

مسز ابرار مغل، ادارہ کاروانِ نعت

Marfat.com

محفل نعت میں صدر کا کردار

ریاض احمد قادری

عصر حاضر میں محافل نعت کا انعقاد زندگی کا ایک لازمی اور ضروری حصہ بن گیا ہے۔ ایک زمانہ تھا جب ربیع الاول اور رمضان المبارک میں یہ محافل منعقد ہوتی تھیں مگر اب اللہ کے فضل و کرم سے سارا سال یہ محافل منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ ماضی میں یہ محافل مساجد یا گھروں میں ہوتی تھیں۔ آج کل سڑکوں، بازاروں، گلیوں، چوراہوں، پارکوں اور کھلی جگہوں پر منعقد ہوتی ہیں۔ ان محافل میں روشنی، ساؤنڈ، کرسیوں اور وسیع و عریض بلند و بالا اسٹیج کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ریکارڈنگ بھی ہوتی ہے۔ کیبل پر نشر بھی ویڈیوز اور سی ڈی بھی بنتی ہیں۔ جہاں ان محافل کے بے شمار فیوض و برکات ہیں وہاں کچھ مسائل بھی جنم لے رہے ہیں۔ کچھ شکایات بھی سامنے آئی ہیں جن کا مداوا نہایت ضروری ہے۔ ان محافل کو شوبزنس اور لائم لائٹ کے طور پر لیا جاتا ہے۔ نعت خواں حضرات خود کو فائیو سٹار وی آئی پی سمجھتے ہیں۔ ائر ٹکٹ طلب کرتے ہیں۔ فائیو سٹار ہوٹلوں میں بکنگ مانگتے ہیں۔ لاکھوں روپے ایڈوانس طلب کرتے ہیں۔ خود کو فلمی اداکار ہیرو یا ٹی وی سٹار سمجھتے ہوئے ان جیسے ہی بھڑکیلے چمکدار لش پش کرتے کپڑے پہنتے ہیں۔ اپنے ساتھ مکمل میوزک آرکسٹرا رکھتے ہیں۔ دف کی آڑ میں دیگر ساز بھی لے آتے ہیں۔ ذکر کے پردے میں میوزیکل ٹیونز کا اہتمام کرتے ہیں اور مکمل میوزیکل ایفیکٹس دے کر لوگوں کو اپنی طرف راغب کرتے ہیں۔ بعض اوقات مقبول عام فلمی دھنوں، گیتوں اور غزلوں کی موسیقی پر نعت تیار کرتے ہیں۔ سننے والا جب دور سے اسے سنتا ہے تو اسے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کہیں کوئی گانا چل رہا ہو۔ گانے اور نعت کو سننے میں فرق ہی محسوس نہیں ہوتا۔ ایسی نعت سنتے ہیں تو ذہن میں فلمی مناظر چل پڑتے ہیں۔ ٹی وی سٹیلائٹ چینلز، کیبل، سی ڈی، ویڈیو اور کمپیوٹر کی آمد سے یہ سب خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ آج لوگ کلام کی طرف توجہ نہیں دیتے صرف یہ دیکھتے ہیں کون پڑھ رہا ہے۔ کیسے سُر لگا رہا ہے۔ دھن کونسی لگائی ہے۔ انڈین گلوکاروں کے قریب ترین ہے یا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نعت خوانوں نے کلام کے معیار اور معنویت کو چھوڑ کر صرف موسیقیت کو اپنا مطمع نظر بنا لیا ہے۔ اپنی محافل میں کرسیوں پر بیٹھ کر لوگ محفل نعت کو سنتے ہیں۔ وضو کرنا تو بہت دور کی بات ہے ان کے ذہن اور لباس بھی پاک صاف نہیں ہوتے۔ اکثر نوجوان سگریٹ پی رہے ہوتے ہیں۔ کوئی پان کھا رہے ہوتے ہیں باقی ادھر ادھر کی باتوں میں مصروف ہوتے ہیں اور نعت خوانی کی طرف بھی توجہ نہیں ہوتی۔ محفل نعت کے منتظم کوئی امیر کبیر کاروباری یا سیاسی شخصیت ہوتی ہے جس کا مقصد اس محفل کے ذریعے ووٹ بنانا۔ سیاسی تعلقات بنانا یا دوکانداری چمکانا ہوتا ہے یا شہرت

Marfat.com

حاصل کرنا ہوتا ہے۔ سٹیج پر بھی لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ لوگ سٹیج پر آتے ہیں کلام سناتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ صاحب صدر کسی ایم این اے/ ناظم/ ایم پی اے یا کونسلر کو بنایا جاتا ہے جس کا اس تقریب پر کنٹرول نہیں ہوتا۔ مائیک پر آنے اور جانے والوں کے دل میں بھی صاحب صدر کا احترام نہیں ہوتا اور ایسی محفل میں کسی علمی ادبی دینی یا روحانی شخصیت کو نہیں بلایا جاتا۔ کسی بھی عالم دین کا خطاب نہیں رکھا جاتا۔ پڑھنے والے بھی سفارشی ہوتے ہیں یا ہیوی بکنگ والے' منتظم چونکہ مال دار ہوتا ہے۔ اسے کوئی بھی شخص ہدف تنقید نہیں بناتا۔ ایسے میں محفل میں ہڑ بونگ مچنا' میلہ کا سا سماں پیدا ہونا' بدنظمی پیدا ہونا معمولی کیس نہیں اور محفل پر' وجد یا روحانی کیفیت طاری نہیں ہو پاتی۔ صاحب صدر کا کردار صفر ہوتا ہے۔ ایسی محافل کے ساتھ ساتھ ریہڑیوں چھابڑیوں' خوانچہ فروشوں اور دیگر دوکانداروں کی چاندی ہو جاتی ہے۔ وہ اپنا سامان بیچ رہے ہوتے ہیں۔ عمرہ کے ٹکٹ کے اعلان کی وجہ سے بھی بے شمار خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ عمرہ کا سٹال محفل کے عین درمیان میں لگایا جاتا ہے۔ لوگوں کا دھیان نعت خوانی کو سننے کی طرف کم اور عمرہ کیلئے شناختی کارڈ جمع کروانے کی طرف زیادہ ہوتا ہے۔ بعض محافل میں کسی عالم دین کو خطاب کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے وہ عالم دین تشریف لاتے ہیں اپنا خطاب شروع کرتے ہیں انہیں کوئی نہیں سنتا۔ لوگ ''فائیو سٹار گلوکار'' کو سننے کی خاطر بے تاب ہوتے ہیں مجبوراً عالم دین اپنا خطاب مختصر کرتے ہیں اور سٹیج سے چلے جاتے ہیں کیونکہ اُنہیں کسی اور محفل میں جانا ہوتا ہے یا وہ اس ماحول کو برداشت نہیں کر پاتے۔ یہ صورت حال بہت سنجیدہ ہے۔ محفل ایک دفعہ پھر آزاد ہو جاتی ہے۔ نوجوانوں کا قبضہ ہوتا ہے۔ بزرگ عمر رسیدہ اور تجربہ کار لوگ کم ہی ہوتے ہیں۔ صدر صاحب بھی چند لمحات کے بعد اٹھ کر چلے جاتے ہیں اور محفل بغیر کسی صدارت کے ہی چلتی رہتی ہے۔ جس سے بدنظمی جنم لیتی ہے۔ ایسی محافل میں صدر کا کردار انتہائی غیر مؤثر ہوتا ہے۔

صدر کا کردار بہتر اور مؤثر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ محفل میں فرشی نشست کا اہتمام کیا جائے۔ تمام لوگ باوضو ہوں۔ عمرہ کے ٹکٹ کی بکنگ والے محفل کے آخر پر آئیں۔ محفل میں دوکانداروں اور ٹھیلہ والوں کا داخلہ بند کیا جائے۔ محفل نعت کے گرداگرد قنات لگا کر شامیانہ کی صورت میں اسے ہال کی شکل دی جائے۔ اس کے اندر لوگ جوتے اتار کر سروں پر ٹوپیاں پہن کر داخل ہوں۔ صاحب صدر کسی دینی مذہبی روحانی شخصیت کو بنایا جائے۔

سیاسی شخصیت کاروباری تجارتی شخص کو صدارت نہ دی جائے۔ صدارت کسی خطیب' امام' سجادہ نشین' نعت گو شاعر' دینی شخصیت یا کسی عظیم روحانی شخصیت کو دی جائے۔ (جو کم از کم علمی اعتبار سے اتنے مضبوط ہوں کہ محافل کے اداب کو سمجھتے ہوں) اور صدر اس محفل میں اپنا مکمل کردار ادا کرے اور کسی

Marfat.com

بھی غیر شرعی حرکت کو نہ ہونے دے۔ محفل کے منتظمین، شرکاء اور "سٹیج پرفارمرز" کے دل میں صاحب صدر کا مکمل رعب، احترام، دبدبہ، ڈر موجود ہو اور صدر کا بھی فرض ہے کہ وہ محفل شروع ہونے سے لے کر اختتام پذیر ہونے تک سٹیج پر موجود رہے نیز یہ بھی کہ صدرِ محترم محفل کے شروع ہونے سے پہلے "اداب" کے حوالے سے انتظامیہ سے بات کرلیں۔ پھر کوئی بہتری کی صورت پیدا ہوسکتی ہے۔ اُمید ہے محافل کے منتظمین ان معروضات کو پیش نظر رکھیں گے اور محافل نعت کو صرف اور صرف حصول ثواب اور فروغِ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذریعہ بنائیں گے اور اس کے علاوہ کوئی اور دنیاوی مقصد ان کے پیش نظر نہ ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆

ہماری زندگی کا سب سے بڑا حادثہ یہی ہے کہ ہم کثیر المقاصد ہیں۔ آج کا انسان بیک وقت ہزارہا کام کرتا ہے اور کرنا چاہتا ہے۔ کثیر وابستگیوں نے انسان کو مستقل مزاج نہیں رہنے دیا۔ آج کا آدمی کمپیوٹر کی زندگی بسر کررہا ہے۔ مشینی عمل سے مسلسل گزرنے والا انسان مشین کا حصہ بن گیا ہے۔ جذبات سے محروم، نا آشنا......نہ محبت سے آشنا، نہ وفا سے باخبر......نہ غم سے گزرتا ہے نہ خوشی کو جانتا ہے۔ آج کی ٹریجڈی یہی ہے کہ آج کوئی ٹریجڈی نہیں۔ سانحہ مر چکا ہے۔ آج کی زندگی میں نہ مرثیہ ہے نہ قصیدہ۔ انسان کئی زندگیاں گزار رہا ہے اور لازمی ہے کئی اموات دیکھ رہا ہے۔ کثیر المقاصد زندگی ہی بے مقصد زندگی ہو کر رہ جاتی ہے۔ سب کا دوست کسی کا دوست نہیں۔ ہر ایک سے بے تعلق اپنی ذات سے بھی لاتعلق ہو کر رہ گیا ہے۔ صرف شکلِ انسان قائم ہے، صفات سب بدل چکی ہیں۔ انسان کو کیا ہو گیا ہے؟ صرف یہی کہا جاسکتا ہے کہ انسان جو تھا وہ نہیں ہے۔ شاید کسی حادثے میں انسان مر چکا ہے اور اب اس کا بھوت زندہ ہے۔ (واصف علی واصفؒ)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فن نعت خوانی

☆ نعت خواں نعتیہ کلام کا جائزہ کیسے لیں؟
☆ نعت خوانی کی فنی ضرورتیں

Marfat.com

نعت خواں نعتیہ کلام کا جائزہ کیسے لیں؟

ڈاکٹر عاصی کرنالی

یہاں پہلے ہم مختصراً انہی امور کا اعادہ کریں گے جو ہم نے بہرہ حمد میں کہے ہیں۔ ہم کسی نعت کو اچھے برے خانوں میں تقسیم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ نعت کی تخلیق دلی صداقت پر ہوتی ہے۔ البتہ تلازمات فن کے پیش نظر نعت کے خیالات' زبان و بیان اور مواد و اسلوب کے معیار کی سطحوں پر تنقید کا جواز ہے۔ ہم نعت میں جائزہ لے سکتے ہیں کہ آداب و حدود کی پاسداری کی گئی ہے یا نہیں اور کہیں غلو یا تخفیف کی لغزش تو نہیں ہوتی اور فنی پیمانے کی رو سے وہ نعت کس مرتبے کی ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مداح گوئی اور ثناء خوانی ایک مسلمان شاعر کا جہاں دینی و ایمانی فریضہ ہے وہیں اس کے شعر و ادب کا بھی ایک عرفانی تقاضا ہے۔ وہ کائنات کی عظیم ترین ہستی جس کا مداح خود خالق حیات و کائنات ہے اور وہ محبوب و مطلوب شخصیت کبریٰ جس کی توصیف و ثنا میں تمام کائنات محو و مشغول ہے اور جو ازل سے ابد تک کی اقلیم پر "**ورفعنا لك ذكرك**" کا تاج پہنے شہنشاہی کر رہا ہے اور جس کے صدقے میں ہر بشر ہر عظمت و سعادت سے بہرہ ور ہوا' اس کی مداحی ہر شاعر کی اساس شعر اور اثاثہ ادب ہونا چاہیے۔ یہی بنیادی سبب ہے کہ بے شمار شعرا نے صرف نعت گو اور مداحین رسالت کا تخصص پایا اور ان کے مبارک قلم سے صرف نعت کے مضامین ہی ادا ہوئے لیکن دوسرے تقریباً تمام مسلمان شعراء نے ہر صنف شعری میں جزواً اشعار نعت کہے اور اپنے دامان ادب کو گل ہائے نعت و ثنا سے بھی آراستہ کیا۔ ہر زبان کا گلشن نعت کے پھولوں سے مہک رہا ہے اور ہر عہد کی فضاؤں میں ثنائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نغمے گونج رہے ہیں۔ یہ سلسلہ ازل سے ابدالآباد تک جاری و ساری ہے۔ اس کثرت نعت و مدحت کے باوجود اس محسن کائنات اور ہادی دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات کے حق کا ایک حصہ بھی ادا نہیں ہو سکتا۔

دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسید عمر ماہم چناں در اوّل وصف تو ماندہ ایم

میری اس گفتگو کا مقصد و منشا صرف اس احساس کا تازہ رکھنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح گوئی و نعت خوانی میں ان تمام آداب و احترامات کو مدنظر رکھنا چاہیے جو اس عظیم ترین ہستی کی حرمت داری کے مقتضیات میں شامل ہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع ادبیات و کمالات ہیں۔ آپ کا ہر ارشاد مبارک اور آپ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والا حرف حرف ادب آفریں ہے۔ آپ کی ہر ادائے سیرت بجائے خود ایک نیر تاباں ہے جس سے شعور و ادب کے اجالے طلوع ہوتے

Marfat.com

ہیں۔ آپ کے کلمات مبارکہ اور احادیث منزہ میں فصاحت و بلاغت کے نکتے پوشیدہ ہیں اور جملہ علوم و معارف کے اسرار و رموز مخفی ہیں۔ ادب آپ کے آفتاب ذات سے طلوع ہوا اور شب ہائے اسالیب و اظہارات کو صبحوں کی صباحتیں آپ کے خطاب و تکلم کے صدقے نصیب ہوئیں۔ اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت عظمیٰ کی بلند ترین منزلوں اور ارفع منزلتوں کا اقتضا ہے کہ ہم جب آپ کی نعت کہنے یا پڑھنے کی سعی کریں تو ہمیں ادب و احتیاط کی تمام امکانی حدود کے دائرے میں رہنا چاہیے اور بر بنائے بے احتیاطی کوئی ایسی بات ہماری زبان یا قلم سے نہیں نکلنی چاہیے جس کی ادائی میں دامان حرمت پر ہماری گرفت کمزور دکھائی دے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم سے کوئی لرزش یا لغزش ہو جائے اور ہم العیاذ باللہ ''حبط اعمال'' کا شکار ہو جائیں۔

اسی لئے میں نے چاہا کہ ان باتوں کا ذکر کروں اور ان امور کا جائزہ لوں جو میرے خیال میں موانعات نعت اور ممنوعات ثنائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہیں۔ میں نے اس مضمون میں عموماً مثالوں سے اور حوالوں سے عمداً گریز کیا ہے۔ اس لئے کہ مرحوم شعرا تو اب دنیائے آب و گل میں نہیں ہیں لیکن معاصر شعرا یا ان کے ہوا خواہوں سے یہ اندیشہ ضرور ہے کہ وہ میری رائے سے متفق نہ ہوں، یا مجھ سے خفگی کا اظہار فرمائیں۔ کہیں کہیں میری رائے سے اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے نہایت خلوص نیت کے ساتھ یہ مضمون لکھا ہے اور حبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقاضوں کی لطافتیں اور نزاکتیں حرف حرف اور سطر سطر میرے ملحوظ خاطر رہی ہیں ...... میرے نزدیک موانعات نعت درج ذیل ہیں:

1- ہم میں سے اکثر شعرا غزل گوئی کے کوچے سے حریم نعت و ثنا میں داخل ہوئے ہیں۔ انہوں نے شعر گوئی کا آغاز غزل سے کیا اور مدتوں غزل ہی کہتے رہے اور حسینانِ مجازی کے لب و رخسار اور زلف و کاکل کی مبالغہ آمیز توصیف و تعریف میں مستغرق رہے۔ ان کے ذہن و ذوق میں وہ تمام مضامین رچ بس گئے جن کا تعلق جذبات نفس و ہوس سے ہے۔ محبوب کی جسمانیت، ان کی نظروں کا مرکز و محور رہی اور انہوں نے غزل میں زنانِ بازاری کے سراپا پر نہایت ہوس انگیز اور شہوت خیز مضامین باندھے۔ اس طرح غزل میں ''سراپا نگاری'' ایجاد ہوئی اور موئے سر سے ناخن پا تک ایک ایک عضو کی جزئیات نگاری کا حق ادا کیا گیا۔ اس عشق مسلسل اور وظیفہ متواتر سے غزل گو شعرا کے ذہن میں ایک خاص سانچہ تشکیل پا گیا جس کے سبب غزل کی ایک خاص فضا، خاص لب و لہجہ، خاص اسلوب، خاص زبان و بیان اور خاص خیالات و مضامین بلکہ مختصراً یوں کہئے کہ سوچ اور اظہار کا ایک منفرد و ممیز انداز قائم ہو گیا۔ جب ان متغزلین نے نعت گوئی شروع کی تو اپنے ذہن و قلم کو اس غزلیہ فضا سے آزاد نہ کر سکے اور محبوبانِ مجازی

Marfat.com

کے وہی تلازمات ولوازمات نعت میں صرف کرنے لگے اور (خصوصاً) ''سراپا نگاری'' کو غزل کی اسی سطح پر رکھا۔ بعض شعرا یقیناً اس سے مستثنیٰ ہیں لیکن مقام افسوس ہے کہ شعرا کی ایک بڑی تعداد موضوع اور اسلوب اور مضامین میں وہ ترفع پیدا نہ کر سکی جو اس ارفع و اعلیٰ ہستی کے مقام و منزلت کا تقاضا ہے۔ آپ کسی ذہنی تحفظ کے بغیر نعتیہ مجموعوں کا مطالعہ فرمائیے۔ آپ کو ایسے اشعار بکثرت ملیں گے جن سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کو جدا کیجئے تو وہ خالصتاً غزل کے اشعار ہوں گے اور انہیں کسی بھی مجازی محبوب سے چسپاں کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح طیبہ و بطحا یا عرب کے خاص ماحول کو ان شعروں سے منہا کیجئے تو وہ محبوب مجازی کے کوچہ بازار کی ترجمانی کریں گے۔ میں مانتا ہوں کہ نعت میں ''شریعت'' بہ ہر حال ہونی چاہیے پر یہ تغزل میں نعت کہنا لائق مواخذہ نہیں لیکن موضوع کی رفعت کے ساتھ ساتھ زبان و بیاں کی نجابت، جذبہ وخیال کی طہارت اور سلیقہ اظہار وادا کو فضائے تغزل سے یکسر مختلف وممتاز ہونا چاہیے۔

-2 مقامِ رسالت میں جسارت و بے تکلفی کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ لہجے میں بے باکی ہمیں دنیا و آخرت میں برباد کر سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر الانام اور فوق البشر ہیں۔ نعوذ باللہ ہماری سطح کے بشر نہیں ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی فوقیت و برتری کے مقام پر فائز ہونے کے باوجود بارگاہ عظمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ''**لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی**'' کے حکم ربانی کے محکوم و مامور تھے۔ کیا ہمیں نعت گوئی میں کوئی بے تکلفی زیب دیتی ہے؟ کیا ''**قم یاحبیبی کم تنامی**'' کا لہجہ ہمارے لئے زیبا ہے؟ ہم بعض نعتوں میں ایسے مضامین دیکھتے ہیں کہ امت کا استغاثہ پیش کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ آپ قبر مبارک سے کب ظہور کریں گے؟ یہ نیند کب تک؟ باہر تشریف لائیے اور ملاحظہ کیجئے آپ کی امت کا کیا حال بد ہے۔ اوّل تو یہ سوچتے ہوئے ہی دل کانپتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احوال امت پر توجہ دلائیں۔ ہم توجہ دلانے والے کون ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تو عطیہ خداوندی سے تمام احوال وآثار منکشف ہیں۔ پھر ہم میں یہ جسارت کیسی؟ کہ باہر تشریف لائیے۔

اس مضمون میں یہ اضافہ بھی محل غور ہے کہ آپ ظہور نور فرمائیے۔ آپ ایک بار فلسطین میں آیئے۔ مسجد اقصیٰ آپ کی منتظر ہے۔ .... یہ حضور علیہ السلام کا ظہور ثانی اور اس کا تقاضا کیا شے ہے؟ یہ کس قسم کی بعثت ہوگی؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مبعوث ہونے کے بعد ابد تک کے لئے نبی ہیں۔ آپ کی شریعت ہمیشہ کے لئے ہے۔ آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ قرآن آخری کتاب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت زندہ پائندہ ہے۔ پھر ان کا ظہورِ مکرر چاہنا کس جواز کے تحت ہے؟

-3 بعض اوقات ہمارے مطالعے سے یہ ''آشوب'' بھی گزرتا ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کی

Marfat.com

توصیف میں افراط وتفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کبھی تو کسرِ شان کا یہ انداز کہ انہیں اپنا سا بشر سمجھتے ہیں یا غزل کے مضامین کا ان کو مورد قرار دیتے ہیں اور کبھی، از راہ مبالغہ و مغالطہ نہیں، اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات واختیارات کا حامل قرار دیتے ہیں۔ اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کچھ نہیں، اس لئے سب کچھ حضور ہی سے مانگنا ہے۔ "**ایاك نعبد وایاك نستعین**" کی آیت کو سامنے رکھتے ہوئے توحید کے تمام مخصوصات کو حضور علیہ السلام کی ذات مبارکہ میں مرکوز ومحدود کر دینا نہ حضور علیہ السلام کو پسند خاطر ہو سکتا ہے نہ اللہ کی شان کبریائی اسے قبول کرے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو شان نبوت کے باوصف خود کو مقام عبدیت پر رکھتے ہیں اور ہم حضور علیہ السلام کو خدائی اختیارات سے متصف کر کے آپ کی اور اللہ کی (یعنی دونوں کی) نفی ذات کرتے ہیں۔ ہم احد اور احمد میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھتے۔ بس ایک پردہ میم پڑا ہوا ہے۔ یہ پردہ اٹھایئے تو احمد بھی احد ہے۔ کیا نعت کے ایسے مضامین قرآن وسنت کے مزاج کے مطابق ہیں اور دانش ومعرفت کے اصول واطلاق سے مناسبت رکھنے والے ہیں؟

4- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم ومعارف کی کوئی حد وانتہا نہیں ہے۔ ازل سے ابد تک اس عالم ممکنات میں جو اصحاب عقل ودانش پیدا ہوتے رہیں گے اور ارباب کمال، عروج ورفعت کی جن بے کرانیوں تک رسائی کریں گے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے علوم ومعارف کے نور کے خوشہ چیں ہوں گے۔ اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علوم کے بے پایاں سمندر میں سے اتنے ہی علوم عطا کئے ہیں جتنے اس علیم وخبیر نے چاہے ہیں (اور ان کی بھی کوئی حد وانتہا نہیں ہے) تاہم حضور علیہ السلام کے علوم "عطا کردہ الٰہی" ہی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے تمام تر علوم کے حامل نہیں ہیں۔ چنانچہ نعت میں اس نازک نکتے کو ملحوظ رکھنا چاہیے اور حضور پاک کو بلحاظ علوم ومعارف "اللہ" قرار نہیں دینا چاہیے۔

5- یہیں ایک اور نازک بات نہایت برمحل ہوگی کہ تمام صحابہ عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کی بارگاہ علم کے تربیت یافتہ، آپ کی نگاہ التفات کے فیض یافتہ اور آپ کی درس گاہ اخلاق وسیرت کے پروردہ تھے اور یقیناً تبلیغ دین میں آپ کی مصاحبت اور رفاقت کی سعادت سے مشرف تھے۔ اسلام کے فروغ اور دین کی اشاعت میں وہ آپ کے انصار ومعاونین تھے اور اطاعت، نیاز مندی اور فرماں برداری کی صفات عالیہ سے مزین تھے۔ اس کے باوجود حضور علیہ السلام اور ان میں وہی فرق تھا جو ایک معلم اور تلامذہ میں، ایک مطاع اور مطیعوں میں، ایک مقتدا اور مقتدیوں میں ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام رسالت وامور تبلیغ میں ان کے ہادی ومخدوم وپیشوا تھے اور وہ سب آپ کے حلقہ خدمت وارادت میں منسلک تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امور اسلام وشریعت میں ان کے "محتاج" نہیں تھے۔ اگر نعت

Marfat.com

میں کوئی ایسا خیال نظر سے گزرے کہ حضور علیہ السلام کی نبوت صاحب احتیاج تھی اور کارِ رسالت ناقص اور ادھورا رہ جاتا اگر فلاں یا فلاں صاحب اعانت سے ہاتھ کھینچ لیتے۔ یعنی کسی بھی صحابی کو ''شریک نبوت'' قرار دینے کا خیال اگر کسی نعت وثناء میں آپ کی نگاہ کا دامن کش ہو تو کیا آپ اسے منافی شان رسالت اور مخالف منشا و مقاصد نبوت قرار نہیں دیں گے؟

-6 نعت میں بعض ایسے وجدانی مقامات آتے ہیں جن میں جذبات کا والہانہ پن ہم پر غالب ہوتا ہے اور ہم نشاط و سرشاری کی ایک کیفیت میں ملفوف ہوتے ہیں۔ اس مقام پر اگر احتیاط دامن گیر نہ ہو تو بہت سی لغزشیں وارد ہو سکتی ہیں۔ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ غلبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باوجود یہ مستی و بے خودی کا مقام نہیں ہے۔ کتنی ہی مغلوبیت ہو، درِ رسول علیہ السلام پر سجدہ گزاری کا مضمون خلاف توحید پرستی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر جبین عقیدت تو خم کی جا سکتی ہے لیکن اسے سجدے کا قائم مقام قرار نہیں دیا جا سکتا۔

اسی طرح یہ مقام دیوانگی، مدہوشی، گریباں پھاڑنے اور دیوانگی کا نہیں ہے۔ ''باخدا دیوانہ باش وبا محمد ہوشیار'' کی شرائط پر چلنا پڑتا ہے۔ دامانِ حزم واحتیاط پر گرفت رکھنا لازمی ہے۔ مدینہ منزل ادب ہے۔ بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ع ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر

یہ ''نفس گم کردہ می آید'' کی منزل ہے لیکن گمشدگی انفاس کو تقاضائے ادب کی ذیل میں آنا چاہیے نہ کہ تلازمات بے خودی میں۔ آپ ''می رقصم'' کی ردیف لا کر دربار رسالت میں رقص فرمانے لگیں یا:

ع ''ترے دربار میں آ کر قلندر رقص کرتا ہے''

کہنے لگیں تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبع لطیف پر یہ بات کتنی گراں گزر سکتی ہے؟.......... اسی طرح عالم بے خودی میں اپنے مقام عشق کو اتنا جذاب قرار دینا کہ:

ع ''وہ آئیں گے اور ان کو آنا پڑے گا''

یعنی میرا جذبہ طلب اتنا صادق ہے کہ میرے خواب میں یا میرے تصور میں حضور علیہ السلام خود تشریف آوری کی زحمت فرمائیں گے .... یہ کتنی جسارت بے جا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس حد تک قابل مواخذہ ہو سکتی ہے!

پس نعت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جمیل ہو، یا دیار حبیب کی حاضری و حضوری کا بیان

Marfat.com

ہو ادب، احتیاط، ہوشمندی اور سلامتی ہوش و حواس کے ساتھ اس جادہ نازک سے گزرنا چاہیے۔

اس شہر میں ہاتھوں سے نکل جاتی ہیں صدیاں
اک لمحہ گزر جائے اگر بے خبری کا
(عاصی کرنالی)

7- ضمائر کے استعمال میں واحد غائب کے لئے ''وہ'' اور واحد حاضر کے لئے ''تو'' کا استعمال مناسب ہے یا نامناسب ہے، یہ ایک بحث دیر سے جاری ہے۔ جو ان ضمائر کے حق میں نہیں ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ ضمائر حضور علیہ السلام کی عظمت کے منافی ہیں۔ آپ، جناب، حضور، حضرت، کہنا چاہیے۔ یقیناً اس بات میں بڑا وزن ہے اور یہ تعظیمی ضمائر ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و شوکت سے مناسبت رکھتی ہیں۔

اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ ''وہ'' اور ''تو'' کا استعمال اردو میں کیوں شروع ہوا اور اب تک جاری کیوں ہے؟ اردو شاعری زیادہ تر فارسی اور عربی کی متبع ہے۔ عربی میں واحد شخص کے لئے ''ہو'' اور انت استعمال ہوتے ہیں اور مختلف شکلوں میں یہی وحدت قائم رہتی ہے۔ ''**ورفعنا لك ذكرك**'' میں اسی وحدت کا تلازمہ ہے۔ اگر تثنیہ اور جمع کے ضمائر استعمال کریں تو واحد شخص پر ان کا اطلاق نہیں ہوتا۔ فارسی میں ''او'' اور ''تو'' سے ایک شخص مراد ہوتا ہے جبکہ ''شما'' اور ''ایشاں'' میں وحدت نہیں، اجتماع ہے۔

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

نسخہ کونین را دیباچہ اوست
جملہ عالم بندگان و خواجہ اوست

اسی تلازمہ ضمائر کے ساتھ فعل بھی واحد استعمال ہوتا ہے:

یتیمی کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانہ چند ملت بہ شست

اردو زبان میں اسی روش کی تقلید کی گئی اور اکابرین نعت اسی نہج پر قائم رہے۔

اے خاصہ خاصانِ رُسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
(حالی)

اسکی امت میں ہوں میں میرے رہیں کیوں کام بند
واسطے جس شہ کے غالب گنبد بے در کھلا
(غالب)

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ ترے محیط میں حباب
(اقبال)

Marfat.com

واحد ضمائر کے استعمال کا دوسرا سبب فنی ضرورت ہے۔ شعر اوزان وفور کی قید میں ہوتا ہے اور بیت کے ظرف میں لفظ کو گنجائش کے مطابق لانا پڑتا ہے۔ جہاں ''تو'' آ سکتا ہے ''آپ'' نہیں آ سکتا۔ جہاں ''تیرا'' کی گنجائش ہے ''تمہارا'' اور ''آپ کا'' استعمال نہیں ہو سکتے۔

امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے (کی بجائے) امت پہ ''آپ کی'' آ کے عجب وقت پڑا ہے (کیسے لائیں گے) یا:

لوح بھی آپ، قلم بھی آپ، آپ کا وجود الکتاب (کیسے ممکن ہوگا!)

بعض اوقات شعر یا بند نظم کا مزاج ہی ایسا ہوتا ہے کہ وہاں اگر واحد کی جگہ جمع کے تلازمات لائیں تو یوں گمان گزرتا ہے جیسے ایک سے زیادہ اشخاص کا ذکر ہے مثلاً اگر مسدس حالی کے اس بند کو بہ شکل ذیل پڑھیں تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحدت شخصی اس تبدیلی پیرایہ کے ساتھ ذہن میں آ سکتی ہے؟

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والے　　مرادیں غریبوں کی بر لانے والے
اتر کر حرا سوئے قوم آئے　　اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لائے

اس کے باوجود اگر اوزان دخور گنجائش دیں تو تعظیمی ضمائر ضرور استعمال کرنی چاہئیں مثلاً:

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو　　ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو
(ظفر علی خاں)

ہر نبوت کے لئے وقت پہ جانا ٹھہرا　　آپ آئے تو نہ جانے کے لئے آپ آئے
(عاصی کرنالی)

دانش میں خوف مرگ سے مطلق ہوں بے نیاز　　میں جانتا ہوں موت ہے سنت حضور کی
(احسان دانش)

میرے خیال میں شعرا کو یہ کوشش ضرور کرنی چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جمیل ہر ممکن تعظیم وتکریم کے ساتھ ہی ہونا چاہیے۔ تاہم اگر شعر کا فنی در و بست اور عربی و فارسی قواعد کا اتباع ضمائر واحد کی طرف لاتا ہے تو اسے سوء ادب پر محمول نہیں کرنا چاہیے۔ سینکڑوں شعرا نے عربی، فارسی اور اردو میں اس نہج کو برتا ہے اور برت رہے ہیں۔ کیا العیاذ باللہ وہ نبوت کی ارفع و اعلیٰ منزلت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات محترم ومکرم کے بارے میں کسی تخفیف کے مرتکب ہو رہے ہیں؟

-8 بالکل یہی صورت لفظ ''یثرب'' کے استعمال کے بارے میں ہے۔ یثرب مدینہ منورہ کے

Marfat.com

ناموں میں سے ایک ہے۔اس لفظ کے معانی فساد یا ہلاکت کے ہیں۔اظہر محمود مدینۃ الرسول کے اسمائے مقدسہ کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''ابن زبالہ جو مؤرخین مدینہ کے پیشوا مانے جاتے ہیں اور من جملہ اصحاب امام مالک سے ہیں اور دوسرے حضرات نے بھی علما سے روایت کیا ہے کہ مدینہ منورہ کو یثرب نہ کہا جائے۔صحیح بخاری میں ایک حدیث آئی ہے کہ جو شخص ایک دفعہ یثرب کہے تو اس کو لازم ہے کہ اس کے تدارک میں دس مرتبہ طیبہ کہے......بعض احادیث میں مدینہ منورہ کا نام یثرب آیا ہے۔اس کے لئے علماء کرام کہتے ہیں کہ یہ ممانعت سے پہلے کا ہے۔''

تاہم بعض شعرانے ''یثرب'' استعمال کیا ہے:

دشت یثرب میں ترے ناقے کے پیچھے پیچھے   دھجیاں جیب و گریباں کی اڑاتے جاتے

(کافی)

گرتے ہوؤں کو تھام لیا جس کے ہاتھ نے   اے تاجدارِ یثرب و بطحا تمہی تو ہو

(ظفر علی خاں)

خاکِ یثرب از دو عالم خوشتر است   ای خنک شہری کہ آنجا دلبر است

(اقبال)

اس کے باوجود ہماری رائے میں اس سے اجتناب ہی بہتر ہے لیکن جو شعرا استعمال کر چکے ہیں یا کر رہے ہیں' ان کے عشق و اطاعت کے بارے میں علم و فضل کی بابت سوءظن مناسب نہیں ہے۔

9- نعت کہتے ہوئے جذبے کی طہارت' خیال کے علو' مضمون کی رفعت اور ذہن و فکر کی تمام تر نظافت و لطافت کی پاسداری لازم ہے۔ایسے مضامین سے اجتناب درکار ہے جن میں سطحیت و ابتذال ہو' قرآن و سنت کے مزاج سے انحراف ہو' نبوت کے استخفاف کا کوئی ہلکا سا پہلو نکلتا ہو' یا ایسی ذومعنویت ہو جو منفی اور انحرافی سمت کی جانب لے جائے۔ہم چند مثالیں دیتے ہیں اور بعض نعتیہ شعروں کو یا ان کے صرف مفہوم کو یا انہیں نثری شکل دے کر لکھتے ہیں اور ہمیں جو اشتباہ یا استکراہ پیدا ہوا ہے' اس کا ذکر کرتے ہیں:

☆ اپنے آپ کو سگِ کوئے نبی کہنا یا اس سگ سے نسبت دے کر خود کو اس سے بھی کمتر قرار دینا۔

......عجز و انکسار ہمارے لئے شرط اطاعت ہے۔اپنی کمتری کا اعلان و اقرار بھی ضروری ہے لیکن سگ کوئے نبی کا تلازمہ کراہیت رکھتا ہے۔کتا نجس شے ہے' بے عقل ہے' بول و براز کے لئے جا'

Marfat.com

بے جانہیں دیکھتا۔ ان کے کوئے مقدس سے اسے منسوب کرنا نہایت کراہیت کا موجب ہے۔ غزل میں "سگِ لیلیٰ" کا بہت چرچا ہے۔ وہیں سے نعت گو شعرا یہ خیال لے اڑے حالانکہ

ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامی دارد

☆ دل مرا غارِ حرا ہو جیسے.........

......ہمارا دل کتنا ہی مقدس و مزکی ہو ہم غارِ حرا کے تقدس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ انسانی قلب یقیناً پاکیزہ خیالات کا حامل ہو سکتا ہے لیکن اسی دل میں وساوس و اوہام اور نفسانی خیالات کی آمد و شد بھی تو رہتی ہے جبکہ غار حرا میں اس مقدس ہستی کا قیام رہا جس کے قلب میں انوار و تجلیات الٰہی کا نزول رہتا تھا۔

☆ بیمار محمد ہوں میں بیمار محمد.........

......حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسیحا نفسی کے یقین کی صورت میں خود کو بیمار محمد کہنا ایک مریضانہ احساس ہے۔ اسی طرح:

الٰہی! مجھ کو ہمیشہ غمِ رسول ملے

یہ غم رسول کیا ہے؟ ممکن ہے کسی صاحب نے غم حسین کی دعا مانگی ہو' جو حسین شہید کے تناظر میں بالکل جائز طلب ہے' اور بعد میں انہیں "سلام" کی بجائے "نعت" کہنی پڑی ہو اور انہوں نے "غم رسول" لکھ کر اس ترمیم سے کام چلا لیا ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور و خیال کے ساتھ ایسے مضامین آنے چاہئیں جن میں توانائی' رعنائی اور صحت و سلامتی کی فضا ہو۔

☆ میں تو پھرتا ہوں سدا اوڑھ کے سایہ تیرا' یا میں نے حضور کا سایہ پہن رکھا ہے'

......کیا یہ اسلوب واضح ہے؟ کیا اس مصرع کے کوئی معانی نکلتے ہیں؟ اور اگر شاعر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ پہن لیتا ہے تو کیا اس میں عجز کی بجائے وہ افتخار تو نہیں جس کے ڈانڈے پندار و تکبر سے ملتے ہوں۔

☆ ہم ایسے اہل نظر کو ثبوت حق کیلئے اگر رسول نہ ہوتے تو صبح کافی تھی

......بے حد پر کشش اور سحر آفریں شعر ہے۔ لیکن خدانخواستہ اس شعر کے مضمون کا کوئی منفی رُخ تو نہیں نکلتا۔ صبح کو رسول علیہ السلام کا قائم مقام قرار دیا ہے.........

اگر رسول ﷺ نہ ہوتے......رسالت کی ضرورت و اہمیت سے بے نیازی۔

Marfat.com

ہم ایسے اہل نظر کہہ کر خود کو علم و آگہی کے اس مقام منتہی تک پہنچانے کا عمل جہاں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت وظہور کی بجائے صرف مظاہر فطرت سے گزارا ہوسکتا ہے۔ خدانخواستہ اس میں انکار رسالت کا تو شائبہ نہیں۔ اگر میں شعر کا صحیح مفہوم ومنشا متعین نہ کرسکا ہوں تو خدا مجھے تشریح وتعبیر کی اس سوء ظنی پر معاف فرمائے!.........

☆ کاش آپ کی اونٹنی میرے دروازے پر آکر ٹھہرتی اور میرا گھر ہی ابوایوب کا گھر ہو جاتا۔

......بے حد مبارک جذبہ ہے اور رشک ومنافست کی ایک عمدہ مثال ہے لیکن کیا یہ شعر ہمارے ذہن کو غلط سمت میں تو بہا کر نہیں لے جاتا؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی بجائے میرے گھر پر ٹھہرتی۔

اونٹنی تو مامور من اللہ تھی اور انہی خوش نصیب صحابی کے گھر کے سامنے اس کا رُکنا مقدر تھا۔ اس شعر میں مشیت الٰہی پر تنقید ہے اور تقدیر خداوندی کا یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ اگر ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ میں ہوتا تو زیادہ مناسب ہوتا۔ بے شک اس شعر میں یہ آرزو مچلتی ہے کہ میں عہد رسالت میں ہوتا اور مقام صحابیت پر فائز ہوتا اور اس عہد مبارک کی ایک عظیم برکت کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتا لیکن اس میں خدا سے لے کر ناقہ رسول ﷺ تک سب کو خطا کی ایک لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔

رشک کی ایک خوبصورت مثال نہایت سلیقہ مندی اور تاثر آفرینی کے ساتھ اقبال کی نظم ''بلال'' میں ملتی ہے:

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری — کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری
خوشا وہ وقت کہ یثرب مقام تھا اس کا — خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا

☆ مجھے ہو کثرت عصیاں سے کیا ڈر — مرے آقا شفیع عاصیاں ہیں

......کثرت عصیاں پر فخر، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔ گناہوں پر نہ ندامت، نہ توبہ وانابت، اس سے بڑی شوخ چشمی اور دیدہ دلیری کیا ہوگی! کوئی شخصیت کتنی ہی عادل اور صاحب فضل وکرم کیوں نہ ہو، اگر مجرم جرم پر فخر کرے اور کہے کہ عدالت کے اعتماد کرم پر میں نے گناہ کئے، کثرت جرائم میں محو رہا اور مجھے کوئی خوف تعزیر نہیں تو اس اقرار جرم اور افتخار جرم پر کوئی عدالت اسے کس طرح باعزت بری کرسکتی ہے۔

☆ اے میرے کھویا مجھے طوفاں کا نہیں غم — بس تم ہی لگا دو مری کشتی کو کنارے

Marfat.com

(یا)

اٹھ کے وہ چل دیئے کہتے ہی رہ گئے ہم فسانہ ہائے ہائے یہ ظالم زمانہ

فلموں کے گیت جن دھنوں میں تیار ہوتے ہیں' ان کو پس منظر میں رکھ کر اس خیال کے تحت نعت کہنا کہ یہ ہر زبان پر چڑھ جائیں گی' احترام نعت کے منافی عمل ہے۔ جب ایسی نعت پڑھی جاتی ہے تو سامع کے ذہن میں فلمی طرز گونجتی ہے اور اس فلمی گیت کی سچویشن دماغ میں گردش کرتی ہے۔ پھر ایسی نعت میں شاعر ''فلمیت'' ہی کی شعری فضا پیدا کرتا ہے اور ایسے الفاظ لاتا ہے جو فلمی گیت کے مزاج کے لئے سازگار ہیں' اس لئے ایسی نعت میں نہ کوئی احساس تقدس ہوتا ہے نہ تصور معیار۔ نعت خواں ٹولیاں بھی ایسی نعتوں کو انہی فلمی طرزوں پر ''گاتی'' ہیں۔ مثلاً

اے میرے کھویا............' کو پڑھتے یا سنتے وقت یہ گانا ذہن میں گردش کرتا ہے:

آ جا مری برباد محبت کے کہارے ہے کون جو بگڑی ہوئی تقدیر سنوارے

اسی طرح اٹھ کے وہ چل دیے......والے گیت کے طرز پر کہی ہوئی یہ نعت ذیل ہمیں اسی فلمی فضا میں لے جاتی ہے۔

تعظیم سے لیتا ہے خدا نامِ محمد ﷺ کیا نام ہے اے صلِ علیٰ نامِ محمد ﷺ

نعت نگاروں کو ایسی کوشش سے احتراز واجب ہے۔ ہماری رائے میں یہ عمل سوءادب کے مترادف ہے۔

-10 نعت کے مخصوص مضامین وخیالات وتلازمات کو کسی اور شخصیت سے منسوب کرنا' یعنی کسی میرو سلطان یا مشاہیر اسلام اور بزرگان دین کے بارے میں ایسی توصیف جو صرف حضور علیہ السلام ہی سے مختص ہو سکتی ہے' نہایت ناپسندیدہ بلکہ میرے عقیدے کے مطابق قابل مواخذہ ہے۔ قصائد کا مطالعہ کیجیے۔ بعض شعرا نے اپنے ممدوح سلاطین وامراسے وہ صفات وتوصیفات منسوب کر دی ہیں جن کا اطلاق وانطباق صرف اور صرف ممدوح کبریا' محبوب دوسرا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پر ہوسکتا ہے مثلاً کسی بادشاہ کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ کائنات اس لئے خلق کی گئی تھی کہ خدا کو آپ جیسے سلطان عادل کی پیدائش مقصود تھی (نعوذ باللہ من ذالک) یا رحم دلی' عدل' احسان اور مکارم اخلاق کے اعتبار سے محض حصول انعام کے لالچ میں) کسی دنیا دار بادشاہ کو ان صفات سے متصف قرار دینا اور وہ بھی اتنے غلو کے ساتھ کہ حضور ﷺ کی شخصیت کی تنقیص اور استخفاف کا پہلو نکلتا ہو (استغفر اللہ)۔ یہ سارے امور احتیاط کے مقتضی ہیں۔ ذراسی بے احتیاطی بربادی وہلاکت کا سبب بن سکتی ہے.......

Marfat.com

11- اپنے مقالے کو اختتام تک لاتے ہوئے ایک نہایت اہم بات کہنا چاہتا ہوں کہ نعت کا تعلق جذبے کی سچائی، نیت کے خلوص اور ایمان کی انتہائی صداقت اور تمام تر جذبات عشق و اطاعت پر موقوف ہے۔ اگر نعت گوئی سے شاعر کی مراد و منشا کوئی دنیوی جلب و منفعت، کوئی خواہش انعام، کسی ایوارڈ کا حصول، کوئی نمود پسندی ہے تو ایسی نعت اخلاص سے خالی ہے اور یہ کوشش بے اجر و بے ثمر ہو سکتی ہے۔ بعض شعرا محض ٹی وی اور ریڈیو پر پڑھنے کے لئے فرمائشی نعت لکھتے ہیں بلکہ (خدا مجھے سوءِ ظن سے بچائے) بعض شعرا تو آئے ہی اس طرف، اس لئے ہیں کہ ٹیلیویژن سے ان کی نعت ٹیلی کاسٹ ہوتی ہے یا حکومت یا متعلقہ وزارت اس سلسلہ میں سالانہ انعامی مقابلے کا اہتمام کرتی ہے۔ اگر کوئی شاعر صاحب دل ہے اور اس کا ضمیر زندہ ہے اور اسے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے تو کیا وہ اپنی نعت کی تعمیر ایسی کمزور اساس پر اٹھا سکتا ہے؟......

12- نعت کے بارے میں ایک عمومی احساس یا رویہ یہ ہے کہ نعت تمام تر عقیدت کی پیداوار ہے اور عقیدت کا اظہار ہے۔ اس لئے عقیدت کے اس مال میں کسی ''معیار'' کی کوئی شرط نہیں ہے۔ جیسی بری بھلی، کمزور، پھسپھسی تخلیق ہوگی، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے پسند فرما لیں گے۔ ہم کیا، ہماری بساطِ فن و فکر کیا؟ یہ تو عجزِ اظہار و بیان کا مقام ہے۔ ہماری فکر پرشکستہ ہے، ہمارا ذہن عاجز ہے، ہمارا قلم بے دم ہے وغیرہ وغیرہ...... ہم مانتے ہیں کہ نعت بہت حد تک اظہارِ عقیدت ہے لیکن ایک بات پر غور کیجیے۔ آپ اپنے کسی عزیز یا دوست کو گلدستہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ آپ تازہ، خوش رنگ اور خوشبودار پھول چنیں گے، ان کی پتیوں کو گرد و غبار سے صاف کریں گے، غیر ضروری پتیوں کی پیرائش کریں گے، نہیں ریشمی یا زریں ڈوری میں باندھیں گے اور ایک خوبصورت گل دان میں رکھ کر اور سجا کر حضورِ دوست پیش کریں گے۔ یہ اہتمام ایک اپنے جیسے شخص کے لئے ہے۔ جب آپ اس بہار چمنستان ایجاد کی بارگاہ لطافت میں گل ہائے نعت و ثنا پیش کرنا چاہیں گے تو اسے عقیدت کا اظہار نامہ کہہ کر اس کی زیبائش میں کوئی شعوری اہتمام نہیں کریں گے؟ یہ کس قدر حیرت و افسوس کا مقام ہے! مشاعرہ ہوتا ہے۔ اہل فضل و کمال کی مجلس ہے۔ آپ بار بار بیاض دیکھیں گے اور اپنے خیال و ہمت کے مطابق بہترین کلام اس مجلس میں پیش کرنے کے لئے چنیں گے۔ لیکن نعت کو مالِ عقیدت کہہ کر سہل انگاری اختیار فرمائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ادیب کامل، نقادِ اعظم، تمام علوم و ادبیات کے مصدر و منبع اور تمام تر دانش و آگہی کے سرچشمہ عظیم ہیں۔ آپ کے کمال نقد و نظر کی مثالیں تاریخ و سیر کے ذخیروں میں محفوظ ہیں۔ آپ کی برمحل اصلاحیں آپ کے ارتقائے فکر و انتقاد پر دلالت کرتی ہیں۔ اس لئے نعت گو اصحاب پر لازم ہے کہ وہ موضوعات، افکار، خیالات، مضامین، تفکر، اظہار، زبان، بیان، ہیئت، اسلوب الغرض نعت کے تمام تر معنوی

Marfat.com

اور فنی جمالیات پر نظر رکھیں، جذبہ و خیال کے علوم پر نعت کی اساس اٹھائیں، صحیح اور مستند معلومات سے کام لیں۔ قرآن و حدیث سے باخبری، شریعت و سنت سے آگاہی، شعر و ادب کے فنی نکات اور قرینہ و سلیقہ مندی کے آداب کو ملحوظ رکھیں، عظمت منصب رسالت اور مقصد و منشائے نبوت کی فضا میں شعر کہیں۔ لوازمات نعت میں یہ احساس بھی ضروری ہے کہ جہاں آپ کی نعت جمال و جلال و کمال محمدی کے جلوؤں کی آئینہ دار ہو وہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مقدسہ کے اُجالوں کے ابلاغ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات و احکام کی تبلیغ کا ذریعہ بھی ہو اور سب سے بڑی بات یہ کہ جو نعت آپ کے ذہن و قلم سے وارد ہوئی ہے، اس کے مضامین کا اطلاق آپ کی اپنی ذات پر بھی ہو، آپ خود حسن فکر اور حسن عمل کے سانچے میں ڈھل کر اطاعت و اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک چلتا پھرتا نمونہ بن جائیں۔ آپ اپنے معاشرے کو نعت و ثنا کے مضامین کا عامل، اسی وقت بنا سکیں گے جب آپ اپنی شعوری صلاحیت کے علاوہ اپنی ذات سے بھی اس کا ثبوت پیش کریں گے۔ نعت کہہ کر آپ خود سراپا نعت بن جائیں...... مدح رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بدیہی اجر تو ہمہ وقت میرا اور آپ کا منتظر ہے۔

مدح سیرت جو کی، تو خود کو بھی پیروِ اسوہ ہائے کامل کر
یعنی جب نعت کر چکے تخلیق نعت کو اپنے دل پہ نازل کر

(عاصی کرنالی)

لوگ جھجکتے تھے کہ جو اشعار سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں نذر عقیدت ہیں، ان پر قلم اٹھانا اور ان کے بارے میں تنقید کی جرأت کرنا غیر مناسب بلکہ ایک طرح سے نعت کے تقدس کے منافی ہے۔ حالانکہ نعت کا نذر عقیدت ہونا ہی اس جذبے کا محرک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درگاہ ادب میں جو نذر پیش کی جائے وہ کس قدر خالص، بے عیب اور منزہ ہونی چاہیے اور اس میں فنی اور معنوی سلامت روی اور حزم و احتیاط برتنے کی کس قدر ضرورت ہے۔

نعت کے موضوع پر تنقیدی اور تحقیقی مضامین کا، الحمد للہ سلسلہ چل نکلا ہے اور متعدد اہل قلم نے اس میدان میں قدم رکھا ہے اور نہایت ادب آمیز جرأت کے ساتھ بہت سی کام کی باتیں لکھی ہیں اور لکھ رہے ہیں۔ حتیٰ کہ احتیاط کا یہ عالم ہے کہ اگر کسی نعتیہ شعر پر تحسین کی جاتی ہے تو شاعر کا نام درج ہوتا ہے۔ اگر کہیں تنقید و تعریض ہوتی ہے اور کوئی اختلافی بات لکھی جاتی ہے تو شاعر کا حوالہ حذف ہوتا ہے۔ یہ روش نہایت قابل تعریف ہے۔ بات بھی ہو جاتی ہے اور پردہ بھی رہ جاتا ہے۔ اس روش کو اگر اسی طرح برتا جائے تو زیادہ کھل کر بات ہو سکتی ہے۔ اگرچہ بعض ناقدین نے اختلاف کے موقع پر نعت گو کا

Marfat.com

نام بھی لکھ دیا ہے، اس سے شاعر شرمندہ ہوتا ہے اس لئے پردہ کشائی سے اجتناب ہی مناسب ہے۔ یہ پردہ داری اس لئے بھی ضروری ہے کہ جہاں اس سے اخلاقیات کا ایک تقاضا پورا ہوتا ہے، وہیں نقاد کے لئے بچاؤ کی صورت بھی نکلتی ہے۔ یعنی ہوسکتا ہے کہ نقاد کو خامی کی نشان دہی کرتے ہوئے خود کوئی سہو ہوگیا ہو۔ سو شاعر کا نام نہ لکھنے سے شاعر اور ناقد دونوں ہی کی پردہ داری کا تلازمہ پورا ہو جاتا ہے۔

اب مجھے تنقید نعت کے دوسرے رُخ پر بات کرنی ہے۔ اس امر کا اظہار بے محل نہ ہوگا کہ تنقید کوئی آسان کام نہیں۔ نقاد کو بہت سے علوم وفنون پر عبور کامل ہونا چاہیے خصوصاً وہ جس صنف شعر و ادب پر قلم اٹھا رہا ہے، اس سے متعلق بہت سا ہمہ پہلو اور ہمہ جہت علمی ذخیرہ اس کے دامان علم میں ہونا چاہیے۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ وہ جس صنف شعر و ادب پر تنقید اور تحقیق کر رہا ہے، اس سے وہ تخلیقی سطح پر بھی نہ صرف آشنا ہو بلکہ اس بحر زخار کا شناور بھی ہو۔ المختصر اسے کامل دستگاہ حاصل ہو، تاکہ وہ استدلال اور حوالے کے ساتھ بات کر سکے اور شعور اور بصیرت کا اتنا بہرۂ وافر اس کے پاس ہو کہ وہ اعتماد اور خود اعتباری کے ساتھ رائے قائم کر سکے اور محاکے کے جادہ نازک سے سلامت روی کے ساتھ گزر سکے۔ نقاد کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ صاحب عدل ہو، کسی طرفداری اور کسی گروپنگ کا شکار نہ ہو، جذباتیت سے مغلوب نہ ہو، اس کی سوچ اور اس کا اظہار دونوں اس کی عالی ظرفی، بلند حوصلگی، صبر اور قوت برداشت کے غماز ہوں۔ منصب نقد اصل میں منصب عدل ہے اور اس کے لئے اہلیت کی شرائط اور نقد و نظر کے ضوابط سے گریز نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں میں خود ہی اس بات کی وضاحت کر دوں کہ جس طرح ہر شاعر جذب نعت گوئی کی فراوانی اور اضطراب شوق کے باوجود اعلیٰ درجے کا نعت گو نہیں ہوسکتا، اسی طرح نقد و نظر کا ہر مدعی بھی ایک معتبر نقاد نہیں بن سکتا۔ یقیناً خواہش عدل کسی بھی شخص میں ہوسکتی ہے لیکن محض اس خواہش کی بنا پر اسے منصب عدالت پر فائز نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ وہ عدل کی اہلیت کے ساتھ ساتھ عدل کے علم اور اس علم کے اسرار و رموز سے آشنا نہ ہو۔ ہم کسی شخص سے یہ توقع باندھیں کہ وہ کسی غزل پر تنقید کرے اور اس شخص کا یہ حال ہو کہ وہ شعر کو صحیح تقطیع کے ساتھ پڑھ بھی نہ سکے جبکہ نقد غزل کے لئے اساس یہ ہونی چاہیے کہ وہ تخلیقی سطح پر خود اچھا غزل گو ہو۔ اس کے علاوہ غزل کے بارے میں جامعیت کے ساتھ بہت سا علم رکھتا ہو۔ غزل کیا ہے، اس کے موضوعات اور مضامین کیا کیا ہیں، اس کے فنی حدود و قیود کیا ہیں، غزل اپنی ابتدا سے چل کر ارتقاء کے کتنے مراحل طے کر چکی ہے، کن کن تحریکات اور دبستانوں سے کیا کیا اثرات اس نے قبول کیے ہیں۔ قدیم اور متوسط زمانوں، نیز عصر گزراں میں اس کا رنگ ڈھنگ کیا کیا رہا ہے، ہمارے سائنسی دور اور نئے علمی اکتشافات سے اس نے کیا کچھ جذب کیا ہے، وہ مختلف ادوار میں کن کن مسائل و افکار کی آئینہ دار رہی ہے۔ غزل اور زبان و بیان کے تحولات و

Marfat.com

تغیرات، صنائع بدائع، عروض، بیان اور بلاغت کے کن کن پہلوؤں کا ظہور اس سے ہوا ہے۔ اسی غزل کا ایک اور متوازی مطالعہ یہ ہے کہ مختلف زبانوں سے اس کے اخذ واثر اور جذب وانجذاب اور تاثر وتاثیر کی کیا کیا صورتیں سامنے آتی ہیں۔ غزل کے ناقد کے لئے یہ بھی لازمی ہے کہ اسے بے شمار شعرائے قدیم و جدید کے موضوعات واسالیب کے ساتھ ساتھ ان کے بے شمار اشعار کا بھی درک ہو۔ تب اتنی بہت سی علم آشنائی کے ساتھ اور شعور وبصیرت سے آراستہ ہوکر وہ غزل پر معتبر اور لائق استفادہ کرسکتا ہے۔ یہ ایک معمولی سی مثال میں نے عرض کی ہے جس سے مدعا محض اتنا ہے کہ تنقید کا منصب اور اس کی ذمہ داریاں بہت نازک اور اہم ہیں۔ میں یہاں یہ بھی وضاحت کرتا چلوں کہ میں کسی کی آزادی رائے کو سلب کرنے کے حق میں نہیں ہوں بے شک ایک عام سطح کا آدمی بھی کوئی غزل سن کر یا کوئی افسانہ پڑھ کر اپنی ایک رائے قائم کرسکتا ہے لیکن تاثراتی رائے اور نقد ونظر میں جو امتیاز ہے اس سے صرف نظر ممکن نہیں ہے۔ آج کل ہم دیکھتے ہیں اور اکثر نگاہ عبرت سے یہ مناظر دیکھتے ہیں کہ کسی بھی تصنیف پر کوئی بھی شخص تقریظ یا دیباچہ لکھ مارتا ہے اور لطف یہ کہ ہم اس تقریظ نگار یا دیباچہ نویس سے متعارف ہوتے ہی نہیں۔ اس لئے کہ وہ گمنام ہے اور اس نے ادب کی ایک سطر بھی تخلیق نہیں کی لیکن خیر سے اس نے تنقیدی مضمون لکھ لیا۔ اب اس تنقیدی مضمون کو پڑھئے تو اس میں اتنی بے معنویت، لایعنیت، تناقض اور تضاد حتیٰ کہ جملہ سازی کی اغلاط ہوتی ہیں کہ توبہ الامان الحفیظ!

چشم بد دور ہمارے ملک میں ایسے نقادوں کی کھیپ کی کھیپ موجود ہے جنہوں نے اپنی پوری زندگی میں نہ ایک شعر کہا، نہ ایک نثری جملہ تخلیق کیا لیکن تنقید لکھے جارہے ہیں اور بر بنائے بے علمی جو کچھ ذہن میں آیا، کاغذ پر گھسیٹ رہے ہیں۔ ان کا حال یہ ہے کہ گویا ان کے ہاتھ میں ایک ''جج'' کا قلم ہے۔ مصنف ان کے روبرو بطور ملزم حاضر ہے۔ اب یہ اپنے ''محاکے'' یعنی قطعی فیصلے کی رو سے یا تو اسے مصنف ہونے کی سزا کا حکم سنادیں یا باعزت بری کردیں۔ آپ وطن عزیز میں آئے دن ہزاروں کتابیں چھپتے دیکھتے ہیں اور ان کے آغاز میں ایک دیباچہ یا تنقیدی مضمون بھی ملاحظہ فرماتے ہیں۔ بعض تنقیدی مضامین تو ایسے ہوتے ہیں کہ ایک ہی مضمون ذرا سے نام یا جملوں کے رد وبدل کے ساتھ کئی ایک کتاب نویسوں پر چسپاں کردیا جاتا ہے جیسے کوئی شاعر ایک سہرا لکھ کر صرف ناموں کے ادل بدل کے ساتھ اس سے آٹھ دس سہرے گھڑ لیتا ہے۔

جب عام اصناف ادب میں تنقید کے لئے اہلیت اور شرائط ولوازم کی سخت قید ہے تو نعت ایسی صنف افضل واشرف میں نقاد کے معیار ومنزلت کے بارے میں آپ کی توقعات کیا ہونی چاہئیں؟

نقاد کو کبھی یہ طے نہیں کرنا چاہیے کہ جو کچھ اس نے لکھ دیا ہے وہ قطعی ہے، حرف آخر ہے، قول

Marfat.com

فیصل ہے، عدالتی فیصلہ ہے۔ ادب میں رائے ہوتی ہے، محاکمہ نہیں۔ یہ رائے جتنی وقیع، بامعنی، معیاری اور پذیرا ہو، اچھا ہے۔ لیکن نقاد کی رائے میں کوئی جھول اور خامی بھی ہو سکتی ہے اس لئے اس کی تنقید پر کوئی ردِّعمل ہو اور کوئی اختلافی رائے سامنے آئے تو اسے عالی ظرفی کے ساتھ قبول کر کے اپنی رائے پر نظرِ ثانی کر لینی چاہیے۔

ناقدِ نعت کو چند امور ذہن میں رکھنے اور انہیں بروئے کار لانا چاہیے:

1- تنقید کرتے وقت جذباتیت اور غصے جیسی کیفیت پر قابو پانا چاہیے۔ اگر وہ کسی نعت گو کے یہاں کوئی (واقعی) خامی پائے تو اسے بے علم، بے خبر، گمراہ، کج رو جیسے القاب سے نہ نوازے۔ اسی طرح اسے وعید سے بھی باز رہنا چاہیے۔ خدا رحیم و کریم ہے اور عفو و درگزر اس کی صفت ہے۔ ہم وعید سناتے رہ جائیں اور وہاں سے پروانہ بخشش جاری ہو جائے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

2- خامی اور خطا کی نشان دہی پر کسی کی نیک نیتی (اخلاص نیت) کو ہدف نہیں بنانا چاہیے اور ہرگز شبہ وارد نہیں کرنا چاہیے۔ کون ایسا مردود و مغضوب و بد بخت ہوگا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلمہ بھی پڑھے، ان کی مدح و ثنا بھی کہے اور اس کی نیت میں فتور بھی ہو، وہ دانستہ ایسے مضمون باندھے جس میں کسرِ شان اور استخفاف ہو۔ خلوصِ نیت کے باوجود کوئی فکری سہو یا قلمی لغزش ہو جائے تو ایسا شاعر لائقِ نفرت نہیں بلکہ راہ نمائی اور ہمدردانہ ہدایت کا ضرورت مند ہے۔ ناقد کو چاہیے کہ اس پر کفر و شرک کا فتویٰ صادر کرنے کی بجائے اس کی علمی رہبری کرے۔

3- اپنی تنقید کی گرم بازاری کے لئے یہ ہرگز ضروری نہیں کہ ناقد کئی نعتیہ تصانیف و ذخائر کا ڈھیر لگالے، آستینیں چڑھا لے اور قلم کو نشتر بنا کر نیش زنی کا عزم کر لے اور یہ طے کر لے کہ مجھے عیب شماری اور خطابینی کے فیلڈ کا چیمپین بننا ہے بلکہ اگر کوئی نعت گو خود سے چاہے کہ اس کے کلام پر رائے زنی کی جائے تا کہ اسے اصلاح کی روشنی حاصل ہو، تب یہ اخلاقی 'فریضہ ادا کرنا زیادہ موزوں ہوگا۔

4- تنقید اور خصوصاً نعت پر تنقید کے رویے کے بارے میں ایک امر کے اختیار پر میں ضرور ناقدین سے اصرار کروں گا کہ وہ "مرحومین" کو زیرِ تنقید لانے سے عموماً اجتناب فرمائیں۔ دنیا سے جانے والے اپنے رب کے حضور میں حاضر ہو چکے ہیں۔ وہ جانیں، ان کا رب جانے۔ پھر اب وہ اس مقام پر ہیں کہ ناقد کی عیب نمائی، خطا جوئی و راغلاط کی نشان دہی پر اپنی اصلاح نہیں کر سکتے۔ اگر تنقید کے سیاق میں ان کا حوالہ لازمی ہی نظر آئے تو "احترامِ رفتگاں" کے جذبے کے ساتھ نہایت ہلکے پھلکے انداز میں ان پر رائے زنی کرنی چاہیے۔

اکثر مرحومین نے یثرب کا لفظ بے تکلفانہ استعمال کیا ہے یا عربی اور فارسی میں ضمیر واحد

حاضر یا واحد غائب کا اتباع کرتے ہوئے اُردو نعت میں بھی یہی ضمیر استعمال کی ہے یا کہیں کہیں غلو اختیار کیا ہے۔ دنیا سے گزرنے والے اب ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ ہاں جو ہمارے درمیان ہیں ان کی نعتوں پر فنی شرائط اور اخلاقی ضوابط کے ساتھ رائے کے اظہار میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

5- غلو کی بات چلی ہے تو یہاں ایک اور نکتہ سمجھ لینا چاہیے۔ اللہ کی صفات کا پرتو بندگانِ الٰہی اور خصوصاً عبادِ خاص (خاصانِ خدا) پر ہوتا ہے۔ خدا رحیم و کریم ہے، رحم و کرم کی صفت بندوں میں بھی ہوتی ہے۔ خدا رؤف ہے، جواد ہے، خطائیں بخشنے والا ہے، عدل اور فضل اس کی صفات ہیں۔ بندوں میں بھی رافت و رحمت، جود و سخا، خطا پوشی اور انصاف پسندی کے اوصاف موجود ہیں۔ جو بندہ جس مرتبہ خلق پر ہوگا، اس کے اخلاق میں اتنا ہی علو اور رفعت ہوگی۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام تو بے شمار صفات الٰہیہ اور اخلاق خداوندی کے پرتو سے خصوصاً عکس پذیر اور متصف ہوتے ہیں۔ اس لئے نعت و ثنائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جب نعت گو نبی علیہ السلام کی وصف نگاری کرتا ہے تو بعض ناقدین اسے غلو قرار دے کر یہ ادبی فتویٰ دے ڈالتے ہیں کہ نعت نگار بے احتیاطی سے الٰہی حدود میں دخیل ہو گیا ہے۔ مثلاً استعانت کا مضمون ہے۔ ایاک نعبد وایاک نستعین، کی آیت بینہ میں استعانت باللہ، کا حکم واضح ہے لیکن یہاں یہ بات بھی غور طلب ہے کہ اعانت و نصرت کے سلسلے میں جو خدا کی حدود اختیارات ہیں (اور ان کی کوئی انتہا نہیں) ان میں کوئی نبی مداخلت نہیں کرسکتا۔ لیکن اعانت طلبی میں جو انسانی محدود اختیارات ہیں، ان کے پیش نظر ہم نعت میں ایسا مضمون کیوں نہیں لا سکتے جس کے وسیلے سے ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ طلب کریں۔ اسے یوں سمجھنا چاہیے کہ شفائے کامل عطا کرنے والی ذات اس حکیم حاذق کی ہے جسے اللہ کہتے ہیں لیکن ہم امراضِ اُمت کے حوالے سے اگر نبی اُمت سے درماں طلبی کریں تو اس میں استخفاف الٰہی کی کون سی صورت نکلتی ہے؟ اقبال کہتے ہیں

؎ تو اے مولائے یثرب آپ میری چارہ سازی کر

یہاں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چارہ ساز کہہ کر پکارنے سے اللہ کے شافی مطلق ہونے کی نفی کیسے ہو جاتی ہے؟ یا ''نگاہے یا رسول اللہ نگاہے'' کہہ کر اقبال جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشم التفات سے نگاہ کرم کا طالب ہے، خدا کی نگاہ کرم سے کیسے بے نیاز ہو گیا؟

نتیجہ کلام یہ ہے کہ اگر ناقد ان مبادیات و امور کو نظر میں رکھے تو وہ ''استخفاف الٰہی'' کا حکم ہر مقام پر صادر نہیں کرسکتا۔........

☆☆☆☆☆

Marfat.com

نعت خوانی کی فنی ضرورتیں

سرور حسین نقشبندی (لاہور)

نعت خوانی مختلف ادوار میں مختلف مراحل سے گزرتی ہوئی آج مقبولیت کے بامِ عروج پر پہنچ چکی ہے۔ موجودہ دور کو اگر فروغ نعت کا دور کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ محافل نعت کے جتنے اجتماعات اور نعت پڑھنے والوں کی جتنی کثیر تعداد آج ہے۔ اس کی مثال اس سے پہلے ہمارے ہاں نہیں ملتی لیکن اس درجہ مقبولیت حاصل کرنے کے باوجود بڑے دُکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسے ابھی تک باقاعدہ فن کی حیثیت حاصل نہیں ہوسکی۔ نہ تو اس فن کی باریکیوں سے آگاہ کرنے کے لئے کوئی باقاعدہ ادارہ موجود ہے اور نہ ہی اس کے اسرار و رموز تک رسائی حاصل کرنے کے لئے کوئی بڑی اکیڈمی موجود ہے۔ یہ حقیقت بہر طور سب پر عیاں ہے کہ عشق و عقیدت کی جولانی اور ذوق و شوق کی فراوانی ہی ثنائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اساس اور بنیاد ہے لیکن اس کے ظاہری اظہار میں حسن پیدا کرنا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے یعنی اس ارفع و اعلیٰ ذکرِ جمیل کو جتنی بھی خوبصورتی سے پیش کرنے کی کوشش کی جائے اس کا حق کسی طور ادا نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اس فن کی مقبولیت اور اس سے وابستہ ہونے والوں کی بتدریج بڑھتی ہوئی تعداد کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات ماننا پڑے گی کہ اس کی بڑے پیمانے پر سرپرستی کی بہت ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو یہ فن نعت خوانی قوالی اور موسیقی سے بھی زیادہ محنت طلب ہے کیونکہ اس میں نہ تو موسیقی کی طرح مختلف سازندوں کی مدد حاصل ہے اور نہ ہی قوالی کی طرح سازوں کے ساتھ ساتھ بہت سے لوگوں کی آواز کا ہجوم شامل ہے جو سب کی خامیاں لوگوں سے پوشیدہ رکھتا ہے۔ بلکہ یہ اکیلے مدح سرا کا ہی منفرد اعجاز ہے جو کتنی دیر تک سامعین کو اس ذکر خیر کی برکت اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خوبصورت آواز کی نعمت کی بدولت متوجہ رکھتا ہے۔ ہر چند اسے ابھی تک کسی بھی سطح پر باقاعدہ فن کا درجہ نہیں دیا گیا اور نہ ہی اس کو سیکھنے کے لئے باقاعدہ تربیت گاہیں موجود ہیں لیکن کچھ لوگ اپنے تئیں نجی سطح پر اس فن کی ترویج و اشاعت اور اس کے بنیادی قواعد و ضوابط سے نئے آنے والوں کو آگاہ کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ ذیل میں ان چند ایک ظاہری بنیادی چیزوں کا ذکر کیا جارہا ہے جو کسی بھی ایسے شخص کے لئے جو نعت پڑھنے کا شوق رکھتا ہے اور اس بات سے آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہے کہ وہ کون کون سی اہم چیزیں ہیں جن کو اختیار کرکے وہ اس فن کی بنیادی چیزوں سے آگاہی حاصل کرسکتا ہے۔

Marfat.com

آواز کی حسن و خوبی:

آواز صرف اور صرف عطیہ خداوندی ہے اور یہ اس فن کی سب سے بنیادی ضرورت ہے۔ اچھی آواز قدرت کا ایک انمول تحفہ ہے جو صرف اس کے اپنے انعام کرنے پر منحصر ہے۔ یوں تو ہر شخص اپنے طور پر کچھ نہ کچھ گنگناتا ہے لیکن اس میں حسن و خوبی اس خالق و مالک کی عطا ہی سے ممکن ہے۔ اچھی آواز دلوں کے تار چھیڑ دیتی ہے اور سننے والا خود کو اس میں جذب ہوتا محسوس کرتا ہے۔ باقی تمام چیزیں جن کا آگے ذکر آئے گا میں محنت سے کمال حاصل کیا جا سکتا ہے اور اپنی کاوش سے اس کو خوب سے خوب تر بنایا جا سکتا ہے لیکن آواز کی نعمت کا ملنا صرف اور صرف عطائے رب العزت سے ہی ممکن ہے۔

سُر اور لے سے آشنائی:

فن موسیقی کا علم رکھنے والوں کے نزدیک کائنات میں سنی اور بولی جانے والی ہر آواز کا تعلق کسی نہ کسی طرح سے موسیقی کے ساتھ ضرور ہے۔ نعت خوانی کا تعلق بھی چونکہ سُر اور لے کے ساتھ ہے اس لئے نعت سیکھنے والے کا اس کے ساتھ کسی حد تک لگاؤ بھی بہت ضروری ہے تاکہ آواز کے اتار چڑھاؤ اور اپنے سُر میں قائم رہنے کا ملکہ حاصل ہو سکے۔ نعت خوان کا سُر شناس ہونا بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا خوش آواز ہونا۔ علم موسیقی سے بنیادی آگاہی کی بدولت تخلیقی صلاحیتیں پروان چڑھتی ہیں اور بندہ خود اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ مختلف نعتوں کی دُھنیں بنائے اور اس میں مختلف راگوں کی خوبصورت آمیزش سے اس کی ظاہری شکل و صورت میں حسن و خوبی پیدا کر کے اس کی جاذبیت اور اثر پذیری کو چار چاند لگا دے۔ اس کی بدولت وہ اس فرق کو بھی ملحوظ رکھ سکتا ہے جو نعت کو نعت ہی رہنے دے۔ موجودہ دور میں صاحبزادہ سید منظور الکونین اس کی بہترین مثال ہیں۔ ان کی پڑھی ہوئی نعتوں کی دُھنیں واقعی ان کی اس علم سے گہری وابستگی کا ثبوت ہیں۔

ریاضت:

ریاضت کسی بھی فن میں کمال حاصل کرنے کے لئے سب سے ضروری عنصر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اچھی آواز کا ملکہ عطا کر رکھا ہے تو اس کی حفاظت اور اس میں خوبی پیدا کرنے کے لئے ریاضت بے حد ضروری ہے۔ زندگی کے کسی بھی مرحلے پر پہنچ کر اگر کوئی اپنے آپ کو اس سے بے نیاز سمجھنے لگے تو وہ سمجھ لے کہ اس کے فن میں ارتقاء کا سفر رُک گیا ہے۔ نئے لوگوں کے لئے ریاضت کا بہترین وقت صبح کا ہے۔ اس وقت کے ریاض اور محنت سے بہت جلد آواز پر کنٹرول حاصل کر کے اس سے اپنی مرضی کا کام لینا نہایت آسان ہو جاتا ہے اور دن بدن اس میں نکھار پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔

Marfat.com

دوسرے لوگوں کو سننا:

جہاں نعت سننے والوں کا ایک خاص مزاج ہوتا ہے اسی طرح پڑھنے والے کی پسند یا ناپسند کا پیمانہ اس کے مزاج کے مطابق تشکیل پاتا ہے۔ آپ کا مزاج جو بھی ہو لیکن دوسرے لوگوں کو سننے سے آپ اپنے آپ میں بہت جلد ایک واضح تبدیلی محسوس کریں گے جس سے سیکھنے کا عمل اور تیز ہو جائے گا۔ یعنی دوسرے لوگوں کو سننے سے آپ کے فکر و فن میں بہتری کا بہاؤ بڑھتا چلا جائے گا۔ جس میں اچھا سننے کی صلاحیت بڑھتی جائے گی اس میں اچھا پڑھنے کی صلاحیت بھی روز بروز فزوں تر ہوتی جائے گی۔

کثرت مطالعہ:

مختلف شعراء کے کلام پر مشتمل نعتیہ کتابوں کا مطالعہ بھی اس فن میں کمال حاصل کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ صرف شاعری ہی نہیں بلکہ نعتیہ ادب پر تحریر کی جانے والی دیگر کتب کو بھی اپنے مطالعے میں شامل کرنے سے فکر و فن میں بتدریج نکھار آتا چلا جاتا ہے اور ذوق میں دن بدن ترقی ہوتی چلی جاتی ہے۔

اساتذہ کی صحبت:

صحبت ایک ایسی چیز ہے جس کا اثر شاید انسان کی روزمرہ زندگی پر سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ انسان جس طرح کی صحبت اختیار کرے گا اس کے فکر و خیال میں اسی طرح کے دائرے بننا شروع ہو جائیں گے۔ فنِ نعت میں کمال حاصل کرنے کے لئے بھی اساتذہ کی صحبت بے حد اہم اور بنیادی چیز ہے۔ انسان کبھی بھی کسی مرحلے پر مکمل نہیں ہوتا بلکہ جو جتنا فن میں ڈوبتا چلا جاتا ہے اسی قدر اس کے دل میں اپنی کم مائیگی کا احساس بڑھتا چلا جاتا ہے اور وہ اپنی اس تشنگی کو دور کرنے کے لئے اساتذہ کی صحبت ہر لمحہ محسوس کرتا ہے۔ یہ قابل اساتذہ کی صحبت کا ہی فیض ہے جو سچی لگن رکھنے والے طالب علم کو انتخاب کلام کی باریکیوں سے آگاہ کرتا ہے، اُس کے تلفظ اور حسن ادائیگی میں حسن و خوبی پیدا کرتا ہے اور شعر و سخن کا ذوق پیدا کر کے اس کو منزل کی طرف لیئے چلا جاتا ہے۔

حرفِ آخر:

نعت خوانی کو سیکھنے کے لئے مندرجہ بالا چند باتیں صرف اس کے ظاہری پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر تحریر کی گئی ہیں جن سے نعت پڑھنے کے ظاہری خدوخال میں حسن و خوبی پیدا ہو سکتی ہے لیکن محض یہی کافی نہیں بلکہ اس راستے کے مسافر کو اس بات کا ادراک ہونا بھی از حد ضروری ہے کہ ان فنی محاسن میں کمال حاصل کر لینے کے باوجود یہ اس کی منزل نہیں ہے۔ اصل بات دل کا وہ صدق و اخلاص ہے جو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پسند آجائے۔ یہ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سچا عشق،

Marfat.com

عقیدت اور اُجلے باطن کا روشن صدق و اخلاص ہی تھا جس نے ظاہری حسن ادائیگی میں کمی کے باوجود انہیں موذنِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کے عظیم منصب سے فیضیاب فرمایا اور ایک بار اسی کے سبب وقت سحر کو ان کی عشق و اخلاص میں بھیگی توتلی اذان سے مشروط کر دیا گیا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے وہاں پسند و ناپسند کے پیمانے کچھ اور ہیں۔ وہاں خوبصورت لحن نہیں بلکہ پاکیزگی دہن درکار ہے۔ ان کی بارگاہ میں تلفظ اور حسن ادائیگی معیار نہیں بلکہ سب کچھ ہونے کے باوجود عجز و نیاز اور احساسِ کم مائیگی فضیلت کا باعث ہے۔ وہاں گلے کے سوز و ساز سے کہیں زیادہ دل و نظر کے گداز کو اہمیت حاصل ہے، وہاں آواز کا زیر و بم نہیں عشق و عقیدت میں ڈوبی ہوئی چشم نم کام آتی ہے۔ وہاں ناز و انداز کی نہیں بلکہ عجز و نیاز کی اہمیت ہے۔ اس لئے نعت خوانی کے ظاہری خدوخال کو سنوارنے کے ساتھ ساتھ اس کی باطنی لطافتوں کی حلاوت سے آگاہی حاصل کرنا بھی بہت ضروری ہے تاکہ اس کی خیر و برکت سے بھرپور استفادہ حاصل ہو سکے۔ محترم ریاض حسین چوہدری صاحب کے تقدیس نعت کے حوالے سے کہے ہوئے اشعار میں سے حاصل کلام اشعار پیشِ خدمت ہیں جو بیک وقت نعت پڑھنے، سننے اور لکھنے والوں کے لئے مشعل راہ ہیں:

نعت کیا ہے؟ لب بہ لب طیبہ کے میخانے کا نام ۔۔۔ نعت کیا ہے؟ آنسوؤں کے رقص میں آنے کا نام
نعت کیا ہے؟ لوحِ جاں پر پھول بکھرانے کا نام ۔۔۔ نعت کیا ہے؟ ان کی چوکھٹ پر مچل جانے کا نام
نعت کہنے کے لئے دل پاک ہونا چاہیے ۔۔۔ غرقِ الفت دیدۂ نمناک ہونا چاہیے

☆

عیدِ میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خصوصی تحفہ

ماہنامہ "کاروان نعت" کی پہلی کل پاکستان نعت کانفرنس۔ کاروان نعت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یوم میلاد کے موقع پر امت مسلمہ کو مبارکبادی کے 12,00,000 کارڈز تقسیم کرنے کا ہدف مقرر کیا ہے۔ ہر فرد کو اس مبارک موقع پر صرف 10 افراد ایسے تیار کرنے ہیں جو صرف ایک ہزار کارڈز خریدیں۔ یعنی ایسے 10 افراد جو صرف ایک ہزار روپے اپنی خوشی سے خرچ کر سکیں۔ ادارہ یہ کارڈز مع لفافہ صرف ایک روپے کا دے گا۔ آج ہی ایڈوانس بکنگ کروا دیں۔ تعداد 6400 ہونے کی صورت میں آپ کا اپنا نام بھی پرنٹ ہو سکے گا۔ مگر ایسی بکنگ کی آخری تاریخ صرف اور صرف 15 مارچ 2007ء ہے۔ یاد رہے۔

Marfat.com

تنقید نعت

☆ محافل نعت میں غلو کا پہلو

☆ محافل نعت کی زیاں باریاں

☆ محافل نعت ...... قرآن وسنت کے آئینے میں

Marfat.com

محافل نعت میں غلو کا پہلو

از قلم......محمد شہزاد مجددی

اس تحریر سے ہمارا مقصود محافل نعت میں دکھائی دینے والے بعض غیر محتاط رویوں کی نشاندہی اور اصلاح ہے تاکہ ہم محافل میلاد و نعت کی برکات سے بطریق احسن مستفید اور مستفیض ہو سکیں۔

نبی رحمت سرکار دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت وصورت اور آپ ﷺ کے خصائل وشمائل کا بیان بلاشبہ ایک احسن عمل ہے اور ایمان کی تازگی کا بہترین سامان ہے۔ حضور ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کبھی قرآن وسنت سے روشنی لے کر محامد ومحاسن حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چراغ روشن کیے اور امت مسلمہ محبت وعقیدت کے ان چراغوں کو آج تک روشن رکھے ہوئے ہے۔ چنانچہ آئمہ امت، صوفیا وصالحین اور علماء وشعراء نظم ونثر میں اپنی محبتوں اور عقیدتوں کے نذرانے بارگاہِ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کرتے چلے آ رہے ہیں۔

برعظیم پاک وہند میں بھی یہ روایت نعت خوانی، مولود خوانی اور مجالس نعت ومیلاد کی صورت میں رائج رہی ہے۔ خوش عقیدہ اور اہلِ محبت مسلمانوں نے سال بھر میں آنے والے خاص دنوں اور راتوں میں ایسی محافل کا انعقاد تسلسل سے جاری رکھا اور علماء کرام کی سرپرستی ورہنمائی میں اس کار خیر سے بھرپور فیض حاصل کیا۔ اہل علم بزرگوں نے حتی الامکان اپنے علم اور تقویٰ کی بدولت ان محافل کو ہر قسم کے خلافِ شرع اور خلاف ادب عناصر سے پاک رکھنے میں لائق تحسین کردار ادا کیا اور عوام الناس کو قرآن و سنت کی روشنی میں ہر ممکن رہنمائی فراہم کی ہے لیکن اس کے باوجود ان پاکیزہ محافل میں کچھ ایسے امور در آئے جو بعد میں بگڑ کر کچھ سے کچھ ہو گئے۔ بیان فضائل اور خوش عقیدگی نے آہستہ آہستہ جہل اور غلو کا لبادہ اوڑھ لیا۔ عوامی مداخلت بڑھ گئی۔ علماء کرام کی سرپرستی ختم ہو گئی۔ یہاں تک کہ یہ پُرتقدس محافل خالص عوامی اجتماعات کا روپ اختیار کر گئیں اور ایک دور ایسا بھی آیا کہ محافل نعت میں علماء کی شرکت کو شجر ممنوعہ قرار دے دیا گیا۔ محافل نعت کو دنیوی اغراض ومفادات کے حصول کے لیے استعمال کیا جانے لگا۔ ستائش باہمی کا ایک نیا دور چلا۔ صدارت وسیادت کے منصب پر ''اہل دول'' فائز ہونے لگے۔ معیار فضیلت ثروت مندی کو قرار دیا گیا۔ نعت خوانوں کی لابیاں وجود میں آنے لگیں، گروہ بندیاں اور گروپ بازیاں ہونے لگیں اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے نت نئے ہتھکنڈے اپنائے گئے۔ مقدس ماحول مکدر کا شکار ہونے لگا، برکت اٹھنے لگی، تاثیر ختم ہوتی گئی اخلاق وعقائد کی جگہ نمود ونمائش نے لے لی اور عبادت کا درجہ رکھنے والے اعمال صالحہ ''پرفارمنس'' کی نذر ہو گئے۔ البتہ کچھ اہل درد اس صورتحال

Marfat.com

کے بارے میں متفکر بھی رہے اور مسلسل اصلاح کے لیے کوشاں بھی۔ ان بزرگوں نے تقریر وتحریر کے علاوہ عملی طور پر اصلاح محافل نعت کے لیے جو کوششیں کیں وہ یقیناً لائق قدر وستائش ہیں۔ آج ہماری محافل نعت علماء کے ہاتھ سے نکل کر عوامی تصرفات کا شکار ہو چکی ہیں۔ پیشہ ور نعت خواں حضرات اس زوال وانحطاط سے خوب مستفید ہو رہے ہیں اور خوش ہیں کہ

نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی نہ وہ خم ہے زلف ایاز میں

آج بلا روک ٹوک نعت کے نام پر من مانیاں ہو رہی ہیں۔ بزرگ علماء اور درد دل رکھنے والے تجربہ کار نعت خوان اٹھ گئے ہیں جو نعت خوانی کے دوران ہاتھ کی جنبش کو بھی خلاف ادب سمجھتے تھے اور آداب محافل نعت سے کماحقہ واقفیت رکھنے والے تھے۔

عصر حاضر میں اٹھنے والی جدیدیت کی لہر ہماری محافل کے تقدس پر بھی اثر انداز ہوئی ہے اور ماڈرن ازم سے متاثر نوجوان نعت خوان اپنی وضع قطع اور انداز واطوار میں دانستہ یا نادانستہ طور پر اس لہر کے زیر اثر دکھائی دیتے ہیں۔ میڈیا کی تیزی اور شرانگیزی نے انہیں اخلاقی طور پر گھائل کر دیا ہے اور یہ رقص بدن کے خم و پیچ میں الجھ کر رہ گئے ہیں۔ جوانوں کے علاوہ نابالغ (امارد) اور بے ریش بچے بھی نذرانے اور مال خدمت کی کشش سے اس میدان میں کھنچے چلے آرہے ہیں۔ بقول شاعر

شہر کے کجکلاہ لڑکوں نے
کام عشاق کا تمام کیا

ائمہ فقہ وحدیث اور اکابر صوفیہ کرام نے متفقہ طور پر محافل ومجالس میں بے ریش لڑکوں کی شرکت کو ناپسندیدہ قرار دے دیا ہے چہ جائیکہ وہ مرکز نگاہ بن کر بیٹھیں اور حسن صورت والحان کے ذریعے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہے ہوں۔ فقہاء کرام اور مفتیان شرع نے ایسے امارد کو جو حسین اور خوبرو بھی ہوں، عورت کے حکم میں شمار کیا ہے اور بنظر شہوت ان کی طرف دیکھنے کو حرام فرمایا ہے۔ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ ''میں ایک عورت کے ساتھ ایک شیطان دیکھتا ہوں لیکن ایک امرد کے ساتھ مجھے چودہ شیطان دکھائی دیتے ہیں۔''

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اگر سماع کبھی امرد (بے ریش نوجوان) سے سنا جائے تو فتنہ پیدا ہونے کا امکان ہے۔ اس پر اہل حقیقت نے اس کو پسند نہیں کیا بلکہ مکروہ سمجھا ہے۔ حضرت بقیۃ بن الولید کا قول ہے کہ ''اہل حق ایک امرد (بے ریش لڑکے) کی طرف دیکھنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ (عوارف المعارف (مترجم) ص 34)'' تعجب ہے کہ اہل حقیقت مشائخ تو اس معاملے میں کمال احتیاط سے کام لیں اور ہم جیسے اہل حرص وہوس اس قباحت کو ثواب وصواب سمجھ کر اس سے مس نہ ہوں۔

یاد رہے کہ ہمارے فقہاء نے داڑھی منڈوانے یا کتروانے والے شخص کو منبر یا اسٹیج پر بیٹھا کر اس

Marfat.com

سے میلاد پڑھوانے اور وعظ کروانے سے بھی منع فرمایا ہے کیونکہ اس عمل سے اس کی تعظیم وتکریم ہوتی ہے اور یہ دونوں امور گناہ کے زمرے میں آتے ہیں۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسند پر بیٹھنا کمال احتیاط کا متقاضی ہے اور ہر ثنا خواں کے لیے یہ بہت بڑی آزمائش بھی ہے۔ کیونکہ یہ بارگاہ ادب ہے اور ''یہاں اونچی آواز ہوئی' عمر کا سرمایہ گیا۔'' محفل نعت کے تقدس اور آداب کا تقاضا یہ بھی ہے کہ شور و غل' بہت زیادہ چیخ و پکار' بدنظمی اور بے جا حرکات سے گریز کیا جائے اور سکون و وقار کے ساتھ بیٹھ کر تذکرہ حبیب (ﷺ) کے فیوض و برکات سے مستفید ہوا جائے۔ ہر ثنا خواں کو اس حوالے سے زیادہ احتیاط برتنی چاہیے۔ ظاہری و باطنی خشوع وخصوع کی کیفیت کے علاوہ انتخاب کلام اور الفاظ کی ادائیگی بھی پوری صحت کے ساتھ کرنی چاہیے کیونکہ

ذہن میں رکھ آیہ لا ترفعوا اصواتکم   بات کر طبع و پیمبر کی نزاکت دیکھ کر

دوران نعت خوانی اپنا اور حاضرین کا دھیان ہٹانے کی بجائے اپنا اور ان کا خیال مدینے والے آقا علیہ السلام کی طرف ہی رہنے دینا چاہیے کہ یہی محفل میں آنے کا اصل اور بنیادی مقصد ہوتا ہے۔

محافل نعت کا نظم وضبط اور تقدس بہت کچھ نقیب محفل پر بھی منحصر ہوتا ہے۔ اگر ناظم محفل بے شعور اور ذوق ادب کا حامل ہو تو برکات محفل دو چند ہو جاتی ہیں۔ ہر ثنا خواں' خطیب اور نقیب کو چاہیے کہ ہر قسم کے غلو' مبالغہ اور خوش آمد سے مکمل گریز کرے اور ''مدح اہل دول کی بجائے اپنے کریم ﷺ کی گدائی پر اکتفا کرے۔

میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرے دین پارہ ناں نہیں

سرکار کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے قول وفعل میں تجاوز وتنطع سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

هلك المتنطعون قالها ثلاثا. (مسلم' مسند احمد 386/1) ''مبالغہ کرنے والے ہلاک ہو گئے۔''

یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ شارحین لکھتے ہیں: اس سے مراد بے جا بال کی کھال اتارنے والے۔ بے محل اور بے تکی ہانکنے والے اور قول وفعل میں غلو ومبالغہ سے کام لینے والے لوگ مراد ہیں۔ (النہایہ: 74/5)

اس طرح بے جا مدح وستائش اور مدح طلبی بھی ناپسندیدہ امور ہیں۔ خاص طور پر جب یہ کسی کے دنیوی عہدہ ومنصب کی بنا پر ہوں۔

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایسا شخص جو یہ پسند کرتا ہو کہ سب لوگ اس کو اچھا کہیں اور یہ ناپسند کرتا ہو کہ کوئی اسے برے الفاظ سے یاد کرے تو سمجھ لو کہ وہ منافق ہے۔ (الامر بالاتباع' ص307)

حدیث پاک میں بھی کسی کے روبرو اس کی تعریف کرنے سے منع کیا گیا ہے اور ایک ایسے شخص کو

Marfat.com

دیکھ کر جو اپنے ساتھی کے سامنے اس کی تعریف اور مدح کر رہا تھا۔فرمایا:''قطعت عنق اخیک۔ تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی۔'' ایسے ہی محافل نعت میں میوزیکل آلات اور دف وغیرہ کے استعمال سے بھی مکمل اجتناب کی ضرورت ہے۔شریعت مطہرہ میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔فتاویٰ رضویہ ج 10، ص212 میں ہے:

مزامیر حرام ہیں جیسا کہ حضور پرنور سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات طیبات ''فوائد الفواد'' شریف میں ہے۔مزامیر حرام است۔یعنی باجے حرام ہیں۔

مزامیر کی حرمت کے بارے میں احادیث تواتر کو پہنچ چکی ہیں اور کچھ نہ ہو تو حدیث جلیل صحیح رجیح صحیح بخاری شریف کافی اور وافی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف۔''ضرور میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہونے والے ہیں کہ حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرم گاہ (یعنی زنا) اور ریشمی کپڑوں کو اور شراب اور باجوں کو۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: الدف حرام، والمعازف حرام، والکوبة حرام و المزمار حرام. ترجمہ:''دف حرام ہے، ہاتھ سے بجائے جانے والے آلات۔ طبلہ اور باجے حرام ہیں۔'' (البیہقی 222/10)

حضرت ملا علی قاری شرح فقہ الاکبر میں لکھتے ہیں:

من قرا القرآن علی ضرب الدف والقضیب یکفر. جس نے دف اور ڈھول کے ساتھ قرآن کی تلاوت کی، اس نے کفر کیا۔ویقرب منه ضرب الدف والقضب مع ذکر الله تعالی و نعت المصطفی صلی الله علیه و آله وسلم. اور قریب ہے اس کے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نعت رسول ﷺ کے ساتھ دف اور ڈرم بجائے۔(ص167)

محافل نعت میں ایک اصلاح طلب معاملہ تقریر و وعظ اور نعت میں جہر مضر طیعنی حد سے زیادہ آواز بلند کرنا بھی ہے۔علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

رفع الصوات عند سماع القرآن والوعظ مکروه وما یفعله الذین یدعون الوجد والمحبة لا اصل له ویمنع الصوفیة من زفع الصوت و تخریق الثیاب.

قرآن اور وعظ سنتے ہوئے آواز بلند کرنا مکروہ ہے اور وجد وصحبت کا دعویٰ کرنے والے جو کچھ کرتے رہیں اس کی (شرع میں) کوئی اصل نہیں اور صوفیہ کو آواز بلند کرنے اور کپڑے پھاڑنے سے منع کیا جانا چاہیے۔(ردالمختار: ج نمبر 1، ص384)

Marfat.com

یعنی ادب و احترام کا تقاضا یہ ہے کہ سامعین بھی سکون و وقار کا مظاہرہ کرتے ہوئے نعرہ بازی وغیرہ سے احتیاط کریں۔ حضرت شیخ سہروردی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بار اپنی قوم کے سامنے وعظ فرما رہے تھے۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے متاثر ہو کر اپنی قمیص پھاڑ ڈالی۔ یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنی قمیص کیوں پھاڑتا ہے بلکہ اپنے دل میں شرح اور وسعت پیدا کر۔ (عوارف المعارف: ص340)

الغرض نعت حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے قلبی تعلق اور جذبہ ایمانی کا جمالیاتی اظہار ہے لیکن اس اظہار میں اعتدال اور توازن کی ضرورت ہے جو خود صاحب نعت یعنی ممدوح و منعوت ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کے ایک ایک لمحے میں برقرار رکھا اور جس کی تعلیم دی۔ مولانا حسن مثنیٰ ندوی صاحب کے قول کے مطابق نعت شہ کونین ﷺ

شفتگی چاہتی ہے آشفتگی نہیں | سپردگی چاہتی ہے شوریدہ سری نہیں
ہوش چاہتی ہے بے ہوشی نہیں | تہذیب چاہتی ہیں وحشت نہیں

مئی 97ء میں راقم نے ماہنامہ "السیف الصارم" کے اداریے میں لکھا تھا:

چند روز قبل الحراء ہال میں منعقد ہونے والی ایک محفل نعت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو ایک معروف نعت خواں نے انتہائی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے جو اشعار بطور گرہ پڑھے ان میں سے ایک شعر یوں تھا۔

بنا کے آپ کو خالق نے یہ ارشاد کیا میرا جواب تو تو ہے تیرا جواب نہیں

محافل نعت میں غیر نعتیہ اور غزلیہ اشعار کا بھی عام رجحان ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

شرط ایماں مصطفیٰ ﷺ سے والہانہ پیار ہے | پیار لیکن پیروی ہے پیروی دشوار ہے
پیروی سے عاشقی آسان ہے اور اس لیے | جس کو دیکھو ان کا دیوانہ سر بازار ہے

(رحمٰن کیانی)

ہمارے ان غیر محتاط رویوں پر جناب عنایت علی خان نے کس قدر دکھ سے تبصرہ کیا ہے۔

میں تیرے مزار کی جالیوں ہی کی مدحتوں میں مگن رہا
تیرے دشمنوں نے تیرے چمن میں خزاں کا جال بچھا دیا

.....☆.....

Marfat.com

مجالس نعت کی زیاں باریاں

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب سیدی وملجائی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کو اپنی کائنات کا حسن بنایا ہے۔ ذرے ذرے کی زبان سے نعت کے نغمات جاری کر کے ''ورفعنا لک ذکرک'' کے خطاب کو اپنی رحمت کی دلیل بنا دیا ہے۔ اللہ کی بے پناہ مخلوق میں شاید ہی کوئی ایسی شخصیت ہو جس پر نعت کی اتنی بارش برسائی گئی ہو۔ اس نے اپنے محبوب کی نعت کو ہر انداز میں جاری رکھنے کا اہتمام کیا ہے۔ ہر زمانے میں جاری رکھا ہے۔ ہر رنگ میں نمایاں کیا ہے۔ ہر گل میں، ہر شجر میں، ہر زبان میں، ہر مکان میں، ہر زمان میں نعت کی روشنیوں کو جگمگایا ہے۔

پاکستان میں ''مجالس نعت'' کا اہتمام جس شان وشوکت سے کیا جاتا ہے وہ اہل ایمان کی محبت رسول ﷺ کی علامت ہے۔ شہر بہ شہر قصبہ بہ قصبہ، کوچہ بکوچہ، خانہ بہ خانہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجالس نعت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ نعت خواں شریں نوا جس انداز سے نعتِ مصطفیٰ ﷺ پیش کرتے ہیں۔ دلوں کے غنچے کھل اُٹھتے ہیں۔ اب نعت کا اہتمام موجودہ میڈیا پر جس شان وشوکت سے ہونے لگا ہے۔ اس سے احساس ہوتا ہے کہ فضاؤں ہواؤں حتیٰ کہ خلاؤں میں بھی نعت مصطفیٰ کی دلنواز آوازیں گونجنے لگی ہیں۔ نعت کی مجالس جمنے لگی ہیں۔ خسروا! عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا!

مجالس نعت کا شاندار اہتمام، نعت خوانانِ خوش بیاں کا انداز نعت خوانی پھر نعت سننے والے شیداؤں کا ذوق وشوق مجلس نعت میں نعت خوانوں پر انعام واکرام کی بارشیں، یہ تمام حضور ﷺ سے محبت کے انداز ہیں۔ اس پر جس قدر ہدیۂ تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ یہ محبت کے انداز ہیں۔ یہ عقیدت کے انداز ہیں، یہ مصطفیٰ جان رحمت سے قربت کی علامات ہیں۔ پاکستان میں نعت خوانی کو جو فروغ ملا ہے۔ اس کی مثال سابقہ ادوار میں بہت کم ملتی ہے۔ ثنا خوانان رسول ﷺ کی پذیرائی، نعت خوانان مصطفیٰ ﷺ پر انعام واکرام کی بارش، مجالس نعت میں شرکت کرنے والوں کا جذبہ، پھر مجالس نعت کا اہتمام کرنے والوں کا سامعین کے لیے عمرہ کی سعادت کا اہتمام ہمارے وقت کی ایک عمدہ روایت ہے اور ایک خوشگوار رجحان ہے۔ دوسری طرف نعت خوانوں میں ایک طبقہ ابھر رہا ہے جو بڑے اہتمام اور خوش انداز سے نعت خوانی کرنے لگے ہیں۔ ملک کے گوشے گوشے میں خوش آواز نعت نَوجوان نعت خوانی کے میدان

Marfat.com

میں نمایاں نظر آتے ہیں۔اگرچہ انعام واکرام کی بارشیں ایسے طبقے کی پیداوار کا ایک ذریعہ ہیں جن سے مجالس نعت جگمگا اُٹھتی ہیں۔ عام نعت خوانوں سے ہٹ کر بعض ایسے نعت خواں آئے ہیں جن کی آواز میں جادو ہے۔جن کی آواز دلوں کو موہ لیتی ہے جن کی طرز دل کے غنچے کھلا دیتی ہے ایسے نعت خوان بھی سامنے آنے لگے ہیں جو ساری ساری نعت پڑھتے ہیں تو سامعین سر دھنتے رہتے ہیں نعت خوانوں کی اس چکا چوند چاندنی نے نعت خوانانِ مصطفیٰ کو وہ مقام بخشا ہے کہ ہر طرف خوشیاں پھیلنے لگی ہیں۔

اب ایسا وقت بھی آیا ہے کہ بعض نعت خوان قدیم روش سے ہٹ کر تصنع بناوٹ اور دکھاوے کو اپنانے لگے ہیں۔ رنگا رنگ لباس' زرق برق لبادے' نیم فلمی طرزیں' ماڈرن دھنیں اپنا لی گئی ہیں جو کلام حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عقیدت ومحبت کے تقاضوں کے سامنے رکھ کر پیش کیا جاتا تھا۔اب ڈھول ڈھمکوں کی آواز اور چنگ ورباب کی آوازوں سے ملا کر سنایا جانے لگا ہے۔جس بارگاہ میں ''ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں'' کی حکمرانی تھی وہاں شادی کے دف اور ڈنکے کی چوٹیں آنے لگی ہیں۔ایسے نعت خوانوں کے اس ''ذوق'' کو مزید فروغ ملا ہے۔

مجالس نعت کے یہ اہتمام اور فروغ نعت کے یہ رُخ محبت رسول کے تقاضوں کی روایت کے لیے موزوں نہیں۔اب نعت خوانی کے ساتھ ساتھ ردھم کے زیر و بم دلوں پر چوٹ تو لگاتے ہیں' داد و تحسین بھی پاتے ہیں۔انعام واکرام کی بارشیں بھی برستی ہیں مگر جس بارگاہ میں یہ ساری نمائش عشق و محبت کا نام لے کر کی جارہی ہیں وہ وہاں نہیں چلتی۔

مجالس نعت کا اہتمام کرنے والے مجالس نعت کو اپنی خوش آوازی سے سجانے والے' عاشقانِ رسول ﷺ کے جمگھٹے رات بھر جاگنے والے اگر آداب نعت سامنے رکھیں تو مجالس نعت کے حسن میں اضافہ بھی ہوگا اور روحانیت کی خوشبو بھی دل و دماغ کو معطر رکھے گی جس بارگاہ بے کس پناہ میں ہدیہ نعت پیش کیا جاتا ہے وہاں سے ''دیدۂ رحمت بکشا و بروئے من مسکین نظر کن'' کے انعامات بھی حاصل ہوسکیں گے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ تو صدیوں سے نعت کے نذرانوں سے معمور ہو رہی ہے وہاں کسی چیز کی کمی نہیں اہل محبت صدیوں سے موتی نچھاور کر رہے ہیں۔حضور ﷺ اپنے نعت خوانوں پر نظر رحمت بھی فرماتے ہیں اور اپنے نعت خوانوں کو اپنے دلآویز تبسم سے نوازتے ہیں اور ''سعدیا باز بگو آنچہ بہ دیباچۂ گلستان گفتہ'' سعدی! تم نے گلستان کے دیباچہ میں میری نعت کہی ہے مجھے سناؤ تو سہی۔سعدی ''بلغ العلی بکمالہ'' کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔تو ساری محفل میں ''صلو علیہ وآلہ'' کی دلنواز آوازیں آتی ہیں۔

Marfat.com

ہم نعت خوانانِ ذی شان کے ہم نوا ہیں۔ ان کی توجہ دلاتے ہیں کہ وہ حضرت حسانؓ کے خانوادے کے فرد ہیں۔ وہ جامیؒ و سعدیؒ کے ہم نوا ہیں۔ وہ رومیؒ کے ہم زبان ہیں۔ وہ فاضل بریلویؒ کے ہم کلام ہیں۔ وہ ''کاروانِ نعت'' کے حدی خواں ہیں۔ اگر وہ ڈھول چھوڑ کر، ردھم کا نشیب و فراز چھوڑ کر، پھر یہ رنگین لباسوں کی نمائش چھوڑ دیں تو مجالس نعت کی رونقوں میں کمی نہیں آئے گی نہ عاشقانِ رسول ﷺ کے حلقے کم ہوں گے۔

ہم نعت کی مجالس، مجالس کا اہتمام کرنے والے زندہ دلوں اور نعت خوان ذی الاحترام کے سامنے ''حضرت ناصح'' بن کر آ رہے ہیں۔ نہ بریلی سے فتویٰ لا رہے ہیں۔ نہ ان پر اپنی بدزبانی سے ''بدعت و شرک'' کے پتھر برسا رہے ہیں۔ ہم تو صرف یہ عرض کرنے کی اجازت پا رہے ہیں کہ مجالس نعت کے آداب، احساسات اور لوازمات کو سامنے رکھا جائے اور حضور ﷺ کی نظر لطف و کرم کے انعامات کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے تو ایک ایسا عاشقانِ رسول ﷺ کا قافلہ تیار ہوگا فرشتے استقبال کو آئیں گے، عندلیبان رسول ﷺ کا ایسا باغ آباد ہوگا جس سے نغمات نعت پھوٹیں گے، نعت خوانان مصطفیٰ کا ایک ایسا گلستان کھلے گا جس کے رنگا رنگ پھول چہار دانگ عالم کو اپنی خوشبوؤں سے معمور کر دیں گے۔

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر یہ حکم رواں تمہارے لیے
صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے وہ دن ہوں بھلے
ہوا کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لیے

☆

''کاروانِ نعت'' جاری رکھنے میں آپ بھی اس کارواں میں شامل ہو سکتے ہیں۔ شامل ہونے کا بہترین طریقہ ہر ماہ صرف 10 شمارے خرید کر لوگوں میں تقسیم کریں تا کہ ان میں بھی نعت مصطفیٰ ﷺ پڑھنے، سننے کا شوق پیدا ہو۔

Marfat.com

محافل نعت قرآن وسنت کے آئینے میں

محمد حسن علی قادری حویلوی

نعت کا لغوی معنی ہے ''صفت'' (المنجد)

عُرف میں نعت کا مفہوم ہے سید الانبیاء، معدن جود وسخا، منبع حلم وعطا، شب اسریٰ کے دولہا، صاحب مقام قاب قوسین اوادنیٰ، شاہ دوسرا، شافع روز جزا، معلم اخلاق بالا، سب سے اولیٰ و اعلیٰ، احمد مجتبیٰ، سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال، سیرت وکردار اور اخلاق و اطوار کا عقیدت ومحبت کے ساتھ تذکرہ کرنا۔

نعت کا مکمل احاطہ وہی کر سکتا ہے جو سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات و واقعات، اوصاف و مقامات، مراتب ودرجات، علوم ومعارف غرضیکہ حیات طیبہ کے تمام پہلوؤں سے کما حقہ آگاہ ہو۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے اسلاف نے نعت مصطفیٰ ﷺ کا حق ادا کرنے کا دعویٰ کبھی نہیں کیا۔

لَا یُمْکِنُ الثَّنَآءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دانِ محمد است

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

ظہوری کسی نے ثنائے نبی کا
کیا حق ادا ہے؟ نہیں ہے نہیں ہے

تم اقبالؔ یہ نعت کہہ تو رہے ہو
مگر یہ بھی سوچا کہ کیا کر رہے ہو؟

کہاں تم کہاں مدح ممدوح یزداں
یہ جرأت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

پھر نعت کا حق کس نے ادا کیا؟

خالق ارض وسماء نے، رب علیٰ نے، رب مصطفیٰ ﷺ نے، مالک ہر دوسرا نے، جس نے کائنات کی جان محمد مصطفیٰ ﷺ کو ایک خاص شان سے بے مثل و بے مثال تخلیق فرمایا اور افضل ترین مخلوق یعنی گروہ انبیائے کرام علیہم السلام کا سردار بنایا۔

نعت کا آغاز کب اور کیسے ہوا؟

اللہ رب العزت جل جلالہ نے ایک مقدس ترین بزم کا انعقاد فرمایا اور ایک اعلیٰ ترین محفل سجائی جس میں صرف انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارواحِ مقدسہ کو دعوت دی۔

خطاب فرمانے والا رب العلمین اور سامعین، انبیاء مرسلین علیہم السلام یہ خطاب ایک بہت بڑے عہد نامے پر مشتمل تھا جس کا خلاصہ پارہ 3 سورۃ آل عمران میں ارشاد فرمایا

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ

Marfat.com

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ط قَالُوْآ اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ٥

ترجمہ: اور جب اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے نبیوں سے پکا وعدہ لیا جب میں تمہیں کتاب وحکمت عطا کر دوں پھر تمہارے پاس عظیم الشان رسول (ﷺ) تشریف لے آئے تو تصدیق کرنے والا اس کی جو تمہارے ساتھ (پاس) ہے تو ضرور ضرور اُس (رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی ضرور ضرور تم مدد کرو گے' فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) کیا تم نے اقرار کیا اور تم نے بوجھ اٹھا لیا؟ عرض کیا (نبیوں نے) ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا (اللہ تعالیٰ) نے پس تم سب گواہ ہو جاؤ اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

اس آیت پاک میں آپ کی تشریف آوری کا ذکر اور آپ کی دو صفات ''مصدق'' اور رسول کا بطور خاص تذکرہ ہے اور لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی نصرت وتائید کی تاکید اور نبیوں کا متفقہ اقرار پھر رب العٰلمین کا گواہ ہونے پر اصرار مذکور ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنے اپنے دور میں اس عہد کی پوری پاسداری کی' نعتِ مصطفیٰ ﷺ کے چرچے کیے نیز توریت و انجیل میں بھی نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تذکرے مذکور ہیں۔ باقی نبیوں کے بعد اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے تشریف لانیوالے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان الفاظ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خبر دی۔ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْ بَعْدِى اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ۔ (القرآن) ''اُس عظیم الشان رسول کی بشارت دے رہا ہوں جو میرے بعد تشریف لا رہے ہیں اور ان کا اسم گرامی احمد ہوگا۔''

دنیا کا دستور ہے کہ ولادت کے بعد بلکہ بلوغت کے بعد کارکردگی دیکھ کر یا حسن وخوبی دیکھ کر تعریف کی جاتی ہے اور عام طور پر چھوٹے بڑوں کی تعریف کرتے ہیں لیکن نعت مصطفیٰ ﷺ کی طرف نگاہ کیجئے آپ کی اس دنیا میں تشریف آوری سے قبل آپ کے چرچے اور اس عمل کا آغاز فرمانے والا رب دو جہاں ہے۔

جب آپ ﷺ نے چالیس سالہ زندگی کے ماہ وسال عرب کے ریگستانوں اور کوہستانوں میں گزارے تو فصل گل کی آمد آمد ہوئی فضائیں معطر ہونے لگیں اور آپ کی سیرت وکردار کی خوشبو اتنی پھیلی کہ مخالفین بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور آپ کی شان میں عرب کے خطیب' ادیب' حکیم' ناقدین' متکلمین حتیٰ کہ زندگی کے ہر شعبہ کے لوگ رطب اللسان ہونے لگے اور سب نے آپ کو متفقہ خطاب پیش کیا۔ صادق' امین۔ سچا اور امانتدار۔

جبل نور کی مقدس غار حراء میں ذوالجلال والاکرام نے اپنا نورانی کلام فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے نور ہدایت' نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل فرمایا جس میں جا بجا نعت مصطفیٰ ﷺ کے پھول مہک رہے ہیں۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ

Marfat.com

وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍo

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ ان میں اپنا عظیم الشان رسول ان ہی میں سے بھیج دیا جوان پر اس کی آیات تلاوت فرماتے ہیں اور ان کا تزکیہ فرماتے ہیں اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور اگر چہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَo

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے سراپا رحمت بنا کر۔

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا.

ترجمہ: اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں کی جانوں سے زیادہ اُن کے قریب ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات (پاک بیویاں) مومنوں کی مائیں ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاo

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے اس (آپ) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم (بھی) آپ پر درود اور بہت زیادہ سلام بھیجو۔

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ.

ترجمہ: اور بے شک آپ خلقِ عظیم کے مالک ہیں۔

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی.

ترجمہ: اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَo

ترجمہ: اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

اہل معرفت جب قرآن مجید کے علوم و معارف کے سمندر میں غوطہ زن ہوئے تو برملا کہہ اٹھے کہ قرآن مجید کے ہر پارہ سے ہر سورت سے، ہر سورت کے ہر رکوع سے ہر رکوع کی ہر آیت سے، ہر آیت کے ہر لفظ سے، ہر لفظ کے ہر حرف سے حتیٰ کہ ہر نقطہ، ہر شد، ہر مد، ہر زیر، ہر زبر، ہر پیش، اور ہر جزم سے جہاں حمد خدا ظاہر ہے وہاں نعت مصطفیٰ بھی عیاں ہے۔

شداں مداں، زیراں زبراں سب شان تیری وچ آیاں
عاماں لوکاں خبر نہ کائی تے خاصاں رمزاں پایاں

دوسرے زاویہ سے دیکھا جائے تو نعت مصطفیٰ درحقیقت حمد الٰہی ہے کیوں کہ آپ کو اوصاف حمیدہ عطا فرمانے والا کون ہے؟ اللہ جل جلالہ:

خود کو دیکھا تو ترا لطف و کرم یاد آیا
تجھ کو دیکھا تو مصور کا قلم یاد آیا

Marfat.com

جس طرح تصویر تعریف کریں تعمیر کی دراصل تعریف معمار کی ہوتی ہے۔
تعریف کریں تصور کریں تعمیر کی دراصل تعریف مصور کی ہوتی ہے۔
تعریف کریں تصنیف کی دراصل تعریف مصنف کی ہوتی ہے۔
تعریف کریں تحریر کی دراصل تعریف محرر کی ہوتی ہے۔
تعریف کریں تدریس کی دراصل تعریف مدرس کی ہوتی ہے۔
تعریف کریں شعر کی دراصل تعریف شاعر کی ہوتی ہے۔

بعینہ اسی طرح:
تعریف کریں مصطفیٰ ﷺ کی دراصل تعریف خدا جل جلالہ کی ہوتی ہے۔

کہ آپ کو رحمت دو عالم بنانے والا کون ہے؟ اللہ۔
آپ کو نور مجسم بنانے والا کون ہے؟ اللہ۔
آپ کو شفیع معظم بنانے والا کون ہے؟ اللہ۔
آپ کو خاتم الانبیاء بنانے والا کون ہے؟ اللہ۔

☆

نعت مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

احادیث مبارکہ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحدیث نعمت کے طور پر اپنی نعت خود ارشاد فرمائی جیسے اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ میں اولاد سیدنا آدم علیہ السلام کا سردار ہوں اور میں فخر نہیں کرتا سب سے پہلے قبر سے میں اٹھوں گا۔ سب سے پہلے شفاعت کا دروازہ میں کھولوں گا۔ میرے ہاتھ میں لواءُ الحمد (حمد کا جھنڈا) ہوگا۔ سب سے پہلے میں جنت میں جاؤں گا وہاں میری امت کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔ میں معزز گھرانے میں پیدا ہوا۔ میں پاک پشتوں اور پاک صُلبوں سے منتقل ہوا۔ اوکما قال علیہ السلام۔

نعت مصطفیٰ بزبان صحابہ کرام و اہل بیت

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نعت کے نمائندہ کے طور پر لیا جاتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جب کفار اسلام اور پیمبر اسلام سے پہلے کی ہجو (توہین آمیز اشعار سے) کرتے تھے تو ان کے مقابلے میں آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں اور عظمت اسلام میں اچھے اچھے شعر کہتے اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے لئے دعا فرماتے ایک روایت ملتی ہے کہ آپ کو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چادر کا تحفہ بھی عطا ہوا ہے لیکن آپ صرف شاعر نہ تھے بلکہ قرآن و حدیث کے بہت بڑے عالم باعمل تھے اکابر نعت خواں جو صرف سرکار کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کے لئے نعت پڑھتے ہیں وہ اسی میں شامل ہیں۔ آپ نہ تو ایڈوانس لیتے اور نہ نعت کے دوران

Marfat.com

آپ پر نوٹ نچھاور کئے جاتے اور نہ ہی آپ بعد میں بقایا کا مطالبہ فرماتے اور نہ ہی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نعت کو پیشہ بنایا تھا نہ ہی آپ عورتوں جیسے ریشمی کپڑے پہنتے تھے اور نہ ہی فلمی گانوں کی دھنوں پر نعتیں پڑھتے تھے اور نہ ہی آپ داڑھی شریف کٹواتے تھے (منڈوانا تو دور کی بات ہے) نہ ہی دوسرے صحابہ سے حسد کرتے تھے اور نہ ہی آپ نے نعت خوانوں کی کوئی لابی بنائی ہوئی تھی نہ ہی آپ کا کلام دنیوی غزلوں کی طرح ہوتا نہ ہی اس میں مبالغہ آمیزی ہوتی نہ ہی آپ لوگوں کو بے عملی اور غفلت کی ترغیب دیتے تھے اور نہ ہی آپ دف بجاتے تھے اور نہ ہی آپ دف کی آواز کے مشابہ ذکر کرواتے تھے نہ ہی آپ ہاتھ کھڑے کرواتے نہ ہی بار بار جبراً نعرے لگواتے تھے۔ اور نہ ہی آپ کی نعت کے موقعہ پر عمرہ کے ٹکٹ کا لالچ دے کر ساری رات بٹھایا جاتا تھا۔ نہ ہی آپ بار بار لوگو کو سبحان اللہ کہنے پر مجبور کرتے تھے۔ نہ ہی آپ دو شعر کا وعدہ کر کے پہلے تین رباعیاں' دو دوہڑے' چار ماہیے اور بیس اشعار پر مشتمل نعت پڑھتے' نہ آپ سے پہلے کوئی نقیب محفل خطیب محفل بن کر مسجع مقفع الفاظ کے ہیر پھیر سے نصف گھنٹہ وقت لگاتا اور بے معنی گفتگو کرتا' نہ ہی منتظمین کی شان میں قصیدے پڑھے جاتے' نہ لائٹنگ اور ڈیکوریشن پر لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے' نہ ہی کمرشل مقاصد اور دنیوی مفادات کے لئے محافل کا انعقاد ہوتا بلکہ آپ کا کلام قرآن وسنت کی ترویج و اشاعت' عظمت مصطفیٰ ﷺ کے بیان اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے سو فیصد خلوص اور سچائی پر مبنی ہوتا تھا۔ آپ کے لئے منبر بچھایا جاتا اور اس سادہ سے منبر پر' سادہ لباس میں' سادہ انداز کے ساتھ آپ جچے تلے اور کوثر و تسنیم کی زبان سے ڈھلے ہوئے اشعار پڑھتے' صحابہ لطف اندوز ہوتے' کافروں اور منافقوں کے دل جلتے' پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک چمک رہا ہوتا فرشتے لپک رہے ہوتے اور رحمت الٰہی کی بارش برس رہی ہوتی تھی۔

بعض اوقات کافروں سے آپ فرماتے:

فَاِنَّ اَبِیْ وَوَالِدَہٗ وَعِرْضِیْ　　لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْکُمْ وِقَآءٗ

تم میرے والدین کو جو مرضی کہہ لو میرے مصطفیٰ کی بے ادبی مت کرو حضور کی عزت پر میری اور میرے والدین کی عزت قربان ہے۔ اس کے باوجود آپ کہتے:

مَآ اِنْ مَّدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ　　وَلٰکِنْ مَّدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

اپنے آقا کی نعت پڑھ کر میں شان مصطفیٰ بلند نہیں کرتا بلکہ نعت پڑھ کر اپنے کلام کو بلند کرتا ہوں۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے علاوہ صحابہ کرام کی ایک اچھی خاصی تعداد نے نعت مصطفیٰ لکھی جن میں حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب رحمۃ اللہ علیہا' حضرت سیدنا علی المرتضیٰ' حضرت سیدنا کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ شامل ہیں۔ بلکہ صحابہ کرام تو سراپا نعت بن چکے تھے ان کے چلنے سے نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہوتی' ان کے بولنے سے نعت مصطفیٰ ہویدا ہوتی' ان کے ہر ہر عمل سے نعت مصطفیٰ عیاں ہوتی تھی۔

Marfat.com

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے قید خانے میں نعت لکھی جو بہت مشہور ہے:

اِنْ نَلْتَ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَم

بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَةً فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَم

اے بادِ صبا! اگر تیرا حرم کی زمین سے گزر ہو تو میرا اسلام اس روضہ اقدس پہ پہنچا دینا جس میں نبی محترم تشریف فرما ہیں:

مَنْ وَّجْهُهٗ شَمْسُ الضُّحٰی   مَنْ خَدُّهٗ بَدْرُ الدُّجٰی

مَنْ ذَاتُهٗ نُوْرُ الْهُدٰی   مَنْ کَفُّهٗ بَحْرُ الْهِمَم

جن کا چہرہ انور چاشت کے وقت کا (چمکتا ہوا) سورج ہے جن کے رخسار مبارک اندھیری رات کے چودھویں کے چاند کی طرح ہیں' جن کی ذات ہدایت کی روشنی ہے اور جن کی ہتھیلی مبارک سخاوت کا سمندر ہے۔

اَکْبَادُنَا مَجْرُوْحَةٌ مِنْ سَیْفِ هِجْرِ الْمُصْطَفٰی   طُوْبٰی لِاَ هْلِ مَدِیْنَةٍ فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَشَمْ

ہمارے جگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق کی تلوار سے زخمی ہیں۔ کتنے خوش نصیب ہیں مدینہ شریف میں رہنے والے جن میں نبی محتشم تشریف فرما ہیں۔

یَارَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ اَدْرِکْ لِزَیْنِ الْعَابِدِیْن

اے سب جہانوں کیلئے رحمت زین العابن کی دستگیری فرمایئے۔ الیٰ اخر۔

اولیائے اُمت

حضرت امام شرف الدین کا مقبول عام نعتیہ قصیدہ بردہ شریف مقبول خواص وعوام ہے۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مضمون زیادہ طوالت کا متحمل نہیں ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ' حضرت جامی' مولا نا رومی' بابا فرید گنج شکر' شیخ سعدی' شیخ فرید الدین عطار' حضرت امیر خسرو' امام احمد رضا خاں' سید محمد معصوم گیلانی' فضل شاہ' امیر مینائی' علامہ ابوالحسن محمد علی' محمد اعظم چشتی' بیدم وارثی' حاجی محمد یوسف نگینہ' پیر مہر علی شاہ۔

علامہ محمد اقبالؒ اور بے شمار ایسے اہل محبت گزر چکے جن کا معیاری' متوازن اور بہترین نعتیہ کلام عربی' فارسی' اُردو' پنجابی اور دیگر زبانوں میں ہمیں راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ مگر یہ بات پیش نظر رہے۔

کہ نعت کہنا آسان کام نہیں۔ شاعر کی روح سے معذرت کرتے ہوئے تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ ایک شعر عرض کرتا ہوں۔

یہ شہادت گہ اُلفت میں قدم رکھنا ہے   لوگ آساں سمجھتے ہیں نعت خواں ہوتا

(مجاز لکھنوی)

تیر کھانا ہے جگر پر تو جگر پیدا کر۔ سر کٹانے کی تمنا ہے تو سر پیدا کر۔

Marfat.com

فلک ٹوٹے زمیں پھٹ جائے موت آئے کہ دم نکلے مگر ہرگز نہ ہادی کی اطاعت سے قدم نکلے

نعت کے مآخذ و مصادر

سب سے اعلیٰ درجہ کی نعت قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کا گراں قدر ذخیرہ اور اسلامی لٹریچر فقہ، تصوف، علم معانی، علم بلاغت، صرف، نحو، تفسیر اور دیگر علوم وفنون پر مشتمل علوم وفنون کا عظیم سرمایہ بھی بالواسطہ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہے۔

قاریٔ قرآن بھی ایک اعتبار سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت پڑھتا ہے اس لئے کانوں پر ہاتھ رکھ کر اور لمبی سانس کا تکلف کرنے کی بجائے تجوید وقرأت کے قواعد وضوابط خشوع و خضوع سے رضائے الٰہی کی خاطر تلاوت کی جائے۔

خطیب، مدرس، مصنف، شیخ القرآن، شیخ الحدیث اور شیخ الفقہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثنا خواں ہیں۔ ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ رضائے خدا کی خاطر خطاب سے پہلے بھرپور مطالعہ کریں، تدریس سے پہلے بھرپور مطالعہ کریں، تصنیف سے پہلے خوب تیاری کریں غرض جس شعبہ میں جو بھی ہیں خوب محنت سے حق ادا کریں۔ قاری، خطیب، نقیب، نعت خواں، شاعر، منتظمین محفل آپس میں ایک دوسرے سے بھرپور پُرخلوص تعاون کریں اور اللہ تعالیٰ کا شکرادا کریں جس نے اُن کو اتنے عظیم اور مقدس کام کی توفیق مرحمت فرمائی۔

بہتر ہے کہ نعت خواں قدیم شعرا کا کلام پڑھیں۔ البتہ خاص کلام جو عوام کی سمجھ سے بلند ہو عوام میں نہ پڑھا جائے بلکہ خواص کی مجلس میں پڑھا جائے جو اس کلام کو سمجھنے کے اہل ہوں۔ مثلاً حضرت بلھے شاہؒ، حضرت وارث شاہؒ اور اس قسم کے صوفیا کا مخصوص کلام بلکہ اس سلسلے میں قرآن وسنت کے آئینے میں ہر شعر کے ہر مصرعے اور ہر مصرعے کے ہر لفظ کو پرکھا جائے لیبارٹری ٹیسٹ کے بعد نظر عام پر لایا جائے۔

جدید شعراً کلام لکھنے سے پہلے قرآن وسنت کے مطالب ومفاہیم کا خوب مطالعہ فرمائیں اور نہایت احتیاط سے نیا کلام لکھیں۔ بہتر ہے کہ مستند علمائے کرام اور نعت گو حضرات سے ریسرچ کرا کے منظر عام پر لائیں تاکہ لوگوں کی صحیح راہنمائی ہو سکے۔

مضامین نعت پر ایک نظر

1- حمد باری تعالیٰ سے آغاز ہونا چاہیے۔

2- سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال اور رحمت وشفاعت کا تذکرہ کرنے کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل عنوانات بھی پیش نظر رکھنے چاہئیں:

(1) فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، (2) خصائل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، (3) شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، (4) اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، (5) عدل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، (6)

Marfat.com

معاملات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' (7) تصوف اور روحانیت کا پہلو۔

اسلاف کے کلام میں توازن کے ساتھ ہر چیز پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوفِ وَالرَّجَآءِ. ایمان ڈر اور اُمید کے درمیان ہے۔ یعنی خوف خدا ہو اور رحمت کی اُمید بھی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشیر (بشارت دینے والا) بنا کر بھیجا اور نذیر (ڈرسنانے والا) بھی بنا کر بھیجا۔

قرآن مجید میں: جہاں اٰمَنُوْا کا ذکر ہے وہاں عملو الصّٰلِحٰت کا بھی تذکرہ ہے۔
جہاں رحمت وشفاعت کا اشارہ ہے وہاں عذاب کا بھی ڈراوا ہے۔
جہاں جنت کی بشارت ہے وہاں دوزخ کی بھی وعید ہے۔
جہاں کوثر ونعیم کی ترغیب ہے وہاں سموم اور حمیم کی بھی ترغیب ہے۔

الحمدللہ! بحیثیت مسلمان' پاک قرآن کے ہر ہر لفظ پر ہمارا کامل ایمان ہے۔

اللہ تعالیٰ رحمٰن اور رحیم ہے اور قہار اور جبار بھی
وہ ستار اور غفار ہے اور شدید العقاب بھی

اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات پر عمل اُس کی خوشنودی کا باعث ہے اور نافرمانی ناراضی کا باعث ہے۔ اس قسم کے اشعار لکھنے اور پڑھنے سے بچنا چاہیے جن سے بے عملی اور دین سے بے رغبتی پیدا ہو۔

مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کی مثنوی' شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کی کریما' بوستان' گلستان' شیخ شرف الدین رحمتہ اللہ علیہ کی نامِ حق' شیخ عطار کا پند نامہ' شیخ یوسف رحمتہ اللہ علیہ کا تحفۂ نصائح' شیخ علی رضا رحمتہ اللہ علیہ کی بدائع منظوم اور بے شمار کتب منظوم شکل میں موجود ہیں جن میں حمد' نعت' عمر گزشتہ پر تاسف' مدح کرم' مذمت مال' صفت تواضع' مذمت جھوٹ' غیبت' حرص' حسد' بدگمانی' بدعنوانی' شراب نوشی' سچ' صبر' حسن وقناعت' اخلاق' توکل' تلاوت کلام مجید' ذکر الٰہی' ختم نبوت' درود شریف اور اعمال صالحہ کی فضیلت' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ کے فضائل ومسائل' فکر آخرت' اصلاح اعمال وافعال واحوال' حقوق والدین' حقوق اولاد' حقِ شرع' حقوق زوجین' حقوق عزیز واقارب وہمسایان' حقوق مکتب' آداب خورد ونوش' آداب نشست وبرخواست' آداب مجلس' آداب اُستاذ' آداب مرشد' آداب علما وصلحا وصوفیاء' آداب گفتگو' اصلاح معاشرہ اور بے شمار عنوانات پھولوں کی طرح مہک رہے ہیں اُن سے استفادہ کرنا کس کا حق ہے؟ کس کی ذمہ داری ہے؟

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
دیکھیں اُن کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارہ

محفل نعت یا محفل میلاد کے مجموعی تاثر سے گناہوں سے نفرت' نیکی کی رغبت' دنیا سے بے

Marfat.com

رغبتی، بندگی کا شوق، اخلاق حسنہ کا ذوق، قبر وحشر اور آخرت کی فکر، غلامی رسول، عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمازت اور خوف خدا کی حرارت پیدا ہونی چاہیے۔ نہ کہ فجر کی نماز کی چھٹی، عمل صالح سے پہلو تہی، حق گو لوگوں سے دوری، جنت سے بیزاری، حقوق العباد میں کوتاہی، رحمت و شفاعت کی آڑ میں دانستہ شرعی حدود و قیود سے آزادی، قرض خواہوں کا قرض واپس کئے بغیر، نماز روزہ کی قضائیاں دیئے بغیر توبہ پر استقامت کے بغیر فقط محفل میں شمولیت یا انعقاد کو کافی سمجھنے اور اپنی خواہشات، نفسانی پر عمل کئے جانے کی روش جاری رکھنے کے جذبات جنم لیں۔ کام نہیں ہوتا اس کے لئے تو عمل کی ضرورت ہے۔

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی ۔۔۔ یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

(اقبال)

ایسے اشعار پڑھنے اور لکھنے سے اجتناب کرنا چاہیے جو شریعت مطہرہ کے خلاف ظاہر ہوں۔

مثلاً

؎ رکھ سامنے شیشہ وحدت دا۔ اج رب نے یار سجایا ہے
اوہ بے صورت وچ صورت دے۔ بن آپ محمد آیا اے۔

؎ مدینے وچ ٹریا رب اے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی افضل ترین مخلوق ہیں اللہ نہیں ہیں۔

؎ پہلے سی اللہ تے اللہ ای اللہ۔ اس کے آگے جو پڑھا جاتا ہے اُس کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا تھا اُس نے سوچا اکیلا رہ کر کیا کرنا ہے تو نورِ محمد کو پیدا کیا۔

قرآن مجید کی نص قطعی سے ثابت ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اللہ تعالیٰ ایک ہے وہ یکتا ہے۔ مخلوق بنانے سے پہلے ایک تھا، مخلوق بنانے کے بعد بھی ایک ہے اور جب كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ کا ظہور ہوگا تو پھر بھی وہ ایک ہی ہوگا وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ یہاں کچھ لوگ ترجمہ کرتے ہیں "تیرے رب کا مکھڑا باقی رہے گا۔" حالانکہ یہاں اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہے اور یہ ہی قدیم مفسرین نے مفہوم بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ چہرے سے پاک ہے۔ وہ دیکھتا ہے لیکن آنکھوں کا محتاج نہیں، وہ سنتا ہے لیکن کانوں کا محتاج نہیں، وہ پکڑتا ہے لیکن ہاتھوں کا محتاج نہیں، وہ بولتا ہے لیکن زبان کا محتاج نہیں۔ قرآن مجید میں يَدُ اللّٰهِ یا وَجْهُ اللّٰهِ کے جو الفاظ وارد ہوئے ہیں بزرگ فرماتے ہیں وہ متشابہات میں سے ہیں۔ وَمَا يَعْلَمُ وَيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ ایسے الفاظ کی تاویل سے اللہ تعالیٰ ہی خوب آگاہ ہے۔

-2 ؎ جے نچیاں گل نبدی ہووے گر کھنگھرو وی پالئے

بات تو بنتی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرماں برداری اور اتباع سنت سے نہ کہ خلاف شرع حرکات سے۔

Marfat.com

کچھ لوگ حضرت بلھے شاہ رحمت اللہ علیہ کا حوالہ دیتے ہیں۔ بے خودی اور وارفتگی میں جو حرکات اور سکنات سرزد ہوں وہ صرف صاحب حال کی اُسی خاص کیفیت سے متعلق ہوتی ہیں باقی لوگ نہ تو اُسے دلیل بنا سکتے ہیں اور نہ ہی اُس عمل کو رقص سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

حضرت قطب الاقطاب بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب ایک ارشاد منقول ہے کہ صاحب وجد کو اگر 100 مرتبہ تلوار ماری جائے تو اُسے احساس نہیں ہوتا۔

3- ایسے الفاظ و اشعار لکھنے اور پڑھنے سے گریز کرنا چاہیے جو دل جلے دنیوی معشوقوں کے لئے استعمال کرتے ہیں یا ذو معنی ہوتے ہیں یا معیاری نہیں ہوتے۔ مثلاً سوہنے دیاں بانہواں چمن چٹیاں تے گوریاں۔

یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یار کہہ کر پکارنا۔ دل یار دا نذرانہ لے یار دے کول آئے۔

صحابہ کرام اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفادہ کے لئے "رَاعِنَا يَارَسُوْلَ اللّٰہ" "یارسول اللہ ہماری رعائت فرمائیں" کہہ کر مخاطب ہوتے تھے اور خلوص نیت سے عرض کرتے تھے لیکن منافقین اسی لفظ کو کھینچ کر رَاعِیْنَا (ہمارا چرواہا) کہتے تھے۔ اللہ رب العزت نے صحابہ کو یہ لفظ بولنے سے منع فرما دیا۔ یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ترجمہ: اے ایمان والو! تم رَاعِنَا مت کہو اور "اُنْظُرْنَا" کہو اور خوب غور سے سنو! اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ مے آید جُنید و بایزید اینجا

خطیب اور نقیب حضرات بھی ان گزارشات پر خصوصی توجہ فرمائیں۔

4- نعت خواں، خطیب اور نقیب حضرات کو تلفظ (Pronunciation) کا خصوصی خیال رکھنا چاہیے اور شاعر حضرات جس زبان میں کلام لکھیں ضروری ہے۔ اُس کلام کے قواعد صرف ونحو، فصاحت و بلاغت، محاورات اور اصطلاحات سے بخوبی آگاہ ہوں۔

5- اللہ رب العزت کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال نہ کیے جائیں جو شانِ الوہیت کے منافی ہوں۔ مثلاً تیر اُرات دا جاگنا دُکھ دیندا اے تھوڑی دیر آرام تے کر لیا کر۔

اللہ تعالیٰ مشقت، تکلیف بیماری اور دُکھ درد سے پاک ہے۔

وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا۔ ترجمہ: وہ آسمان و زمین کی حفاظت سے تھکتا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ رنگ و نسل سے پاک ہے، اللہ تعالیٰ کو کسی کا ڈر یا خوف نہیں ہے۔ وہ بے پرواہ ہے۔ اللہ الصمد ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ وہ مشیر اور وزیر سے پاک ہے۔

بعض اوقات یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ نبی یا ولی کہہ دیں تو اللہ تعالیٰ کو کرنا پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مجبور نہیں ہے بلکہ جبار ہے۔ وہ اپنے فضل و کرم سے اپنے پیاروں کی بات مانتا ہے،

Marfat.com

دعائیں قبول فرماتا ہے' اپنوں کی عزت افزائی فرماتا ہے۔

-6 کلام' بیان میں' نقابت یا خطابت میں ایسی باتیں نہیں ہونی چاہئیں جن کی اصل قرآن وسنت یا معتبر و مستند کتب میں موجود نہ ہو۔

مثلاً رُخ اُن کا دیکھا ہے جب سے قمر نے۔ نکلتا ہے منہ کو چھپاتے چھپاتے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا رسول کہہ کر متعارف کروایا ہے اور آپ کی صفات عالیہ کا تذکرہ کہیں ''مصدق''، کہیں ''بشیر''، کہیں ''نذیر''، کہیں ''سراج منیر''، کہیں ''رحمۃ للعلمین''، کہیں ''خاتم النّبیین'' وغیرہ کہہ کر فرمایا ہمیں بھی اُن ہی صفات سے تذکرہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہیں بھی اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''قرآن'' کہہ کر متعارف نہیں کرایا بلکہ آپ صاحب قرآن ہیں۔ ''فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ'' بے شک حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام نے آپ کے قلب مبارک پر اللہ تعالیٰ کے اذن سے قرآن مجید نازل فرمایا۔

اس لئے اس طرح نہیں کہنا چاہیے
وہ بھی قُران یہ بھی قرآن
اس قرآن کی سطریں کالی' اُس قرآن کی زُلفیں کالی
اس قرآن کی سورتیں ہیں' اُس قرآن کی صورت ہے
یہ قرآن ساکت (خاموش)' وہ قرآن ناطق (بولتا ہوا)
یہ قرآن ٹھہرا ہوا' وہ قرآن چلتا ہوا
اس قران کو پڑھنے والا قاری' اُس قرآن کو پڑھنے والا صحابی۔

یا یوں کہنا کہ باقی نبی الہامی کتب لینے خود گئے' قرآن مجید نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلتا گیا۔ ہم کون ہیں قرآن اور صاحب قرآن کا تقابل کرنے والے۔

قرآن مجید کلام الٰہی ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے اسی طرح اُس کی صفات بھی قدیم ہیں اور قرآن مجید میں چونکہ اللہ کی صفت ہے لہٰذا یہ بھی قدیم ہے۔ قرآن مجید مخلوق نہیں ہے جبکہ حضور ختمی مرتب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی افضل ترین مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق حادث ہے۔

مثبت اور منفی

تعریف وتعارف کے دو طریقے مروج ہیں (1) مثبت' (2) منفی۔

منفی طریقہ یہ ہے کہ موصوف کے سوا یا تو باقیوں کی نفی کی جائے یا اُن کو Degrade کیا جائے'

Marfat.com

نقائص تلاش کیے جائیں اور اُن کو کم ظاہر کر کے مقابلتاً Comparatively اپنے موصوف کو بلند اور اعلیٰ ثابت کیا جائے جس طرح کچھ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرتے ہوئے کہہ دیا کہ ہر مخلوق چھوٹی یا بڑی اللہ صاحب کے سامنے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔توحید کی آڑ میں توہین آمیز رویہ اختیار کیا اور عظمت انبیاء واولیاء کا پاس بھی نہ کیا۔ اللہ صاحب چاہے تو اُن کی آن میں کروڑوں محمد پیدا کردے جس کا نام محمد یا علی ہوا سے کسی چیز کا اختیار نہیں اس طرح کی عبارات سے آیات قرآنی کی نفی ہوگئی۔ کچھ لوگوں نے تذکرہ اہل بیت اس انداز سے کیا کہ شانِ صحابہ کرام نظروں سے اوجھل ہوگئی اور کچھ لوگوں نے عظمت صحابہ اس طرح بیان کی کہ شانِ اہل بیت کو پس منظر میں لے گئے کچھ لوگوں نے عذاب قبر اور نارِ دوزخ کا اس انداز سے ذکر کیا کہ اُمید' رحمت اور شفاعت کا وجود دھندلا گیا اور کچھ نے رحمت اور شفاعت کا اتنا چرچا کیا کہ قہر الٰہی اور عذاب سے انکار کا شبہ ہونے لگا اور یوں محسوس ہونے لگا جیسے قیامت کے دِن صرف گنہگاروں اور نافرمانوں کو پناہ ملے گی اور متقی' پرہیزگار اور نمازیوں کو دھکے دے کر دور کر دیا جائے گا۔

مثبت طریقہ یہ ہے کہ کسی کی شان میں کمی بیان نہ کی جائے' Degrade نہ کیا جائے' بلکہ اُس جماعت کے جملہ افراد کی اہمیت بیان کر کے اپنے موصوف کی فضیلت کو ظاہر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہی اسلوب اپنایا ہے۔مثلاً تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ط مِنْهُمْ مَّنْ کَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ط تیسرے پارے کے آغاز میں تمام رسولوں کی شان بیان کرنے کے بعد مِنْهُمْ فرما کر اُن رسولوں کی فضیلت اُجاگر کی گئی جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا اور جن کو بلندیٔ درجات سے نوازا۔

ایک ثقہ روایت ہے کہ اعلیٰ حضرت' عظیم البرکت' مفسر' مفکر' محدث' مجدد' محقق امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں کچھ اس طرح پڑھا گیا ہے۔

شانِ یوسف جو دبی یہیں آ کے دبی۔ آپ نے فوراً ٹوکا اور فرمایا یوں پڑھو۔

شان یوسف جو بڑھی تو اِسی در سے بڑھی۔

یعنی کسی نبی علیہ السلام کی شان میں ادنیٰ سی بے ادبی نہ خدا کو گوارا ہے نہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گوارا ہے اور نہ عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زیبا ہے اس لئے نعت شریف میں مثبت انداز اپنانا چاہیے۔ ایسا انداز جس سے شان الوہیت' شان نبوت' شانِ قرآن مجید اور دیگر عظیم المرتبت ہستیوں کی شان میں فرق نہ آئے۔ کتنا پیارا شعر ہے۔

"نام نبیوں کے بے شک بڑے ہیں۔ عظمتوں کے نگینے جڑے ہیں۔

Marfat.com

مقتدی بن کے پیچھے کھڑے ہیں۔ وہ جو پہلے سے آئے ہوئے ہیں۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد۔ ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے۔

حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے انتہائی مقرب فرشتے ہیں۔ آپ ہر نبی علیہ السلام پر وحی لاتے رہے۔ کتب احادیث میں ایک مستند حدیث پاک، حدیث سیدنا جبریل علیہ السلام کے نام سے مشہور ہے اور یہ حدیث پاک حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں، حضرت امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں، امام نودی رحمتہ اللہ علیہ نے ریاض الصّٰلحین میں اور صاحب مشکوٰۃ نے کتاب الایمان الفصل الاوّل میں سرفہرست درج فرمائی ہے۔ اس طویل حدیث پاک کے تین الفاظ بطور حوالہ عرض ہیں۔ اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ. ان الفاظ کا سیاق وسباق یہ ہے کہ ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور باادب ہوکر دوزانو بیٹھ گئے اور مختلف سوالات کیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جوابات مرحمت فرمائے۔ اُن کے جانے کے بعد راوی (حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ) کافی دیر تک بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر رہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ یَا عُمَرُ اَتَدْرِیْ مَنِ السَّآئِلُ؟ اے عمر، کیا جانتے ہو سائل کون تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ. اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ قَالَ. آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فَاِنَّہٗ جِبْرِیْلُ بے شک وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے۔

اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ. جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

اب اس حدیث پاک کی روشنی میں معلوم ہوا کہ سیدنا جبریل علیہ السلام معلم صحابہ بن کر آئے تھے۔ عربی عبارات میں نام کے ساتھ القابات نہیں لکھے جاتے اور معظم ومکرم شخصیات کے لئے بھی واحد کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے جبکہ اُردو اور پنجابی محاورات میں بڑے اور محترم کے لئے واحد کا صیغہ استعمال کرنا خلافِ ادب سمجھا جاتا ہے مثلاً آپ کے اُستاد محترم آپ کے پاس تشریف لائیں اور آپ ان کی مہمان نوازی فرمائیں۔ کچھ دیر بعد وہ تشریف لے جائیں تو اب آپ اپنے دوستوں کو کیسے بتائیں گے آپ کی خدمت میں بتانے کے دو انداز پیش کرتا ہوں آپ کو کون سا پسند ہے؟

پہلا انداز۔ میرا اُستاد آیا۔ میں نے اُس کو بٹھایا۔ اُس نے کھانا کھایا اور چلا گیا۔

دوسرا انداز۔ میرے اُستاد محترم نے مجھ پہ کرم فرمایا۔ میرے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمایا۔ ناچیز نے اپنی بساط کے مطابق جو تھوڑا بہت پیش کیا اُنہوں نے ازراہِ شفقت قبولیت کا شرف بخشا۔ کچھ دیر بعد آپ تشریف لے گئے۔

Marfat.com

یقیناً آپ دوسرے انداز کو ترجیح دیں گے حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام جو ہر نبی کے صحابی ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔ قدسیوں کے سردار ہیں۔ قرآن مجید سمیت تمام صحائف اور کتب سماویہ کے قاری، حافظ اور عالم ہیں۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں۔ صحابہ کرام کے معلم محترم ہیں۔ جب اتنی عظیم ہستی کا ذکر کرنا ہو تو جبریل آیا، جبریل گیا، جبریل منگتا، جبریل نوکر چاکر، چپڑاسی، دربان وغیرہ۔

منگتیاں وچ ہے کھڑا جبریل وی ۔۔۔ شان ویکھو سوہنے دے دربار دی

کیا یہ انداز اپنانے سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوں گے؟

مدینہ طیبہ کا بہت بلند رتبہ ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل یہاں کی آب و ہوا اچھی نہ تھی۔ یہ جگہ بیماریوں کی آماجگاہ تھی۔ اسی لئے اس کو ''یثرب'' کہا جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے پر یہ یثرب نہ رہا بلکہ مدینہ طیبہ (پاکیزہ شہر) بن گیا۔ اس شہر کی پاکیزہ مٹی بیماروں کے لئے شفا بن گئی۔ اب اس کو یثرب کہنا منع ہے لیکن بعض نعتیہ اشعار میں ابھی تک یثرب استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً شاہ مدینہ، یثرب کے والی۔ سارے نبی تیرے در کے سوالی۔ علماء حق فرماتے ہیں جو شخص مدینہ شریف کو ایک مرتبہ ''یثرب'' کہہ بیٹھے وہ توبہ کرے اور دس مرتبہ کہے۔ مدینہ طیبہ، مدینہ طیبہ، مدینہ.........

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ شریف سے مدینہ شریف ہجرت فرمائی مکہ مکرمہ بھی بڑی عزت والا اور حرمت والا شہر ہے۔ وہاں بیت اللہ شریف ہے۔

جہاں ایک سو بیس رحمتیں روزانہ نازل ہوتی ہیں۔

ساٹھ رحمتیں اُن کو ملتی ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں۔

چالیس رحمتیں اُن کو ملتی ہیں جو وہاں نماز پڑھتے ہیں۔

اور بیس رحمتیں اُن کو بھی مل جاتی ہیں جو صرف بیت اللہ کی زیارت کرتے رہتے ہیں۔ مکہ شہر کیلئے حضرت جد الانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے دعا فرمائی۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ (الی اخر)
(سورة......البقرہ پارہ 1)

مدینہ شریف کیلئے خود سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُگنی برکت کی دعا فرمائی۔

مدینہ شہر کو شرف کیوں ملا؟ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدوم میمنت سے۔

قیامت کا دن ہوگا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام محمود پر جلوہ گر ہوں گے اور قائدانہ

Marfat.com

شان سے جنت میں تشریف لے جائیں گے۔ صحابہ کرام' ازواج' مطہرات' اہل بیت اطہار' اولیائے کرام' پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے والے' شفاعت سے بخشے جانے والے مومن سب جنت کی پر کیف فضاؤں میں ذکر الٰہی اور درود وسلام کے گجرے پیش کر رہے ہوں گے لیکن ہمارے خیر خواہ سٹیجوں پر فرما رہے ہیں۔ ہم نے جنت نہیں جانا۔ ہمیں جنت نہیں چاہیے' ہمیں تو بس مدینے کی گلیاں چاہئیں۔ اب سوچو تو سہی مدینے والے آقا تو فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو اور ہم جنت سے فرار حاصل کر رہے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

سَابِقُوْآ اِلٰی مَغْفِرَةٍ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ o

بخشش اور جنت کی طرف بڑھو' سبقت لے جاؤ جس جنت کا عرض (چوڑائی) آسمان اور زمین ہیں اور وہ متقین کے لئے تیار کی گئی۔

خورے تو کہڑی جنت دے کرنا ہیں تذکرے جنت ہے میرے واسطے روضہ حضور دا

تیری خُلد کیسی ہے تو بتا میری خُلد کوئے رسول ہے

کیا جنت کے وجود میں شک ہے؟ کیا جنت کی کوئی حقیقت نہیں ہے؟

کیا جنت قابل نفرت جگہ ہے؟ جنت میں جانے کا نقصان کیا ہے؟

کیا جنت میں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما نہیں ہوں گے؟

حکیم الامت' شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

قہاری و جباری و قدوسی و جبروت یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

اسی طرح نعت خواں بننے کے لئے بھی تو کچھ عناصر ضروری ہیں اور خطیب' نقیب' قاری' مدرس بھی ایک طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثنا خواں ہیں اس لئے مندرجہ ذیل عناصر کا ان میں پایا جانا زیادہ ضروری ہے۔

عناصر عشرہ (دس عناصر)

(1) علم دین' (2) علم دین پر عمل (صالحیت)' (3) صلاحیت' (4) تقدس' (5) تقویٰ (6) اخلاق حسنہ (7) صبر وقناعت (8) اخلاص' (9) خوف خدا (10) عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(1) علم دین کی اہمیت کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وحی کا آغاز اِقْرَاْ سے ہوا۔ اِقْرَاْ کا معنی ہے ''پڑھیے'' سرور کونین رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلم اعظم بنا کر بھیجا گیا۔

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (آپ کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔)

حدیث پاک میں ہے اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا۔ (بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا۔)

Marfat.com

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ' عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہ' ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم امہات المؤمنین صحابیات رضی اللہ عنہ' صالحات رضی اللہ عنہم' ائمہ فقہ رضی اللہ عنہ' حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ' حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ' حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ' حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مجدد الف ثانی سمیت ہمارے جملہ اکابرین اُمت رضی اللہ عنہم امہات المؤمنین رحمۃ اللہ علیہ' صحابیات رضی اللہ عنہ اور صالحات رضی اللہ عنہم سبھی جید علماء باعمل تھے۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مصرعہ ہے۔ باجھ علموں جو کرے فقیری کافر مرے دیوانہ ہُو۔ حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں. بنی آدم از علم یابد کمال۔ نہ از حشمت و جاہ مال و منال۔ سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد نے علم سے کمال حاصل کیا۔ حشمت' مرتبے اقتدار' مال اور اسباب سے کمال حاصل نہیں کیا۔ قرآن مجید میں ہے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا. ترجمہ: حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے ناموں کی تعلیم دی اور اسی علم کی بدولت فرشتوں پر برتری عطا فرمائی۔ ہر ولی عالم ہوتا ہے خواہ رسمی علم حاصل کرے خواہ اُسے علم لدنی حاصل ہو لیکن افسوس کہ ہر عالم ولی نہیں ہوتا۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں. چوں شمع از پے علم باید گداخت۔ کہ بے علم نتواں خدا را شناخت۔

(2) عمل: علم اُس وقت ہی فائدہ مند ہے جب اُس پر عمل ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ○ اے ایمان والو! جو کرتے نہیں ہو کہتے کیوں ہو۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا عمل کر کے دکھایا اور جو عمل کر کے دکھایا وہی فرمایا۔ عالم بے عمل اُس گدھے کی مانند ہے جس پر قرآن مجید' احادیث مبارکہ' فقہ' تصوف اور مختلف علوم و فنون کی کتب لاد دی جائیں لیکن وہ سوائے بوجھ اُٹھانے کے کچھ حاصل نہ کر سکے بقول علامہ ابو الحسن محمد علی رحمۃ اللہ علیہ

گدھے قرآن کتاباں لدھے مکے توڑ پہنچاوے   بھانویں کنے پھیرے پاوے حاجی نہ بن آوے

یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ باعمل کی بات میں اثر ہوتا ہے۔ علم دین پر جب کامل ہو تو صالحیت پیدا ہو جاتی ہے۔

(3) صلاحیت۔ خلاق کائنات جل جلالہ نے رنگ رنگ مخلوق پیدا کی ہے ہر بندہ میں ہر کام کی صلاحیت نہیں ہوتی۔

انسان کو غور کرنا چاہیے کہ اُس کے اندر کس چیز کی صلاحیت ہے' اگر اُس کا ذہن تجارت کی طرف مائل ہے تو کاروبار میں محنت کرے رزق حلال کمانا بہت بڑی عبادت ہے۔ ایک حدیث پاک کا

Marfat.com

مفہوم کہ سچا تاجر گروہ انبیاء میں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا یعنی نبیوں کی قیادت میں وہ جنت میں چلا جائے گا۔ حضرت سید محمد معصوم گیلانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

جہڑا سچ سوداگر بولے ہوسی نبیاں دے وچ ٹولے

ایدوں ودھ کی شان ودھیرا۔ کرہمت مسلم شیرا ہے کم تجارت تیرا

ساڈے پاک رسول سہارے۔ گئے کرن تجارت پیارے

لے قافلہ بہت وڈیرا۔ کرہمت مسلم شیرا

جو شخص صداقت' دیانت' امانت اور خوش اخلاقی سے تجارت کرے وہ نہ صرف دنیا میں سرخرو ہوگا بلکہ بارگاہِ رب العزت میں مقبول ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے رزق میں جب وسعت دے تو اپنے اہل وعیال کے علاوہ عزیز واقارب' دوست احباب' ہمسائیوں اور دیگر مسلمانوں پر اپنا روپیہ خرچ کرے' محافل سجائے اور فری اسلامی کتابیں شائع کروائے۔ لیکن کاروباری نقطۂ نگاہ سے نعت خوانی یا نعت گوئی' خطابت' نقابت یا تلاوت کو دنیا کمانے کا ذریعہ (پیشہ) نہ بنائے۔

علیٰ ھذا القیاس جس کام کی اُس میں صلاحیت ہے وہ قانونی اور شرعی طریقے سے کرے اگر کوئی صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ اُن میں نعت خوانی' تلاوت' نقابت یا خطابت کی صلاحیت واقعی موجود ہے تو خوب محنت کریں' ماہرین سے سیکھیں پڑھنے اور بولنے سے پہلے خوب مطالعہ' مشق اور ریہرسل کریں اور جب سٹیج پر جائیں تو پڑھنے اور بولنے کا واقعی حق ادا کریں لیکن یہ کام اپنے شوق سے رضائے الٰہی اور خوشنودئ مصطفیٰ کی خاطر کریں اس کو پیشہ نہ بنائیں۔

(4) تقدس۔ آج کے اس پُرفتن دور میں محفل نعت اور محفل میلاد کا انعقاد بہت ضروری ہے۔ مغربی اور انڈین ثقافتی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمارے پاس یہ بہترین ہتھیار ہے لیکن محفل کا تقدس اور انفرادیت برقرار رکھنا ضروری ہے۔ جس طرح ہمارے اکابرین نے اپنے اپنے دور میں شیطانی قوتوں کا مقابلہ کیا ہمیں بھی اُسی انداز سے چلنا اور بڑھنا ہوگا۔ بزرگوں کا لباس سادہ اور سنت کے مطابق ہوتا' انداز قدسیوں والا ہوتا۔ ہمارا لباس بھی ریشمی' کشیدہ کاری کیا ہوا اور چمک دمک والا نہیں ہونا چاہیے ایسا لباس گلوکار یا موسیقار کے لئے تو باعث فخر ہوسکتا ہے ثناخوان مصطفیٰ کے لئے باعث شرم ہے۔

پاپ سنگرز (Singers) کی طرح شور وغل' دھما چوکڑی' افراتفری' کبھی ہاتھ بلند کروانا' کبھی نیچے کروانا' پی ٹی شو (P.T. Show) کا سا انداز اپنانا' لوگوں کو بار بار بلند آواز سے نعرے لگانے' درود شریف پڑھنے اور محض داد حاصل کرنے کے لئے سبحان اللہ کہنے پر مجبور کرنا' نعتیہ اشعار مل کر پڑھنے کا اصرار کرنا' متشرع اور دیندار لوگوں کو نیچے بٹھانا اپنے مخصوص چہیتوں کو زینت اسٹیج بنانا' محض اپنی تشہیر کی

Marfat.com

خاطر ویڈیو کے سامنے بیٹھنا' جب محفل عروج پر ہو تو نعت خوانی یا خطاب کرنے کا خواہشمند ہونا' کیا اس قسم کی باتیں محافل میلاد و نعت کے تقدس کے خلاف نہیں ہیں؟ عوامی شو اور مذہبی محفل کا نمایاں فرق ہونا ضروری ہے۔

دینی محفل میں شرکت کے بعد جب لوگ گھر جائیں تو ٹھیک ٹھاک علمی اور روحانی خوراک لے کر جائیں اور اہل خانہ واحباب کو بھی بتائیں تا کہ مسلمانوں کی زندگیوں میں انقلاب آئے۔

نعت گو اور نعت خواں حضرات کو خوش الحانی کی طرف تو ضرور توجہ دینی چاہیے لیکن فلمی گانوں کی طرز نہیں اپنانی چاہیے۔ ایسی سُر' طرز یا لئے جو دور سے آواز سننے والوں کو گانے کے مشابہ معلوم ہو نعت کے تقدس کے خلاف ہے۔ اگر موسیقار اور فنکار محنت کر کے گلوکاروں کو نئی طرز اور سُر فراہم کر سکتے ہیں تو نعت گو اور نعت خواں حضرات کو بھی محنت و مشقت کر کے ایسی پاکیزہ اور خوبصورت لے اور طرز ترتیب دینی چاہیے جس میں بلبل کی آواز جیسا سوز ہو اور کوئل کی آواز جیسی نغمگی ہو اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاشنی ہو تو ایسی پاکیزہ آواز کے سامنے غلیظ اور گندے گانوں کی کیا قدر اور Value رہ جائے گی۔

بعض صوفیا نے محفل سماع کی اجازت دی لیکن کچھ آداب وحدود کی بھی تلقین فرمائی۔ اس سلسلے میں سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کی کشف المحجوب' حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ محبوب الٰہی کی کتاب فوائد الفواد اور حضرت نصیر الدین محمود چراغ کے فیض یافتہ حضرت یوسف گدا رحمتہ اللہ علیہما کی کتاب تحفۂ نصائح کا مطالعہ مفید ہوگا۔ خلاصۃً عرض کرتا ہوں کہ محفل سماع میں آنے والے صاحب حال ہوں' محفل سماع کرنے والے بھی صاحب حال ہوں' ان سب کے دل دنیوی خیالات سے پاک ہوں۔ اس محفل میں ایک ایسے صاحب دل ہوں جو سب کے دلوں پر کنٹرول رکھیں۔ یہ محفل لہو ولعب سے خالی ہو۔ محفل سماع کرنے والے باشرع ہوں۔ کلام شریعت کے خلاف نہ ہو۔ چار دیواری ہو۔ عورتیں اور بچے محفل میں موجود نہ ہوں وغیرہ۔

لیکن پہلے محفل نعت میں آلاتِ موسیقی کا استعمال نہیں ہوتا تھا ویسے بھی دف بجانا قرون اُولیٰ میں بچیوں سے ثابت ہے۔ یا اعلان کے لئے ثابت ہے۔ اب دیکھا دیکھی اہل اور نا اہل سب لوگوں کے اجتماع میں دف کا استعمال شروع ہو گیا ہے؟

بھلا غور کیجیے آم کتنا میٹھا پھل ہے اُس کا اپنا ایک ذائقہ ہے۔ اگر کوئی شخص آم کے ٹکڑے کر کے اُس پر شکر ڈال کر کھائے تو کیا آم کی لذت میں اضافہ ہو جائے گا؟ ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بذات خود بہت میٹھا ہے۔ وہ دف وغیرہ کا تو محتاج نہیں ہے۔ بہر حال محفل نعت اور محفل سماع کا

Marfat.com

فرق برقرار رہنا چاہیے۔ ذکر الٰہی کرنا عبادت ہے اور سعادت بھی۔ لیکن صوفیاء کے سلسلوں میں ذکر کے آداب بتائے گئے ہیں۔ اسم جلالت (اللہ) بہت بڑا وظیفہ ہے۔ ضروری ہے کہ پڑھنے والا پوری توجہ سے پڑھے اور سننے والے غور سے سنیں نہ کہ اتنے مقدس ترین نام کو موسیقی کی دُھن کے طور پر استعمال کیا جائے اس سے کئی قباحتیں وقوع پذیر ہوتی ہیں مثلاً (1) لفظ اللہ کو صحیح تلفظ سے ادا نہ کرنا' (2) نعتیہ اشعار کو نمایاں کرنا اور اسم جلالت کو پس منظر میں لے جانا' لفظ اللہ کے ساتھ ایکو کی آواز شامل کر کے اس کو بگاڑ دینا' موسیقی کے طور پر استعمال کرنا۔ یہ تو اسی طرح ہے جیسے اَن دُھلے برتن میں دودھ ڈال دیا جائے۔

(5) تقویٰ۔ نعت گو' نعت خواں' خطیب اور نقیب محفل' مدرس اور قاری کے لئے متقی ہونا ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ o قرآن مجید متقین (پرہیز گاروں) کیلئے ہدایت ہے۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ o اور جان لو بے شک اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔ اسی طرح متعدد مقامات پر متقین کی حوصلہ افزائی فرمائی گئی اور پرہیز گاروں کی صفات بیان فرمائی گئی ہیں مثلاً اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ. وہ لوگ غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ. وہ نماز قائم کرتے ہیں۔ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ o اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

ایک اور مقام پر فرمایا وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ. وہ غصہ کو پینے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہوتے ہیں۔

اگر بولنے والا صاحب تقویٰ ہوگا تو دوسروں کو بھی تقویٰ کی تعلیم دے گا۔ تقویٰ کا تقاضا یہ بھی ہے کہ چہرے پر ڈاڑھی سنت مصطفیٰ کے مطابق حد شرعی کے مطابق مشت بھر ہو۔

مونچھیں کٹی ہوئی ہوں۔ نماز پنجگانہ کی پابندی۔ پروگرام کی ترتیب اس طرح رکھی جائے کہ کوئی نماز قضا نہ ہو۔ ماہِ رمضان المبارک کے روزے اور صاحب نصاب ہوں تو زکوٰۃ اور حج کی ادائیگی۔ اگر محفل میں آنے کا وعدہ کریں تو مقررہ وقت پر ہر ممکن پہنچیں ورنہ وعدہ کرنے سے پہلے ہی معذرت کرلیں۔ جھوٹ سے مکمل پرہیز کریں۔ اچھے بھلے تندرست ہونے کے باوجود کہنا میرا گلا خراب ہے۔ میری طبیعت ناساز ہے' میں نے کہیں اور ٹائم دیا ہوا تھا بس میاں صاحب' حاجی صاحب' پیر صاحب' ملک صاحب' مولانا صاحب وغیرہ کی خاطر آ گیا ہوں کیا یہ جھوٹ کی اقسام نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر آنا بہتر ہے یا مخلوق کی خاطر؟ اپنی خطابت' نقابت اور نعت میں جا بجا قرآن وسنت کا مفہوم بیان کریں تاکہ لوگوں کو دینی معلومات ملیں اور زندگیاں بدلیں نہ کہ اس طرح کہہ دیا جائے کہ محفل میلاد یا نعت کروانا آپ کا کام تھا بس آپ نے کرلیا اب آپ فارغ ہیں باقی سب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ ہے۔

Marfat.com

؎ مدینے مینوں دفناؤ قبر جانے نبی جانے

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ہماری بخشش کا انحصار اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور علیہ السلام کی شفاعت پر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہم عاجز بندے ہیں بندے کا کام ہے بندگی کر کے مالک کی مہربانی کا اُمیدوار رہنا نہ کہ بغاوت و نافرمانی کر کے کہنا کہ اب بخشنا مالک کا کام ہے۔ مالک کی مرضی ہے چاہے بخشے چاہے سزا دے۔ اسلاف کا طریقہ تھا نمازِ پنجگانہ کے علاوہ تہجد' اشراق' چاشت اور اوابین ادا کرتے۔ زکوٰۃ کے علاوہ ختم شریف دلاتے' گیارہویں شریف منعقد کراتے خوب صدقہ و خیرات کرتے' فرض حج کے علاوہ نفلی حج اور عمرے کرتے تلاوت کلام مجید اور درود پاک کی کثرت کرتے پھر عرض کرتے مولا معاف کر دے

راتیں کر کر زاری روندے نیند اکھیاں تھیں دھوندے   فجرے اوگن ہار سداندے سب تھیں نیویں ہوندے
اُٹھ فریدا سُتیا تو جھاڑو دے مسیت   تو ستا رب جاگدا تیری ڈاہڈے نال پریت
اُٹھ فریدا وضو ساز صبح نماز گزار   جو سر سائیں نہ نیویں سو سر کپ اُتار

ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی اور ادنیٰ غلام ہیں۔ غلام کا کام ہے غلامی کرنا نہ کہ نافرمانی کرنا۔ پیارے آقا کی سنتوں پر اہل سنت نے نہیں چلنا تو کس نے چلنا ہے۔ رات کو محفل کرنا صبح نماز نہ پڑھنا پھر کہنا کہ ہم نے محفل میں حاضری دی ہے اس لئے ہم جو کچھ مرضی کرتے رہیں نبی پاک کے ذمہ ہے بخشوانا۔

؎ دوزخ میں مَیں تو کیا میرا سایہ نہ جائے گا کیونکہ رسول پاک سے دیکھا نہ جائے گا۔

یہ شعر بھی پڑھ لیں:

؎ اُس دن کہیا محمد سرور ایہ نہیں اُمت میری

مَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّی. جس نے میری سنت سے منہ پھیرا وہ میری اُمت میں سے نہیں ہے۔ مَن تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ. جس نے کسی قوم سے مشابہت کی وہ اُنہی میں سے ہوگا۔

بعض اوقات نافرمانی اور گناہ کی نحوست سے مرتے وقت کلمہ شریف ہی بھول جاتا ہے اس لئے گناہوں سے بچنا چاہیے۔ شریعت مصطفیٰ کی پیروی کرنی چاہیے پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا اُمیدوار رہنا چاہیے۔ اگر فرائض میں کوتاہی ہو جائے تو قضا دیں۔ توبہ کریں اور رحمت و بخشش کے طلبگار رہوں۔

(6) اخلاق حسنہ۔ نعت گو' نعت خواں' خطیب' نقیب اور مدرس کو اخلاقِ حسنہ کا پیکر ہونا چاہیے۔ حضرت اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق عالیہ

Marfat.com

کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰن. آپ ﷺ کا اخلاق (یعنی سیرت و کردار) قرآن تھا۔

جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بار زیارت کر لیتا' آپ کے پاس بیٹھ جاتا' آپ کی گفتگو سن لیتا' آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔

منتظمین محفل جب وقت لینے کے لئے مذکورہ حضرات کے گھر آئیں تو اُن کی مہمان نوازی ضروری کرنی چاہیے۔ ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے نہ کہ بے جا نخرے کر کے اُن کو تنگ کیا جائے۔ اُن کو بددل کیا جائے۔ ناجائز مطالبات (Demands) سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ ایک نعت خواں کو دوسرے نعت خواں سے' ایک خطیب کو دوسرے خطیب سے' ایک نقیب کو دوسرے نقیب سے' ایک قاری کو دوسرے قاری سے بلکہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے حسد بالکل نہیں کرنا چاہیے۔

اِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ. بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح سوکھی لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے۔

آپس میں محبت و اُخوت کو فروغ دینا چاہیے۔ ایک دوسرے کی غیبت بھی نہیں کرنی چاہیے۔ بدگمانی نہیں کرنی چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ.

اے ایمان والو! زیادہ گمان کرنے سے بچو! بے شک کچھ گمان غلط ہوتے ہیں۔

وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ اور تجسس نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے' تم اُسے ناپسند کرتے ہو۔

ایک دوسرے کو مذاق بھی نہیں کرنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط سورۃ الحجرات

اے ایمان والو! ایک قوم دوسری قوم کا (تم ایک دوسرے کا) تمسخر (ٹھٹھا' مذاق) نہ اُڑاؤ' ہوسکتا ہے وہ لوگ (مذاق اُڑانے والوں سے) بہتر ہوں اور نہ ہی عورتیں' عورتوں کا مذاق اُڑائیں' ہوسکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں۔ ایک دوسرے پر الزام تراشی نہ کرو اور نام نہ بگاڑو۔

ہر عیب سے بچنے کی کوشش اور ہر نیکی کرنے کی کوشش' خندہ پیشانی سے پیش آنا' دل کو کینہ سے

Marfat.com

صاف رکھنا اخلاق حسنہ کا حصہ ہے۔

(7) صبر وقناعت: مذکورہ بالا حضرات کو چاہیے کہ صبر وقناعت کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ لوگوں کے محلات دیکھ کر' پیجارو اور لینڈ کروزر دیکھ کر' ہوائی جہاز محو پرواز دیکھ کر' دوسرے کے بچے بڑے مہنگے انگریزی سکولوں میں پڑھتے دیکھ کر' دولت کی فراوانی دیکھ کر احساس کمتری کا شکار نہ ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اُس نے ہمیں مداح حبیب لبیب بنایا۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ط اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ٥ اے ایمان والو! نماز اور صبر سے مدد مانگو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اپنے مسلک اور عقیدہ پر قائم رہنا' ثابت قدمی اختیار کرنا' پیسہ کا لالچ نہ کرنا بھی صبر ہے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے کیا خوب فرمایا:

؎ رُکھیاں سُکیاں کھا فریدا ٹھنڈا پانی پی چوپڑیاں روٹیاں ویکھ لوکاں دیاں نہ ترساویں جی

اگر کسی تعزیتی اجتماع میں جانا ہو تو وہاں مرثیے پڑھنے کی بجائے سوگواران کو صبر کی تلقین کرنی چاہیے اور دلاسہ دینا چاہیے۔

(8) اخلاص۔ خالصتاً رضائے الٰہی کی خاطر کوئی بھی عمل کرنا اخلاص کہلاتا ہے۔ قرآن مجید میں ایک سورت کا نام بھی اخلاص ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْن٥ اور اُنہیں اسی بات کا حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اُس کے دین کے لئے مخلص ہو کر۔ منتظمین محفل نعت ومیلاد بڑے خوش نصیب ہیں جو اتنی بڑی بڑی محافل کا انعقاد کرتے ہیں۔ زرِ کثیر صرف کرتے ہیں اور وقت طویل بھی محنت شاقہ کرتے ہیں اور جدوجہد بھی

؎ وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد مناتے ہیں

لیکن ہر وقت اللہ تعالیٰ سے اخلاص کی دولت مانگنی چاہیے۔ اخلاص کی ضد ریاکاری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق ریاکاری اور دکھلاوے سے نیکی ضائع ہو جاتی ہے۔ حدیث پاک کی رو سے ایسے لوگوں کو قیامت کے دن اوندھے منہ دوزخ میں پھینکا جائے گا جو محض دکھلاوے کے لئے قرآن پڑھتے ہیں تاکہ اُن کو قاری کہا جاسکے' دکھلاوے کے لئے صدقہ وخیرات کرتے ہیں تاکہ اُن کو سخی کہا جائے' دکھاوے کے لئے حج کرتے ہیں تاکہ لوگ اُن کو حاجی کہیں۔ ایسے لوگ نارِ دوزخ کا ایندھن بنیں

Marfat.com

گے۔ استغفر واللہ

اس لئے سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدنظر رکھیں۔

ایسا کوئی محبوب نہ ہوگا نہ کہیں ہے بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے

سادگی سے محافل منعقد کروائیں۔ سادہ اسٹیج بنائیں۔ لائٹ مناسب لگائیں۔ بجلی چوری نہ کریں۔ ڈیکوریشن پر لاکھوں روپیہ خرچ کرنے کی بجائے یہ پیسہ مسجدوں اور مدرسوں پہ لگائیں۔ محبانِ رسول بصورت علماء' قرا' حفاظ اور نعت خواں پیدا ہوں۔

اہل سنت کے علاوہ دوسرے مکاتیب فکر والے نئی مساجد اور مدارس کی تعمیر وترقی پر پانی کی طرح پیسہ بہا رہے ہیں جبکہ اہل سنت اس سلسلے میں بہت پیچھے ہیں۔ مساجد اور مدارس اسلام کے قلعے ہیں۔ جید علما ومشائخ کو چاہئے کہ مسجدوں اور مدرسوں میں اپنی نگرانی میں محافل کا انعقاد کریں۔ طلبا کو اور مدارس البنات میں طالبات کو حسن قرأت' حسن نعت' فن خطابت کی عملی تربیت دیں اور مستند کلام اور مواد فراہم کریں۔ جید علماء وشعراء خود نعتیں لکھیں' نعت خوانوں کو سکھائیں اور اُن سے نعتیں سنیں۔ نعت خواں قاری' خطیب اور نقیب علماء کی محفل میں ضرور بیٹھیں۔ اُن سے اصلاح لیں اور علمائے کرام ومشائخ عظام نعت خوان حضرات پر خطیب' نقیب اور قاری حضرات پر اپنا دست شفقت رکھیں۔

عمرہ کا ٹکٹ دینے کی بجائے ترجمہ قرآن کنز الایمان اور محبت رسول پر مبنی کتب اور دینی رسائل محافل کے اختتام پر تقسیم کئے جائیں۔

مذکورہ حضرات خالصتاً رضائے الٰہی اور خوشنودی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل کرنے کے لئے ثنا خوانی کریں۔

خواتین کیلئے پردہ

بہتر تو یہ ہے کہ خواتین کے لئے پردہ الگ پروگرام جس میں خواتین ہی پورا پروگرام کریں۔ اگر مرد حضرات کے اجتماع میں ماؤں' بہنوں اور بیٹیوں کو بلایا جائے تو پردے کا صحیح انتظام ہونا چاہیے۔ اسٹیج پر سے بھی نظر نہ پڑے۔ نہ کوئی مرد اُدھر دیکھ سکے نہ کوئی خاتون اِدھر دیکھ سکے۔ خواتین تک صرف آواز سنائی دے۔ آمد ورفت کا راستہ بھی الگ ہو اور خواتین اکیلی نہ آئیں بلکہ محرم یا خاوند کے ساتھ آئیں اور اُن ہی کے ساتھ جائیں۔

......☆......

Marfat.com

خوفِ خدا:

''اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا.'' اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بلاشبہ علم والے ڈرتے ہیں۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ O اور جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو باغ ہیں۔ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِیْ. تم ان (ظالموں) سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ خوفِ خدا سے نکلنے والے آنسوؤں سے دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ بجھتی ہے۔ ایمان والوں کے دل یادِ الٰہی سے کانپ اُٹھتے ہیں۔ (وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ) وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَۃِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْہُ الْاَنْھٰرُ ط وَ اِنَّ مِنْھَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخْرُجُ مِنْہُ الْمَآءُ ط وَ اِنَّ مِنْھَا لَمَا یَھْبِطُ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ط O بلاشبہ (خوفِ خدا سے جب روتے ہیں) تو پتھروں سے نہریں پھوٹ پڑتی ہیں اور بے شک کچھ پتھر پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور بے شک کچھ پتھر خشیت الٰہی سے گر جاتے ہیں۔ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ O اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

ظفر اُس کو نہ آدمی مانیئے گا چاہے ہو وہ صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

اے صاحبانِ سجادہ و دستار! اے محفل نعت اور محفل میلاد کی صدارت کرنے والو! مودبانہ عرض ہے۔

صاحب صدر گرامی ہونے کا حق ادا فرمایا کریں۔ صدارت کو تجارت نہ بنائیں۔ محفل میں پروٹوکول کے متمنی نہ بنیں۔ آپ پر سب سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلیں۔ محض بزرگوں کی اولاد ہونے پر ہی فخر نہ کریں۔ بلکہ بزرگوں کی طرح علم و عمل کے شاہسوار بنیں۔ مبلغ اسلام ہونے کا حق ادا کریں۔ محض پیر طریقت' رہبر شریعت کے ٹائٹل پر خوش نہ ہوں بلکہ واقعتاً شریعت و طریقت کو اچھی طرح سمجھیں اور سمجھائیں۔

علم باطن کے دعویداروں کو سمجھائیں کہ علم ظاہر سے انحراف نہ کریں۔ پیر رومیؒ فرماتے ہیں

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر

یعنی ظاہری علم دودھ کی طرح اور باطنی علم مکھن کی طرح ہے

جس طرح مکھن حاصل کرنے سے پہلے دودھ کا حاصل کرنا ضروری ہے اسی طرح باطنی علم حاصل کرنے سے پہلے شریعت کا ظاہری علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کی صحیح معنوں میں تربیت فرمائیں۔ محافل میں محض خاموشی کا مظاہرہ نہ فرمائیں بلکہ مہر سکوت توڑ کر اپنے

Marfat.com

ملفوظات عالیہ سے سامعین کو بہرہ ور فرمائیں۔

اپنی اولادِ پاک کو علم دین پڑھائیں' تقویٰ و اخلاص اور تواضع و انکسار سکھائیں۔

سجادہ نشین کہلانا آسان ہونا مشکل' پیر اور شاہ کہلوانا آسان' اس کے تقاضے پورے کرنا مشکل۔

؎ چوں بگویم مسلمانم بلرزم　　　　که دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

بزرگانِ دین اور اولیائے کرام نے بڑی جانفشانی' محنت' مشقت' اخلاق' اُخوت اور محبت سے اسلام پھیلایا اور آج کے مسلمان اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کے مرہون منت ہیں۔ ایک انگریز مؤرخ نے بھی تسلیم کیا۔

It was equality and brotherhood and not sword of iron which attracted many Hindus to Islam.

بہت سے ہندوؤں کو اسلام کی طرف مائل کرنے والی لوہے کی تلوار نہیں تھی۔ بلکہ اسلامی اُخوت و مساوات تھی۔

ایک بزرگ سے منقول ہے کہ جب میں نماز پڑھتا ہوں تو دل کانپنے لگتا ہے کہ میں کس بارگاہ میں کھڑا ہوں۔ رب العالمین مجھے دیکھ رہا ہے میں پل صراط پہ کھڑا ہوں۔ ملک الموت علیہ السلام میرے پیچھے ہیں۔ دو فرشتے کراماً کاتبین میرے دائیں' بائیں کندھے پر میری ہر حرکت' ہر قول اور ہر عمل لکھ رہے ہیں۔

اے وارثانِ منبر و محراب علمائے حق

آپ تو انبیآء کرام کے وارث ہیں۔ صرف خطیب بننے پر ہی اکتفا نہ کریں بلکہ تحقیق (Research) کریں۔ زیادہ سے زیادہ معلمین اور مدرسین تیار کریں تا کہ وہ صحیح معنوں میں علم حاصل کر کے اچھے خطیب اور مبلغین و مجاہدین اسلام ثابت ہوں۔ اپنے صاحبزادوں کی محض صاحبزادگی پر اکتفا نہ فرمائیں بلکہ اُن کو عالم باعمل بنانے کی بھرپور کوشش فرمائیں۔ جب محراب و منبر یا سٹیج پر آپ جلوہ افروز ہوں تو کلمہ حق ادا فرمائیں۔ خوشامد اور کتمانِ حق سے اجتناب فرمائیں۔ وعدہ خلافی' پرٹوکول کی وباء' قول و عمل کے تضاد' حسد' غیبت' تکبر اور اس قسم کی دوسری باتوں سے اپنے دامنِ علم و عمل کو آلودہ نہ ہونے دیں۔

اے علمائے حق' آپ نے ہی تو لوگوں کو خوفِ خُدا کا درس دینا ہے۔ آیتِ قرآنی کے مطابق

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے سب سے زیادہ ڈرنیوالے علماء ہی تو ہیں۔''انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء'' نعتیہ اشعار پڑھنا اچھی بات ہے لیکن ہمارے پیارے نعت خواں کس لئے ہیں؟ نعت خوانی' نعت خوانوں سے سماعت فرمائیں جہاں ضرورت ہو محبت سے اصلاح فرمائیں۔

عوام الناس کو قرآن وسنت اور مستند کتاب کے حوالوں سے گائیڈ کریں۔معیار سے گرا ہوا کوئی جملہ ارشاد نہ فرمائیں نہ ہی اپنے خطاب کو طنز ومزاح سے غیر سنجیدہ فرمائیں۔ بقول علامہ اقبالؒ

سبق پھر پڑھ صداقت کا' عدالت کا ' شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دُنیا کی امامت کا

اے نقیبانِ محفل خوفِ خدا سے کام لیں۔
آپ کا منصب عظیم ہے۔آپ کا کام بڑھ کٹھن ہے۔

آپ نے محفل کو جگانا اور گرمانا ہوتا ہے قاری' نعت خواں اور خطیب کو ادب سے اور پیار سے سٹیج پر بلانا ہوتا ہے' صاحب صدر اور مہمانان خصوصی کو اوپر چڑھانا ہوتا ہے اور منتظمین محفل کو حوصلہ افزاء کلمات سے اپنا بنانا ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ وقت کی نبض پر ہاتھ رکھ کے پروگرام نبھانا بھی ہوتا ہے۔

لیکن نقیبانِ محترم! آپ جتنی محنت اور جانفشانی مسجع اور مُقفّیٰ الفاظ کے چناؤ پر فرماتے ہیں اس سے کہیں زیادہ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ اور اُن کے مطالب و مفاہیم یاد کرنے پر محنت فرمائیں بلکہ کیا ہی اچھا ہو کہ کسی نعت سے پہلے ایک آیت اور اُس کی تشریح ہو' کسی نعت سے پہلے ایک حدیث پاک اور اُس کی تشریح' کسی نعت سے پہلے کسی صوفی بزرگؒ کا قول اور اُسکی تشریح' کسی نعت سے پہلے ایک اخلاقی بات کا درس' کسی نعت سے پہلے معاملات کی درستگی کی ترغیب لیکن ہر بات مستند اور قرآن وسنت کی تعلیمات کے سانچے میں ڈھلی ہو' الفاظ کے بے جا تکرار سے وقت ضائع نہ کیا جائے۔کسی صاحب صدر' مہمانِ خصوصی یا عمومی' کسی خطیب' مقرر یا نعت خواں' کسی منتظم یا تنظیم کی بے جا تعریف کرنے کی بجائے سچے خدا (جل شانہ)' سچے نبی ﷺ' نبی پاک کے سچے صحابہ واہل بیت (رضوان اللہ)' سچے بزرگوں اور سچے دین کی تعریف کی جائے۔

نعت خواں اور خطیب کو وقت کی پابندی کی تلقین کر کے خود وقت کا زیادہ خیال رکھیں۔خوف خُدا کا درس دیں۔رحمت' جنت اور شفاعت کی بشارت ضرور سنائیں لیکن گناہوں اور حق تلفی سے بچنے کی تاکید بھی فرمائیں۔

لوگوں کو بار بار نعرے لگانے پر مجبور نہ کریں۔نعرہ کبھی کبھی لگائیں لیکن توحید و رسالت کے نعرے کے ساتھ شانِ صحابہ' شانِ اہل بیت اور اولیاء کی شان کا بھی نعرہ لگوائیں۔کسی ایک صحابی کا نعرہ لگا

Marfat.com

کر باقی حضرات صحابہ سے امتیازی سلوک نہ کریں تا کہ ملاقات کے دن (جو برحق ہے) شرمندگی نہ ہو۔
سُبحٰن اللہ یا ماشاء اللہ بلند آواز سے کہنا ضروری نہیں ہے آہستہ کہہ سکتے ہیں اور بلند آواز سے بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس لئے بلند آواز سے کہنے کیلئے واسطے دینا' طعنے دینا اور مجبور کرنا مناسب نہیں ہے ہر اک کا اپنا اپنا ذوق ہوتا ہے۔ چاہے کوئی آہستہ کہے چاہے بلند آواز سے کہے۔

اے بارگاہ رسالت مآب میں عقیدت کے پھول نچھاور کرنے والو!

خوف خدا سے منہ نہ موڑیں۔ لوگوں کو بخشش اور رحمت کے اشعار ضرور سنائیں شفاعت کا تذکرہ بھی جی بھر کر کریں لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ اپنے سچے نبی ﷺ کے ارشادات پر عمل ہم نے نہیں کرنا تو کس نے کرنا ہے؟

رحمت کا دروازہ کھلا ہے۔ لیکن کن کے لئے' توبہ کرنے والوں کیلئے' بوسیلہ مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئے لیکن کیا صرف دولت' شہرت' دنیوی مفادات یا عبادت کا شوق نبی پاک ﷺ کی غلامی' کوتاہیوں پر معذرت' کیا مذکورہ بالا چیزیں مانگنے سے کسی چیز کی کمی رہ جائیگی؟

ہمارے بزرگوں کا طریقہ تو یہ تھا ساری زندگی صبر' سچائی' عاجزی اور اپنا مال' جان' اولاد اور تمام صلاحیتیں راہِ خدا میں بے لوث خرچ کرنے کے بعد سحری کے وقت توبہ و استغفار کرتے تھے۔ قرآن مجید میں ہے: اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝ ترجمہ: صبر کرنے والے' سچ بولنے' عاجزی اختیار کرنے والے اور سحری کے وقت استغفار کرنے والے ہیں۔

حمد' نعت' مدح یا منقبت' موعظت' ہجو اور مرثیہ میں عرف کے اعتبار سے فرق ہے۔ ایسا کلام جس میں اللہ تعالیٰ کی ثنا بیان کی جائے' حمد کہلاتا ہے' نعت صرف ثنائے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے' کسی صحابی' امام اہل بیت' بزرگ یا عالم کی تعریف منقبت یا مدح کہلاتی ہے' ایسا کلام جس میں وعظ و نصیحت ہو موعظت ہے' جس کلام میں کسی کی توہین یا مذمت ہو اُسے ہجو کہتے ہیں۔ کسی کی وفات پر اُس کے اوصاف بیان کرنے یا تعزیت کیلئے کہے جانے والے اشعار کو مرثیہ کہتے ہیں بعض اوقات نعت کا نام لے کر ماں کی شان پڑھی جارہی ہوتی ہے۔ اس لئے نعت خواں حضرات کو یہ فرق ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ بعض اوقات نعت کا کہہ کر ماں کی شان یا کسی بزرگ کی شان میں نظم پڑھی جارہی ہوتی ہے۔ حفظ مراتب ضروری ہے۔

سب سے بلند رتبہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے بعد تمام مخلوق سے بلند رتبہ سرکار ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اولوالعزم رسولوں کا مثلاً حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام' حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام' حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام' حضرت داؤد

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ان کے بعد دوسرے رسولوں کا، ان کے بعد انبیائے کرام علیہم السلام کا۔ ہر رسول نبی ہوتے ہیں لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، تابعین، ائمہ دین مجتہدین، اولیائے کاملین کا۔ اس لئے انبیائے کرام علیہم السلام کا نام نامی بڑے ادب سے لینا چاہیے۔ صرف ''موسیٰ، عیسیٰ، ابراہیم'' کہنا درست نہیں ہے۔ اسی طرح انبیائے کرام کے علاوہ کوئی غیر نبی کسی طرح بھی نبی کے برابر نہیں ہیں۔ نبی کے اسم گرامی کے ساتھ علیہ السلام، صحابی یا امام اہل بیت کے ساتھ رضی اللہ عنہ، صحابیہ کے نام گرامی کے ساتھ رضی اللہ عنہا اور ولی اللہ کے نام کے ساتھ رحمتہ اللہ علیہ اور ولیہ کے نام کے ساتھ رحمتہ اللہ علیہا معروف ہے۔

یاد رکھیں نعت شریف کے جملہ اشعار نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام ہوتے ہیں۔ کسی نعتیہ شعر کو کسی صاحب صدر، مہمانانِ خصوصی یا کسی دوسرے نعت خواں کی نذر نہیں کیا جا سکتا۔ سامعین کو یہ تلقین کرنی چاہیے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری زندگی کے طریقے پر عمل کریں۔ آپ اُمت کیلئے غاروں میں روئے ہمیں بھی رونا چاہیے۔ انہوں نے سادہ لباس پہنا ہمیں بھی سادہ لباس پہننا چاہیے انہوں نے سادہ غذا کھائی ہمیں بھی سادہ غذا کھانی چاہیے۔

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا ۔۔۔ اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

ایسا تاثر نہیں دینا چاہیے کہ محفل میلاد یا نعت میں آنا تمہارا کام تھا۔ اب باقی سارا کام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنا ہے یا ایک بار روضے پاک پر چلے جاؤ پھر جو مرضی کرو سیاہی کرو سفیدی کرو۔ بلکہ یہ ترغیب دینی چاہیے کہ محفل میں آئے ہو یا حاضری روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوئی ہے تو زندگیوں میں انقلاب پیدا کرو۔ مغرب کی تقلید چھوڑ دو۔ غلامی رسول کا پٹہ گلے میں ڈال لو۔ خدا کا خوف کرو۔ حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمتہ کا فرمان ہے۔ ''انسان کی نجات دین کی اتباع میں ہے اور انسان کی ہلاکت دین کی مخالفت میں ہے۔''

عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ط

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآءُکُمْ وَاَبْنَآءُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَ مَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ ط

جب محبت اور چاہت اپنی آخری حد کو پہنچتی ہے اور بے خودی، وارفتگی اور دیوانگی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو اُس کو عشق کہتے ہیں۔

Marfat.com

مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو رہی ہے کہ ماں باپ' اولاد' بیوی (خاوند)' رشتہ دار' دوست احباب' قیمتی مال تجارت' دیگر اموال اور پسندیدہ مکانات کی محبت پر اگر اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جہاد فی سبیل اللہ کی محبت اگر غالب نہ آئے تو عذاب الٰہی کا انتظار کرو۔

تبرکاً ایک حدیث پاک جو امام بخاری اور امام مسلم رحمتہ اللہ علیہما نے اپنی صحیحین میں درج فرمائی غور سے پڑھیں:

عَنْ اَنسٍ رَّضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ قَال قال رَسُولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لَا یُؤْمِنُ اَحَدُ کُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْن او کَمَا قَالَ علیہ السلام۔

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم خاص اور ہم سب کے مخدوم حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا تم میں سے اُس وقت تک کوئی مؤمن نہیں جب تک اُس کے والدین' اُس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میں اُسے محبوب نہ ہو جاؤں۔

محمد ﷺ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

تلاوت' نعت خوانی' نقابت اور خطابت اسی شدید محبت کا اظہار ہے۔ خوفِ خدا اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرچار ہے' ہم بانگ دہل بتاتے ہیں کہ ہمیں اللہ اور اس کے رسول سے سب سے زیادہ پیار ہے اور ہمارا بار بار اسی پر اصرار ہے' لیکن وقت کی پکار ہے کہ مسلمان بدعملی کا شکار ہے' دشمن برسرِ پیکار ہے' مسلم اُمہ مشکلات سے دوچار ہے' بس قیامت کا انتظار ہے' تلاوت' نعت' نقابت و خطابت نظامت و صدارت بھی لگتا ایک کاروبار ہے' شیطان کا مسلمان پر وار پہ وار ہے' دنیا کی محبت ہمارے لئے باعث عار ہے' ہمارا جو اغیار ہے' دین کا غدار ہے شیطان کا وہ یار ہے لیکن مسلمان کے سر پر اسوار ہے' ہمارا جو اطوار ہے اُس پر مغربی فیشن کی۔ ہے' حق سننے کے لئے کون تیار ہے' ہر دردمند کا دل بے قرار ہے کہ آج کا مسلم کیوں دین سے بیزار ہے' محمد حسن کہتا بار بار ہے کہ محبت خدا و رسول ﷺ ہی اصل معیار ہے۔

زندگی کا کیا اعتبار ہے؟ بقول شاعر مشرق

خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر۔ دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر

آیئے ہم اپنی عملی زندگی Practical Life میں دیکھیں کہ ہم اللہ جل جلالہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ واقعی سب سے زیادہ محبت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ بالفرض ہم اپنے بھتیجے یا بھانجے کی شادی پر یا دوست کی شادی پر مدعو (Invited) ہوں تو خوشی خوشی کارڈ وصول کرتے ہیں۔ ذاتی مصروفیات اور کاروبار ترک کر کے بغیر کسی حیل و حجت اور بغیر کسی نازنخرے کے اپنی جیب سے کرایہ

Marfat.com

خرچ کر کے مقررہ وقت سے بھی پہلے وہاں پہنچتے ہیں اور فراخدلانہ Offer پیش کرتے ہیں کہ سر! Sir میرے لائق کوئی حکم ہو تو فرمائیں۔ بعض اوقات ہم اپنے دست مبارک سے کرسیاں اور دیگر چیزیں بھی اُٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھ دیتے ہیں۔ کھانا جیسا بھی اور جتنا بھی ملے کھا لیتے ہیں اور ساتھ یہ سوچتے ہیں کہ قریبی رشتہ دار ہے' قریبی دوست ہے۔ اس کے شادی پر بہت اخراجات ہوئے ہیں۔ انتظامی معاملات کا بھی کافی بوجھ ہے اس لئے یہاں شکوہ کرنا مناسب نہیں ہے کسی نہ کسی طرح اس کا بھرم رہ جائے۔ اگر آپ واقعی مخلص مہمان ہیں تو آپ کسی دوسرے کو بھی شکوہ کرنے سے روکتے ہیں کہ بھئی کھانے میں ذرا تاخیر ہو گئی ہے تو کیا ہوا؟ ایسے موقعوں پر برداشت کرنا چاہیے۔ پھر ہم اپنی جیب سے معقول رقم' سوٹ' مٹھائی کا ڈبہ اور حسب توفیق دیگر تحائف دے کر خوشی خوشی گھر واپس آتے ہیں۔ اب دوسری طرف غور فرمائیں۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پاک یا نعت شریف کی محفل ہے وہ آقا جن کے صدقے ہمیں سب کچھ ملا ہے جن کے بارے میں ہم بڑی محبت سے پڑھتے ہیں:

زمین و زماں تمہارے لئے   چنین و چناں تمہارے لئے
بنے دو جہاں تمہارے لئے   ہم آئے یہاں تمہارے لئے
اُٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے   دہن میں زباں تمہارے لئے

اور ہمارا دعویٰ ہے کہ ہمیں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے ماں' باپ' بہن' بھائی' بیٹے' بیٹی' رشتہ دار' دوست احباب بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت ہے۔ لوگوں سے کہتے ہیں اگر مدینے پاک جانا ہے تو بلند آواز سے سبحان اللہ کہو! اسی مہینے بلاوا آئے گا۔ ہمارے ساتھ مل کر نعتیہ اشعار پڑھو' خواب میں سرکار ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہو جائے گی۔ کیا ہم تلاوت' نعت' خطابت اور نعت کیلئے وقت دینے سے لے کر محفل سے واپسی تک اپنے بھانجے' بھتیجے' قریبی دوست یا عزیز کی شادی میں شرکت کے وقت جو محبت کا مظاہرہ کیا تھا اس سے زیادہ محبت کا مظاہرہ کرتے ہیں؟ اگر جواب ''ہاں'' میں ہے تو سبحان اللہ! قابل رشک رویہ ہے۔ لیکن جواب ''نہیں'' میں ہے تو پھر عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعویٰ کیسا ہے؟

ہمارے والدین کی کوئی تعریف کرے' اُن کے اوصاف بیان کرے' ہماری اولاد کے بارے میں تعریفی کلمات کہے تو ہمارا رویہ کیا ہوتا ہے؟ کیا ہم تحسین و آفرین کہتے ہیں؟ یا اُس کے خلاف لابی بناتے ہیں؟ یا حسد کرتے ہیں؟ یا غیبت کرتے ہیں؟ جو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثنا خوانی کرتا ہے اُس کے ساتھ ہمارا حسن سلوک کیسا ہوتا ہے؟

محافل پاک میں حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا کلام بڑے شوق و ذوق سے پڑھا جاتا ہے۔ کاش کہ صوفی شعراء کے اس قسم کے اشعار پر بھی غور فرما لیا جائے۔

؎ راتیں جاگیں تے شیخ سداویں   راتیں جاگن کتے تیتھیں اُتے

Marfat.com

رُکھے سکھے ٹکڑے کھا کے سون اروڑیاں اُتے تیتھیں اُتے
مالک دا در چھڈدے ناہیں بھانوں سو سو مارے جُتے تیتھیں اُتے
اُٹھ بلھیاً ستیا تیتھیں بازی لے گئے کُتے تیتھیں اُتے

کیا سگانِ مدینہ کا دعویٰ کرنے والے بھی مندرجہ بالا کیفیات سے گزرنا پسند فرمائیں گے؟ ''معشوق اور محبوب کی ہر ہر ادا پر عاشق اور محب فدا ہونا اپنا فرض سمجھتا ہے؟'' کیا واقعی ہمیں اپنے پیارے محبوب و مطلوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ادا اپنانے کی فکر ہے؟ ہمارے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری صورت مبارک کیسی تھی؟ بقول ایک عاشق صادق سید محمد معصوم گیلانی علیہ الرحمتہ

رسول اللہ نوں ڈاڑھی خوب سجدی رسول اللہ دی ڈاڑھی سینہ کجدی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر دستار مبارک ہوتی۔ ریشمی کپڑا آپ نے صرف خواتین کے لئے جائز قرار دیا۔ زیور صرف خواتین کے لئے جائز قرار دیا۔ مرد کے لئے صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز قرار دی جو ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو۔

آپ نے پیوند لگا ہوا لباس زیب تن فرمایا۔ کئی کئی دن فاقے سے گزارے۔ اخلاق عظیم کی قرآن مجید نے گواہی دی۔

آپ کی صورت پاک و سیرت طیبہ زندگی کے ہر شعبہ میں ہمارے لئے روشنی کا مینار ہے اور آپ کے اقوال و افعال کو جاننا اور عمل کرنا ہمارا فرض محبت ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اے منتظمین محفل میلاد و محفل نعت و محفل ذکر و عرس مبارک و جلسہ مدرسہ آپ کتنے خوش بخت ہیں جو اتنی مقدس محافل کا انعقاد کرتے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر بھی کریں کم ہے کہ اُس نے آپ کو اتنے اچھے کام کیلئے چُن لیا ہے۔ لیکن خدارا کمرشل اور کاروباری مقاصد، جاہ و جلال، شہرت اور Status کیلئے نہیں بلکہ فقط اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے محافل کا انعقاد فرمائیں۔

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ۔

جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اُس کا ہو جاتا ہے اور اُس کی دنیوی اور اُخروی حاجات پوری فرماتا ہے۔ طلب کی حاجت ہی نہیں رہتی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال و جواب/فتاویٰ جات

☆ نعت رسول ﷺ کے ساتھ ذکر الٰہی

Marfat.com

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذکر الٰہی

تحریر: سید احمد علی شاہ صاحب نقشبندی سیفی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء حق اہل سنت والجماعت اس مسئلے میں کہ نعت خوانی کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ بعض لوگ اس کو ناجائز کہتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے۔ نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا بعض لوگ اس پر بھی اعتراض کرتے ہیں کیا نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا جائز۔ ہے یا ناجائز۔

الجواب و منهٗ الصدق و الصواب

نعت خوانی ہر زبان میں جائز ہے اور خصوصاً وہ اشعار جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات وکمالات پر مشتمل ہوں وہ باعث ثواب وفلاح ہیں شعر کی تعریف یہ ہے الشعر بمنزلة الكلام فحسنه كحسن الكلام و قبيحه كقبيح الكلام و روى البخارى فى الادب المفردو الطبرانى عن ابن عمرو ابو يعلىٰ عن عائشة رضى الله عنها قال الهيثمى اسناده حسن یعنی شعر کی دو قسمیں ہیں ایک شعر حسن اور دوسرا شعر قبیح۔ "الشعر كلام فمنه حسن و منه قبيح فخذالحسن و دع القبيح"۔ اچھا شعر کہنے یا لکھنے والا کے "الشعراء من تلاميذ الرحمٰن" زمرے میں ہے، اور براشعر کہنے والا الشعراء كلاب جهنم کے زمرے میں ہے۔ بہت سے صحابہ کرام سے نعتیہ اشعار بنانا اور کہنا ثابت ہے۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدام شعراء مردوں میں ایک سو ساٹھ (160) اور عورتوں میں بارہ (12) تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی۔ حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن زبیر، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی نعتیہ اشعار ثابت ہے۔ جو کوئی بھی اسے بدعت، شرک یا ناجائز کہتا ہے وہ دائرہ اسلام سے باہر ہے۔ اور یہ تو صحابہ کرام پر اعتراض ہے اور صحابہ کرام پر اعتراض کرنا ماسوائے زندیقیت کے اور کچھ نہیں۔ اور یہ لوگ اس آیت کریمہ کا مصداق بن رہے ہیں۔ يريدون ان يفرقوا بين الله ورسله (نساء۔ 150) اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کا رسول کو جدا کردیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار

يـا عيـن فـابـكـى و لا تـمـامـى   و حـق الـبـكـاء عـلـى الـمـسـيـد

تو اے آنکھ خوب رو اب یہ آنسو نہ تھمیں   قسم ہے سرد عالم پر رونے کے حق کی

علی خیر خندف عند البلاء | امسی یغیب فی الملحد
خندف کے بہترین فرزند پر آنسو بہا جو غم و الم کے ہجوم میں | سر شام گوشہ عافیت میں چھپا دیا گیا
فصلی الملیک لی العباد | و رب العباد علی احمد
مالک الملک بادشاہ عالم بندوں کا والی | اور پروردگار احمد مجتبیٰ پر سلام و رحمت بھیجے
فکیف الحیلۃ لفقد الحبیب | وزین المعاشر فی المشہد
اب کیسی زندگی جو حبیب ہی بچھڑ گیا | اور وہ نہ رہا جو زینت دہ ایک عالم تھا
فلیت الممات لنا کلنا | فکنا جمیعا مع المہتدی
کاش موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی | آخر سب اس زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے

(کشف العرفان ص 38)

امین مصطفیٰ بالخیر یدعوا | کضوء البدر زائلۃ الظلام
حضرت سیدنا محمد ﷺ امین ہیں اور نیکی کی طرف بلانے والے ہیں | آپ ﷺ کی روشنی چودھویں رات کے چاند کی طرح اندھیروں کو دور کرنے والی ہے

(دلائل النبوۃ ج ا ص 225، جواہر البحار ج ا)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار

الم تران اللہ اظہر دینہ | علی کل دین قبل ذالک حائد
کیا نہیں دیکھا تم نے کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا | ہر اس دین پر جو اس سے پہلے تھا حق سے پھر ہوا
واسلبہ من اہل مکۃ بعد ما | تداعوا الیٰ امر من الغی فاسد
اور اللہ نے اہل مکہ کو محروم کر دیا حضور سے جب | ان لوگوں نے گمراہی کے خیال فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی
غداۃ اجال الخیل فی عرصاتہا | مسومۃ بین الزبیر و خالد
اور پھر وہ صبح جب گھوڑے اس کے میدانوں میں جولانیاں دکھانے لگے | جن کی باگیں چھوٹی ہوتی تھیں زبیر و خالد کے درمیان
فامسیٰ رسول اللہ قد عزز نصرہ | وامسیٰ عداہ من قتیل و شارد
پس رسول اللہ کو اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا | اور ان کے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھا کے بھاگے

(کشف العرفان ص 39)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار

وحق البکاء علی السید | فیا عینی ابکی ولا تسامی
اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم ہو چکا ہے | تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک

(کشف العرفان ص 39)

Marfat.com

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار

امن بعد تکفین النبی و دفنه — باثوابه اسٰی علی هالک ثویٰ
نبی کو کپڑوں میں کفن دینے کے بعد میں غمگین ہوں — اس مرنے والے کے غم میں جو خاک میں جا بسا

زرانا رسول الله فینا فلن نری — بذاک عدیلا ما حیینا من الرویٰ
رسول اللہ کی موت کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی اور اب — جب تک ہم جو جی رہے ہیں ان جیسا ہرگز نہیں

وکان لنا کالحصن من دون اهله — له معقل حریز من الرویٰ
رسول ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ تھے کہ ہر دشمن سے — پناہ اور حفاظت حاصل ہوتی ہے

وکنا بمراه نرای النور والهدیٰ — صبا حاماساء راح فینا او اغتدیٰ
ہم جب ان کو دیکھتے تو سراپا نور وہ ہدایت کو دیکھتے صبح — بھی اور شام بھی جب وہ ہم میں چلتے پھرتے یا صبح کو گھر سے نکلتے

لقد غشیتنا ظلمة بعد موته — نهار فقد زادت علی ظلمة الدجیٰ
ان کی موت کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھا گئی جس میں — دن کالی رات سے زیادہ تاریک ہو گیا

فیا خیر من ضم الجواغ والحشا — ویا خیر میت ضمت الترب ولثریٰ
انسانی بدن اور اس کے پہلو جتنی شخصیتوں کو چھپائے ہوئے ہیں — ان میں سب سے بہتر آپ ہیں اور آپ تمام مرنے والوں میں جن کو خاک نے چھپایا ہے سب سے بہتر ہیں

کان امور الناس بعدک ضمنت — سفینة موج حین فی البحر قد سما
گویا معاملہ انسانی آپ کی موت کے بعد ایک کشتی میں — پڑ گیا ہے جو سمندر کے اندر اونچی موجوں میں گھری ہوئی ہے

فضاق فضاء الارض عنهم برحبة — لفقد رسول الله اذ قیل قد مضیٰ
زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی — رسول اللہ کی وفات کی وجہ سے جب یہ کہا گیا کہ رسول گزر گئے

فقد نزلت للمسلمین مصیبة — کصدع الصفا لا للصدع فی الصفا
مسلمانوں پر ایک ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جیسے — چٹان میں شگاف پڑ جائے اور چٹان کے شگاف کی اصلاح کہاں ممکن ہے

فلن یستقل الناس تلک مصیبة — ولن یجبر العظم الذی منهم وهیٰ
اس مصیبت کو لوگ برداشت نہیں کر سکیں گے اور — وہ کمزوری جو پیدا ہو گئی ہے اسکی تلافی ممکن نہیں ہے

وفی کل وقت للصلوة یهیجه — بلال و یدعوه باسمه کلها دعا
اور ہر نماز کے وقت بلال ایک نیا ہیجان پیدا کر دیتے ہیں — جب کہ وہ (بلال) ان کا نام لے کر پکارتے ہیں

(کشف العرفان ص 36)

رضینا قسمة الجبار فینا — لنا علم وللجهال مال
فان المال یفنی عن قریب — وان العلم باق لایزال

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بعض اشعار

متی یبدفی الدراجی البھیم جبینہ — یلح مثل مصباح الدجی المتوقد
اندھیری رات میں ان کی پیشانی نظر آتی ہے — تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ
فمن کان او من قد یکون کا حمد — نظام لحق اونکال لملحد
احمد مجتبیٰ کے جیسا کون تھا اور کون ہو گا — حق کا نظام قائم کرنے والا اور ملحدوں کو سراپا عبرت بنا دینے والا

(کشف العرفان 38)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں چرخہ کات رہی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا جوتا ٹانک رہے تھے۔ آپ کی پیشانی سے پسینہ سے نور پھوٹنے لگا تو میں حیران ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کس بات پر حیران ہوئی؟

قلت جعل جبینک یعرق و جعل عرقہ یتولد نورا

میں نے کہا آپ کی پیشانی پر پسینہ آیا اور پسینے سے نور پھوٹ نکلا اگر ابو کبیر ہذلی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے ان اشعار کے حق دار آپ ہیں ع:

واذا نظرت اسرۃ وجھہ — بروقت بروق العارض المتھلل
جب تو اس کے چہرے کی خوبیاں دیکھے تو ایسی روشن اور — ظاہر معلوم ہوں گی جیسے ابر میں بجلی معلوم ہوتی ہے

(یہ اشعار سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ میں جو کچھ تھا رکھ دیا اور میری پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا۔ جزاک اللہ یا عائشۃ خیر افما اذکر انی سررت کسروری بکلامک۔ اے عائشہ! تمہیں اللہ جزائے خیر عطا فرمائے مجھے یاد نہیں کہ میں کبھی اتنا خوش ہوا ہوں جتنا میں تمہارے کلام سے ہوا ہوں (خصائص کبریٰ ج اص 115 باب الایۃ فی عرق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بعض اشعار

ماذا علی من شم تربۃ احمد — الایشم مدی الزمان غوالیا
جس نے ایک مرتبہ بھی خاک پائے احمد مجتبیٰ سونگھ لی — تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے
صبت علی مصائب لوانھا — صبت علی الایام عدن لیالیا
(حضور کی جدائی میں) وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں — یہ مصیبتیں "دنوں" پر ٹوٹتیں تو دن "راتوں" میں تبدیل ہو جاتے
اغبر آفاق اسماء و کورت — شمس النھار و اظلم الازمان
آسمان کی پہنائیاں غبار آلود ہوگئیں اور لپیٹ دیا گیا — دن کا سورج اور تاریک ہو گیا سارا زمانہ
ولارض من بعد النبی کئیبۃ — اسفا علیہ کثیرۃ الاحزان

Marfat.com

اور زمین نبی کریم کے بعد مبتلائے درد ہے
ان کے غم میں ڈوبی ہوئی سراپا

فلیبکیہ شرق ابلاد و غربھا
یا فخر من طلعت لہ النیران

اب آنسو بہائے مشرق بھی اور مغرب بھی ان کی جدائی پر
فخر تو صرف ان کے لئے ہے جن پر روشنیاں چمکیں

یا خاتم الرسل المبارک صنو ۃ
صلی علیک منزل القرآن

اے آخری رسول آپ پر برکت و سعادت کی جوئے فیض ہیں
آپ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود و سلام بھیجا ہے

(کشف العرفان 37)

کتاب العمدۃ میں خاندان نبوت کے شعر و شاعری و نعت خوانی کے متعلق لکھا ہے کہ ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خاندان میں شعر و شاعری اور نعت خوانی کے بہت زیادہ شوق اور اس کا عام رواج تھا''۔ ''ولیس من بنی عبدالمطلب رجالا ونساء من لم یقل الشعر حاشا النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم''۔ نبی عبدالمطلب میں سوائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کوئی مرد اور عورت ایسا نہیں گزرا جس نے اشعار نہیں پڑھے ہوں۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس لئے نہیں کہے کیونکہ کافروں نے انہیں ساحر اور شاعر کہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں فرمایا کہ یہ نبی اکرم نہ ساحر ہیں اور نہ ہی شاعر اور چونکہ شاعر اپنی خواہش اور مرضی سے کلام کرتا ہے جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے بلکہ جو وحی کیا جاتا وہی فرماتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰO (النجم) اسوۃ الصحابہ میں عبدالسلام ندوی نے لکھا ہے۔ ولم یبق من الصحابۃ من لم یقل الشعر و یتمثل بہ۔ یعنی ایک صحابی بھی ایسا نہیں جس نے شعر نہ کہے ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجلس میں بھی صحابہ کرام نعت خوانی کرتے تھے۔ ادب المفرد میں لکھا ہے۔ لم یکن اصحاب رسول اللہ منحرفین ولا متماوتین و کانوا ینا شدون الشعر فی مجالسھم و یذکرون امر جاھلیتھم۔

صحابہ کرام مردہ دل اور خشک مزاج نہ تھے۔ وہ اپنی مجالس میں بھی شعر و شاعری اور نعت خوانی کرتے تھے اور زمانہ جاہلیت کے واقعات کو بھی بیان کرتے۔

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بن ہاشم کے بعض اشعار

حمدت اللہ حین فؤادی
الی الاسلام والدین المنیف

میں نے خدا کا شکر ادا کیا جب اس نے میرے دل کو اسلام
اور بلند ترین دین کی توفیق بخشی

لدین جاء من رب عزیز
خبیر بالعباد بھم لطیف

اس دین کی جو عظمت و عزت والے پروردگار کی طرف سے
آیا ہے جو بندوں کے تمام حسابات سے باخبر اور ان پر بڑا مہربان ہے

Marfat.com

اذا تلیت رسائلہ علینا — تدرمع ذی اللب الحصیف
جب اس کے پیغاموں کی تلاوت ہمارے سامنے کی جاتی ہے — تو ہر صاحب عقل اور صائب الرائے کے آنسو رواں ہو جاتے ہیں
رسائل جاء احمد من ھداھا — بآیات مبینۃ الحروف
وہ پیغامات جن کی ہدایتوں کو احمد لے کر آئے — واضح الفاظ و حروف والی آیتوں میں
واحمد مصطفیٰ فینا مطاعا — فلا تغشوہ بالقول العنیف
اور احمد ﷺ ہم میں برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے — لہٰذا تم ان کے سامنے ناملائم لفظ منہ سے نہ نکالنا
فلا واللہ نسلمہ لقوم — ولما نقض فیھم بالسیوف
تو خدا کی قسم ہم ان کو اس قوم کے حوالے کبھی نہیں کریں گے — جن کے بارے میں ہم نے ابھی تلواروں سے فیصلہ نہیں کیا

(کشف العرفان 33)

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار

من قبلھا طبت فی الظلال وفی — مستودع حیث یخصف الورق
آپ اس سے پہلے سایہ خاص میں بسر کر رہے تھے اور — اس منزل محفوظ میں تھے جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا
ثم ھبطت البلاد لا بشر — انت ولا مضغۃ ولا علق
پھر آپ بستی میں اترے مگر نہ تو آپ ابھی بشر تھے — نہ گوشت پوست اور نہ لہو کی پھٹکی
بل نطفۃ ترکب السفین وقد — الجم نسرا واھلہ الغرق
بلکہ وہ آب صافی جو کشتیوں پر سوار تھا جب سیلاب کی موجیں — چوٹی کو چھو رہی تھیں اور لوگ ڈوب رہے تھے
تنقل من صالب الی رحم — اذا مضی عالم بدا طبق
منتقل ہوتا رہا صلب سے رحم کی طرف — پھر جب ایک عالم گزر چکا مرتبہ حال کا ظہور ہوا
وردت نار الخلیل مکتتما — فی صلبہ انت کیف یحترق
آپ آتش خلیل میں اترے چھپے چھپے — آپ ان کی صلب میں تھے تو وہ کیسے جلتے
حتی احتوی بیتک المھیمن من خندف — علیاء تحتھا النطق
تاآنکہ آپ کا محافظ وہ صاحب شوکت گھرانہ ہوا جو خندف — جیسی رفیع المرتبت خاتون کا ہے جس کا دامن زمین پر لوٹتا تھا
وانت لما ولدت اشرقت الا — رض و ضاءت بنورک الافق
اور آپ جب پیدا ہوتے تو چمک اٹھی زمین اور روشن — ہو گئے آفاق ساوی آپ کے نور سے

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ:

الصبح بدا من طلعتہ — واللیل دجیٰ من وفرتہ
صبح ظاہر ہوئی آپ (آنحضور) کی پیشانی سے — اور رات رونما ہوئی آپ کی زلفوں سے
فاق الرسلا فضلا و علا — اھدی السبلا لدلالتہ

Marfat.com

آپ سبقت لے گئے تمام پیغمبروں پہ بزرگی اور بلندی
دین کے تمام راستے روشن ہو گئے آپ کی رہنمائی سے

کنز لکرم مولی النعم
ھادی الامم لشریعتہ

آپ بخشش کے خزانے اور رحمتوں کے مالک ہیں
تمام امت کو راہِ ہدایت دکھانے والے اپنی شریعت سے

ازکی انسب اعلی الحسب
کل العرب فی خدمتہ

بہت پاکیزہ نسب والے اعلیٰ خاندان والے
تمام عرب (کل جہاں) آپ کی خدمت میں

سعت الشجر نطق الحجر
شق القمر باشارتہ

دوڑے آئے درخت کلام کیا پتھروں نے
دو ٹکڑے ہو گیا چاند آپ کی انگلیوں کے اشارے سے

جبریل اتی لیلۃ اسریٰ
والرب دعی لحضرتہ

جبریل آئے معراج کی رات آپ کے پاس
اور اللہ تعالیٰ نے بلایا آپ کو اپنے سامنے

نال الشرفا واللہ عفا
عنا ماسلفا من امتہ

آپ کی بدولت لوگوں کو بزرگیاں حاصل ہوئیں اور
اللہ تعالیٰ نے معاف فرمائے وہ گناہ جو امت نے کئے تھے

فمحمدنا ھو سیدنا
والعذلنا لا جابتہ

پس محمد ﷺ ہمارے سردار ہیں اور
ہمارے لئے عزت ہے آپ کے قبول فرمانے میں

(کشف العرفان ص40)

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار:

فقد اتیت رسول اللہ معتذرا
والعفو عندہ رسول اللہ مقبول

میں اللہ کے رسول کی خدمت میں عذر خواہ ہو کر پہنچا اور
معافی و درگزر تو اللہ کے رسول ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ہے

لقد اقوام مقاما لو یقوم بہ
اریٰ واسمع مالو یسمع الفیل

میں اس مقام پر کھڑا تھا کہ اگر وہاں ہاتھی بھی کھڑا ہوتا اور
ہاتھی وہ دیکھتا اور سنتا جو میں سیکھ اور سن رہا تھا

لظل یرعد الاان یکون لہ
من الرسول باذن اللہ تنویل

تو یقیناً کانپنے لگتا اگر اللہ کے حکم سے
رسول کی طرف سے جود وسخا اور بخشش وعطا نہ ہوتی

حتی وضعت یمنی لا انا زعہ
فی کف ذی نقمات قیلہ القیل

یہاں تک کہ میں نے اپنا داہنا ہاتھ بغیر کسی مناقشے کے اس ہاتھ
میں دے دیا جو کئے کی سزا دے سکتا تھا اور جس کا قول قول فیصل تھا

ان الرسول لسیف یستضاء بہ
مھند من سیوف اللہ مسلول

بے شک رسول اللہ وہ تلوار ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے
وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھینچی ہوئی تلوار ہیں

(کشف العرفان ص 41)

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار

روحی الفداء لمن اخلاقہ شھدت
بانہ خیر مولود من البشر

Marfat.com

میری جان ان پر فدا جن کے اخلاق شاہد ہیں کہ۔ وہ بنی نوع انسان میں افضل ہیں

عمت فضائلہ کل العباد کما
عم البریة ضوء الشمس والقمر

ان کے فضائل بلا امتیاز سب بندوں کے لئے عام ہیں
جس طرح سورج اور چاند ساری مخلوق کے لئے عام ہے

لو لم یکن فیہ آیات مبینة
کانت بدیهته عن الخبر

اگر ان کی صداقت پر مہر ثبت کرنے والی نشانیاں نہ ہوتیں
تو خود ان کی واضح شخصیت ان کی صداقت کافی تھی

(کشف العرفان ص 43)

حضرت امام زین العابدین، علی السجاد بن الحسین رضی اللہ عنہما کے بعض اشعار

ان نلت یا روح الصبا یوماً الی ارض الحرم
بلغ سلامی روضة فیها النبی المحترم

اے باد صبا اگر تیرا گزر سرزمین حرم تک ہو
تو میرا سلام اس روضہ کو پہنچا جس میں نبی محترم تشریف فرما ہیں

من وجهه شمس الضحیٰ من خدہ بدر الدجیٰ
من ذاته نور الهدیٰ من کفه بحر الهمم

وہ جن کا چہرہ انور مہر نیمروز ہے اور جن کے رخسار تاباں ماہ کامل
جن کی ذات نور ہدایت ہے جن کی ہتھیلی سخاوت میں دریا

قرآنه برهاننا فسخا لادیان مضت
ان جاء نا احکامه کل الصحف صار العدم

ان کا (لایا ہوا) قرآن ہمارے لئے واضح دلیل ہے ماضی کے تمام دینوں کو منسوخ کر دیا
جب اس کے احکام ہمارے پاس آئے تو (پچھلے سارے صحیفے معدوم ہو گئے)

اکبادنا مجروحة من سیف هجر المصطفیٰ
طوبیٰ لاهل بلدة فیها النبی المحتشم

ہمارے جگر زخمی ہیں فراقِ مصطفیٰ کی تلوار سے
خوش نصیبی اس شہر کے لوگوں کی ہے جس میں نبی محتشم ہیں

یالیتنی کنت کمن یتبع نبیا عالما
یوما ولیلا دائما وارزق کذالی بالکرم

کاش میں اس کی طرح ہوتا جو نبی کی پیروی علم کے ساتھ کرتا ہے
دن اور رات ہمیشہ (اے خدا) یہی صورت اپنے کرم سے عطا فرما

یارحمة للعالمین انت شفع المذنبین
اکرم لنا یوم الحزین فضلا وجودا والکرم

اے رحمت عالم آپ گناہ گاروں کے شفیع ہیں
ہمیں قیامت کے دن فضل وسخاوت اور کرم سے عزت بخشئے

یارحمة للعالمین ادرک لزین العابدین
معبوس ایدی الظالمین فی الموکب والمزدحم

اے رحمت عالم زین العابدین کو سنبھالئے
وہ ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار حیرانی و پریشانی میں ہے

(کشف العرفان ص 42)

صحابہ کرام کے علاوہ بڑے بڑے تابعین حضرات نے بھی اشعار کہے ہیں۔ خصوصاً سراج الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ایک مجموعہ اشعار ہے جس کا نام قصیدہ نعمانیہ ہے۔ اگر پورا قصیدہ نقل کریں تو طوالت کا باعث ہوگا اس لیے صرف چند اشعار پر اکتفاء کرتے ہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ بارگاہ نبوی میں عرض کرتے ہیں:

واذا سمعت فعنک قولا طیبا
واذا نظرت فما اریٰ الاک

Marfat.com

یارسول اللہ جب میں کوئی بات سنتا ہوں تو آپ ہی کی طرف سے کلام پاک سنائی دیتا ہے اور جب میں نے دیکھتا ہوں (ہرسو) تو سواء آپ کے مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔

ترجمہ: میں نے ایمان کامکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ (اے محبوب) میرے ذکر کیساتھ تمہارا ذکر بھی ہو اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے پس جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ (شفا شریف ص 12 ج ا)

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اتانی جبریل فقال ان ربک یقول اتدری کیف رفعت ذکرک قلت اللہ اعلم قال اذا ذکرت ذکرت معی۔

(زرقانی علی المواہب و درمنثور ص 364 ج 2)

ترجمہ: میرے پاس جبریل آئے اور کہا بے شک آپ کا رب فرماتا ہیں کہ (اے حبیب) تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہارا ذکر کیسے بلند کیا ہے۔ میں نے کہا اللہ خوب جانتا ہے فرمایا کہ جب میرا ذکر ہو گا تو میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے

لا اذکر فی مکان الا ذکرت معی یا محمد فمن ذکرنی ولم یذکرک فلیس له فی الجنة نصیب (درمنثور ج 6 ص 401)

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں میرا ذکر ہوتا ہے تیرا ذکر بھی میرے ساتھ ہوتا ہے۔ جس نے میرا ذکر کیا اور تیرا ذکر نہ کیا تو جنت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت احمد رضا افغانی فاضل بریلوی نے لکھا ہے

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ھے

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ذکر خدا کے ساتھ ذکر رسول (نعت خوانی یا نعتیہ اشعار) کرنا جائز ہے مگر ذکر رسول کے علاوہ کسی اور کا ذکر (یعنی صحابہ کرام و اولیاء و صلحاء وغیرہ) کرنا جائز نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

خبردار اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

اس آیت کے تحت امام قاضی عیاض فرماتے ہیں:

Marfat.com

عن مجاهد فی قولة تعالیٰ الا بذکر الله تطمئن القلوب قال بمحمد صلی الله علیه و آله وسلم و اصحابه. (شفا شریف ج ا ص 18)

امام تفسیر' تابعی کبیر اور عبداللہ ابن عباس کے شاگرد خاص حضرت امام مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں فرمایا کہ ذکر اللہ سے مراد حضور علیہ السلام اور حضور کے صحابہ ہیں یعنی حضور اور صحابہ کے ذکر پاک سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ (زرقانی شرح مواہب ج 3 ص 130' شرح شفاللقاری ج ا ص 142' نسیم الریاض ج ا ص 142' درمنثور للسیوطی ج 4 ص 58۔

ملا علی قاری اس کی تشریح کرتے ہیں:

• بمجرد ذکره و ذکر اصحابه فان عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة و عند نزول الرحمة یحصل للقلوب الا طمینان و السکینة ۔یعنی محض ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ذکر صحابہ سے قلوب مطمئن ہوتے ہیں کیونکہ صالحین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے اور نزول رحمت کے وقت دلوں کو اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

ذکر الانبیاء من العبادة و ذکر الصالحین کفارة (رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن معاذ) جامع صغیر للسیوطی ج 2 ص 19' الفتح الکبیر للنبھانی ج 2 ص 120' فیض القدیر للمناوی ج 3 ص 564)

ترجمہ: انبیاء و رسل کا ذکر کرنا عبادت ہے اور صالحین کا ذکر کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔

ذکر الانبیاء والمرسلین من العبادة و ذکر الصالحین کفارة

(السراج المنیر ج 2 ص 299)

یعنی انبیاء کا ذکر عبادت ہے اور صالحین کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور علیہ السلام کا ذکر کئی مقامات پر ہوا ہے مثلاً خطبہ میں' تشہد میں' نماز میں' اقامت میں وغیرہ' اس طرح اور کئی جگہوں پر اللہ اور رسول کا ذکر ساتھ ساتھ ہوا ہے۔ قرآن پاک میں مختلف مقامات پر اس چیز کا ذکر کیا گیا ہے۔

لتومنوا بالله ورسوله (فتح: 9)	تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ
آمنوا بالله ورسوله (حجرات. 10)	جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے
والذین یومنون بالله ورسوله (نور 62)	وہی لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والے ہیں

Marfat.com

انما المومنون الذین آمنو بالله ورسوله (نور 62)	ایمان والے تو صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے
اطیعو الرسول (مائده 92)	اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو
اطیعوا الله ورسوله (انفال 20)	اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو
ومن یطع الله ورسوله (نساء 13)	اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے
ویطیعون الله ورسوله (توبه 81)	اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت بجا لاتے ہیں
وان تطیعو الله ورسوله (حجرات 13)	اور اگر تم اللہ۔ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو
استجیبوا لله وللرسول (الانفال 23)	جب بھی تمہیں رسول کو فرمانبرداری کے ساتھ جواب دیتے ہوئے (فورا) حاضر ہو جایا کرو
ومن یعص الله ورسوله (نساء 13)	اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے
ان الذین یؤذون الله ورسوله(احزاب 58)	بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں
براءة من الله ورسوله (توبه 1)	اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بیزاری (دوست برداری) کا اعلان ہے۔
واذان من الله ورسوله (توبه 3)	یہ آیات اللہ ار اس کے رسول کی جانب سے تمام لوگوں کی طرف حج اکبر کے دن اعلان (عام) ہے
من دون الله ولا رسوله (توبه 16)	اور (جنہوں نے) اللہ کے سوا اور اس کے رسول کے سوا
انه من یحادد الله ورسوله (توبه63)	جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے
ان الذین یحادون الله ورسوله (مجادله 5)	بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے عداوت رکھتے ہیں
ولا یحرمون ما حرم الله ورسوله (توبه29)	اور نہ حرام جانتے ہیں ان چیزوں کو جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے
قل الانفال لله والرسول (انفال 1)	آپ (فرما دیجئے) اموال غنیمت کے مالک اللہ اور رسول ہیں
فردوه الی الله والرسول (النساء)	تو اسے (حتمی فیصلہ کے لئے) اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو
ومن یشاقوا الله و رسوله (انفال 13)	اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے
ذالک بانهم شاقوا الله ورسوله (حشر 7)	یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے شدید عداوت کی
ما اتا الله ورسوله (توبه 59)	جو ان کو اللہ اور اس کے رسول نے عطا فرمایا تھا
سیؤتینا الله من فضله ورسوله (توبه 59)	عنقریب ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول (مزید) عطا فرمائے گا
انهم کفروا ا بالله ورسول (توبه	کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں
اغنهم الله ورسوله (توبه	کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا

Marfat.com

فان لله خمسه وللرسول (انفال)	تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لئے رسولؐ کے لئے اور رسول کے قرابت داروں کے لئے ہے
الذین کذبو الله ورسوله (توبه 90)	اور وہ لوگ جنہوں نے (اپنے دعویٰ ایمان میں) اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا تھا
وسیری الله عملکم ورسوله (توبه)	اور اب (آئندہ) تمہارا عمل (دنیا میں بھی) اللہ دیکھے گا اور اس کا رسولؐ بھی (دیکھے گا)
واذا دعوا الی الله ورسوله (نور)	اور جب ان لوگوں کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف بلایا جاتا ہے
ان یحیف الله علیهم ورسوله (نور 50)	کہ اللہ اور اس کا رسولؐ ان پر ظلم کریں گے
وصدق الله ورسوله (احزاب 22)	اور اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا
ان کنتن تردن الله ورسوله (احزاب 29)	اور اگر تم اللہ اور رسولؐ اورر دار آخرت کے طلبگار ہو
ومن یقنت منکن لله (احزاب 31)	اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے اطاعت گزار ہیں
اذا اقضی الله ورسوله (احزاب 36)	کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی کا فیصلہ (یا حکم) فرما دیں۔
لاتقدموا بین یدی الله ورسوله (حجرات 12)	(کسی بھی معاملے) میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے آگے نہ بڑھا کرو
وینصرون الله ورسوله (حشر 8)	اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی مدد کرتے ہیں
ولله العزة ولرسوله (منافقون 8)	(حالانکہ) عزت تو صرف اللہ کے لئے اور اس کے رسولؐ کیلئے......الخ
ماوعدنا الله ورسوله (احزاب 22)	کہ یہ جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا
ومن یعص الله ورسوله (احزاب 36)	اور جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرتا ہے
اطعنا الله واطعنا الرسولا (احزاب 66)	اے کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسولؐ کی اطاعت کی ہوتی۔

یہ وہ مقامات ہیں جہاں اللہ اور اس کے رسول کا ذکر ساتھ ساتھ کیا گیا ہے۔ لہٰذا نعت خوانی (یعنی ذکر رسول) کیساتھ ذکر الٰہی کرنا نہ صرف جائز بلکہ باعث برکت بھی ہے۔ باقی جو نعت خوانی علی سبیل الدف یعنی (دف وغیرہ) اورر اس کے ساتھ ذکر جس میں اللہ کے ذکر کو بگاڑ کر پڑھا جائے ناجائز ہے اور ہم بھی اس کو ناجائز کہتے ہیں۔ جیسا کہ شرح فقہ اکبر میں ہے:

من قرأ القرآن علی ضرب الدف والقضیب یکفر: قلت یقرب منه ضرب الدف والقضیب مع ذکر الله تعالیٰ و نعت المصطفیٰ صلی الله علیه و آله وسلم (ص 304)

ترجمہ: جس نے دف اور قضیب (ڈھول) کے ساتھ قرآن پڑھا تو یہ کفر ہے اور (شرح فقہ اکبر کے مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس کے قریب یہ بات بھی ہے کہ ذکر اللہ اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وآلہ وسلم بھی دف اور ڈھول کے ساتھ پڑھنا کفر کے قریب ہے۔

لہٰذا ان تمام مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ ذکر کے ساتھ نعت خوانی کرنا بالکل جائز ہے۔ اس کے باوجود اس کے انکار کرنے والے اور اس کو بدعت وشرک کہنے والے کا حکم یہ ہے کہ اس پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے۔ جیسا کہ نبراس میں ہے۔" ومن صدر عنہ مایوجب الکفر حبطت حسناتہ و وجب اعادۃ الحج و تجدید النکاح بعد تجدید الایمان ولا یکفیہ الایمان بکلمۃ الشہادۃ علی حسب العادۃ مالم یقصد تجدید الایمان (ص 571) وقال صاحب المضمرات نقلاعن الذخیر ۃ یومر بالتوبۃ والرجوع عن ذالک وتجدید النکاح بینہ و بین امرأتہ (ص 571)۔

حررہ خادم الاولیا

فقیر سید احمد علی شاہ سیفی

☆☆☆☆☆☆☆

مہتمم جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن کراچی

بتاریخ 12/12/2006 بروز منگل بوقت 12:20

تقریظ

قاری القرآن المجید' صاحب لباس التقویٰ حضرت سید سراج الحق شاہ

(فارغ التحصیل جامع امام ربانی مجدد الف ثانی فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن کراچی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثناء میں نعت خوانی کرنا اور اس کے ساتھ ذکر الٰہی کرنا بشرط یہ کہ اس میں دف نہ ہو' بلاشبہ جائز ہے اور نعت خواں بھی شریعت کا پابند ہو۔ کسی کتاب میں بھی (ماسوا کتاب البطن) نہیں ہے کہ نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا یا ذکر کے ساتھ نعت خوانی کرنا منع اور ناجائز ہے اور اگر ہے تو فعلیہ البیان والبرہان۔ اور یہ فی نفسہ ایک نہایت اچھا کام ہے اور اس حدیث شریف کے تحت داخل ہے۔

ماراہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن و ما راہ المسلمون قبیحا فھو عند اللہ قبیح.

(مجمع الزوائد ص 177' ج 1' مرقات باب الاعتصام' ردالمحتار 518 ج 3' تفسیر مواھب).

Marfat.com

الرحمٰن' کتاب الروح ص 10 'ہمعات فارسی لشاہ ولی اللہ ص 29' عمدۃ التحقیق ص 95' ابو داؤد طیالسی ص 33' کتاب الموافق ص 95 ج 1 قرۃ العنین ص 33' مجموعہ الرسائل و اسمائل للنجدی ص 207 ج 1' جاء الحق ص 211 ج 1' بستان العارفین للسمرقندی ص 9' مستدرک ص 78 ج 3' اخبار اہلحدیث امرتسر ص 19' اعلام الموقعین ص 49 ج 1' موطا امام مالک ص 104' مقاصد الحسنۃ ص 367' فتاویٰ ستاریہ' تفسیر کبیر' اسنی المطالب' ریاض النفرہ ص 198 ج 1)

من سن سنتا حسنة فعمل بها بعده كتب له من اجر من عمل و لا ينقص من اجورهم شيئا (صحيح مسلم)

لہٰذا نعت خوانی کرنا اور اس کے ساتھ ذکر کرنا یہ باعث ثواب ہے اور اس سے منع کرنے والا ''مناع الخیر'' ہے اور اس آیت کریمہ کے تحت داخل ہوتا ہے:

''ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه وسعى فى خرابها''......الخ

''اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اس کے نام کا ذکر کیے جانے سے روک دے اور انہیں ویران کرنے کی کوشش کرے......'' الخ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و نعت خوانی تو کثیر احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: عن عائشة قالت: فسمعت رسول الله صلى الله عليه و آلہٖ وسلم يقول الحسان: ان روح القدس لايزال يؤيدك ما نافحت عن الله و رسوله، وقالت، سمعت رسول الله صلى الله عليه و آلہٖ وسلم يقول هجاهم حسان فشفى واشتفىٰ. قال حسان ع:

هجوت محمد افاجبت عنه — و عند الله فى ذاك الجزاء
هجوت محمد ابرا حنيفا — رسول الله شيمته الوفاء
فان ابى و والده و عرضى — لعرض محمد منكم وقاء

(رواہ البخاری مختصراً و مسلم)

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (اے حسان) جب تک تم اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جواب دیتے رہو گے روح القدس (جبرئیل علیہ السلام) تمہاری تائید کرتے رہیں گے نیز آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کفارِ قریش کی ہجو کر کے

Marfat.com

مسلمانوں کو شفا دی (یعنی ان کا دل ٹھنڈا کر دیا) اور اپنے آپ کو شفا دی (یعنی اپنا دل ٹھنڈا کیا) حضرت حسان نے (کفار کی ہجو میں) کہا: تم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کی، تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جواب دیا اور اس کی اصل جزا اللہ ہی کے پاس ہے۔ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کی جو نیک اور ادیانِ باطلہ سے اعراض کرنے والے ہیں وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ان کی خصلت وفا کرنا ہے۔ بلا شبہ میرا باپ میرے اجداد اور میری عزت (سب کچھ) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کیلئے تمہارے خلاف ڈھال ہیں۔

(بخاری کتاب المناقب: باب من احب لا بسبب نسبہ: ج 3 ص 1299 / روح المعانی ص 114 ج 6 طبع بیروت/ کتاب المغازی باب حدیث الافک ج 3 ص 1523 / کتاب الادب باب ھجاء المشرکین ج 5 ص 2278 /مسلم کتاب فضائل صحابہ باب فضائل حسان بن ثابت ج 4 ص 1934 / وابن حبان ج 13 ص 103 / وابو یعلیٰ فی المسند ج 7 ص 341 / ابن ابی شیبہ ج 5 ص 273 / الحاکم ج 2 ص 555 / البیہقی ج 10 ص 238 / والطبرانی ج 4 ص 38 / والبغوی فی شرح السنۃ ج 12 ص 377 / المنہاج السوی ص 402)

عن البراء قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لحسان: اھجم او ھاجھم و جبریل معک. متفق علیہ. وفی روایۃ البخاری: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم قریظۃ لحسان بن ثابت: اھج المشرکین فان جبریل معک.

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان سے فرمایا: مشرکین کی ہجو کرو (ان کی مذمت میں اشعار پڑھو) اور حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی تمہارے ساتھ ہیں۔ بخاری کی ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریظہ کے روز حضرت حسان بن ثابت سے فرمایا: مشرکین کی ہجو (مذمت کرو) یقیناً جبریل علیہ السلام بھی تمہارے ساتھ ہیں۔

(بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ ج 3 ص 1176 / وفی کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الاحزاب ومخرجہ الی بنی قریظہ ج 4 ص 1512 / وفی کتاب الادب باب ھجاء المشرکین ج 5 ص 2279 / ومسلم کتاب فضائل صحابہ باب فضائل حسان بن ثابت ج 4 ص 1933 / نسائی فی سنن کبریٰ ج 3 ص 493 / واحمد بن حنبل ج 4 ص 302 / والبیہقی ج 10 ص 237 / والطحاوی ج 4 ص 298 / طبرانی ج 1 ص 90)

عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دخل مکۃ فی

Marfat.com

عمرة القضاء و عبدالله بن رواحة بين يديه يمشي و هو يقول:

خلوا بني الكفار عن سبيله — اليوم نضرب كم على تنزيله

ضربا يزيل الهام عن مقيله — ويذهل الخليل عن خليله

فقال له عمر: يا ابن رواحة بين يدى رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم و في حرم الله تقول الشعر؟ فقال له النبي صلى الله عليه و آله وسلم خل عنه يا عمر فلهي اسرع فيهم من نضح النبل. رواه الترمذی والنسائی والبغوی. وقال ابو عيسیٰ: هذا حديث حسن صحيح.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمرہ قضاء کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آگے چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

کافروں کے بیٹو! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ سے ہٹ جاؤ۔ آج ان کے آنے پر ہم تمہاری گردنیں ماریں گے۔ ایسی ضرب جو کھوپڑیوں کو گردن سے جدا کر دے اور دوست کو دوست سے الگ کر دے۔"

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عبداللہ بن رواحہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور اور اللہ کے حرم میں شعر کہتے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! انہیں چھوڑ دو! یہ اشعار ان (دشمنوں) کے حق میں تیروں سے تیز تر اثر کرتے ہیں۔

(ترمذی: کتاب الادب عن رسول اللہ: باب ماجاء فی انشاد الشعر ج 5 ص 139 / نسائی: کتاب مناسک الحج: باب انشاد الشعر فی الحرم والمشی بین یدی الامام ج 5 ص 202 / السنن الکبریٰ ج 6 ص 383 / شرح السنۃ للبغوی ج 12 ص 374-375 / فتح الباری للعسقلانی ج 7 ص 502 / سیر أعلام النبلا للذھبی ج 1 ص 235 / قرطبی ج 13 ص 151 / مواھب اللدنیہ ج 1 ص 297)

نعت خوانی کرنے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کا اظہار ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ذکر کرنا یہ (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے باعث برکت وثواب ہے اور ذکرِ الٰہی کرنے والا اللہ کے نزدیک زندہ ہے۔ اور یہ ایک فطری امر ہے کہ جس نیک کام کی مخالف' مخالفت کرتا ہے تو وہ نیک کام اور اہتمام سے ہونے لگتا ہے۔ مخالفین نے نعت خوانی اور اس کے ساتھ ذکر کی سخت مخالفت کی تو عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا خوب اہتمام کیا۔ ویسے بھی فقہاء کرام نے قاعدہ وضع کیا ہے کہ "جس نیک کام کی کوئی مخالفت کرے تو اس نیک کام کو خوب اہتمام سے کیا جائے۔" اور دشمنانِ دین

Marfat.com

اسلام کو جلایا جائے۔ جیسا کہ فتاوئ شامی حدیقہ الندیہ میں ہے "والتوضی من الحوض افضل رغما للمعتزلة"۔ (شامی ص 124 کتاب الطہارۃ باب المیاہ مطبع بیروت) ترجمہ: اور نہر سے بنسبت حوض کے وضو کرنا زیادہ بہتر ہے گمراہ فرقہ معتزلہ کے جلانے کے طور پر۔

اس قول کی وضاحت فتاوئ شامی میں اس طرح ہے ای لان المعتزلة لا یجیزونه من الحیاض و نرغمهم بالوضوء منها: چونکہ معتزلہ حوض سے وضو کرنا جائز نہیں مانتے تو ہم انہیں حوض سے وضو کر کے جلائیں گے۔ اسی طرح قربانی کے دنوں میں، جہاں ہندو لوگ ہوں وہاں گائے کی قربانی کرنا افضل ہے ہندو کو جلانے کے لیے۔

فتاوئ بزازیہ برحاشیہ فتاوئ ھندیہ ص 7 ج 4 "والتوضی من الحوض افضل من التوضی بالجاری رغما للمعتزلة۔" اور حوض سے وضو کرنا جاری پانی سے وضو کرنے کی نسبت افضل ہے معتزلہ فرقے کو جلانے کے طریقے پر۔

اس سے خوب معلوم ہوا کہ جس مستحب عمل جیسا کہ (ذکر کے ساتھ نعت خوانی) سے بدمذہب چڑے تو اس بدمذہب کو چڑانے کے لیے اس نیک و مستحب عمل کو خوب اہتمام سے کرنا چاہیے۔ بشرط یہ کہ ذکر اللہ کا تلفظ صحیح ہو اور اس کے ساتھ ڈھول وغیرہ نہ ہو۔

اس مسئلے میں قبلہ شاہ صاحب نے بہت عمدہ تحقیق فرمائی ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

تقریظ

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ سید عبدالحق شاہ صاحب

(فاضل دار العلوم قمر العلوم فریدیہ رضویہ کراچی)

نعت کہنا اور نعت پڑھنا بہترین عبادت ہے سارا قرآن حضور علیہ السلام کی نعت ہے۔ گزشتہ انبیاء کرام نے حضور علیہ السلام کی نعت خوانی کی۔ صحابہ کرام اور سارے مسلمان نعت شریف کو مستحب جانتے رہے خود حضور علیہ السلام نے اپنی نعت پاک سنی اور نعت خوانوں کو دعائیں دیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نعتیہ اشعار اور کفار کی مذمت منظوم کر کے حضور علیہ السلام کی خدمت میں لاتے تھے تو حضور علیہ السلام ان کے لیے مسجد میں منبر بچھا دیتے تھے۔ حضرت حسان اس پر کھڑے ہو کر نعت شریف سنایا کرتے تھے۔ اور حضور علیہ السلام دعائیں دیتے تھے کہ "اللهم ایده بروح القدس "اے اللہ حسان کی

Marfat.com

روح القدس سے امداد کر (مشکوۃ شریف ج 2 باب الشعر)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نعت خوانی ایسی اعلیٰ عبادت ہے کہ اس کی وجہ سے حضرت حسان کو محفل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں منبر دیا گیا۔

امام بخاری نے جلد دوم ص 588 پر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ خندق میں جب خندق کھودی جارہی تھی تو حضور علیہ السلام اس طرح فرما رہے تھے:

اللھم ان العیش عیش الاخرۃ فاغفر الانصار و المھاجرۃ

(فقالو) (ای الصحابۃ) مجیبین لہ:

نحن الذین بایعوا محمدا علی الجھاد ما بقینا ابدا

اور اچھا شعر، برے شعر سے مستثنیٰ ہے جیسا کہ ابن جریر و ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے کہ لما نزلت "والشعراء یتبعھم الغاؤن" جآء ھو لاء الثلثۃ ای حسان بن ثابت، عبداللہ بن رواحۃ، و کعب ابن مالک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم وھم یبکون فقالوا قد علم اللہ حین انزل ھذہ الایۃ فانزل اللہ "الا الذین آمنو" یعنی جب یہ آیت کریمہ "والشعراء یتبعھم الغاؤن" نازل فرمائی تو یہ تینوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (حسان بن ثابت، عبداللہ بن رواحہ اور کعب ابن مالک) حضور علیہ السلام کے پاس روتے ہوئے آئے اور کہا کہ یہ آیت کریمہ شعراء کے حق میں نازل (یعنی شعراء کی مذمت میں) ہوئی تو پھر اللہ نے یہ نازل فرمایا "الا الذین آمنو" یعنی ایمان والے اس سے مستثنیٰ ہیں۔

العاقل تکفیہ الاشارۃ

نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا بہت عمدہ، اچھا اور نیک کام ہے اور اسلام میں بھی اسے پسندیدہ سمجھا جاتا ہے جیسا کہ علماء کرام نے مختلف مقامات پر اس کی تصریح فرمائی ہے۔

مشکوٰۃ باب العلم میں ہے۔ "من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا من بعدہ من غیر ان ینقص من اجورھم شیٔ ومن سن فی الاسلام سنہ سینۃ فعلیہ و زرھا و وزر من عمل بھا من غیر ان ینقص من اوزارھم شیٔ۔"

ترجمہ: جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے گا اس پر اس کا گناہ بھی ہے اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں اور ان کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔

Marfat.com

معلوم ہوا کہ اسلام میں کارِ خیر نکالنا یا ایجاد کرنا ثواب کا باعث ہے اور برے کام نکالنا گناہ کا موجب۔

شامی کے مقدمہ میں فضائل امام ابوحنیفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **قال العلماء هذه الحديث من قواعد الاسلام و هو ان كل من ابتدع شيئاً من الشر كان عليه مثل و زر من اقتدیٰ به في ذالك و كل من ابتدع شيأ من الخير كان له مثل اجر كل من يعمل الى يوم القيٰمة.**

یعنی علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں اسلام کے قانون ہیں کہ جو شخص کوئی بدعت ایجاد کرے اس پر اس کام میں سارے پیروی کرنے والوں کا گناہ ہے اور جو شخص اچھی بدعت نکالے اس کو قیامت تک کے سارے پیروی کرنے والوں کا ثواب ہے۔

بعض لوگ اس بات پر اعتراض کرتے ہیں کہ نعت خوانی کے ساتھ جو ذکر کیا جاتا ہے وہ صحیح طریقے اور صحیح تلفظ کے ساتھ نہیں کیا جاتا اور اس کے ساتھ (دف وغیرہ) بھی استعمال ہوتا ہے جو کہ ناجائز ہے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ ذکر دف وغیرہ کے ساتھ یا غلط تلفظ کے ساتھ ہوتا ہے تو دف وغیرہ اور غلط تلفظ سے ادا کرنا یہ غلط ہے نہ کہ ذکر بلکہ ذکر تو بنفسہ مستحسن کام ہے اس لیے دف سے منع کرنا چاہیے اور یہ تلقین کرنی چاہیے کہ ذکر کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کیا جائے۔ کیونکہ کوئی شخص اگر نماز غلط پڑھے یا کلمہ طیبہ وغیرہ غلط پڑھے تو یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ نماز غلط ہے یا کلمہ طیبہ غلط ہے اور اس شخص سے کہا جائے کہ تم نہ نماز پڑھو اور نہ ہی کلمہ طیبہ پڑھو کیونکہ یہ ناجائز ہے۔ کیونکہ علامی شامی نے ج 1 ص 204 پر لکھا ہے کہ **لان القربات لاتترک لمثل ذلک بل للانسان فعلها و انكار البدع بل ازالتها ان امكن......الخ**

لہٰذا جو لوگ ذکر غلط طریقے سے کرتے ہیں ان کو سمجھانا چاہیے کہ ذکر صحیح تلفظ سے کریں نہ کہ ان کو اس اچھے اور بابرکت کام سے روکنا چاہیے۔

مذکورہ دلائل کے باوجود جو ذکر و نعت خوانی کو ناجائز کہتے ہیں تو ان کے بارے میں فقہاء کرام فرماتے ہیں **من حرمه الحلال فقد وقع في الضلال و يستوجب العقوبة و النكال.** جو حلال کو حرام کہے وہ گمراہ ہے اور عذاب و رسوائی کا مستحق ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں بے دینوں وھابیوں سے بچائے۔ اور اہل سنت و جماعت حنفی مذہب پر قائم و دائم رکھے۔

حررہ: سید عبدالحق شاہ ترمذی

......☆......

Marfat.com

تبصرہ جات

☆ نعت اور ہماری سوچ

☆ بیتابی

☆ ثنا کا موسم

☆ تبصرہ نعتیہ کتب

☆ تاثرات

Marfat.com

نعت خوانی اور ہماری سوچ

تحریر: محمد ابرار حنیف مغل

نعت توصیف مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صورت ہے یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس جہان فانی میں تشریف آوری سے بہت پہلے سے شروع ہے اور آج بھی ''وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ'' کی مظہر ہے۔ ہم یہاں اس بات کا ذکر کریں گے کہ ہمارے اکابرین نعت ''نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے بارے میں کیا سوچ ونظریہ رکھتے تھے جس سے ہم اپنے ''آج'' کے لئے راہِ عمل تلاش کرسکیں۔

جب ہم نعت خوانی کرتے ہیں تو ہم اللہ رب العزت جل شانہ کے شریک کار ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ پاک کا فرمان عالی شان ہے کہ ''اللہ اور اس کے فرشتے حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔ لہٰذا اے ایمان والو! تم بھی نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود پاک بھیجا کرو۔ اب آپ خود اندازہ کرسکتے ہیں کہ یہ کتنا عظیم اور نازک کام ہے۔ میرے خیال میں ایک نعت خواں کو نعت پڑھتے ہوئے مکمل طور پر اپنی کم مائیگی' اپنی بے بسی' اپنی بیچارگی' اپنی گنہگاری کا پورا پورا احساس ہونا چاہیے اور یہ کام پر خلوص ہونا چاہیے نیز اس ذات پاک کی عظمت' بلندی و پاکیزگی پوری طرح ذہن میں ہونی چاہیے۔ فرمانِ الٰہی ہے کہ ''اے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر ہم تمہیں پیدا نہ کرتے تو اس کائنات کو بھی پیدا نہ کرتے۔''

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کی وجہ سے ہی وجودِ کائنات ہے اور ہمارے منہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف چھوٹے منہ اور بڑی بات کے مترادف ہے۔
(حضرت منصور تابش رحمتہ اللہ علیہ)

☆ نعت خوانی ایک ایسا عمل ہے جو خوشنودی خدا اور عشق ومحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصول کا انمول وظیفہ ثابت ہوتا ہے اور انسان کو مقصد حیات تک پہنچانے کے لئے اہم کردار ادا کرتا ہے۔ (نذیر حسین نظامی رحمتہ اللہ علیہ)

☆ نعت توشہ آخرت اور اصل عبادت ہے۔ (سید شریف الدین سہروردی)

☆ نعت پڑھنا سنت خداوندی ہے۔ (قاری محبوب سلیم)

☆ ہر نعت خواں کے لئے ضروری ہے کہ ''کلام'' کا انتخاب کرتے وقت معیاری کلام کا چناؤ کرے۔ نعت کے معنی تعریف کرنے کے ہیں نہ کہ...... صرف یہ بات ذہن نشین رہے۔ اس کے لئے میرا مشورہ ہے کہ کبھی وقت نکال کر نعتیہ مشاعرہ میں شرکت کیا کریں تاکہ کلام کے اوزان اور الفاظ کی نشت وبرخاست کا درست اندازہ ہو سکے۔ (ثناء اللہ بٹ رحمتہ اللہ علیہ)

☆ ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سوچ کا معیار بن جائے تو نعت خوانی کے حوالے سے

Marfat.com

نظریہ کی پہچان آسان ہو جاتی ہے۔ محمد یوسف چشتی (گجرات)

☆ نعت خوانی میرے نزدیک ایمان کا حصہ ہے۔ مشتاق احمد رحمانی (لاہور)

☆ اللہ پاک نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رفعت مسلسل سے نوازا اور پھر ہمیں ''ذاکر'' نعت خواں کو حکم دیا کہ میرے اور میرے فرشتوں کی طرح تم بھی میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرو تا کہ تم بھی رفعت مسلسل کی زد میں آ جاؤ۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہر صلاحیت کا حساب لیا جائے گا۔ خوش الحانی اور آواز بھی نعمت خداوندی ہے لہٰذا ''نعت خواں'' کو ہر وقت اس سوال کا جواب دینے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ سید منظور الکونین (واہ کینٹ)

☆ قرآن پاک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف سے بھرا ہوا ہے جس طرح درود پاک کبھی رد نہیں ہوتا ویسے ہی نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی درجہ قبولیت رکھتی ہے البتہ خلوص دل شرط ہے۔ محبوب احمد ہمدانی (لاہور)

☆ نعت سننا سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور نعت پڑھنا صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنت ہے۔ محمد حسین چشتی (پھالیہ)

☆ نعت عشق وسوز سے پڑھنی چاہیے نہ کہ پیشہ ورانہ حیثیت سے۔ قاری محمد فاروق (اسلام آباد)

☆ نعت خوانی سے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور عشق پیدا ہوتا ہے۔ سعید ہاشمی (کراچی)

☆ نعت خوانی میرے نزدیک ایمان کا حصہ ہے۔ مشتاق احمد رحمانی (لاہور)

☆ نعت خوانی ایک عظیم ذریعہ تبلیغ ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی تبلیغ کارگر نہیں ہے۔ ملک غلام محمد (ڈیرہ نواب صاحب)

☆ نعت خوانی کا حق اخلاص نیت، ایثار نفس اور کردار وعمل کی پاکیزگی کے بغیر ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اختر حسین قریشی (لاہور)

☆ نعت خوانی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اظہار محبت کا بہترین فن ہے۔ محمد سلیم صابری (چیچہ وطنی)

☆ میں نعت کو ذریعہ نجات سمجھ کر پڑھتا ہوں۔ کرم الٰہی نقشبندی (لاہور)

☆ نعت خوانی کو پیشہ کے طور پر نہیں اپنانا چاہیے۔ نعت محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبے سے سرشار ہو کر پڑھنی چاہیے۔ محمود غازی (قصور)

☆ نعت خوانی سے دین و دنیا سنورتی ہے۔ دل کو سکون ملتا ہے۔ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہوتے ہیں۔ عبدالستار نظامی (اوکاڑہ)

☆ نعت خوانی وہ مقدس عمل ہے جو اللہ جل شانہٗ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول

Marfat.com

ہے۔ نعت لکھنے، پڑھنے اور سننے سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہوتی ہے اور یہ ہی ایمان کی بنیاد ہے۔ بعض اوقات یہ محبت بھی بڑھتے بڑھتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا باعث ہوتی ہے۔ سید فصیح الدین سہروردی (کراچی)

☆ نعت خواں اگر نعت سرکار کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے پڑھیں تو دین اور دنیا دونوں ملیں گی۔ افتخار حسین طاہر (گوجرہ)

☆ امت مسلمہ کے عروج وزوال کی داستان جذبہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ ہے۔ اس پاک جذبہ کو نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقوت ملتی ہے۔ نعت کی سماعت سے خدائے قدوس کی رحمت پر یقین اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کی خیرات نصیب ہوتی ہے۔ محمد قمر رحمانی (کراچی)

☆ نعت خوانی قلب و دماغ کو جلا بخشتی ہے۔ فکر و خیال کی تطہیر کرتی ہے اور ایمان کو تازہ اور شگفتہ کرتی ہے۔ منیر حسین ہاشمی (ملتان)

☆ نعت خوانی ایک ایسا عز وشرف والا عمل ہے جس کو حرز جاں بنانے سے محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جذبہ عام ہوتا ہے۔ حضور مدنی من ٹھار سے سرفروشانہ رشتہ مضبوط ہوتا ہے۔ نعت کے دوام وتواتر سے تقویٰ، خشیت، قرب وارادت کے مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔ محمد نذیر سیالوی (اسلام آباد)

☆ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دنیا بھر کے خزانوں سے بڑھ کر ہے اور اس کے اظہار کا بہترین ذریعہ نعت ہے۔ حضور مدنی تاجدار ﷺ کی بارگاہ عالی میں اگر نعت کا ایک شعر بھی قبول ہو جائے تو نعت خواں کی بخشش کا باعث ہے۔ محمد یوسف میمن (کراچی)

☆ نعت تاجدار مدینہ علیہ تحیۃ والثناء کہنا، سننا اور پڑھنا بہت بڑا اعزاز ہے۔ اللہ رب العزت جب کسی پر اپنے فضل کی بارش فرماتے ہیں تو اس کو محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی کے لئے چن لیتے ہیں اور یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ محمد ارشد اقبال ملک (کوئٹہ)

☆ اس جہانِ فانی اور عقبیٰ میں محبت وآشتی قدر ومنزلت، قرب رب قدیر اور خود اپنی شناخت کے لئے حضور شافع یوم محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت خوانی سے بڑا کوئی حوالہ نہیں۔ محمد سلیم فریدی (راولپنڈی)

☆ نعت خوانی بہت بڑا اعزاز ہے جس کو اللہ کریم جل شانہٗ نے اچھی آواز سے نوازا ہو اس کو چاہیے کہ وہ اپنی آواز کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت کے لئے وقف کر دے۔ لیاقت حسین گیلانی (بورے والا)

☆ نعت خوانی تبلیغی مشن کا حصہ ہے۔ نعت میں اعلیٰ وارفع شاعرانہ فکر، سوز وگداز، سیرت رسول صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم' قرآن وحدیث سے شناسائی اور عشقِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خداداد صلاحیت سے بہرہ ور ہونا ناگزیر ہے نعت کہنے والا کہہ کر اور پڑھنے والا پڑھ کر اپنے دامن پُر خطا کو نیکیوں اور سعادتوں سے بھر لیتا ہے۔ محمد افضل حبیبی (چونیاں)

☆ نعت خواں کو صوم وصلوٰۃ کا پابند اور ہر برائی سے بچنے والا ہونا چاہیے۔ ذاکر حسین چشتی (سکھیکی)

☆ نعت خوانی دراصل اللہ جل شانہٗ اور حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکامات کی تعمیل ہے۔ محمد یوسف خان (کراچی)

☆ نعت خوانی ایک عبادت ہے۔ توفیق احمد باجوہ (لاہور)

☆ نعت خوانی کا اول وآخر ایک ہی مقصد ہے اور وہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار ہے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سرشار نعت خوانی پوری اُمت کے لئے سرمایہ حیات ہے۔ حکیم کرم نواز صابری (لاہور)

☆ نعت خوانی کے لئے ذوق وشوق اور جذبہ کامل کی ضرورت ہے۔ یقیناً یہ عمل انسان کے لئے سعادت' اعزاز اور انعام کا درجہ رکھتا ہے۔ حافظ مشتاق احمد (ایبٹ آباد)

☆ نعت خوانی اللہ پاک جل شانہٗ کے حکم کی پیروی کرنا ہے۔ شبیر حسین ہاشمی (مخدوم رشید ملتان)

☆ نعت خوانی کے لئے ظاہری وباطنی طہارت ناگزیر ہے جب تک منتظم محفل' نعت خواں اور سامعین خلوص نیت وخوشنودی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سنجیدہ نہیں ہوں گے نعت خوانی کی اثر پذیری کو یقینی نہیں بنایا جا سکتا۔ عابد رؤف قادری (لاہور)

☆ نعت خوانی میں خلوص نیت وقت کی اہم ضرورت ہے چونکہ اس میں ریاکاری کے عنصر نے محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصل روح کو مفقود بنا دیا ہے جس سے ظاہری طور پر ایک عمل تو باقی رہ سکتا ہے مگر روح کے بغیر؟ جس کا فاعدہ..... محمد شہزاد مدنی (لاہور)

☆ نعت خوانی کی حقیقت ادب وتعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔" محمد علی بجن (فیصل آباد)

☆ نعت خوانی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی خیرات لوگوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ اس کو اپنے من پر وارد کرنا ہی مقصود نعت خوانی ہے۔ سرور حسین نقشبندی (لاہور)

☆ نعت خوانی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق عشق کا تقاضا کرتی ہے۔ محمد افضل نوشاہی (لاہور)

☆ نعت خوانی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ عبدالمصطفیٰ سعیدی (ڈیرہ نواب صاحب) ☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

تبصرے کتب

نام کتاب: بیتابیؔ مصنف: خواجہ غلام قطب الدین فریدی

تبصرہ نگار: پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

شعر کا ظاہری ہیولہ عروضی ضوابط کا پابند ہوتا ہے کہ اس میں اوزان کی پابندی' قوافی کی پاسداری' اور حرفِ روی کی راستی کا اہتمام ضروری ہوتا ہے۔ اختیارِ کلمات کا حسن اور موسیقی کلام کا جمال شعر کو قبولیت کی سند عطا کرتے ہیں' شعر کی داخلی فضا اُس روحِ معنیٰ سے عبارت ہے جو ہر کلمہ کو زندگی عطا کرتی ہے' خوبصورت لفظ دلکش انداز میں ترتیب پائیں اور حسن معنی اس ترتیب کو ایک زندہ حقیقت بنا دیں تو شعر سر بسر حکمت ہی نہیں ہوتا ہم تر سحر بھی ہوتا ہے۔ یہ جذب و کیف جب پیکر شعر کو ایک متحرک صورت عطا کرتے ہیں تو شعر اثر آفرینی کی معراج پر ہوتا ہے۔ کہا گیا ہے اور لفظ و معنی میں جسم و روح کا تعلق ہے۔ جسم کی سج دھج کا ایک مقام ہے مگر اس کی رونق روح کے حوالے سے ہے۔ یہ حوالہ نہ ہو تو جسم مردہ ہے اور مردے کو کس قدر بھی عمل مومیائی سے گزارا جائے' باعثِ نشاط نہیں لائق عبرت ہی ہے۔ شعر میں شاعر کے شعور کی ایک زندہ جھلک چاہیے جو جذبہ صادق سے ناشی ہوتا کہ ہر قاری اور سامع اسے اپنے دل کی آواز اور روح کی تڑپ خیال کرے۔ شعر کی زندگی انہیں جذبوں سے عبارت ہے۔ ایسے جذبوں کا حامل شعر زمانے کی قید میں نہیں رہتا بلکہ اُس کا دوام اپنے وجود سے برقرار رہتا ہے ورگرنہ کتنے دیوان مرتب ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے مگر زمانے کی گرد اِن کو اوراق گم گشتہ کے اندھے کنوئیں میں پھینک دیتی ہے۔ علماء شعر نے شعر کی بقا کے چند اسباب گنے ہیں۔ شعر اپنے وجود کی بنا پر زندہ رہنے کی قوت رکھتا ہو تو وہ شاعر کا بھی محتاج نہیں رہتا۔ کتنے شعر آفاقی حقائق بن کر ہر دور کے شعور کا حصہ ہیں مگر وہ کس شاعر کے ہیں۔ یہ صرف ایک علمی بحث بن کر انتساب کے انتشار کا شکار ہے۔ بعض شعر' شاعر کے وجود کی برتری کے سہارے زندہ ہیں جیسے خلفاء اور حکمرانوں کے اشعار' کچھ شعر ایسے بھی ہیں جن کی نسبت کسی نامور بزرگ یا سراپا احترام شخصیت سے ہے۔ اس لیے وہ شعر کی خاطر کم اور نسبت کے حوالے سے زیادہ لائق توجہ رہے ہیں۔ ایسے اشعار سہاروں کے محتاج ہوتے ہیں اور وہ مقصود بالذات نہیں ہوتے۔ شعر تو دراصل وہی زندہ ہے جسے کسی نسبت یا لاحقے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہاں اگر ایسا لاحقہ مل بھی جائے تو اضافی عظمت کا ذریعہ بنتا ہے۔

صوفیاء کرام کی مجالس میں شعر خوانی کا رواج ہمیشہ سے رہا ہے۔ کہ شعر' ایصال جذبات کا موثر ذریعہ ہیں۔ مگر بعض صوفیاء کرام کے ہاں شعر کا معیار اس قدر بلند رہا ہے کہ اُن کے اشعار کو شعری معیار

Marfat.com

کے کسی حوالے سے بھی جانچا جائے وہ لائقِ عظمت اور قابلِ التفات ٹھہرتے ہیں۔ علامہ ابن الغارض علیہ الرحمتہ یا امام بوصیری علیہ الرحمتہ کے شعری محاسن کو کسی کرامت یا معاشرتی تقدس کا زینہ درکار نہیں۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی علمی عظمت اور دینی مقام کا حوالہ نہ بھی دیا جائے تو اُن کی شاعری اپنی شعری منزلت کی وجہ سے ہی پُرکشش اور لائقِ مطالعہ ہے۔ عصرِ حاضر میں پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑہ شریف کا شعری مقام اُن کی سجادہ نشینی کا محتاج نہیں۔ اس لیے کہ اُن کے شعروں میں زندہ رہنے کی قوت موجود ہے۔ خواجہ غلام قطب الدین فریدی کا شعری ذوق بھی اپنی عظمت کا لوہا منوا رہا ہے۔ آپ یقیناً ایک صوفی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ بھی سچ ہے کہ اُن کے قلب و نظر پر خواجہ محمد یار فریدی علیہ الرحمتہ کی برکات کا سایہ ہے۔ جذبِ دروں کی تمازت، ذہن رسا کی حدت اور صیانتِ کردار کا جوہر اُن کا ایسا درجہ ہے جو اپنی لو سے گرد و پیش کو جگمگا تا رہے گا۔ تصوف کے گداز اور سلسلہ چشتیہ کی وارفتگی نے آپ کے کردار اور آپ کے رویوں میں ایک وقار کی افزائش کی ہے۔ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمتہ کی مستی تو آپ کی شناخت ہے ہی مگر خواجہ محمد یار فریدی علیہ الرحمتہ کے عشق نے آپ میں دربارِ رسالت سے والہانہ وابستگی کو مزید جلا بخشی ہے۔ اس عصرِ بے توفیق میں جبکہ عبادت گاہوں کا تقدس پامال ہو رہا ہے۔ عمل کی بساط ہی نہیں، علم کی مسند بھی بے علمی کی گرفت میں ہے۔ ایسے دور میں جبکہ اخلاقی اقدار اور روحانی اوصاف جنس نایاب ہوتے جا رہے ہیں۔ اگر کہیں سے کردار و عمل، علم و تزکیہ کی کوئی صورت دکھائی دے تو مایوسیوں کے گرداب میں اُمید کی روشنی جینے کا حوصلہ دیتی ہے۔ خواجہ غلام قطب الدین مدظلہ سے جب پہلی مرتبہ شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ یہ لمحہ وصال اگرچہ مختصر بھی تھا اور سرِ راہ بھی مگر شخصیت کا ایک عکس سلیم ذہن پر رقص کرنے لگا۔ اس قدر وقار مگر اس قدر انکسار یہ قران السعدین تو خواب و خیال ہو چکا تھا۔ حیرت ہے یہ لمحہ ایسا نقش چھوڑ گیا کہ اک تعلق محبت قائم ہو گیا۔ الحمد للہ پھر آپ سے نیاز مندی میں کیف محسوس ہونے لگا اور ہر ملاقات، قربِ خاطر کی تحریک کو جنم دیتی رہی، ایک اُمید سی پیدا ہونے لگی کہ خانقاہیں، زاویے اور آستانے اب بھی علمی وقار اور علمی وجاہت کے پیکر بن سکتے ہیں۔ تعمیرِ کردار کا مثالی دور پھر واپس آ سکتا ہے۔ کاش ایسا ہو جائے تاکہ حضرت اقبال علیہ الرحمہ کا یہ شکوہ دور ہو جائے کہ تین سو سال سے برصغیر کے میخانے بند ہو چکے ہیں۔ کاش خانقاہوں کے مسند نشیں پھر سے اسوہ شبیری ادا کرنے کی تحریک پا سکیں۔ خواجہ صاحب کے وجود سے ایسی دعائیں پھر لبوں پر آنے لگی ہیں۔ اللہ کرے یہ دعائیں مستجاب ہوں...... آمین۔

معذرت خواہ ہوں کہ بہک گیا ہوں۔ میں تو خواجہ صاحب کے مجموعہ شعر ''بیتابی'' کے بارے میں کچھ تاثرات پیش کرنا چاہتا تھا۔ ''بیتابی'' کا مطالعہ کر کے میرے اندر بھی بیتابیوں کا ایک طوفان اٹھ گیا۔

Marfat.com

خانقاہ، مسند نشینی، دست بوسیوں کا ایک سلسلہ، نیاز مندوں کا ہالہ اور ایسا مجموعہ شعر جو صرف عروضی مشق نہیں اور نہ ہی بے جان حرفوں کی ایک شعوری قطار ہے، حیرت بھی ہوئی اور حوصلہ بھی بڑھا۔ یہ ترتیب کلمات کی ایک کاوش نہیں ترکیب جذبات کا اک مرقع ہے۔ انتخاب الفاظ میں اِک سلیقہ ہے تو تدوین معانی میں اک قرینہ، لفظ لفظ باوضو اور باادب ہے۔ یہ مصرعوں کی پریڈ نہیں، محبت وعقیدت کی اک صف بندی ہے۔ ہر صفحہ دامن دل کھینچتا رہا۔ اس میں حمد ہے، نعت ہے، منقبت ہے، غزل ہے، عنوان جدا جدا ہیں۔ مگر اول سے آخر تک ایک ہی جذبہ کارفرما ہے۔ صوفیانہ سرمستی کے آثار بھی ہیں اور عالمانہ وقار کے مظاہر بھی ہیں۔ شعر کی حدود کا احساس بھی ہے اور ممدوح علیہ الصلوۃ والسلام کی بلند منزلت کا شعور بھی ہے۔ جنبشِ لب کی حد بندی سے آگہی بھی ہے اور دربارِ رسالت کے آداب کے قرآنی فرامین کی باخبری بھی، نعت کامل خود سپردگی کا نتیجہ ہے۔ ذات اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل، خصائل اور شمائل جب اپنے ہمہ گیر اثرات سے قلب ونظر کی تسخیر کرتے ہیں تو قلب مخمور کا والہانہ پن نعت کا محرک بنتا ہے۔ ''بیتابی'' میں شامل نعتوں کا مجموعی تاثر ایک قلب مخمور کا ہی ہے۔ محبت کبھی صفات شماری میں تسکین پاتی ہے تو کبھی جمال محبوب کے تذکروں میں راحت محسوس کرتی ہے۔ کبھی ذات محبوب موضوع شعر بنتی ہے تو کبھی متعلقات محبوب کی یاد حرفوں کا روپ دھارتی ہے۔ اس تمام کاوش میں اگر محبت پابند آداب رہے اور حدود شریعت کا حصار رہے تو ایسی مدحیہ شاعری وجود میں آتی ہے جو محمود بھی ہوتی ہے اور باعث نجات بھی۔ خواجہ صاحب کی نعتیہ شاعری سے ایک باادب محب اور حدود آشنا عاشق کا تاثر ابھرتا ہے۔ میر تقی میر نے کہا تھا ؎

دور بیٹھا غبار میر اُن سے   عشق بن یہ ادب نہیں آتا

خواجہ صاحب کی شاعری میں اس ادب شناس روش کا بار بار احساس ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ کے حوالے سے تقریباً ہر نعت میں کوئی نہ کوئی اشارہ اس راہی محبت کی قلبی کیفیات کا پتہ دیتا ہے۔ صرف چند شعر اس تڑپ کی غمازی کے لیے کافی ہیں ؎

دل تو بھر آیا ہے شہر مصطفیٰ کی یاد میں   تو بتا آخر تجھے کیا دیدہ تر ہو گیا

آرزو ہے کہ تیرا گنبد خضریٰ دیکھوں   جس طرف آنکھ اٹھے نور برستا دیکھوں

بیٹھنے چین سے دیتی نہیں حسرت دل کی   اب کسی طور ترا نقش کفِ پا دیکھوں

جس ارضِ مقدس کا ہر اک گوشہ حرم ہے   مدفن کے لیے کاش میسر وہ زمیں ہو

میں نہ مر جاؤں کہیں ہجر کے صحراؤں میں   عمر گزرے درِ سرکار پہ آتے جاتے

Marfat.com

یہ ہجر کا گداز اور حاضری کا ارمان ارضِ مقدس کی عظمت اور حضوری کی راحتوں کا شمار کرنے لگتا ہے۔

جس جگہ آپ ﷺ نے نعلین اُتارے ہوں گے — ذرے اُس خاک کے تابندہ ستارے ہونگے

میری تو آشنائی ترے سنگ در سے ہے — شاہوں سے کچھ غرض نہ کسی تاجور سے ہے

نسبت میری جبیں کو اُسی راہ گزر سے ہے — جس راہ سے وہ سرو خراماں گزر گیا

اور جب حرماں نصیبی کی حیاتِ حاضری کے کیف میں ڈھلتی ہے تو جذبوں کی فضا ہی بدل جاتی ہے۔

مہکا گئی رعنائی گلزارِ مدینہ — ہر سانس میں بو باس ہے حُبِ نبوی ﷺ کی

نازک ہے بہت عرش سے دربارِ مدینہ — پابند ادب چاہیے سانس اور نظر بھی

دستِ طیبہ کی دُھول رکھتا ہوں — میں ہوں وہ خوش نصیب دامن میں

اور پھر حاضری دربار اور زائرِ حرمِ نبوی کا ترانہ۔

کرم سرکار ہو جائے کرم سرکار ہو جائے — درِ آقا ﷺ پر بہر التجا اتنا ہی کافی ہے

مگر یہ احساس بھی عقیدتِ خالص کا ایک پرتو ہے۔

مجرم ہوں در شافعِ محشر پہ کھڑا ہوں — عالم یہ ندامت کا ہے لب کھلتے نہیں ہیں

اب شاعر محبت ہے اور درِ محبوب ﷺ، اس لیے اک گونہ اطمینان بھی ہے۔

پاکر درِ حبیب ﷺ پہ حسرت بھی مرگئی — یاران تیزگام کو جنت کی ہے تلاش

اب تو دعا میں بھی کیفیت حضوری ہے۔

تجھ سے ہے دل کو چین نظر کو قرار ہے — طیبہ کی سرزمین تیرے بام و در کی خیر

اس لیے یہ اعتراف بھی ہے۔

اس قطب کا کرم یہ ہی دارومدار ہے — اے بادشاہِ حسن کرم میرے حال پر

مدینہ منورہ شہرِ محبت ہے اور محبت اپنی صداقتوں میں ہم خیال ہوتی ہے۔ اسی لیے تو کوہ اُحد کے بارے میں ارشاد ہوا تھا کہ ''یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔'' سنگ وخشت بھی محبت کی جولانیوں سے مہکنے لگتے ہیں کہ مکان، مکین کی نسبت سے عزت و احترام پاتے ہیں۔ خواجہ صاحب کو اس فعالیت کا گہرا احساس ہے اس لیے آپ کا ہر شعر اسی فعالیت کا مظہر ہے، اس احساس کی

Marfat.com

جلوہ نمائی دیکھیے ۔

سنگریزے تیرے بھی ہوئے ہیں آشنا گفتار سے
اللہ اللہ نطقِ پیغمبر میں یہ اعجاز ہے

یہ سنگریزے، یہ خاک، مسیحائی کے حوالے بھی ہیں اور سکونِ قلب کا ذریعہ بھی ۔

قطب جب خاکِ مدینہ ہے ہر اک غم کا علاج
کیا غرض ہے کہ کوئی اور مسیحا دیکھوں

ٹھہرتی نہیں ہے ذرا بھی طبیعت
میں تھوڑی سی خاک حرم چاہتا ہوں

یہ چاہت یہ تمنا اور یہ طلب وارفتگی میں ڈوبی ہوئی ہے سراپا التجا ہے مگر ادب شناس بھی ہے ۔

یہاں پہ سانس بھی لینا ادب سے
یہاں حکم خدا لاترفعوا ہے

مدح نگاری کے سب حوالے شاعر رنگیں نوا کی عقیدت سے عطر بیز ہیں اس لیے مدح اور استغاثہ میں بڑے سلیقے کی یکجائی ہے مثلاً

جس حسن کی نظیر نہیں کائنات میں
اے بادشاہِ حسن وہ تیرا جمال ہے

کائنات زیست ہے روشن تیرے انوار سے
ساری قدریں فیض پاتی ہیں تیرے کردار سے

اِس چہرہ حضور ﷺ سے سب زندگی کے رنگ
اور اسوہ جناب سراپا بہار ہے

وہ جسکی گرد راہ کواکب کی آبرو
ارض و سما کی آن وہی شہسوار ہے

استغاثہ و استعانت کا اظہار بھی عظمت و جلال اور رفعت و کمال کے انہی سایوں میں رہتا ہے، چند اشعار ۔

اُٹھ گئی جب تیری جانب وہ کرم بار نظر
اُس گھڑی قطب تیرے وارے نیارے ہونگے

ہے محتسب بھی پیشِ حضور اضطراب میں
فردِ گناہ اس کی نہ جانے کدھر گئی

وہ خوب جانتے ہیں میری حال زار کو
میں بندہ حبیب علیم و خبر ہوں

اگر مجھ پر تیری چشم کرم اک بار ہو جائے
میری کشتی شہا طوفان غم سے پار ہو جائے

قیامت کا وہ دن بھی ایک اور عہد ٹھہرے گا
سرِمحشر اگر سرکار کا دیدار ہو جائے

تشنۂ تکمیل ہے اب تک میری قوس حیات
حلقہ کامل بنا دے لذت دیدار سے

بے قراری سے مجھے ڈھونڈ رہی ہے بخشش
شاید اس نے تیرے ابرو کا اشارہ دیکھا

گور میں آ کے چلے جائیں گے کچھ پوچھے بغیر
پاسداری تیری نسبت کی فکر من میں ہے

Marfat.com

یہ شعر پڑھتے دلورام کوثری جو فیضانِ نعت سے کوثر علی کوثری ہو گیا کا یہ شعر سطحِ ذہن پر تیرنے لگا۔

منکر نکیر کرنے لگے عذرت و معذرت کس کا لیا ہے نام یہ صاحب مزار نے

خواجہ غلام قطب الدین فریدی عصرِ حاضر کے تقاضوں سے مکمل آگہی رکھتے ہیں۔ امت کی زبوں حالی اور لاچاری کا دکھ آپ کے خیالات میں یوں رچا ہوا ہے کہ مدح وثنا کی محویت میں بھی نمایاں ہونے لگتا ہے۔ یہ شاعر کے لمحہ موجود سے باخبر ہونے کا ثبوت ہے، کہتے ہیں۔

یہ امت لاچار زبوں حال بہت ہے پھر عظمتِ کردار سے معمور فضا ہو

منگتا تیرا کیوں جائے کسی غیر کے در پر جو تو نے دیا جب وہ طلب سے بھی سوا ہو

خواجہ صاحب کو اس اظہارِ عقیدت پر کوئی فخر نہیں کہ یہ تو ممدوحِ کریم ﷺ کا ہی کرم ہے۔

جب سے ہے دل میں عشقِ محمد ﷺ بسا ہوا میرا یہ دل ہے گلشنِ رحمت بنا ہوا

ذوقِ سلیم، شوق تمنا، حبِ پنجتن سب کچھ اُسی جناب سے مجھ کو عطا ہوا

یہ شاعری ہے نہ کوئی سخن طرازی ہے چمک رہے ہیں عقیدت کے کچھ نگینے سے

کیا عظمت سرکار یہاں ہوگی بشر سے پاپوش جب اس نور کا وہ سدرہ نشیں ہے

خواجہ صاحب کا یہ شعر پڑھتے ہوئے علامہ اقبال یاد آ گئے، خواجہ صاحب کا کہنا ہے۔

سر تو بس حکم پہ جھکنا ہے سوئے بیتِ حرم سجدہ دل رخِ محبوب کے قوسین میں ہے

علامہ فرماتے ہیں۔

تو فرمودی رہ بطحا گرفتیم وگرنہ جز تو مارا منزل نیست

''بیتابی'' میں منقبت کے حوالے سے بھی چند شعر ہیں جو بظاہر ایک روایت نبھانے کے لیے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاعر کا طائرِ فکر گنبدِ خضریٰ کے حصار میں ہی رہنا پسند کرتا ہے۔ اس مجموعہ شعر میں چند غزلیں بھی ہیں مگر ان کو پڑھ کر بھی ایسا ہی احساس ابھرتا ہے کہ یہ صف حرم سرا محبوب کی غلام گردشیں ہیں کہ یہاں رُکنا مقصود نہیں، اس لیے ان سے گزرتے ہوئے کاشانہ حبیب ﷺ پیشِ نظر رہا ہے۔ کہیں کہیں صوفیانہ مزاج بھی نمودار ہوتا ہے مگر یہاں تصوف بے باک سرمستی نہیں بنتا، حدودِ شریعت کا پاسدار ہی رہتا ہے۔ غزل کے پیرہن میں وجودِ نور کی تابانیاں دیکھیے۔

کیونکر نہ کرے ناز میرا ذوقِ عبادت تابندہ جبیں جب ہے تیرے نقشِ قدم سے

Marfat.com

سجی ہے کہکشاں جو آسمان پر یہ تیری گرد رہ کو پا گئی ہے
میں اُن کا نام لیتا جا رہا ہوں میرے سب کام ہوتے جا رہے ہیں
میرے خوابوں میں آ جائیں گے شاید یہی اُمید لے کر سو گیا ہوں
نہ مجھے حرم کی تلاش ہے نہ ہے دہر سے کوئی واسطہ میری آرزو تیری رہگذر میری جستجو تیرا نقش پا
کتابوں سے نہ مکتب سے غرض ہے میری گتھی نظر سلجھا گئی ہے

نعت کے سایوں میں وحدت الوجود کی الست مستی میں سخنِ دلنواز کی جولانیاں قاری کو مسلسل متوجہ رکھتی ہیں۔غزل تو ایک وقفہ استراحت ہے کہ خیال وفکر مجاز کے صحرا میں بھٹکنے میں عافیت پاتے ہیں، شعر پر گرفت اس میدانِ مجاز میں اپنی پختہ کاری دکھاتی ہے، چند حوالے دیکھیے۔

آنسو بھی اب تو چشم حزیں میں نہیں رہا اُن کی طلب میں کتنے تہی دست ہو گئے
بے سود لا رہے ہیں طبیبوں کو خیر خواہ اس چارہ گر کو کوئی نہ لائے تو کیا کروں
اک برق جلوہ گر ہوئی پانی کے روپ میں کوہ گراں بھی اشک رواں نے بہا دیے

بعض اوقات یہ حوالے خیال محسوس کی صورت سامنے آتے ہیں۔

وہ زلفِ یار یوں برہم ہے جیسے نظامِ دو جہاں زیر و زبر ہے
اُس کی خوشبو سے مہکتا ہے شبستانِ وجود تو نے جو پھول سرِ زلف لگا رکھا ہے

اورآخر میں وہ غزل جو روایت میں ڈوبی ہوئی بھی ہے اور مثلِ آبشار نغمہ سرا بھی ہے۔

غارت گرِ دل کا کل جانانہ کھڑی ہے اب موت میری گھات میں دزوانہ کھڑی ہے
کیوں میری خودی وصل کا احسان اٹھائے جب ہجر میں باشوکت شاہانہ کھڑی ہے
اُس آنکھ کی مستی کا ہے عالم ہی نرالا رندوں کے لیے کھول کے میخانہ کھڑی ہے
کچھ لا نہ سکی شرم سے بے مائیگی میری ہاتھوں پہ لیے جان کا نذرانہ کھڑی ہے
آ کر پسِ مرگ تری بادہ فروشی تربت پہ اٹھائے ہوئے میخانہ کھڑی ہے

الغرض ''بیتابی'' ایک ایسا مجموعہ شعر ہے جو قاری کو ذہنی بالیدگی اور قلبی انشراح عطا کرتا ہے۔یہ یقیناً اردو ادب میں ایک عمدہ اضافہ ہے۔اس لیے میں اس شعری نوشتہ کا خیر مقدم کرتا ہوں اور خواہش رکھتا ہوں کہ خواجہ بلند اقبال کا قلم اسی طرح ذرخیز رہے گا اور متلاشیان ادب کے دل و دماغ کو پُر بہار رکھے گا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

نام کتاب: ثنا کا موسم   مصنف: علامہ محمد شہزاد مجددی

تبصرہ نگار: پروفیسر عبدالحفیظ تائب رحمتہ اللہ علیہ

قاضی عیاض مالکی نے الشفا میں سورہ الم نشرح کی شرح کرتے ہوئے ایک حدیث درج کی ہے جو ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ میرا اور آپ کا رب پوچھتا ہے کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ ہم نے آپ کے ذکر کو کس طرح بلند کیا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً کہا "اللہ پاک بہتر جانتے ہیں۔ پھر جبریل امیں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اہتمام کیا ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے تو میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی کیا جائے اور مزید فرمایا کہ ہم نے آپ کو اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا ہے۔ سو جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

اس حدیث شریف نے حضرت شہزاد مجددی کی طبیعت پر بڑے گہرے نقوش مرتسم کیے ہیں چنانچہ کتاب "ثنا کا موسم" میں جو تین نظمیں شامل ہیں ان میں سے دو مطالب کے اسی حدیث سے اٹھائے گئے ہیں اور ایک نظم کا عنوان "ورفعنا لک ذکرک" تو دوسری کا ذکرک ذکری ہے۔ پہلی نظم کی ابتدا یوں ہوتی ہے

خدا کی حمد و ثنا و تسبیح کا جہاں تک بھی سلسلہ ہے
وہاں پہ اسم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور بھی جگمگا رہا ہے

دوسری نظم کی کلیدی سطریں یوں ہے۔ "غرض کہ توحید کو رسالت کی راہ سے منکشف کیا ہے" یہاں نورِ محمدی کی تخلیق والی حدیث مبارک کی چوٹ پڑتی نظر آتی ہے اور یہ نظم یوں آگے بڑھتی ہے۔ اذن ہو یا نماز دیکھو دعا کا سوز و گداز دیکھو سفر میں دیکھو حضر میں دیکھو جہاد دیکھو محاذ دیکھو ذرا کلام مجید دیکھو یہ شانِ ربِ حمید دیکھو کہ اس نے ہر اک مقام پر ساتھ اپنے رکھا ہے اپنے پیارے رسول پیارے حبیب کا پاک نام نامی۔

یہ سطور پڑھتے ہوئے میرا ذہن "عبدالسمیع بیدل" کی ایک نعتیہ غزل کی طرف گیا جس کا ایک شعر یوں ہے۔

تکبیر میں، کلمہ میں، نمازوں میں، اذاں میں ہے نام الٰہی سے ملا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تیسری نظم تو کجا من کجا ہے اور اس کی نتیجہ خیز سطریں یوں ہیں۔

Marfat.com

ان کی شفقت کہ نعت ذکرِ خفی کی صورت مرے رگ و پے میں رچ چکی ہے۔

کتاب کے آخر میں کچھ فردیات اور دو قطعات بھی شامل ہیں جبکہ باقی تمام تر حمدیہ نعتیہ منظومات غزلیہ پیرے میں ہیں۔اور غزل کی حسن کاری اور حمد و نعت کی یکجائی قابلِ توجہ ہے۔

دل سے حمدِ خدا نکلتی ہے — ساتھ اس کی ثنا نکلتی ہے

علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔

یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند — بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ

تو شہزاد مجددی کا کہنا ہے۔

ہر ایک مہینہ ہے ماہِ مدحت — ہر ایک موسم ثنا کا موسم

وہ اہلِ باطن میں سے ہیں اور انہیں نہ جانے کس کس حوالے سے ہر موسم ثنا کا موسم نظر آتا ہے۔مگر اس دور کے تو اہلِ ظاہر بھی دورِ نعت کہہ رہے ہیں کہ پوری دنیا میں نعت پھول پھیل رہی ہے اور بہارِ نعت پاکستان سے دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچی ہے۔حضرت شہزاد اس سارے عمل کو رفعتِ ذکر کا تسلسل تعبیر کرتے ہیں۔

اک تسلسل ہے یہ رفعتِ ذکر کا — ہو رہی ہے جو ان کی ثنا کو بہ کو

رفعت کسی کے ذکر کو ایسی کہاں نصیب — جیسے میرے حضور ﷺ کا چرچا کیا گیا

پاکستان میں نعت گوئی کے لیے ایسی سازگار فضا پیدا ہوئی ہے کہ کوئی شاعر نعت کہنے کی سعادت سے محروم نہیں رہا لیکن نعت میں امتیاز انہی شعرا کو حاصل ہوا ہے جو قرآن و حدیث اور سیرت و سنت پر نگاہ رکھتے ہیں۔شہزاد مجددی ایسے ممتاز نعت نگاروں میں شامل ہیں جو قرآن و حدیث و سیرت کے سرچشموں سے استفادہ کرتے ہوئے فنِ نعت میں وسعت پیدا کرتے رہتے ہیں۔اُن کا سب سے پہلے یہ داعیہ ہے

ہم نعت کو جب تابعِ قرآن کریں گے — پھوٹیں گی ہر اک شعر سے تاثیر کی کرنیں

چنانچہ کہیں الفاظ قرآنی سے نعت شریف کو آراستہ کرتے ہیں تو کہیں احکامِ خداوندی کی طرف توجہ مبذول کراتے ہیں۔سورہ آل عمران 31 ویں آیہ شریفہ میں اتباعِ رسول کریم ﷺ کا جو حکم اس طرح دیا گیا ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔محبت الٰہی کے اس بنیادی تقاضے کو جناب شہزاد نے نعت میں کئی پیرائیوں میں پیش کیا ہے۔

Marfat.com

یہ نقشِ پائے مصطفیٰ کی پیروی کا فیض ہے رہِ بقا ملی ہمیں جہانِ بے ثبات میں
خیر الوریٰ نے اپنے نقوشِ قدم کے ساتھ نقشہ بنا دیا ہے ہماری حدود کا
آپ کی پیروی کا نام ہے دین آپ کی ذات ہے وفا ایمان
بارگاہ سرورِ کونین سے نسبت کے ساتھ اتباعِ سرورِ کونین بھی درکار ہے
کامل ہے ان کے عشق میں شہزاد اس قدر جتنا تو اتباعِ شریعت میں چست ہو

قرآنی الفاظ سے آراستہ کچھ نعتیہ شعر۔

والشمس، والقمر کہیں، واللیل، والضحیٰ نعتیں لکھی ہوئی ہیں خدا کی کتاب میں
نبیؐ صاحبؐ عبدؐ حریصؐ حاشرؐ ذکرؐ فیض و نور کا چشمہ تیرا ہر نام ہے آقا
کریم و طٰہٰ و یٰسین ابطحی و عظیم میرے رسول کا اک اک خطاب کیا کہنا

سورہ سبا کی 48 ویں آیہ شریف میں حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ اطہر کو تمام نوعِ انسانی کی رہبری کے لیے کافی قرار دیا گیا ہے اور سیرتِ انور کے ہر ایک پہلو کی حفاظت کا جس طرح اہتمام ہوا۔ اس کی کوئی دوسری مثال موجود نہیں کہ آپ کی سیرت اقدس آخری نمونہ ہدایت ہے اور اس خزانہ عامرہ کا اگر کوئی بھی حصہ گم ہو جاتا تو انسانیت کو بڑی کمی و بیشی آ جاتی۔ چنانچہ اس کے بنیادی خدوخال قرآن پاک میں محفوظ کیے گئے اور اس کتاب آخر کی حفاظت کا ذمہ خود خالقِ کائنات نے لیا۔ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور تابعین نے اس عظیم سرمائے کو اس انداز میں محفوظ کیا کہ اس سے تا قیامت راہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ حضرت شہزاد مجددی کو نقوشِ سیرت سے نعت پاک مزین کرنے کا خاص شغف ہے چنانچہ وہ اسی کو منزل نما سمجھتے ہیں۔

بنا کے سیرتِ اطہر کو رہنما ہم نے نشانِ منزلِ مقصود پا لیا ہم نے

وہ تعلیمات وسنتِ رسول اکرم ﷺ کو معاشرے میں جاری و ساری دیکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ تعلیم نبوی ﷺ کے کئی چھوٹے بڑے پہلوؤں کی طرف لوگوں کو متوجہ کرتے ہیں۔

سنتِ سرورِ کونین سے یہ درس ملا پہلا پھل آئے تو بچوں کو کھلایا جائے

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھنے کی ہے کہ سراپائے مصطفیٰ ﷺ بھی سیرتِ اطہر کا ایک بہت بڑا حصہ ہے۔ اسی لیے شہزاد کہتے ہیں۔

سیرت و صورت مصطفیٰ روشنی میرے آقا کی ہے ہر ادا روشنی
ان کے الفاظ سورج سے رخشندہ تر گفتگو، حرف، لہجہ، صدا روشنی
صدق اخلاص، یقیں، عزم، مساوات، وفا ہادیِ حق نے انساں کو سکھایا کیا کیا

Marfat.com

میرے سرکار نے سائل کو دی ہنر کی تعلیم — عزت نفس کو لٹنے سے بچایا کیا کیا

جانے کب آ جائے طیبہ کا مہاجر لوٹ کر — رات دن یونہی نہیں رہتا خدا کا گھر کھلا

اپنے روحانی وطن مدینہ منورہ کا ذکر اور حرمِ نبوی میں حاضری وحضوری کی کیفیت ان کی نعت کا بڑا تابناک پہلو ہے جسے انہوں نے کئی رنگوں میں بیان کیا ہے۔

جناب سرورِ کونین کی چوکھٹ پہ دیکھو — گزارش لے کے پلکوں پر کھڑا کوئی سخنور ہے

اثر ہے سارے عالم میں ہوائے شہرِ طیبہ کا — چمن کو رنگ بخشے ہیں اسی بادِ بہاری نے

نبی ﷺ کی غلامی میرے کام آئی — مدینے سے چٹھی میرے نام آئی

فتویٰ یہ ملا حضرت مالک کے عمل سے — قرباں تیری دہلیز پہ عرفات کی لذت

سمندر رحمتوں کے جوش میں آ جایا کرتے ہیں — صدا دے جب کوئی مسکین زیرِ گنبدِ خضریٰ

آہستہ سانس لے یہ مقامِ بقیع ہے — آرامِ عاشقاں میں نہ آئے خلل وا

ادب ادب کی صدا دے رہی ہے ہر دھڑکن — پلک پلک پہ دھرا ہے سوال کیا کہنا

حضرت شہزاد مجددی ایک صاحبِ اجازت صوفی صافی اور عالمِ روشن ضمیر ہونے کے ساتھ ساتھ عاشقانہ وقلندرانہ ترنگ رکھتے ہیں چنانچہ ان کے ہاں حمد ونعت کے تمام تر مضامین پورے جمالیاتی حسن کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے فکری پس منظر کو یوں بیان کیا ہے۔

خدا کے فضل سے تحریک ہے میرے لطائف میں — نگاہِ مرشدِ کامل سے میرا دل منور ہے

اُن کی نعت میں آج کی نعت کا ہر مضمون موجود ہے اور عصری آشوب کے حوالوں سے اُن کی طلب رحمت بطورِ خاص دامنِ دل کھینچتی ہے۔ طوالت کے خوف کے پیشِ نظر صرف ایک شعر پیش کر رہا ہوں۔

سہارا دے دیا ہر وقت ان کی غمگساری نے — مجھے تو مار ڈالا تھا میری عصیاں شعاری نے

''حریص علینا'' کے بعد ''ثنا کے موسم'' کے خالق سے ہمیں بہت سی توقعات ہیں، اگرچہ وہ خود اپنے لیے یہی اعزاز کافی سمجھتے ہیں۔

ہوتا ہے اہلِ نعت میں شہزاد کا شمار — کافی ہے مجھ کو عشق کا اتنا ثمر حضور ﷺ

اہلِ نعت کی ترکیب سے میرا دھیان ریاض مجید کے ایک شعر کی طرف چلا گیا جسے میں آخر میں بطور پیغام پڑھ رہا ہوں۔

ہم اہلِ نعت فروعات میں الجھتے نہیں — ہمیں تو اُن کی محبت کو عام کرنا ہے

☆

Marfat.com

تبصرہ نعتیہ کتب

☆ فیصل آباد (ریاض احمد قادری) فقیر مصطفیٰ امیر کے پہلے پانچ نعتیہ مجموعے تو ہی تو چار سو'نعت کروں تحریر میں غلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منزل مراد اور صدقے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امیر نواز امیر کے نام سے شائع ہوئے ہیں۔ اب انہوں نے اپنا نام تبدیل کر لیا ہے۔ یہ نام پہلے ان کا لقب تھا اب انہوں نے لقب ہی کو نام بنالیا ہے۔ وہ فنافی العشق مصطفیٰ ہیں۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کو اپنی ذات کا مقصد اوّل و آخر بنالیا ہے۔ وہ زود نویس بھی ہیں اور زود گو بھی۔ تین نعتیہ مجموعے جلد آ رہے ہیں۔ ان کے نام ہیں شہر جمال ونور' مجھے لے چلو مدینے' میں فقیر مصطفیٰ ہوں' فقیر مصطفیٰ پر اللہ اور اس کے رسول کا خاص کرم ہو رہا ہے وہ صبح نعتیں کہہ رہے ہیں شام نعتیں کہہ رہے ہیں۔ ہر وقت نعتیں کہہ رہے ہیں وہ مدام نعتیں کہہ رہے ہیں۔ ماشاء اللہ وہ آنسوؤں سے تر اور اشکوں سے لبریز نعتیں کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے مدینہ شریف کی حاضری کو دل ونظر میں سمولیا ہے۔ حضوری کو اپنے من میں بسا اور سمولیا ہے۔ ان کے قلم سے سوائے نعت کے اب کچھ اور نکلتا ہی نہیں ہے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرم نہیں تو کیا ہے۔

"ثنا ہے زندگی میری" اس حوالے سے منفرد ہے کہ اس کے ہر شعر میں لفظ 'نعت' آتا ہے۔ ہر مصرعے میں نعت کا لفظ آتا ہے۔ اس مجموعہ میں وہ فضائل نعت بیان کرتے ہیں۔ نعت کی عظمتوں کی کہانی بیان کرتے ہیں۔ لفظ نعت کے کرشمے اور معجزے بیان کرتے ہیں۔ نعت کی معجزہ نمایاں بیان کرتے ہیں۔ نعت کے سحر انگیز اور اثر انگیز لفظ کے کرشمے دکھاتے ہیں۔ وہ نعت کے فعل اور نعت کے عمل کے فضائل بیان کرتے ہیں۔ نعت کے مظاہر بیان کرتے ہیں۔

نعت نبی ﷺ ہی میری عظمت کی ہے نشانی　　نعتوں کی ہی بدولت شعروں میں ہے روانی

☆

انعام نعت ہی ملا ہے اذن حاضری　　حسرت سے دیکھتا رہا روضے کو دور سے

☆

تزئین دل ہوئی مری نعت حضور سے　　روشن ہے میری آنکھ بھی نعتوں کے نور سے

فقیر مصطفیٰ امیر کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وراثت میں ملا ہے وہ خود کو جدی پشتی غلام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

Marfat.com

میرا والد تھا غلام اور ان کے والد تھے غلام　　　میں غلام ابن غلام ابن غلام

وہ اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ وقف نعت کیے ہوئے ہیں۔ پروفیسر سید ریاض حسین زیدی اپنے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''اشعار نعت کی تخلیق کے وقت ان کی اشک باری بتاتی ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا واحد ملجی و ماوی اور سیرت مقدسہ کو اپنا ذاتی لائحہ عمل بنائے ہوئے ہیں۔ ان کے اشعار میں حد درجہ سبک پن ہے۔ ثقیل الفاظ کہیں بھی بار نہیں پاتے۔ اسی طرح ابہام و ایہام کی دشوار گزار گھاٹیوں میں وہ ادھر ادھر بھٹکنے سے بال بال بچتے ہیں۔ ان کے اشعار میں ہجر و فراق رسول کے مضامین اپنی انتہا کو چھوتے ہیں۔ ان کا فکر رسا عشق رسول کی بلندیوں کو چھوتا ہے۔ تو پڑھنے والا فرط عقیدت سے جھوم جھوم اٹھتا ہے۔ پروفیسر میاں محمد مرغوب تحریر فرماتے ہیں۔ ''فقیر مصطفیٰ امیر نے یہ مجموعہ غزل کی ہیئت میں لکھا ہے اور کہیں کہیں مثنوی میں بھی لکھا ہے۔ یہ اپنی نوعیت کا منفرد مجموعہ ہے۔ اس میں ہر ایک نعت میں لفظ نعت کی تکرار سے ایسے مضامین کا ذکر کیا گیا ہے جس سے ان کی شاعرانہ بلند خیالی کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

اس مجموعہ کلام کا سرورق بھی انتہائی منفرد ممتاز اثاثہ اور بے مثل ہے۔ اس سرورق میں قدیم و جدید کا حسین امتزاج پیش کیا گیا ہے۔ پندرہ سو سال پہلے کی کھجوریں عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد نبوی کی یاد دلاتی ہیں اور آج کا سبز گنبد اور مسجد نبوی کی تصویر عہد حاضر کو اپنے ماضی سے ملاتی ہے۔ سرورق نظر نواز بھی ہے دلفریب بھی اور دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے پس ورق پر فقیر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شہرۂ آفاق قطعہ دیا گیا ہے:

نعت گو ہوں کہیں بھی دفن کرو　　شہر طیبہ کی حد سے اٹھوں گا
میں تو محشر میں بھی امیر نواز　　نعت پڑھتا لحد سے اٹھوں گا

کمپوزنگ محمد جاوید اطہر نے کی ہے۔ ہدیہ صرف -/150 روپے ہے۔ حافظ عبدالرحمٰن انجم نے اسے ساہیوال پرنٹنگ پریس ساہیوال سے بڑے اہتمام سے چھپوایا ہے۔ صفحات 160 ہیں اور کاغذ انتہائی خوبصورت سفید ہے۔ ہر نعت شریف کے آغاز پر درود شریف لکھا گیا ہے۔ دعا سے آغاز ہوا ہے اور دعا ہی سے اختتام ہوا ہے۔ بیاض نعت کے عنوان سے نعتیہ قطعات جمع کیے گئے ہیں۔

میری بیاض نعت میں ہیں نکہتیں بسی　　مہکا رہا ہے لفظ لفظ صورت گلاب

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور دعا ہے کہ وہ ان خوبصورت نعتیہ شہ پارے کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور شاعر فقیر مصطفیٰ امیر کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائیں۔

Marfat.com

نام کتاب: غازی عامر عبد الرحمٰن چیمہ شہید مصنف: افضال احمد انور' سال اشاعت: 2006ء' صفحات: 208' قیمت: 200 روپے

ناشر: مکتبہ ایوانِ نعت' حسن چیمبرز' عقب مزار قطب الدین ایبک' نیو انارکلی' لاہور۔ (تبصرہ نگار۔ محمد یوسف ورک)

زیر مطالعہ کتاب اکیسویں صدی میں ناموس رسالت، پر جان نچھاور کرنے والے ایک ایسے شہید اور غازی کی داستان ہے جو تا قیامِ قیامت نہ صرف یاد رکھی جائے گی۔ بلکہ مسلمان اسلام اور غلامانِ رسول کیلئے ایک ایسی راہ متعین کرے گی۔ جو ہر مسلمان کی کتاب زندگی کو دوام بخشنے کا ذریعہ بنے اور ان میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاشنی بھرنے کا فریضہ سرانجام دے گی۔ زمیندار (چیمہ) گھرانے سے تعلق رکھنے والے خوبرو نوجوان عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار مختلف منزلیں طے کرتا ہوا اپنی اعلیٰ تعلیم کے حصول کی خاطر جرمنی گیا' جہاں پر وہ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان قربان کر کے ابدی حیات پا گیا۔

کتاب مکمل طور پر ایک ایسی منفرد اور باحوالہ دستاویز ہے جو غلامانِ رسول کیلئے اس فانی حیات میں اپنی منزل کے حصول کیلئے عشق رسول سے مزین حیات کی طرف گامزن کرتی ہے' بہت کٹھن کام بہت مرحلے مشکل سے بڑھ کر ناممکن حد تک معلومات حاصل کرنا پروفیسر افضال احمد انور ہی کا کام تھا جنھوں نے احسن طریقے سے نبھایا ہے۔

208 صفحات پر ضخیم کتاب صرف 200 روپے میں ''المدینہ پبلی کیشنز' (یوسف مارکیٹ' غزنی سٹریٹ' اردو بازار) سے بھی مل سکتی ہے۔

☆☆☆

نام کتاب: دُربارِ رسالت شاعر: علامہ نجم آفندی' ترتیب و تدوین: ڈاکٹر سید تقی عابدی' سال اشاعت: 2006ء

ناشر: القمر انٹر پرائزز' اُردو بازار' لاہور۔ (تبصرہ نگار۔ محمد یوسف ورک)

کتاب زیر مطالعہ سادات گھرانے کے ایک اعلیٰ پائے کے شاعر کی ہے اور یہ کتاب آپ کی وفات کے 31 سال بعد طباعت پذیر ہوئی۔ نجم آفندی کو اہل ادب میں شہرت دوام کا ذریعہ ڈاکٹر سید تقی عابدی ہیں جنھوں نے ان کی منتشر نعتیہ منظومات کو یکجا کر کے ''دربارِ رسالت'' کے نام سے قارئین نعت کیلئے پیش کیا ہے۔

Marfat.com

کتاب کے آغاز میں مرتب نے بھر پور مفصل اور مدلل مضمون ''نجم آفندی کی نعت نگاری'' کے حوالے سے سپرد قلم کیا ہے۔جس میں لکھتے ہیں کہ ''یہ بھی بڑے تعجب کی بات ہے کہ جناب تحسین فراقی نے اپنے تحقیقی عمدہ مضمون جدید اردو نعت گوئی ایک جائزہ جو نعت نمبر شام وسحر 1982ء میں لاہور سے شائع ہوا۔تقریباً پچاس سے زیادہ اردو کے نعت گو شعراء کا تذکرہ کیا' لیکن نجم آفندی کا نام تک نہیں لیا۔ جبکہ نجم آفندی کے ہزار سے زیادہ عمدہ نعتیہ اشعار ان کے کلام میں بکھرے ہوئے ہیں جن سے کم و بیش سبھی پرستاران رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقف ہیں''۔

کتاب میں 31 نعتیہ رباعیات' 3 نعتیہ قطعات' 33 منتخب نعتیہ اشعار اور 16 نعتیں درج ہیں۔گویا 39 صفحات پر نعتیہ مندرجات جلوہ افروز ہیں۔انہیں صفحات کے مشتملات کو اگر موجودہ دور کی شاعری کی صنف کے طور پر درج کیا جاتا تو یقیناً 150 صفحات کے لگ بھگ کتاب تیار ہوسکتی تھی۔ موجودہ روش جو اختیار کی گئی ہے یہ بھی ایک انفرادیت اور جدت کی حامل ہے۔مرتب اور ناشر نے خصوصی محنت اور لگن سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت فراہم کیا ہے' نمونے کے طور پر چند اشعار درج ذیل ہیں:

وہ اک نور مجسم تھا مگر اے ابن آدم سن — تیری سیرت بنانے کو اٹھایا بار صورت کا
انسان کے خاکی پیکر میں اب شافع محشر آتے ہیں — جو دونوں جہاں کے مالک ہیں وہ بھیس بدل کر آتے ہیں

☆☆☆

نام کتاب: شہر وفا کی خوشبو شاعر: محمد مشرف حسین انجم' سال اشاعت: 2006ء
ناشر: فروغ حمد و نعت کونسل پاکستان' سرگودھا۔(تبصرہ نگار۔محمد یوسف ورک)

زیر مطالعہ کتاب (شہر وفا کی خوشبو) کا خالق دور موجود میں صنف نعت میں قادرالکلامی کے افق پر نمودار ہونے والا چمکتا دمکتا ستارہ ہے جس نے نعت کے حوالے سے مختلف جہتوں میں اپنی انفرادیت کو تسلیم کرانے کا جو منفرد کام سرانجام دیا ہے۔یہ انہی کے ذوق نعت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

آغاز کتاب میں صاحبزادہ محمد عبدالرسول نے اس کتاب کو ان کی تیسری کتاب شمار کیا ہے۔ حالانکہ راقم الحروف (محمد یوسف ورک) کے علم کیمطابق ان کی یہ چوتھی کاوش ہے۔ثبوت کے طور پر پہلی کتاب ''سبز گنبد کے خیالوں میں'' 1998ء میں چھپی دوسری کتاب ''صدقہ ہے مدینے والے کا'' 2001 میں منصۂ شہود پر آئی۔تیسری تخلیق ''خوشبو درود کی'' 2005ء میں قارئین سے داد تحسین وصول کرنے کے بعد چوتھی سعید کاوش ''شہر وفا کی خوشبو'' 2006ء سے قارئین کے زیر مطالعہ ہے۔

Marfat.com

متؤخر الذکر کتاب کو مصنف کی نعتیہ آبشار کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا جس طرح آبشار سے مصفا پانی کا ورود ہوتا ہے۔ اسی طرح انجم کی ذہنی آبشار سے نعتیہ اشعار کا ورود ہو رہا ہے۔ نہایت اعلیٰ، ارفع تراکیب اور روانی ہے۔ ہر شعر کے آغاز میں لفظ نعت کو بطور موتی سلک نعت میں پرویا گیا ہے۔ آپ کے نعتیہ واصفین کی ایک طویل فہرست کتاب کے آخر میں شامل ہے جس سے شاعر کی مطبوعہ نعتیہ شاعری پر انہوں نے مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

120 صفحات کی کتاب جس کا فرنٹ فلیپ مسجد نبوی کے عکس کے ساتھ دل و روح کی بصیرت اور آنکھوں کی بصارت کو چار چاند لگا رہا ہے۔ یہ ساری کتاب قارئین سے مطالعہ کی متقاضی ہے۔

☆☆☆

نام کتاب: **شہر شرف** شاعر: عبدالرحمٰن انجم، سال اشاعت: ستمبر 2006ء

ناشر: امیر نواز امیر، اعوان نعت محل، اسلامی چوک، غلام محمد آباد، فیصل آباد۔

کتاب مذکورہ نعتیہ تخلیق ''نوید سحر'' کے خالق محترم قمر حجازی کی وساطت سے باصرہ نواز ہوئی۔ جس کا فرنٹ فلیپ گنبد خضریٰ کی شبیہہ کی رعنائی میں اور بیک فلیپ پر ''وما ارسلنک الا رحمة اللعالمین'' کی زمین کتاب کے حسن میں اضافے کا موجب بنے ہوئے ہیں۔ نہایت اعلیٰ قسم کا کاغذ 148 صفحات کی جسیم نعتیہ تخلیق رائٹر کی حضور ﷺ سے دلی وابستگی بلکہ دبستگی کا بین ثبوت فراہم کئے ہوئے ہے۔ نہایت اعلیٰ پائے کے قلمکاروں نے حتی المقدور ستائش کی ہے۔

ابتدائیہ نعتیہ مجموعہ ہائے ''لازوال'' و ''لامثال'' کے خالق حفیظ صدیقی کا قابل مطالعہ ہے۔ جس میں انہوں نے حوالوں کیلئے کتاب سے شعر شامل کر کے تحریر کو جامع بنایا ہے۔ اس کے بعد نعتیہ تخلیق ''جمال سید لولاک'' مجموعہ نعت کے خالق سید ریاض حسین زیدی نے شہر شرف کے عنوان سے انجم کے گلستان سے ہی چند پھول (شعر) بطور حوالہ درج کئے ہیں۔ بعد ازاں قطعات میں قمر حجازی اپنے شعری فن کا کمال دکھا رہے ہیں اس کے بعد متعدد نعتیہ تخلیقات کے خالق اور ناشر محمد امیر نواز امیر نے اپنی طرف سے ''جہان نعت میں انجم کا ستارا چمکا'' کے عنوان سے گل افشانی کی ہے بعد میں ''ندائے کن'' کے عنوان سے مرتضیٰ ساجد بھی بہت خوب انداز میں نظر آ رہے ہیں، دوحرفی میں شاعر مذکور خود پوری گفتگو کو سمیٹتے ہوئے ''شہر شرف'' کے عنوان کی صورت میں نعتیہ انداز میں قارئین سے مصروف گفتگو ہے۔

کتاب ہر لحاظ سے اعلیٰ ترین صفات کی حامل ہے۔ کیونکہ کتاب مذکور میں جس ہستی کی مدح

Marfat.com

سرائی کی گئی ہے جن کے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ”ورفعنالک ذکرک“ ہے اور انسان ان کے بارے میں یوں اپنی گفتگو کو ختم کر دیتا ہے کہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

☆☆☆

☆ فہرست کتب (نعت لائبریری) شاہدرہ

ایک سنگ وخشت کی بلند و بالا اور وسیع وعریض عمارت بیش قیمت کتابوں کے ذخائر اور چاق و چوبند اور مستعد پیشہ ور اہلکاروں کی بڑی تعداد میں تعیناتی ہی سے آباد نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے لئے شمع علم کے پروانوں کی موجودگی اور شہریوں میں حصول علم کی لگن کا ہونا ناگزیر ہوتا ہے‘ وسائل اور ذرائع سے ایک بڑی لائبریری تشکیل دی جا سکتی ہے‘ کتابوں کے انبار لگائے جا سکتے ہیں اور مستعد عملہ کی بھرتی عمل میں لائی جا سکتی ہے اور یہ کام یقیناً حکومتوں کا ہے‘ لیکن لائبریریوں سے استفادے کی لگن پیدا کرنا ریاستی مشینری کی ذمہ داری نہیں ہوتی یہ الگ ایک المیہ ہے اس پر پھر کبھی بات ہوگی‘ اس وقت پنجاب کے مرکز شہر لاہور میں عظیم الشان لائبریریاں مختلف النوع کتب سے عوام کے استفادے کیلئے حاضر ہیں۔

جن میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری‘ پنجاب پبلک لائبریری‘ لاہور میوزیم لائبریری‘ دارالسلام لائبریری‘ قائداعظم لائبریری‘ دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری اور تمام کالجز لائبریریز جن کو بالواسطہ یا بلاواسطہ حکومت کی تائید حاصل ہے۔ علاوہ ازیں کچھ ایسے افراد اور ادارے بھی ہیں جو اپنی بساط کے مطابق اس میدان میں برسرپیکار ہیں‘ جو اپنے کم ذرائع اور محدود وسائل کے ذریعے ارباب اختیار تک رسائی نہیں رکھتے‘ جب بات لائبریریوں کی چلی ہے تو اس میں الگ الگ ذہن اور سوچ رکھنے والے افراد اور اداروں نے لائبریری کے مختلف شعبے اختیار کئے ہوئے ہیں مثلاً سیرت لائبریری‘ معلوماتی لائبریری‘ علمی لائبریری اور نعت لائبریری۔

نعت لائبریری میں نعت ریسرچ سنٹر کراچی‘ حضرت حسان حمد و نعت بک بینک‘ کراچی‘ نعت لائبریری راجا رشید محمود لاہور‘ انجمن ترقی نعت کراچی‘ کنزالایمان لائبریری کراچی اور لاہور کینٹ‘ فیض رضا لائبریری کراچی‘ مسعود جھنڈیر لائبریری میلسی‘ لائبریری ذخیرہ برکات مظفر آباد آزاد کشمیر‘ حضرت امام ابو حنیفہ لائبریری کراچی‘ نعت مرکز محمد ابرار حنیف مغل‘ مدیر کاروان نعت لاہور اور راقم کی نعت لائبریری کاروان رضائے مصطفےٰ راجا کالونی شاہدرہ لاہور۔

مؤخر الذکر نے مختلف لائبریریوں کے بائیوڈیٹا سے ہٹ کر انفرادیت اور جدت کے ساتھ پورے پاکستان میں اپنی نوعیت کا بائیوڈیٹا کتاب کی صورت میں مبصرین نعت‘ ناقدین نعت اور شائقین

Marfat.com

نعت کیلئے ترتیب دیا ہے۔ کتاب کے حصہ اول میں لائبریری میں موجود کتب کی تفصیل اور حصہ دوم میں فقیر کے علم کے مطابق وہ کتب نعت جو طبع ہو چکی ہیں یا عنقریب ہونے والی ہیں اور میرے پاس موجود نہیں ہیں، ان کا میں نے اپنے حتمی علم کے مطابق ذکر کر دیا ہے، ظاہر ہے کوئی بھی انسانی تخلیق کجی سے مبرا نہیں ہوتی اور کسی انسان کا علم، علم کُل نہیں ہوتا۔ اُمید ہے کہ فقیر کی یہ عرضداشت اہل علم اور اہل قلم سے رہنمائی کی متقاضی ہوگی۔ کوئی بھی تخلیق دیکھ کر ہی اس کے بارے میں کوئی رائے قائم کی جاسکتی ہے۔ علم الیقین کی منزل سے حق الیقین تک رسائی کیلئے عین الیقین سے گزرنا پڑتا ہے اور یہ مرحلہ بسا اوقات محنت طلب ہوتا ہے فہرست مذکورہ لائبریری 254 صفحات پر مشتمل ہے جس کی قیمت 200 روپے ہے اور یہ ناشر نعت پبلی کیشنز، 5- راجا کالونی، عقب تھانہ شاہدرہ، لاہور (092-042-7927855) کے علاوہ المدینہ پبلی کیشنز یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ 38 اُردو بازار لاہور سے بھی مل سکتی ہے۔

☆☆☆

کتاب: رباعیاں دی بارات　　　　مرتب: حاجی کرم الٰہی نقشبندی

سال اشاعت: ایڈیشن 05-2004ء　　ناشر: روحانی پبلشرز دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور

حاجی صاحب نے کتاب ''رباعیاں دی بارات'' بڑے تجسس اور چھان بین کے ساتھ ترتیب دی ہے چونکہ وہ خود نعت خواں ہیں اور نعت خوانی میں حوالہ الحاج محمد اعظم چشتی مرحوم کا دیتے ہیں۔ نعت خوانی میں رباعیات کا استعمال اکثر کرتے ہیں۔ یہ کتاب حاجی کرم الٰہی نقشبندی کی عمیق عرق ریزی سے چھپ کر قارئین کیلئے پیش کی گئی ہے۔ اس کتاب کے اتنے ایڈیشن اتنی جلدی طبع ہونے کا تمام کریڈٹ حاجی صاحب کے دامن میں جاتا ہے کیونکہ وہ خود بھی ریڈیو اور .T.V کے معروف نعت خواں ہیں اور سرکاری محفل نعت ہو یا نجی وہ ہر جگہ حضور کی ثنا خوانی میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔ اسی ذوق اور لگن کے تحت ان کی یہ تخلیق بھی قابل صد ستائش ہے۔

آخر میں چند صفحات پر معروف شعرا کی پوری پوری نعت بھی شامل کر دی گئی ہے تاکہ ثنا خوانانِ رسول حسب ذوق ثنا خوانی سے لطف اندوز ہوں اور سامعین بھی محظوظ ہوں۔ ان کی پہلی طباعت میں کافی خامیاں تھیں جن کو اشاعت ہذا میں دور کر دیا گیا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

تاثرات

محمد حسن علی قادری

محبّ ملک وملت، سفیرِ عشقِ مصطفیٰ برادر محترم جناب محمد ابرار حنیف مغل صاحب، مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

''کاروانِ نعت'' کے اجراء پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔ آج کے مشینی دور میں اتنے نازک اور اہم مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کرنا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ اللہ رب العزت جل جلالہٗ کا جس بندے پر کرم ہوتا ہے اور سرورِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جس غلام پر باطنی توجہ ہوتی ہے وہ ایسے اصلاحی اور انقلابی اُمور سرانجام دیتا ہے۔

بندہ آپ کا شکر گزار ہے کہ آپ ہر ماہ باقاعدگی سے متنوع مضامین کا گلدستہ ارسال فرماتے ہیں۔ مختلف Topics پر مشتمل فکر انگیز تحریریں اس مجلّہ کو مفید سے مفید تر بنا رہی ہیں۔

آپ نہ صرف کہ وقت کی نبض پر ہاتھ رکھتے ہوئے تنقیدی (Critical) اور اصلاحی فریضہ سرانجام دے رہے ہیں بلکہ بہتر مستقبل (Future) کی طرف راہنمائی (Guidance) بھی فرما رہے ہیں۔

ہم سب اہلِ اسلام کا ملی اور اخلاقی فرض ہے کہ نہ صرف کہ آپ کی حوصلہ افزائی کریں بلکہ دامے، درہے، قدمے سخنے آپ کے ساتھ تعاون کریں اور بارگاہِ الٰہی میں اجر وثواب حاصل کریں۔

دعا ہے کہ رب العزت اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصدق سے آپ کو اور آپ کے رفقائے کار کو مزید ہمت واستقامت عطا فرمائے اور اس مجلّہ کو دِن دُگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

عبدالغنی تائب (حافظ آباد)

مجلّہ ''کاروانِ نعت'' لاہور محترم محمد ابرار حنیف مغل صاحب کے حسنِ ذوق کا عکاس، مثبت تعمیری فکری صلاحیتوں کا ترجمان اور فروغِ عشقِ مصطفےٰ ﷺ کیلئے ان کی شبانہ روز کاوشوں کا آئینہ دار ہے۔ بلاشبہ نعت ہمارا ایمان بلکہ جانِ ایمان ہے۔ جس طرح ادب سے زندگی کو تفریق نہیں کیا جا سکتا، بعینہٖ شاعری سے نعت کو نہیں نکالا جا سکتا۔ خوش قسمت ہیں وہ افراد جو اپنے موئے قلم اور نطقِ دہن کا قبلہ نعت کو قرار دے کر جہاں فکر ونظر کی تسکین اور قلب وروح کی تطہیر کا سامان کر رہے ہیں، وہاں نعت و مدحت حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کے ذریعے رضائے الٰہی اور خوشنودی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والتسلیم کے حصول سے بھی متمتع ہو رہے ہیں۔

مجھے کافی ہے بس آقا علیہ وسلم کی نسبت یہی تائب حوالہ معتبر ہے

وطنِ عزیز میں نعت کے حوالے سے معدودے چند مجلّے شائع ہو رہے ہیں، ہر ایک کی افادیت اپنی جگہ مگر ''کاروانِ نعت'' نے عصرِ حاضر کے تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے فروغ نعت کے حوالہ سے ایک منفرد اور مثالی اسلوب اختیار کیا ہے۔ جو نعت نگاری اور نعت خوانی ہر دو شعبوں سے منسلک خوش بخت افراد کے لئے یکساں اہمیت رکھتا ہے۔ مختلف شعراء کرام کے نعتیہ کلام، نعت سے متعلقہ مختلف النوع مقالات، نعت گو شعراء اور ثنا خوانانِ دربار رسالت علیہ وسلم سے انٹرویوز، نعت کہنے اور نعت پڑھنے کے آداب پر مشتمل مضامین اور دیگر دینی و روحانی شذرات کی اشاعت نے مجلّہ کے حسن کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ یہ عہدِ نعت ہے اور نعت کا مستقبل نہایت روشن اور درخشاں ہے۔

سوئے منزل گامزن ''کاروان نعت'' کے ایک برس کا لحہ لحہ صوری و معنوی اعتبار سے خوب سے خوب تر حیثیت اختیار کرتا رہا ہے، جو اس کے قابل صد احتشام مرتبین اور عالی قدر مشیران کے جذبہ عشق رسول علیہ وسلم، زاویہ نگاہ کی پختگی، فرض شناسی اور احساس ذمہ داری کا پتہ دیتا ہے۔ میں ''کاروان نعت'' کی ایک سالہ قابل صد تحسین اشاعتی کارکردگی پر اس کے مرتبین خصوصاً محترم محمد ابرار حنیف مغل صاحب کو صمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ مولا کریم اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نعلین پاک کے تصدق ''کاروانِ نعت'' کو سوئے منزل رواں دواں رکھے اور اس مقدس کارواں کے حدی خوانوں کے جذبہ عشق و عقیدت رسول علیہ وسلم کو مزید توانائی عطا فرماتے ہوئے ان کی شاہراہِ حیات کی ہر مشکل کو آسانی میں اور ہر پریشانی کو تسکین و راحت میں بدل دے۔ آمین ثم آمین

☆☆☆☆☆

ریاض حسین چودھری (سیالکوٹ)

''کاروان نعت'' بساطِ ادب پر نووارد ہے، ابھی اپنی پہچان کے ابتدائی مراحل سے گذر رہا ہے۔ بہرحال اس کا اشاعتی نظم مثالی ہے۔ نعتِ حضور علیہ وسلم کی ترویج اور فروغ کے لئے کوشاں ہے۔ خوب سے خوب تر کی تلاش کا سفر جاری ہے۔ نعتیہ ادب کے اس کتابی سلسلے کے مرتب محمد ابرار حنیف مغل ہیں۔ جن کا ذوق نعت ''کاروان نعت'' کے ورق ورق پر جلوہ گر ہے۔ انہوں نے نعت خوانی کو بھی اپنی سلطنت کی حدود میں شامل کیا ہے جو ایک خوش آئند بات ہے۔ ہر سطح پر اصلاح کا بیڑا اٹھانا بذات خود ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اللہ رب العزت ابرار صاحب کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور آقا علیہ السلام اسے سند جواز سے نوازیں، صرف پذیرائی ان پر خلوص کوششوں کا ضرور مقدر بنے گا۔ ہوائے تازہ

Marfat.com

کورواں دواں رہنا چاہیے۔ روایت سے رشتہ بھی قائم رہے اور نئے آفاق کی تسخیر کا عمل بھی آگے بڑھے تو اسلوب فن نکھرتا ہے۔ مدیران جرائد پر ایک بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے جرائد و رسائل کو یکسانیت کی وبائے عام سے بچائیں۔ یکسانیت تخلیقی عمل کی سب سے بڑی دشمن ہے۔ اس سے بچنا واجب ہے' میں اپنی بات پھر دہراؤں گا کہ پرچے کو سہ ماہی کر دیجئے' آغازِ نو میں ہر ماہ معیاری مواد کا حصول یقیناً آسان کام نہیں' یہ ایک کتابی سلسلہ ہے۔ کتاب کا انداز اپنایئے' پمفلٹ کا نہیں' انٹرویوز کا دائرہ بھی محدود ہونا چاہیے' ایک سے زیادہ انٹرویوز کی شمولیت آپ کو یکسانیت کی طرف لے جائے گی۔ تخلیقی، تحقیقی اور تنقیدی حوالے سے آگے بڑھیئے' منزلیں اہل ہمت کے قدموں کو ضرور بوسہ دیتی ہیں۔

☆☆☆☆☆

خواجہ غلام قطب الدین فریدی

محمد یار فریدیؒ فورم

منازل نعت کو طے کرنے کیلئے تنہا چلنا چنداں آسان نہیں ہے۔ کارواں کو لیکر چلنا تو اور بھی دشوار ہے مگر ابرار صاحب یہ فریضہ بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ کاروانِ نعت کی خوش خرامی یوں دیدنی ہے کہ اس میں حسن تخیل کا اوزان و بحور اور آداب کی پاسداری کے ساتھ ساتھ حفظ مراتب جیسے قوی اصولوں کو مدنظر رکھ کر کلام کو شامل کیا جاتا ہے۔ یہی اصول معیار اور کامیابی کی ضمانت ہوتے ہیں۔ وسائل فقدان کے باوجود محترم ابرار صاحب جس طرح استقامت کے ساتھ رواں دواں ہیں' وہ لائق صد تحسین ہے میں سمجھتا ہوں ایسے جرائد کی حوصلہ افزائی بہت ضروری ہے جو صحیح معنوں میں فروغ نعت کا بہترین ذریعہ ہیں۔

☆☆☆☆☆

عزیز الدین خاکی (کراچی)

بانی وچیئرمین تنظیمِ استحکام نعت (ٹرسٹ) پاکستان

''کاروان نعت'' فروغ نعت کے حوالے سے لاہور سے ایک اچھے کام کا آغاز ہوا ہے۔ جو کہ یقیناً قابل تعریف ہے۔ محبتِ رسول ﷺ اور عشق رسول ﷺ کے حوالے سے روح پرور مضامین' قلبی اطمانیت کا باعث ہیں۔ میں دعا گو ہوں کہ رب کائنات سرور کائنات ﷺ کے طفیل کاروان نعت کو جاری وساری رکھے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ابو حفص عمر مجددی

درگاہ شاہ ابو الخیر رحمتہ اللہ علیہ (کوئٹہ)

کاروان نعت کی مساعی ہوں یا کسی فرد یا جماعت کی سعی ایسے امور قابل صد ستائش ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شمائل مبارکہ، اخلاق حمیدہ و احادیث منورہ، احکام نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوشاں ہوں۔ نثر ہو یا نظم تمام مبارک تصانیف حمد باری تعالیٰ کے بعد نعت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مزئین ہیں اور یہی طریقہ مبارک منورہ ہے۔

☆☆☆☆☆

ابو الامتیاز۔ ع س مسلم (کراچی)

نعت گو، ادیب، مصنف

کاروانِ نعت جس ذوق وشوق سے اس نعتیہ سلسلے کا علم بلند کئے ہوئے ہے وہ باعث برکت و تحسین ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اِن کوششوں کو مقبول فرمائیں۔ آمین

☆☆☆☆☆

عابد سعید عابد، نعت گو (گوجر خاں)

''کاروان نعت'' میں وہ تابندہ نقوش ہیں جنہیں دیکھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے اور حریم قلب و جاں کا اندرونی ماحول خمار آلود سا ہو جاتا ہے۔ کاروانِ نعت خمار مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت بانٹ رہا ہے۔ رب تعالیٰ کاروان نعت کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

پروفیسر محمد اکرم رضا (گوجرانوالہ)

محقق، نعت گو، ادیب، مصنف

''کاروان نعت'' فروغِ نعت و مدحت کی جس نئی تاریخ کو تحریر کرنے کی سعی کر رہا ہے اسے دیکھ کر قلب و جاں کی گہرائیوں سے دعائیں نکلتی ہیں۔ مالکِ کونین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ و جلیلہ سے کاروان نعت کو تمام تر دنیاوی اور اخروی بلندیوں سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆☆☆☆☆

ملک محبوب الرسول قادری

ماہنامہ انوار رضا (جوہر آباد)

''کاروان نعت'' بہت مختصر سے دورانیے میں خاصا معروف ہو چکا ہے۔ اور اب یہ باذوق

Marfat.com

علمی حلقوں میں زیرِ بحث آنے لگ گیا ہے۔ کاروان نعت ایک نہایت اہم' منفرد اور خاص جہت میں معیاری اور مفید کام کر رہا ہے۔ انٹرویوز کا سلسلہ اور حمد و نعت کے حوالے سے مضامین کا انتخاب قابل داد ہے۔

☆☆☆☆☆

منیر ملک (ملتان)

''کاروان نعت'' کا ہر شمارہ خوب سے خوب تر ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت زور قلم اور زیادہ کرے۔

☆☆☆☆☆

محمد منشا تابش قصوری (لاہور)

''کاروان نعت'' کے اب تک گیارہ شمارے شائع ہو چکے ہیں۔ ہر نقش' نقش اول سے خوب اور محبوب بنتا جا رہا ہے۔ اور وقت آئے گا جب ''کاروان نعت'' اپنی مساعی جمیلہ کے باعث اہل قلم و علم سے خراج تحسین و تبریک کی دولت بے پایاں کو حاصل کرے گا۔

☆☆☆☆☆

غوث میاں (کراچی)

''کاروان نعت'' حلقہ نعت میں ایک ایسے پل کا کردار ادا کر رہا ہے جس کے ذریعے ایک دوسرے سے ملاقات' خیالات کی کرن' دکھ درد اور نعت پر ہونے والے کاموں سے آگاہی ہوتی رہتی ہے۔

☆☆☆☆☆

شہزاد احمد (کراچی)

''کاروان نعت'' فروغ عشق رسول ﷺ کے حوالے سے عشاقان رسول ﷺ کے ذوق شوق کو مزید دوبالا کرنے والی منظم کاوش و تحریک ہے۔ اس کو اس طرح مرتب کیا گیا ہے کہ ''دریا کو کوزے میں بند کرنے والی مثال صادق آجاتی ہے''۔ کاروان نعت اتنے کم صفحات میں اس قدر جامع' جاذب نظر اور روح پرور حمدیں' نعتیں' مضامین' انٹرویوز' تبصرے' نئی کتب' شعبۂ نعت کے مختلف افراد سے رابطوں کا سامان بیک وقت پیش کرتا ہے۔ کہ تشنگی کا احساس جاتا رہتا ہے۔ ''کاروان نعت'' اردو نعتیہ ادب کے لئے ایک قیمتی اور تاریخی دستاویز ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

فقیر مصطفیٰ امیر (فیصل آباد)

مدیر متاعِ امیر

''کاروانِ نعت'' ہر رُخ سے نہایت خوبصورت' دیدہ زیب' جامع پاکیزہ عقیدتوں کا ایسا عطر بیز گلدستہ ہے۔ کہ بے ساختہ داد دینے کے قابل ہے۔ ''کاروانِ نعت'' اگرچہ اپنی عمر اور جسامت کے لحاظ سے ''ننھا منا'' ہے۔ مگر اس معصوم بھولے بھالے اور پیارے ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات'' دیکھتے ہوئے اس کا مستقبل روشن اور تابناک نظر آ رہا ہے۔ (انشاء اللہ)۔

☆☆☆☆☆

شبیر احمد قادری (فیصل آباد)

''کاروانِ نعت'' کے سارے سلسلے عمدہ اور قابل مطالعہ ہیں۔ ان میں تخلیقی' تنقیدی اور تحقیقی تینوں رنگ موجود ہیں۔ حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ اور بزرگان دین کے بارے میں منظوم و منثور نگارشات کی موجودگی اس مختصر رسالے کو مزید اہم اور وقیع بنا رہی ہے۔

☆☆☆☆☆

ناصر زیدی (راولپنڈی)

''کاروانِ نعت'' نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بہت بڑی خدمت کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اللہ کریم جل شانہ کامیابی عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم (سرگودھا)

شاعر حمد و نعت' چیئرمین فروغ حمد نعت کونسل (پاکستان)

''کاروانِ نعت'' اپنے آنگن میں ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گلہائے عقیدت لیے ہوئے ہے۔ ''کاروانِ نعت'' نے مختصر سے عرصے میں ہی اپنے آپ کو منوالیا ہے۔ یہ شمارہ اپنی مثال آپ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بہار آفریں سلسلے کو مزید ترقی عطا فرمائے اور کامرانیاں اس کا مقدر ٹھہریں۔ پذیرائیاں اس کے چہرے کا ہار بنیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

پروفیسر ریاض احمد شیخ

نعت گویائی کی مجموعی تاریخ کو رقم کرنے کیلئے لامتناہی وقت اور وسائل درکار ہیں۔ صرف اگر ہم برصغیر میں اردو اور پنجابی زبان میں نعت خوانی کا جائزہ لینا چاہیں تو اس کے تین یا زیادہ سے زیادہ چار ادوار بنتے ہیں۔ پہلا دور اعظم چشتیؒ کا دور کہا جا سکتا ہے اگرچہ ان سے پہلے بھی اس انداز میں نعت خوانی ہوتی تھی لیکن عروج اعظم چشتیؒ کو حاصل ہوا۔ اس کلاسیکل روایت کو نذیر حسین نظامیؒ، منظور الکونین قاری زبید رسولؒ اور ان جیسے دیگر نعت خوانان کے نام آتے ہیں۔ نعت خوانی کے دوسرے دور کو ہم فروغ حمد و نعت کا دور کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ جس کے سرخیل محمد علی ظہوری قصوریؒ ہیں۔ انہوں نے اردو پنجابی نعت خوانی میں عوامیت کا عنصر شامل کیا۔ اور یوں پورے عالم اسلام میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص گلی گلی، کوچہ کوچہ محافلِ نعت کا انعقاد ہونے لگا۔ نعت خوانی کا موجودہ دور جس میں نعت کے ساتھ ذکر کو ردھم کے طور پر استعمال کرنے کا رجحان پیدا ہوا اس کے بانی الطاف برادران ہیں۔ نعت خوانی کے اس انداز کی پذیرائی کی وجہ یہ ہے کہ اس میں موسیقیت کا عنصر اس انداز میں شامل ہوا کہ محفل پر وجد آفریں کیفیت طاری ہونا شروع ہو جاتی ہے اس رجحان کے حامل نعت خوانوں کی فہرست میں محمد شہزاد حنیف مدنی، اویس رضا قادری، محمد ریحان قادری اور آصف چشتی برادران شامل ہیں۔ اسی اثناء میں ساز کے ساتھ نعت پڑھنے کا آغاز پروفیسر عبدالرؤف روفی نے کیا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے بہت پذیرائی حاصل کی۔ یوں ہم دیکھتے ہیں کہ نعت خوانی کا فروغ بہت ہوا لیکن محفل نعت کا حسن اور تقدس اس قدر ماند پڑتا گیا اور اس میں ظاہری خوبیاں اور نمود و نمائش کا عنصر بڑھتا گیا اور روحانیت میں کمی واقع ہوتی محسوس ہوئی۔ ایسے میں درد دل رکھنے والے اور نعت کو عشق مصطفوی ﷺ کے فروغ کا موثر ترین ذریعہ سمجھنے والے لوگ آپس میں ادھر ادھر باتیں کرتے کہ نعت کو اپنی اصل کی طرف کیسے لوٹایا جائے۔ لوگوں کے دلوں کی اس آواز کی نمائندگی کا حق ادا کیا کاروان نعت نے۔ اس موثر، خوبصورت اور مخلص کاوش پر میں کاروان نعت کی ٹیم کو اور خاص طور پر محمد ابرار حنیف مغل کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ کلاسیکل نعت کا وہ دور واپس لانے میں کاروان نعت سنگ میل ثابت ہوگا۔

☆☆☆☆☆

قاری غلام زبیر نازش (گوجرانوالہ)

نعت گو

''کاروانِ نعت'' اس دور کی ظلمتوں میں سیارہ نور کا کام کر رہا ہے۔ غلامان رسول اللہ ﷺ کے دلوں میں چراغ عشق شہ دو عالم ﷺ جلا رہا ہے۔ ''کاروان نعت'' ہر زاویے اور ہر نقطہ نظر سے نہ صرف

Marfat.com

قابل تحسین ہی ہے بلکہ قابل مطالعہ بھی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ادارۂ کاروان نعت کو فروغ نعت کے لئے دن رات کام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

☆☆☆☆☆

ڈاکٹر عاصی کرنالی (ملتان)
محقق، نعت گو

''کاروان نعت'' کے ہر شمارے سے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، لگن، مہارت، کاوش اور مقصد سے وابستگی کا اظہار مترشح ہے۔ مجھے اس کے ہر شمارے کا حرف حرف عزیز ہے۔

☆☆☆☆☆

محمد انور قمر شرقپوری
شرقپور شریف

آپ نے ''کاروان نعت'' کی اشاعت سے عشقِ مصطفیٰ اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پر خلوص نذرانہ پیش کیا ہے۔ اللہ کرے بارگاہ مصطفوی میں آپ کی ہر سعی منظور و مقبول ہو۔

☆☆☆☆☆

محمد زاہد نیازی (فیصل آباد)
نعت گو و نعت خواں

''کاروانِ نعت'' نے بالکل درست سمت میں قدم اُٹھایا اور لوگوں میں یہ شعور عام کرنے کی سعی کی ہے کہ نعت کیا ہے؟ آدابِ نعت کیا ہیں؟ ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ کوشش مسلسل کی جائے اور ایسے مضامین تواتر کے ساتھ شائع کئے جائیں اس سلسلے میں یہ فقیر بھی آپ کے قدم کے ساتھ قدم ملانے کو تیار ہے۔

☆☆☆☆☆

محمد زکریا شیخ الاشرفی
مدیر و ناشر نعت نیوز (کراچی)

عشق سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایمانِ کامل کی علامت ہے اور جو احباب اس کے فروغ کے لیے کوشاں ہوں وہ یقیناً ہر جہاں میں سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی التفات سے نوازے ہوئے ہوتے ہیں اور ان ہی احباب میں ایک نام ''کاروانِ نعت'' کے علمبردار جناب ابرار حنیف مغل صاحب کا بھی ہے جو کہ روز و

Marfat.com

شب اپنی محنت اور کاوش سے اس کارِرواں کی روز بروز ترقی کے لیے کوشاں ہیں۔ میں ان کے حوصلے اور ہمت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کیونکہ نشر و اشاعت کے شعبے سے وابستگی کی بدولت مجھے بخوبی اندازہ ہے کہ اس کام میں کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن جو اس راہ پر گامزن ہو جائے اُسے یقیناً اللہ کی مدد و نصرت حاصل ہو جاتی ہے۔

آج کے اس دور میں جب کہ لوگ الیکٹرانک میڈیا کی طرف دوڑ رہے ہیں اور اسلامی چینلز بھی یکے بعد دیگر منظر عام پر آ رہے ہیں۔ ان حالات میں بھی ہم پرنٹ میڈیا کی افادیت سے روگردانی نہیں کر سکتے کیونکہ الیکٹرانک میڈیا کی حیثیت وقتی ہوتی ہے جبکہ پرنٹ میڈیا کی حیثیت تاریخی و دستاویزی ہوتی ہے۔ کاروانِ نعت بھی ایک ایسی ہی دستاویز ہے جو کہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی کارآمد ثابت ہوگی۔ کاروانِ نعت کی ایک سال تک مسلسل اشاعت پر جناب ابرار حنیف مغل یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں کیونکہ اس سے قبل نعتیہ صحافت میں کئی رسائل و جرائد کا اجراء کیا گیا لیکن مختلف وجوہات کی بناء پر اُن کی اشاعت کا تسلسل برقرار نہ رہ سکا ایسے میں کاروانِ نعت کی مستقل اشاعت محبانِ نعت کے لیے حوصلہ افزا ہے۔ جناب ابرار حنیف مغل صاحب ''کاروانِ نعت'' کی پہلی سالگرہ کے موقع پر ایک ''نعت کانفرنس'' کا انعقاد بھی کر رہے ہیں اور ایک خصوصی ''نعت نمبر'' شائع کر رہے ہیں جو کہ ایک خوش آئند عمل ہے۔ ''کاروانِ نعت'' سے جہاں نعت اور نعت خوانی کو فروغ ملا ہے وہیں یہ نعتیہ صحافت میں ایک اچھا اضافہ ہے۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اِسے اسی طرح قائم و دائم رکھے۔ آمین

☆

وضاحت نعت خواں شیخ محمد یوسف چشتی صاحب

گذشتہ شمارہ نمبر 12 میں نعت خواں شیخ محمد یوسف چشتی صاحب کے انٹرویو کے حوالے سے درج ذیل وضاحت کی ہے۔

نعت خوانی کے حوالے سے میرے استاد سید شریف الدین نیر رحمۃ اللہ علیہ صاحب تھے اور روحانی طور پر انہوں نے سہروردی سلسلہ کی خلافت انہوں نے مجھے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر دی۔ میرے پیرو مرشد حضرت صوفی محبوب عالم قادری چشتی صابری اور اُن کے صاحبزادے آفتاب عالم حقانی قادری چشتی موجودہ پیرو مرشد ہیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابلاغ نعت

☆ فروغِ نعت میں میڈیا کا کردار

☆ نعتیہ خبریں

☆ خبر غم

☆ محافل نعت

☆ اتحاد اُمت سیمینار

Marfat.com

فروغ نعت میں میڈیا کا کردار

سرور حسین نقشبندی

موجودہ دور میں الیکٹرانک میڈیا کی بے پناہ ترقی کے سبب دنیا نے ایک گلوبل ویلج کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ اس حیرت انگیز ایجاد نے لوگوں کو ایک دوسرے کے اتنا قریب کر دیا ہے کہ دوریوں کا تصور خواب وخیال ہو کر رہ گیا ہے۔ اب مختلف تہذیبوں اور معاشروں کے حالات تک رسائی اسی کی بدولت ہماری دسترس میں ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ دنیا اب فنگر ٹپس کے فاصلے پر رہ گئی ہے تو بے جا نہ ہو گا۔ مشرق ومغرب اور شمال وجنوب تک پھیلی ہوئی وسیع وعریض کائنات کا مشاہدہ ٹیلی ویژن کے ریموٹ کنٹرول کا ایک بٹن دبانے کی زحمت پر میسر آ سکتا ہے۔ اب ہر معاملے میں معیار وہی ٹھہرتا ہے جسے میڈیا معیار ثابت کرنا چاہے اور وہی فکر پروان چڑھتی ہے جسے اس کے ذریعے لوگوں تک پہنچایا جائے یعنی اب رائے عامہ کو ہموار کرنا اور افراد کے ذہنی میلان کے راستے متعین کرنا بہت آسان ہو گیا ہے۔ اب یہ حقیقت بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ یہ ذریعہ ابلاغ ماضی اور حال میں پائے جانے والے دیگر ذرائع ابلاغ کی نسبت تیز تر اور موثر ترین ہیں۔ اسی لئے جہاں ان کے فوائد بے شمار ہیں وہاں خطرات سے چشم پوشی بھی انتہائی نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔

الیکٹرانک میڈیا کی اس چکا چوند سے جہاں زندگی کے ہر شعبے میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئیں وہاں نعت خوانی کے شعبے پر بھی اس کے خاطر خواہ اثرات مرتب ہوئے۔ بلاشبہ میڈیا کی اس برق روی نے اس پیغام کو ملک کے کونے کونے میں ہی نہیں بلکہ عالمی سطح پر بھی بڑی تیزی سے پھیلا دیا ہے۔ ہر چند سرکاری میڈیا پر نعت خوانی بڑے سالوں سے جاری وساری تھی لیکن اسے محض جزوی حیثیت حاصل ہونے کی وجہ سے وہ مقام حاصل نہیں تھا جو آج حاصل ہے لیکن پرائیویٹ چینلز اور کیبل آپریٹرز نے اپنے نجی نیٹ ورک پر جگہ مختص کر کے اس کی اہمیت اور افادیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ ذیل میں ہم ان محرکات کا ایک جائزہ لیتے ہیں جس سے یہ بات واضح ہو سکے کہ میڈیا کی اس بے مثال ترقی سے نعت خوانی کے شعبہ میں کون کون سی واضح تبدیلیاں رونما ہوئیں۔

میڈیا کی ترقی سے سب سے بنیادی تبدیلی فروغِ نعت کے ضمن میں اتنے موثر اور جاندار انداز سے عمل میں آئی کہ وہ کام جو سالوں کی محنت سے بھی اتنی کامیابی سے ممکن نہیں تھا وہ اس کی بدولت بہت تھوڑے عرصے میں کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہو گیا اور یہ مشن محدود سرحدوں کو تیزی سے پھلانگتا ہوا لامحدود سرحدوں میں داخل ہو گیا۔ چینلز کو نعت خوانی کے لئے مختص کئے جانے سے لوگوں میں نعت

Marfat.com

سننے کے رجحان میں بے پناہ اضافہ ہوا اور نئے سامعین کی ایک کثیر تعداد اس کی بدولت نعت سننے والوں کے حلقے میں شامل ہوئی جن میں اکثریت نوجوانوں اور کم عمر بچوں کی ہے جو سنِ شعور میں قدم رکھنے کو ہیں جو انتہائی خوش آئند اور حوصلہ افزاء تبدیلی ہے۔

فروغِ نعت کے اس عظیم مشن میں جہاں نعت سننے والوں کا ایک جمِ غفیر وجود میں آیا وہاں نعت پڑھنے والوں کی بھی ایک خاصی نئی تعداد سامنے آئی جس کی اکثریت اسی کے زیرِ اثر پروان چڑھی اور بدستور رواں دواں ہے۔ نوجوانوں کے ساتھ ساتھ نوعمر بچوں کی زبانوں پر جو نعت کے ترانے سننے کو ملتے ہیں وہ اسی ترقی کے ثمرات ہیں اور فروغِ نعت کا بنیادی مقصد بھی اپنی اس نوعمر اور نوجوان نسل کو محبت رسول ﷺ کے پر بہار گلستاں سے منسلک رکھنا ہے۔

اب جہاں یہ بات قابلِ تحسین ہے کہ حلقہ نعت میں بے پناہ وسعت آئی وہاں ان نئے آنے والوں کو مقامِ نعت سے روشناس کروانے کے لئے ان کی ذہنی و قلبی اصلاح اور روحانی بالیدگی کا اہتمام بھی درکار ہے۔ اُنہیں جہاں ذوق و شوق کی تسکین کا سامان مہیا کیا جا رہا ہے وہاں درد و سوز کی لذت سے آشنائی بھی اشد ضروری ہے۔ میڈیا کی اس تبدیلی نے جہاں انہیں دیوانہ وار جھومنا سکھایا ہے وہاں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دم بخود احترام کا سلیقہ بھی تعلیم کیا جانا بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس کی بدولت جہاں محافلِ نعت کے عظیم الشان اجتماعات میں بے دریغ خرچ کرنے کے جذبے کو پروان چڑھایا ہے وہاں نمود و نمائش اور ریاکاری کی آلائشوں سے دور رہنے کا ہنر بھی بتایا جانا بہت ضروری ہے ورنہ ان معاملات کی اصلاح کے بغیر وہ نتائج حاصل نہیں کئے جا سکتے جو اس عظیم مشن کا مقصود و منتہا ہے۔

اسی طرح نعت پڑھنا بھی ایک عظیم سعادت ہے اور ہر صاحب ایمان اس کا شوق رکھتا ہے لیکن اس کے آداب سے ناآشنائی اور ادابِ رسالت مآب سے چشم پوشی دنیا و آخرت میں ہلاکت کا سبب ہو سکتی ہے۔ حد سے بڑھی ہوئی مترنم بحریں، انتخابِ کلام میں بے احتیاطی، بے جا موسیقیت کی آمیزش اور زرق برق لباس زیبِ تن کر کے لوگوں کے سامنے آنے کی روش نے ناقدین کی توپوں کا رخ تیزی سے اس جانب موڑ دیا ہے اور اس مقدس فن پر انگلیاں اٹھنے لگیں ہیں جن کو اساتذہ نے بڑی جانفشانی سے پروان چڑھایا اور اپنی شب و روز کی بھرپور محنت سے اس کی آبیاری کر کے لوگوں کے دلوں میں محبت رسول ﷺ کی لو کو تیز تر کیا۔ نعت پڑھنے والے کو کم از کم اس بات کا فہم و ادراک ہونا بہت ضروری ہے کہ میری نعت سننے کے بعد یا دوران سامعین کا دھیان صاحبِ نعت کی طرف ہونے کی بجائے کہیں اور جا رہا ہے تو اسے یہ سوچنا چاہیے کہ میں نعت کی کیا خدمت کر رہا ہوں۔ اسے کبھی خلوت

Marfat.com

میں بیٹھ کر یہ بھی سوچنا چاہیے کہ کہیں میں نے آداب نعت سے ناآشنا لوگوں کی طرف سے ملنے والی داد و تحسین کو ہی زندگی کا مقصد اور محض انہی کی دلجوئی کو مقصدِ حیات تو نہیں سمجھ لیا؟ اگر ایسا ہے تو پھر اپنے کردار و عمل کا محاسبہ کرنے کی فوری ضرورت ہے۔ آپ کو یہ بھی سوچنا ہوگا کہ آپ کے اسی رجحان کی وجہ سے لوگوں کو معاذ اللہ یہ کہتے بھی سنا گیا ہے کہ اب نعت اور گانے میں سوائے اشعار کی تبدیلی کے اور کیا فرق باقی رہ گیا ہے اور اس فکر کو پروان چڑھانے میں میڈیا کا کردار ہی سب سے زیادہ قابل اصلاح ہے جس نے اس پاکیزہ صنف کو بھی دوسری دنیاوی اصناف کی طرح کمرشل ازم کی نذر کر کے اس کی ساکھ کو بے پناہ متاثر کیا ہے۔

اب ان دونوں شعبوں یعنی نعت سننے اور نعت پڑھنے والوں کی موجودہ صورتحال کا مختصر جائزہ لینے کے بعد اور میڈیا کی حالیہ یلغار سے پیدا ہونے والے اثرات کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اس کی اصلاح بہر طور اور فی الفور درکار ہے تاکہ اس تاثر کو مزید بڑھنے سے روکا جا سکے کہ نعت خوانی بھی اب کمرشل ازم کی زد میں آگئی ہے۔ اب جہاں مسائل کی نشاندہی کر دی گئی ہے وہاں اس کے حل کی جانب قدم بڑھانا بھی ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

میری ناقص رائے میں ان دونوں شعبوں کی اصلاح صرف اور صرف میڈیا پر بیٹھے ہوئے سر کردہ افراد کی اصلاح سے ہی ممکن ہے۔ یہاں براجمان افراد کو اس حقیقت سے آنکھ نہیں چرانی چاہیے کہ ان کا کام کتنا اہم ہے اور اس کا اثر معاشرہ کتنی جلدی قبول کرتا ہے۔ اپنے آپ کو عقلِ کل سمجھنے کے زعم سے باہر نکل کر خود کو فروغِ نعت کے مشن کا ادنیٰ کارکن اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عام کرنے کا حقیر سپاہی سمجھنا شروع کر دیں تو حالات یکسر تبدیل ہو سکتے ہیں۔ اپنی ذات کے خول کو اتار کر صورت حال کا حقیقت کی آنکھ سے مشاہدہ کریں تو یہ تبدیلی اتنی تیزی سے ہی ممکن ہے جتنی تیزی سے پہلی تبدیلی عمل میں آئی۔ اس فن کی تقدیس و حرمت سامنے رکھتے ہوئے اس پر سے کمرشل ازم کی میل کو اتارنا ہو گا۔ ایسے افراد کو اپنی مجلس مشاورت کا حصہ بنانا ہوگا جو کلام کی جانچ پرکھ لب و لہجہ میں ادب آداب اور بحروں میں ایک متوازن ترنم شامل کرنے میں ان کی رہنمائی کریں تاکہ یہ قافلہ سود وزیاں سے بے نیاز ہو کر حسنِ عمل کو زادِ راہ بناتے ہوئے سوئے حجاز رواں دواں رہے۔

یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ لازوال دولت ہے جو دنیا و آخرت میں کامیابی کی کلید ہے اور نعت اس عشق کی کیفیت کو دو چند کرنے میں بے حد اثر پذیر ثابت ہوتی ہے۔ ہمارا آج کا نوجوان پہلے ہی مغربی میڈیا کی یلغار کی بدولت طرح طرح کی ذہنی اور نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہے جن کے شب و روز اسی فکر میں گزرتے ہیں کہ کسی طرح سے مسلمان

Marfat.com

نوجوانوں کو عشقِ رسول ﷺ کی حلاوت سے دور کر دیا جائے اور دنیاوی لذات اور نفسانی خواہشات کے پنجے میں اس مضبوطی سے جکڑ دیا جائے جس سے بچ نکلنا کسی طور ممکن نہ ہو کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہی جذبہ وہ قوت ہے جو انہیں اسلام اور ہادی برحق کی محبت میں سرشار اور پیوست رکھتا ہے ہم سب نے اس مشن کو آگے لے کر بڑھنا ہے کہ فروغ نعت کا کام محبت واطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آدابِ بارگاہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شبستان سے متصل رہے جس کی دلآویز مہک سے قیامت تک آنے والی نسلیں اپنے مشام جاں معطر کرتی رہیں۔

ان محرکات کی روشنی میں جن کا ذکر مختصر اوپر کیا گیا ہے میڈیا کے ذمہ دار افراد کو اپنا کردار حقیقت کی آنکھ سے دیکھ کر خود متعین کرنا ہے، صورت حال کے بگاڑ کا ضمیر کے آئینے میں جائزہ لے کر اس کی اصلاح کی حتی الامکان کوشش کرنی ہے اور ہر اس فرد کی حوصلہ شکنی کرنی ہے جو اس کے راستے میں کسی بھی طرح سے رکاوٹ بنتا ہو تا کہ آداب نعت بھی ملحوظ رہیں اور فروغ نعت کا کام بھی تیزی سے آگے بڑھ سکے۔

اندازِ بیاں گرچہ میرا شوخ نہیں ہے   شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

☆☆☆☆☆☆

باتوں سے خوشبو آئے

☆ استاد کی سختی باپ کے پیار سے بہتر ہے۔ ☆ جہاں تک ہو سکے شک وشبہ سے بچو۔ ☆ جھوٹ بولنے والا بالآخر رسوا ہوتا ہے۔ ☆ کسی دکھی انسان کا آنسو پونچھنا ہزاروں خون کے آنسو بہانے سے بہتر ہے۔ ☆ سب سے اچھا وقت وہ ہے جو عبادت میں گزرے۔ ☆ آسمان پر نگاہ ضرور رکھو، مگر یہ مت بھولو کہ پاؤں زمین پر ہی رکھے جاتے ہیں۔ ☆ گالی کا جواب گالی سے نہ دو، کیونکہ کبوتر کبھی کوے کی بولی نہیں بول سکتا۔ ☆ عورت کا سب سے قیمتی اور خوبصورت زیور اس کی شرم وحیاء ہے۔ ☆ جن لوگوں کے ذہن میں اچھے خیالات ہوں وہ کبھی تنہا نہیں رہتے۔ ☆ اگر تمہیں زندگی سے محبت ہے تو وقت سے محبت کرو۔ ☆ شخصیت کا نکھار انسان کی زبان میں پوشیدہ ہے۔

Marfat.com

نعتیہ خبریں

☆ فیصل آباد (ریاض احمد قادری) خادم کاروانِ نعت محمد یوسف ورک نے 9 فروری 2007ء جمعتہ المبارک کو خدمت نعت کے سلسلے میں شہر نعت (فیصل آباد) کا دورہ کیا۔ جہاں وہ محقق نعت ڈاکٹر پروفیسر افضال احمد انور کے درِ دولت پر حاضر ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب کا کاروان نعت کے لے ء نعت خوانی نمبر کا خصوصی مضمون حاصل کیا' یہاں پر خادم نعت اور حاجی محمد یٰسین مدنی بھی ان سے ملے۔ ان کی خدمت میں فقیر مصطفےٰ ﷺ امیر کا نیا نعتیہ مجموعہ ''ثنا ہے زندگی میری'' پیش کیا گیا' جمعتہ المبارک کی نماز انہوں نے گلفشاں کالونی میں ادارہ منہاج القرآن کی نوری مسجد میں ادا کی' پھر وہ ایم سی کمیونٹی کالج کوتوالی روڈ تشریف لائے جہاں انہوں نے طلبہ سے خطاب کیا۔ پھر وہ بٹالہ کالونی میں پروفیسر غلام رسول شوق مرحوم کی دوسری برسی میں منعقدہ نعتیہ محافل مشاعرہ میں بطور مہمان اعزاز شامل ہوئے۔ جہاں ان کی ملاقات نعت گویان شہر نعت (فیصل آباد) سے ہوئی' شعراء کرام نے کاروان نعت کیلئے اپنی نعتیں ان کی خدمت میں پیش کیں۔ اور یوں مختصر قیام کے بعد 10 فروری 2007ء رات 8 بجے لاہور کیلئے روانہ ہو گئے۔

☆ قومی سیرت ایوارڈ یافتہ نعت گو پروفیسر سجاد مرزا اور بزرگ نعت گو حضرت ثاقب عرفانی (برادر راسخ عرفانی مرحوم) حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرہ مند ہو کر وطن واپس آ چکے ہیں۔

☆ معتبر نعت گو علامہ قاری غلام زبیر نازش اور نوجوان نعت گو مزمل حسین مزمل کے اُردو نعتیہ مجموعے ترتیب و تدوین کے مراحل طے کر رہے ہیں اور عنقریب منصۂ شہود پر آ جائیں گے۔

☆ مستند نعت گو عزیز لودھیانوی مرحوم کے چھوٹے بھائی ذوالفقار علی زاہد مدت ملازمت پوری ہونے پر مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر کے عہدے سے ریٹائر ہو گئے۔

☆ اسلامی چینل ''حق ٹی وی'' کے گوجرانوالا مرکز نے حسن نعت کے مقابلے کا اہتمام کیا جس میں پچھتر (75) ثنا خوانوں نے حصہ لیا۔ مصنف اعلیٰ کے فرائض صدارتی ایوارڈ یافتہ نعت نگار پروفیسر فیض رسول فیضان نے انجام دیئے جبکہ دیگر مصنفین میں ڈاکٹر محمد اقبال شازلی' ڈاکٹر سعید احمد مجددی اور محمد نصر چٹھہ شامل تھے۔

Marfat.com

☆ مقامی چینل ''جی ٹی وی'' نے گذشتہ دنوں پروفیسر فیض رسول فیضان کی آواز میں اُنہی کی ایک نعت اور ایک منقبت ریکارڈ کی۔

☆ لاہور (محمد ندیم بھٹی) مؤرخہ 21 جنوری 2007ء بروز اتوار ہجویری اسٹیٹ ایجنسی کا شاندار افتتاح ہوا۔ منتظمین محفل شیخ ثاقب شہزاد' سید ڈاکٹر ظفر علی شاہ صاحبؒ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے افتتاح کیا۔

☆ لاہور (محمد ندیم بھٹی) مؤرخہ 22 جنوری 2007ء بروز پیر غلامان صدائے مدینہ محمد ندیم بھٹی صاحب کے آفس ساندہ گلی بھٹیاں کا افتتاح بشیر برادران اور محمد اعجاز بھٹی صاحب اور چیئرمین شیخ ثاقب شہزاد صاحب نے کیا۔

☆ معروف نعت گو و نعت خواں سید صبیح الدین صبح رحمانی کی زیر ادارت جاری نعت رنگ کا 19 واں شمارہ منظر عام پر آچکا ہے۔ شمارے کے حصول کے لیے کاروان نعت کے دفتر میں فوری رابطہ کریں۔

☆ ذکریا شیخ اشرفی کی زیر ادارت ''نعت نیوز'' کا نیا شمارہ تیاری کے آخری مراحل میں ہے۔

☆ فیصل آباد (ریاض احمد قادری) معروف نعت گو شاعر مبشر حسین فیضی 15 جنوری کو رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوگئے۔ ان کی بارات لاہور ٹاؤن شپ گئی۔ دعوت ولیمہ میں فقیر مصطفیٰ' سید شاہد حسین شاہد' حکیم محمد رمضان اطہر' ریاض احمد قادری نے شرکت کی۔

☆ فیصل آباد (ریاض احمد قادری) پروفیسر محمد سلیم قمر صدر شعبہ اُردو گورنمنٹ کالج سمن آباد کا اولین نعتیہ مجموعہ ''انوار نعت'' اشاعت کے آخری مراحل میں داخل ہوگیا ہے۔ یہ مجموعہ ربیع الاول کی مقدس ساعتوں میں اشاعت پذیر ہوگا۔

☆☆☆☆☆

''کاروان نعت'' کے قافلے میں شامل ہونے کیلئے ضروری ہے کہ آپ ہر سطح پر اس کی نمائندگی کریں۔ تاکہ وابستگان نعت کو ایک پلیٹ فارم پر یکجا کیا جاسکے۔

Marfat.com

خبرِ غم

☆ نعتیہ تخلیقات ''وسیلہ'' 1985ء اور ''وظیفہ'' 2001 کے خالق اور عاشق رسول ﷺ سید عاصم گیلانی گذشتہ دنوں راہی ملک عدم ہو گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

☆ لاہور (محمد یوسف ورک) محفل میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کراچی میں شہید ہونے والے عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ☆ حاجی محمد حنیف بلو 11 اپریل 2006ء ☆ حافظ محمد تقی 11 اپریل 2006ء ☆ محمد عباس قادری 11 اپریل 2006ء ☆ محمد افتخار بھٹی 11 اپریل 2006ء ☆ محمد اکرام قادری (اور دیگر) 11 اپریل 2006ء۔

نعت سے وابستہ احباب 2006ء میں ہم سے بچھڑے: ☆ محمد حنیف اسعدی' کراچی 2006ء ☆ ضیاء الحق قاسمی' لاہور 2006ء ☆ فدا حسین فدا' لاہور 8 فروری 2006ء ☆ صابر براری' کراچی 5 مئی 2006ء ☆ احمد ندیم قاسمی' لاہور 10 جولائی 2006ء ☆ فاروق نازاں' کراچی 2006ء ☆ ڈاکٹر منظور الحق مخدوم' حافظ آباد 2006ء ☆ سلیم اختر فارانی' گوجرانوالہ 2006ء ☆ نذیر حسین نظامی' لاہور 2006ء ☆ صوفی محمد ریاض قادری' خانیوال 2006ء۔

☆ حافظ محمد زین (نعت خواں) عمر 16 سال 21 دسمبر 2006ء کو ایک روڈ حادثے میں قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ نعت کے حوالے سے کئی سی ڈی بھی ریلیز ہو چکی ہیں۔ آپ کا تعلق لاہور کے علاقہ گارڈن ٹاؤن سے تھا۔

☆ لاہور (ادارہ) نہایت ہی اعلیٰ پائے کے خطیب' امام اور مستند درجہ کے حامل مدرس ''سلطان احمد فاروقی'' دسمبر 2006ء میں عالم بقا کو سدھار گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

☆ معروف ثنا خوان صوفی محمد رمضان فریدی کے ہم زلف کی والدہ انتقال کر گئیں۔

☆ فیض رسول فیضان (گوجرانوالا) ممتاز نعت گو محمد اقبال نجمی' ڈائریکٹر فروغ ادب اکیڈمی کی ہمشیرہ محترمہ انتقال کر گئیں مرحومہ نیک اور پرہیز گار خاتون تھیں۔

☆ لاہور (ادارہ) معروف نعت گو و محقق محترم ریاض حسین چودھری صاحب کی والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے 3 فروری 2007ء کو انتقال فرما گئیں۔

☆ لاہور (محمد ندیم بھٹی) گذشتہ دنوں صوفی محبوب عالم حقانی قادری چشتی کی زوجہ محترمہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔

☆ لاہور (محمد ندیم بھٹی) مورخہ 16 جنوری 2007ء شیخ فیروز الدین کے صاحبزادے شیخ عبدالرحمٰن قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔

☆ لاہور (محمد ندیم بھٹی) گذشتہ دنوں حاجی محمد نعیم (قاسم نعیم پرنٹنگ) کے والد محترم قضائے الٰہی سے

Marfat.com

انتقال فرما گئے۔

☆ لاہور (محمد ندیم بھٹی) گذشتہ دنوں معروف نعت خواں محمد افضال کامرانی قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ قارئین حضرات سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

☆ ملتان (محمد اسلم جاوید) ٹی وی ریڈیو کے ممتاز اور معروف نعت گو و نعت خواں محترم نور صابری جن کا تعلق شجاع آباد سے تھا انتقال فرما گئے ہیں۔

☆ ملتان (اسلم جاوید انصاری) ملک پاکستان کے ممتاز نعت خواں ریڈیو ٹی وی حافظ صابر حسین صابری (ملتان) بقضائے الٰہی انتقال فرما گئے ہیں۔

☆ فیصل آباد کے معروف نعت خواں و قاری جناب نور عالم چشتی صاحب کے والد محترم مرزا محمد شریف رحمتہ اللہ علیہ 10 فروری 2007ء کو قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ادارہ ''کاروانِ نعت'' ان کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اور ان کی بلندی درجات کیلئے دعا گو ہے۔

☆☆☆☆☆☆

خوشبو ہے دو عالم میں تیری اے گل چیدہ
کس منہ سے بیاں ہو ترے اوصاف حمیدہ
تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں
دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ
(حفیظ تائبؒ)

☆☆☆☆☆

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے
انہیں کی بو مایہ سمن ہے، انہی کا جلوہ چمن چمن ہے
انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے
(اعلیٰحضرت امام احمد رضا خانؒ)

☆☆☆☆☆

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا:
مسلمانوں کو ہر تکلیف اور پریشانی پر اجر ملتا ہے حتیٰ کہ تسمہ ٹوٹ جانے پر بھی اجر ملتا ہے۔

Marfat.com

محافل نعت

☆ فیصل آباد (ریاض احمد قادری) معروف پنجابی شاعر پروفیسر غلام رسول شوق مرحوم و مغفور کی دوسری برسی کے موقع پر بزم عندلیبان شہر نعت فیصل آباد کے زیر اہتمام نعتیہ محفل مشاعرہ کا انعقاد کیا گیا صدر محفل ڈاکٹر شوکت علی قمر' مہمان خصوصی منظر فارانی اور مہمان اعزاز (بانی نعت لائبریری شاہدرہ) محمد یوسف ورک لاہور تھے۔ نقابت علی شیر اختر مرزا نے فرمائی۔ شرکا میں پروفیسر شبیر احمد قادری پروفیسر عبدالمجید' علی تیمور' ضیغم علی خرم' محمد علی بابر' ڈاکٹر محمد اقبال شاہد اور محمد اقبال بیگ تھے۔

محفل مشاعرہ میں درج ذیل شعرا نے اپنا کلام پیش کیا:

طارق محمود طارق' علی شیر اختر مرزا' ڈاکٹر اقبال ناز' محمد مسلم محرم' محمد رفیق قادری' زاہد بلالی' صوفی حمید علی حمید نقشبندی' ڈاکٹر اظہار احمد گلزار' محبوب نظامی' محمد سلیم شاہد' ریاض احمد قادری' کوثر علیمی' کوثر علیمی' منظور احمد ثاقب' منظر فارانی' منظر فارانی' ڈاکٹر شوکت علی قمر۔

☆ لاہور (محمد یوسف ورک) محفل میلاد مصطفیٰ 20 جنوری 2007ء بعد نماز عشا محمد زاہد نقشبندی کے ہاں منعقد ہوئی۔ صدارت تاج دین بھٹی' تلاوت حاجی امام بخش اور نقابت محمد یوسف ورک کی تھی۔ ہدیہ نعت پیش کرنے والوں میں محمد شائق اشرف' رائے محمد جاوید' حاجی رانا محمد اشرف' محمد زاہد نقشبندی' سردار احمد قادری' جویریہ زاہد' حسان جاوید' عامر اقبال' کشف شاہد' شمعون آفتاب احمد نقوی تھے۔

☆ لاہور (محمد یوسف ورک) محفل میلاد مصطفیٰ 27 جنوری 2007ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء ہارون احمد نقوی (فرزندار جمند ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی شہید) کے ہاں منعقد ہوئی۔ صدارت حاجی رائے محمد یعقوب کھرل تلاوت قاری محمد افضل اور نقابت محمد یوسف ورک کی تھی۔ خصوصی آمد سید مطیع اللہ شاہ بخاری' اویس اسرار احمد نقوی اور ایڈیٹر سہ ماہی مہر تاباں الحاج میاں محمد اقبال زخمی کی تھی۔ نعت سرا سے مہتاب احمد نقوی' محمد عابد نقوی' رانا علی حسن' رانا شفقت علی شاہد' علی حسن بھٹی' سید ذیشان احمد بخاری' محمد سردار احمد قادری' سلامت علی قادری' تنویر احمد فاروق اقبال' عامر اقبال' حافظ ندیم احمد' رائے محمد جاوید' عرفان احمد نقوی علاوہ ازیں

Marfat.com

رانا فرخ ایاز شرف نے شہدائے کربلا کے حضور منقبت پیش کی مصرع تھا ''گلشن فاطمہ کے تھے سارے گلاب ریت پر'' اور شمعون آفتاب احمد نقوی نے (اپنے ماموں محمد امین علی نقوی فیصل آباد کا) نعتیہ کلام پیش کیا۔ یہ محفل غیر معمولی صورت اختیار کر گئی کیونکہ رانا عبدالقیوم نے آفتاب احمد نقوی کی تخلیق ''اوج'' کے حوالے سے گفتگو فرمائی جبکہ ایڈیٹر سہ ماہی مہر تاباں الحاج میاں محمد اقبال زخمی نے آفتاب نقوی شہید کا مقالہ ''پنجابی نعت'' پر بھرپور تبصرہ کیا۔ بعد میں میزبان محفل ہارون احمد نقوی نے حاضرین کی غیر معمولی تواضع فرمائی اختتامی دعا سید مطیع اللہ شاہ صاحب نے مخصوص انداز میں فرمائی۔

☆ لاہور (محمد یوسف ورک) بزم غلامان مصطفیٰ جیا موسیٰ شاہدرہ کے زیر اہتمام ہفت روزہ محفل میلاد 28 جنوری 2007ء صبح 8 بجے حاجی رانا محمد اشرف راجا کالونی کے ہاں منعقد ہوئی۔ صدارت حاجی رائے محمد یعقوب کھرل کی نقابت بانی محفل الحاج میاں محمد اقبال زخمی کی تھی۔ نعت سرا تھے' محمد شعیب' رانا محمد اشرف' فتح محمد' عدیل ارشد' فاروق اقبال' محمد یوسف ورک' نشان علی' وکیل احمد' رانا فرخ ایاز اشرف' رانا شفقت علی شاہد اور آخر میں خطاب حاجی محمد یعقوب کا تھا۔

☆ لاہور (محمد یوسف ورک) خصوصی محفل میلاد' کاروان رضائے مصطفیٰ اور بزم غلامان مصطفیٰ کے اشتراک سے حافظ ندیم احمد کے ہاں احاطہ بخشی رام شاہدرہ میں 28 جنوری 2007ء بروز اتوار دن ساڑھے گیارہ بجے منعقد ہوئی۔ صدارت: امام و خطیب جامع مسجد تھانہ شاہدرہ محمد سلیم صاحب اور نقابت محمد یوسف ورک اور تلاوت قاری محمد افضل نے کی۔ نعت خوان تھے حاجی رانا محمد اشرف' صوفی خلیل احمد' فاروق اقبال' عدیل ارشد' رانا شفقت علی شاہد' مہتاب احمد نقوی' قاری محمد قاسم' عامر اقبال' محمد سردار احمد قادری' رانا فرخ ایاز اشرف' مبشر علی قادری' ارسلان احمد' محمد یونس اور الحاج محمد اقبال زخمی تھے۔

☆ لاہور (محمد یوسف ورک) کاروان رضائے مصطفیٰ شاہدرہ کے زیر اہتمام رانا عبدالقیوم جمال پارک شاہدرہ کے ہاں محفل 29 جنوری 2007ء بروز پیر بعد نماز عشا منعقد ہوئی۔ صدر محفل الحاج محمد امیر قادری شکوری (افسر شعبہ حج لاہور) تھے اور تلاوت قرآن کریم کی سعادت قاری محمد افضل نے حاصل کی جبکہ ناظم محفل محمد یوسف ورک تھے۔ ہدیہ نعت پیش کرنے والوں میں علی حسن بھٹی' الحاج محمد امیر قادری شکوری' حاجی رانا محمد اشرف شمعون آفتاب احمد نقوی' محمد زاہد نقشبندی' ملک محمد اشرف' محمد اویس امیر' عرفان احمد نقوی اور رانا فرخ ایاز

Marfat.com

اشرف بعد میں شہدائے کربلا کے موضوع پر خطاب جناب حاجی رائے محمد یعقوب نے کیا۔ صاحب خانہ نے اختتام پر حاضرین کی غیر معمولی تواضع فرمائی۔

☆ لاہور (محمد یوسف ورک) کاروان رضائے مصطفیٰ شاہدرہ کے زیر اہتمام حاجی عبدالرشید شاہدرہ کے ہاں محفل 30 جنوری 2007ء بروز منگل بعد نماز عشا منعقد ہوئی۔ صدر محفل محمد یٰسین تھے اور تلاوت قرآن کریم کی سعادت قاری محمد افضل نے حاصل کی۔ نقیب محفل محمد یوسف ورک تھے حضور کی بارگاہ اور شہدائے کربلا کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرنے والوں میں علی حسن بھٹی محمد یونس، علی ارسلان، الحاج محمد امیر قادری شکوری شمعون آفتاب احمد نقوی، عامر اقبال، فاروق اقبال، محمد زاہد نقشبندی اور اصغر عرفان احمد نقوی نے خطاب کیا۔ محترم حاجی رائے محمد یعقوب کھرل کا اور آخر میں دعا میاں محمد اقبال زخمی نے فرمائی۔

☆ لاہور (محمد سلیم چٹھہ) 16 دسمبر 2006ء بروز ہفتہ ٹاؤن شپ میں محفل نعت ہوئی۔ جس میں قاری محمد نصیر طارق صاحب خطیب امام مسجد اتفاق (ماڈل ٹاؤن) نے تلاوت کلام پاک کی۔ دلیر اعظم، سید ہاشمی نے نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی۔ جناب مختار احمد صدیقی صاحب نے اپنے استاد محترم ظہوری صاحب کا کلام پیش کیا۔ جناب شہباز قمر فریدی صاحب نے اپنا مخصوص کلام ''میرے آقا آؤ کہ مدت ہوئی ہے اور زمین میلی نہیں ہوتی زمن میلا نہیں ہوتا'' پیش کیا۔ انتظامیہ کے اہم رکن عظیم انسٹیٹیوٹ کے چیئر مین جناب محمد عظیم اعوان نے نمائندہ کاروان نعت کو بتایا کہ یہ محفل نعت ذکر رسول ﷺ کے نام سے پہلی بار منعقد ہوئی ہے۔ الحاج حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نیریاں شریف اور پروفیسر ڈاکٹر سجاد الرحمٰن صاحب آستانہ عالیہ بگھیار شریف کہوٹہ کے خطابات اور قاری محمد الطاف نیروی نائب خطیب داتا دربار لاہور نے شجرہ پیش کیا۔ مولانا عبدالغفور الوری صاحب نے بھی خطاب فرمایا اس محفل کا مکمل انتظام جناب فرید احمد خان ناظم UC-133 نے کیا۔ سٹیج کے قریب معذور افراد کے لیے جگہ مختص کی گئی تھی۔ جناب قاری محمد یوسف عدیل صاحب فیصل آباد سے جناب مبارک علی قادری کی نقابت کا بھی اپنا ہی رنگ تھا۔ محفل میں سردی سے بچاؤ کا مکمل انتظام تھا۔

☆ لاہور (محمد سلیم چٹھہ) 16 دسمبر 2006ء انجمن جان نثارانِ مصطفیٰ کی جانب سے ایک محفل نعت مسجد رفاہ عام چھوٹی جنازگاہ مین بازار مزنگ میں ہوئی جس کی صدارت پیر محمد طارق نوشاہی قادری نے کی۔ مسجد ہذا کے خطیب نے تلاوت کلام پاک کی۔ مقامی نعت خوان

Marfat.com

حضرات نے اپنا اپنا کلام پیش کیا۔ انتظامیہ کے اہم کارکن جناب شمس بیگ کونسلر UC-79 نے نمائندہ کاروان نعت کو بتایا کہ جناب خان محمد قادری صاحب اور جناب مرغوب احمد ہمدانی صاحب مصروفیات کی وجہ سے نہ آ سکے۔ سید اوصاف علیشاہ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں رباعیاں اور میاں محمد بخش صاحب کا کلام پیش کیا۔

☆ لاہور (محمد سلیم چٹھہ) 4 جنوری 2007ء بروز جمعرات گارڈن ٹاؤن میں محفل نعت منعقد ہوئی۔ قاری امیر عالم صاحب خطیب جامع مسجد جیون ہانہ نے تلاوت کلام پاک کی۔ جناب محمد یونس چشتی صاحب نے ماں کی شان میں کلام پیش کیا۔ جناب اختر حسین قریشی صاحب نے استاد ظہوری کا کلام ''اکھیاں دے دیوے بال کے راہواں سجالواں''۔ ذکر رسول پاک دی محفل سجالواں'' پیش کی اور ماں کی شان میں کلام پیش کیا۔ جناب سید اوصاف علیشاہ صاحب نے اپنے کلام کا آغاز رباعی سے کیا۔ آخر میں میاں محمد بخش صاحب کا کلام پیش کیا۔ جناب مختار احمد صدیقی صاحب جو کہ اس محفل میں نقابت کے فرائض بھی دے رہے تھے۔ انہوں نے بھی ماں کی شان کے حوالے سے کلام پیش کیا۔ حافظ محمد ندیم صاحب نے اللہ ہو اللہ ہو بندے ہر دم اللہ ہو بہت اچھے انداز سے پیش کیا۔ آخر میں درود و سلام پر محفل کا اختتام ہوا۔

☆ لاہور (محمد سلیم چٹھہ) محفل نعت 10 جنوری 2007ء چوہدری محمد ایاز محمود صاحب نے اپنی صاحبزادی نمرہ ایاز کے ناظرہ قرآن پاک مکمل کرنے پر محفل نعت کا اہتمام کیا۔ جناب قاری محمد علی صاحب نے تلاوت کلام پاک کی۔ نمرہ ایاز نے ایک نعت شریف پڑھی۔ جناب فیضان طارق اور غفران طارق نے اللہ ہو اللہ ہو کا ورد کیا۔ ''سوہنیا میری سن لے صداواں۔ مرے آقا میں وی مدینے آواں'' اور ''میں تیرے تاں دیاں دیواں صداواں یا رسول اللہ'' پیش کی۔ جناب شہزاد حنیف مدنی صاحب نے ''آئے منگتا تو اسے سلطان بنا دیتے ہیں آئے دشمن بھی تو چادر بچھا دیتے ہیں'' ''کعبے کی رونق کعبے کا منظر اللہ اکبر اللہ اکبر'' ''راتیں بھی مدینے کی باتیں بھی مدینے کی'' ''محمد دوسرا کوئی نہیں ہے نہیں ہے آپ سا کوئی نہیں ہے'' ''کرم کی جب نظر ہوگی مدینے ہم بھی جائیں گے'' ''حبیب خدا کا نظارہ کروں میں۔ یہ جان ان پہ نثاراں کروں میں'' ''غلاف کعبہ تھا میرے ہاتھوں میں۔ زبان خاموش دل التجاؤں میں تھا'' ''کھویا کھویا ہے دل ہونٹ چپ آنکھ نم ہیں مواجہ پہ ہم'' اور دیگر مختصر نعتیں اور درود و سلام پیش کیا۔ آخر میں روضہ مبارک میں استعمال ہونے والے جھاڑو کی زیارت بھی کرائی

Marfat.com

گئی۔ نقابت جناب محمد سلیم رضا قادری نے کی دوران نقابت دیگر موضوعات میں غازی علم دین شہید کا واقع بھی پیش کیا۔

☆ لاہور (محمد یوسف ورک) بزم غلامان مصطفیٰ جیا موسیٰ شاہدرہ اور کاروان رضائے مصطفیٰ شاہدرہ کے اشتراک سے الحاج محمد جاوید کی رہائش پر اُن کے تعاون سے محفل میلاد مصطفیٰ بروز اتوار صبح 8 بجے مؤرخہ 14 جنوری 2007ء راجا کالونی شاہدرہ میں انعقاد پذیر ہوئی۔ بزم غلامان مصطفیٰ کے بانی محمد اقبال زخمی صاحب کی زیر نظامت ہونے والی اس محفل کی صدارت مولانا محمد اسلم چشتی سیالوی کی تھی تلاوت کی سعادت میزبان محفل کے والد گرامی حاجی محمد یعقوب کھرل نے حاصل کی۔ نعت سراؤں میں تھے عرفان نوید' فاروق اقبال' حاجی شیخ محمد آصف' محمد اقبال امجد' وکیل احمد' رانا محمد اشرف' رانا علی حسن' رانا شفقت علی شاہد' صوفی خلیل احمد' محمد یوسف ورک' الحاج محمد جاوید اقبال' حسان جاوید' فتح محمد' فرخ ایاز اشرف' الحاج محمد امیر قادری شکوری' عامر اقبال' امجد اقبال مغل' محمد اقبال پٹواری' عابد حسین' ڈاکٹر ابرار احمد' ملک محمد سرور اعوان' محمد زاہد نقشبندی اور آخر میں غیر معمولی تواضع کی گئی۔

☆ لاہور (محمد یوسف ورک) کاروان رضائے مصطفیٰ شاہدرہ لاہور کے زیر اہتمام پندرہ روزہ محفل میلاد اور خصوصی محفل گیارہویں شریف حاجی عبدالرشید کمبوہ راجا کالونی کے ہاں یکم جنوری 2007ء منعقد ہوئی۔ نقیب محفل محمد یوسف ورک قادری تھے۔ تلاوت کی سعادت الحاج محمد امیر قادری شکوری نے حاصل کی۔ صدر محفل محترم فتح محمد تھے۔ قربانی کے حوالے سے گفتگو حاجی رائے محمد یعقوب کھرل نے فرمائی ثنا خوانان رسول رانا علی حسن' رانا شفقت علی شاہد' فتح محمد' الحاج محمد امیر قادری شکوری اور محمد یوسف ورک قادری تھے

☆ لاہور (محمد ندیم بھٹی) مؤرخہ 10 جنوری 2007ء فضل دین ہاؤس میں ایک عظیم الشان محفل میلاد منعقد ہوئی۔ محفل کا آغاز جناب قاری محمد علی قادری صاحب نے تلاوت قرآن مجید سے کیا۔ نقابت کے فرائض جناب سلیم رضا قادری صاحب نے ادا کیے۔ صدر محفل جناب چوہدری ایاز محمود تھے۔ مہمان خصوصی حاجی محمد رفیع قادری صاحب' چوہدری ذوالفقار صاحب' شیخ ثاقب شہزاد اور محمد اعجاز مغل صاحب تھے۔ ثناء خواں الحاج محمد شہزاد حنیف مغل مدنی صاحب اور شیخ برادران نے آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت پیش کیے۔ جناب شہزاد مدنی صاحب نے جب اپنے مخصوص انداز میں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پھول نچھاور کرنے کا آغاز کیا تو پھولوں اور

Marfat.com

نوٹوں کی بارش شروع ہوگئی۔ پھولوں اور نوٹوں کی بارش کسی صورت بھی درست عمل نہیں ہے۔ ہم اُمید کرتے ہیں احباب آئندہ نعتیہ آداب کا خیال رکھیں گے۔

☆ لاہور (محمد ندیم بھٹی) مؤرخہ 14 جنوری 2007ء غلامانِ صدائے مدینہ کے زیرِ اہتمام ماہانہ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد جہانگیر عطاری صاحب کی رہائش گاہ نیو چوبرجی پارک لاہور منعقد ہوئی۔ محفل کا آغاز حافظ نثار سیالوی صاحب نے تلاوت قرآن مجید سے کیا۔ بعد ازاں ثناء خواں بشیر برادران، اسلم ہجویری صاحب، زبیر عطاری صاحب نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں گلہائے عقیدت نچھاور کیے۔ مہمان خصوصی جناب شیخ ثاقب صاحب اور محمد اعجاز بھٹی صاحب تھے۔

☆ لاہور (محمد ندیم بھٹی) مؤرخہ 5 جنوری 2007ء شیر ربانی الیکٹرونکس سٹور برانڈرتھ روڈ لاہور کی افتتاحی تقریب کے موقعہ پر شاندار محفل میلاد منعقد کی گئی۔ محفل کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا۔ نعت خوانی بشیر برادران اور مقصود برادران نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت پیش کیا۔ افتتاح شیخ محمد یونس اور بشیر برادران نے کیا۔

☆ لاہور (محمد ندیم بھٹی) حضرت بابا گنج شکر کے عرس کی تقریبات کیلئے شاہ امین الدین (عرف) صابر پیا گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی 17 جنوری 2007ء بروز بدھ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پیدل سفر پاکپتن شریف کیلئے روانہ ہوئے۔ اُن کی روانگی سے پہلے محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعقد ہوئی۔ نعت خواں گلزار پارٹی اور بشیر برادران نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت پیش کیے۔ اختتام پر لنگر تقسیم کیا گیا۔

☆ لاہور (محمد ندیم بھٹی) مؤرخہ 31 دسمبر 2006ء بروز اتوار بعد از نماز عشاء غلامان صدائے مدینہ کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان محفل میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسلسلہ گیارہویں شریف منعقد کی گئی جس کی صدارت سرپرست حاجی شیخ محمد رفیع قادری صاحب نے کی۔ محفل کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا۔ بعد ازاں ملک کے نامور نعت خوانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت پیش کیے۔ مہمانانِ خصوصی میں چیئرمین غلامان صدائے مدینہ شیخ ثاقب شہزاد صاحب، چوہدری ذوالفقار صاحب، چوہدری ایاز محمود صاحب اور شیخ وحید صاحب نے شرکت کی۔ ٹھیک 12 بجے رات خصوصی دعا فرمائی

Marfat.com

گئی جس میں ملک پاکستان کی سلامتی غلامانِ صدائے مدینہ اور کاروان نعت کی ترقی کے لیے دعا کی گئی۔ آخر میں لنگر تقسیم کیا گیا۔

☆ لاہور (محمد ندیم بھٹی) مورخہ 21 جنوری 2007ء بسلسلہ آمد نیا سال محرم الحرام'' کاروان نعت'' کی پہلی سالگرہ کے موقع پر غلامانِ صدائے مدینہ کے زیراہتمام ایک عظیم الشان محفل میلاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انعقاد سانده کلاں میں کیا گیا۔ جس کی صدارت غلامانِ صدائے مدینہ کے چیئرمین جناب ثاقب شہزاد نے کی اور نگران محمد ندیم بھٹی تھے۔ محفل کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا۔ بعد ازاں معروف نعت خواں حاجی محمد شہزاد حنیف مدنی، شیخ ثاقب شہزاد اور بشیر برادران نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت پیش کیے۔ مہمانانِ خصوصی ڈاکٹر سید ظفر علی شاہ صاحب، چوہدری ذوالفقار صاحب، محمد اعجاز بھٹی صاحب، محمد ارشاد صاحب، آصف بھٹی صاحب نے شرکت کی اور کاروان نعت کے درج ذیل رپورٹرز کی دستار بندی کی۔ غلام مصطفیٰ، شیخ عبدالوحید، سلیم چٹھہ اور محمد منیر، آخر میں کاروان نعت کی سالگرہ کے موقع پر کیک کاٹا گیا اور بعد میں دعا کی گئی۔

☆ لاہور (محمد ندیم بھٹی) مورخہ 31 دسمبر 2007ء بروز اتوار اسلامک فرینڈز پاکستان کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان محفل میلاد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انعقاد کیا گیا۔ محفل کا آغاز قاری محمد علی قادری صاحب اور قاری محمد مزمل اشرف صاحب نے تلاوت قرآن مجید سے کیا۔ نقابت کے فرائض احسان احمد ہمدانی صاحب نے انجام دیئے۔ بعد ازاں ثناء خوانان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جناب حافظ مرغوب احمد ہمدانی صاحب، الحاج محبوب احمد ہمدانی صاحب، حسان احمد ہمدانی صاحب، محمد سرفراز حجازی صاحب، صاحبزادہ احسن رضا اویسی صاحب، اصغر علی چوہدری صاحب، ملک شہزاد صاحب اور رحمان شبیر چوہدری صاحب نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت پیش کیے۔

☆ لاہور (محمد ندیم بھٹی) مورخہ 19 جنوری 2007ء انمول بینکوئٹ ہال گلشن راوی لاہور ایک عظیم الشان محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیر سرپرستی جناب حاجی قاری غلام مرتضیٰ قادری صاحب منعقد کی گئی۔ محفل کی صدارت حاجی ضیاء الدین صاحب نے کی۔ محفل کا آغاز زینت القراء قاری عبدالغفار جہلمی صاحب نے تلاوت قرآن مجید سے کیا۔ نقابت کے فرائض قاری محمد آصف صاحب نے انجام دیئے۔ بعد ازاں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

وسلم کی بارگاہ میں ثناء خوانان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب حافظ مرغوب احمد ہمدانی صاحب' خالد محمود یوسفی صاحب' حاجی محمد یاسر صاحب' جناب محرم علی صاحب' محمد عثمان صاحب' محمد ناصر خان صاحب' محمد نعیم صاحب اور ننھی نعت خواں باجی عائشہ نے گلہائے عقیدت پیش کیے۔ مہمانانِ خصوصی میں حاجی ضیاء الدین صاحب' حاجی نذر محمد صاحب' حاجی عبدالرحمٰن صاحب واہلیہ حاجی محمد شفاء صاحب' حاجن بی بی صداقت بیگم صاحب اور حاجن بی بی نسیم اختر صاحبہ شامل ہیں۔ آخر میں طعام وتبرک' آب زم زم' کھجور اور لنگر تقسیم کیا گیا۔

☆ فیصل آباد (ریاض احمد قادری) انجمن فقیران مصطفیٰ کی مسلسل 42 ویں نعتیہ محفل مشاعرہ اعوان نعت محل میں منعقد ہوئی۔ صدارت بزرگ شاعر شوکت نسیم اخگر ایڈووکیٹ نے کی۔ مہمانانِ اعزاز میاں محمد علی بلوچ ای ڈی او ریونیو اور علامہ نادر جاجوی تھے۔ تلاوت محمد سلیم محرم اور قاری محمد اسماعیل عاجز نقشبندی نے کی۔ محفل مشاعرہ میں نعتیہ کلام اور سلام بحضور شہدائے کربلا پیش کیا گیا۔ شرکائے مشاعرہ میں کاروان نعت کا شمارہ تقسیم کیا گیا۔ اس اجلاس میں محمد شریف کنجاہی مرحوم ومغفور اور بیدل پانی پتی کی روح کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی۔ مشاعرہ کے اختتام پر شرکاء میں لنگر تقسیم کیا گیا اور علامہ نادر جاجوی نے صدر محفل شوکت نسیم اخگر کی خدمت میں ''توصیف مصطفیٰ ایوارڈ'' پیش کیا گیا۔ مشاعرہ میں درج ذیل شعراء کرام نے اپنا کلام پیش کیا: محمد سلیم محرم' محمد عادل گلزار' ڈاکٹر محمد اقبال شاہد' ڈاکٹر محمد اقبال ناز' عبدالخالق تبسم' طارق محمود' پروفیسر قمر الزمان قمر قادری' عنایت علی عنایت' حکیم محمد رمضان اطہر' نوید صابر انجم' ریاض احمد قادری' میاں عادل حسین' محمد یوسف ملک' طالب حسین کوثری' سید مظہر گیلانی' محمد سلیم شاہد' محمد افضل خاکسار' ڈاکٹر اقبال فیصل آبادی' حافظ عبدالرحمٰن انجم (ساہیوال)' سید شاہد حسین شاہد' فقیر مصطفیٰ امیر' بسمل شمسی' علامہ نادر جاجوی' شوکت نسیم اخگر (ایڈووکیٹ)۔

☆ (ادارہ) سید ہجویر نعت کونسل کے زیر اہتمام چھٹے سال کا دوسرا (62 واں) ماہانہ نعتیہ مشاعرہ چوپال ناصر باغ لاہور میں یکم فروری 2007ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ طرح مصرع فدا حسین فدا (مرحوم) کا ''تخلیق کائنات تجلی ناز ہے'' تھا۔ مہمان خصوصی فدا حسین فدا (مرحوم) کے فرزند ارجمند طاہر ابدال طاہر تھے۔ مہمان اعزاز علامہ شہزاد مجددی اور نقیب محفل راجا رشید محمود تھے۔ صدارت پروفیسر ڈاکٹر امتیاز احمد مغل شعبہ عربی گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور نے کی۔

Marfat.com

☆ محمد حنیف نازش (کامونکی) علامہ محمد بشیر رزمی تنویر پھول (کراچی) اور محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری (حسن ابدال) کا کلام نقیب محفل راجا رشید محمود نے خود پیش کیا جبکہ لاہور سے درج ذیل شعرا کرام نے اپنا ہدیہ عقیدت بارگاہ سرور کونین علیہ وسلم میں پیش کیا۔ اسلام شاہ' اشفاق فلک' محمد طفیل اعظمی' ضیا نیر' محمد ابراہیم عاجز قادری' بشیر رحمانی' محمد یونس حسرت امرتسری' غلام زبیر نازش گوجرانوالہ' علامہ شہزاد مجددی اور رفیع الدین ذکی قریشی۔ آخر میں علامہ محمد بشیر رزمی صاحب کی صحت یابی کے لیے خصوصی دعا کی گئی۔

☆ (محمد یوسف ورک) سید ہجویر نعت کونسل کے زیر اہتمام ماہانہ طرحی نعتیہ مشاعرہ چوپال ناصر باغ لاہور میں 4 جنوری 2007ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب زیر صدارت سید حسن عسکری کاظمی (خالق نعتیہ مجموعہ سرور کائنات) انعقاد پذیر ہوا۔ مہمان خصوصی محمد یوسف نگینہ خطاط العصر تھے نقابت حسب معمول مدیر ماہنامہ نعت لاہور محترم راجا رشید محمود کی تھی۔ تلاوت کی سعادت رفیع الدین ذکی قریشی نے حاصل کی۔ شیر افضل جعفری مرحوم کی نعت کا طرحی مصرع ''میری دعا کے گلے میں اثر کا ہار درود'' ہر شعرا کرام نے پہلے حمد باری تعالیٰ اور پھر نعت رسول مقبول پیش کی لاہور سے باہر کے شعرا کرام کی نعتیں نقیب محفل راجا رشید محمود نے خود پیش کیں۔ نعت گو اور حمد پیش کرنے والے درج ذیل شاعر تھے۔ حمد باری تعالیٰ ادا کرنے والوں میں راجا رشید محمود' عقیل اختر' رفیع الدین ذکی قریشی اور یونس حسرت امرتسری تھے جبکہ نعت گویان میں ان کے علاوہ جعفر بلوچ' بشیر رحمانی' صادق جمیل' شہزاد مجددی' قاری غلام زبیر نازش' محمد ابراہیم عاجز قادری' سالار مسعودی' تنویر پھول (نیویارک)' محمد حنیف نازش قادری (کامونکی)' محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری (حسن ابدال)' آسی سلطانی (کراچی)' پروفیسر ریاض احمد قادری (فیصل آباد)۔ آخر میں دعا قاری صادق جمیل نے فرمائی اور اختتام پر حاضرین کی پروقار تواضع کی گئی۔

☆ ڈاکٹر مخدوم رضوی کے ہاں محفل مسالمہ منعقد ہوئی جس میں اعجاز مانی' طاہر خیال' اسحاق بسمل' مرزا نعیم ساغر بیگ' غلام زبیر نازش' فیض رسول فیضان اور دیگر شعراء نے شرکت کی۔

☆ فیصل آباد (ریاض احمد قادری) شہر نعت فیصل آباد کی مدحت شعار اور عقیدت طراز فضاؤں میں درود و نعت کے نغمے گونجتے رہے۔ اور ہر روز ہر شب یادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گزری۔ اس شہر کے در و دیوار رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت اور توصیف میں مصروف تھیں۔ انجمن فقیران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی 41 ویں مسلسل نعتیہ محفل مشاعر

Marfat.com

اعوان نعت محل غلام محمد آباد میں منعقد ہوئی۔ صدارت سید علی زلفی نے کی۔ اس بار انہی کا طرح مصرعہ "مدینے کے سفر کی آرزو ہے" رکھا گیا تھا۔ نقابت ریاض احمد قادری نے کی۔ شرکاء میں شیخ حمید تبسم، خاور نجیب لودھی، اقبال ناز، سلیم شاہد، منظر فارانی، بشیر مسعود، فیضی، حکیم محمد رمضان، اطہر یوسف ملک، سید شاہد حسین شاہد علی شیر اختر مرزا، ڈاکٹر اقبال فیصل آبادی، فضل کریم فضل، پروفیسر قمر الزمان قمر قادری، امیر نواز امیر فقیر مصطفیٰ، حنیف نازش قادری، قاری زبیر نقشبندی، صوفی حمید علی حمید نقشبندی، قاری محمد اسماعیل عاجز شامل تھے۔ آخر پر سید علی زلفی کو انجمن فقیران مصطفیٰ نعت ایوارڈ پیش کیا گیا۔

☆ فیصل آباد (ریاض احمد قادری) نعت گو شاعر پروفیسر عظمت اللہ خان عظمت مرحوم کی پانچویں برسی پر نعتیہ محفل مشاعرہ پرائم ہوٹل میں 27 دسمبر کو منعقد ہوئی۔ صدارت عصمت اللہ خان نے کی۔ مہمان خصوصی شہادت احمد خان اور ڈاکٹر مصدق تھے۔ نقابت ریاض احمد قادری نے کی۔ نعتیہ کلام سنانے والوں میں پروفیسر قمر الزمان قمر قادری، علی شیر مرزا، سید شاہد حسین شاہد، قاری نور عالم چشتی، حکیم محمد رمضان اطہر، حکیم کوثر نظامی، بشیر قادری، ڈاکٹر اظہار گلزار حبیب لودھی، جاوید اطہر، یوسف ملک، گلزار عادل، احمد شہباز خاور، ریاض احمد پرواز، اقبال گوریجہ، ڈاکٹر اعجاز تبسم، ریاض احمد ریاض، ذیشان احمد خان، میاں عادل حسین شامل تھے۔ عظمت اللہ خان کے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھائی گئی اور قرآن خوانی کی گئی۔

☆ فیصل آباد (ریاض احمد قادری) ادب سرائے کے زیر اہتمام احمد شہباز قادر کی نئی رہائش گاہ واٹر سپلائی سٹیشن جوہر کالونی شیخوپورہ روڈ پر نعتیہ محفل مشاعرہ حکیم محمد رمضان اطہر کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ نقابت ریاض احمد قادری نے کی۔ شرکاء میں اقبال گوریجہ، ریاض پرواز، حبیب لودھی، جاوید اطہر، علی شیر اختر مرزا، احمد شہباز خاور، الحاج حنیف نازش قادری (بذریعہ ٹیلی فون)، یوسف ملک شامل تھے۔

☆ فیصل آباد (ریاض احمد قادری) بزم عندلیبان، شہر نعت کی نعتیہ محفل مشاعرہ سپلائی گیس کالونی میں منعقد ہوئی۔ صدارت انجینئر محمد طاہر نے کی۔ مہمان خصوصی پروفیسر قمر الزمان قمر قادری تھے۔ شرکاء میں ریاض احمد قادری، سید شاہد حسین شاہد، علی شیر اختر مرزا، جاوید اطہر، یوسف ملک، حبیب لودھی، محمد سلیم محرم، فراز کامل اور ڈاکٹر اظہار احمد گلزار شامل تھے۔

☆ فیصل آباد (ریاض احمد قادری) بزم عندلیبان شہر نعت کی نعتیہ محفل مشاعرہ پنجاب کالج آف کامرس میں منعقد ہوئی۔ صدارت پروفیسر قمر الزمان قمر قادری نے کی۔ نقابت پروفیسر ریاض

Marfat.com

احمد ریاض نے کی۔ شرکاء میں کاشف کمال طالب رحمان عاطف چودھری' پروفیسر حاجی محمد ارشد' علی شیر اختر مرزا' طارق محمود' ریاض احمد قادری' سید شاہد حسین شاہد' امین انصاری شامل تھے۔

☆ فیصل آباد (ریاض احمد قادری) ایوان تکلم 75 علی ہاؤسنگ کالونی میں نعتیہ محفل مشاعرہ منعقد ہوئی۔ صدارت خادم نعت نے کی۔ مہمان خصوصی پروفیسر سید یونس جیلانی تھے۔ خصوصی شرکت حاجی ثناء اللہ ظہیر نے کی۔ شرکاء میں علی شیر اختر مرزا' سید شاہد حسین شاہد' ظہیر عظمی' طارق محمود حکیم محمد رمضان اطہر' امیر نواز' محمد سلیم محرم' محمود رضا سید' ڈاکٹر اعجاز تبسم' وقاص حمید' بلال' نامدار شرف' کریم اعجاز تبسم شامل تھے۔ اختتام پر عمرہ کیلئے ٹکٹ نکالا گیا۔ خوش نصیب کا نام ہے معروف نعت گو شاعر محمود رضا سید

☆ فیصل آباد (ریاض احمد قادری) بزم عندلیبان شہر نعت نے احمد آباد میں ڈاکٹر محمد اقبال شاہد کے گھر نعتیہ محفل مشاعرہ 9 محرم الحرام کو سجائی۔ صدارت حکیم محمد رمضان اطہر نے کی۔ مہمان خصوصی قاری سردار محمد اور پروفیسر عارف رضا تھے۔ نقابت ریاض احمد قادری نے کی۔ شرکاء میں طالب علم رحمان' طارق محمود' قمر الزمان قمر قادری' سلیم محرم' علی شیر اختر مرزا' امیر نواز امیر' ریاض احمد ریاض' پروفیسر رفیق احمد حبیب' محمد سلیم قمر' سلیم شاہد' محمد حسین آزاد لدھیانوی' محمد اقبال ناز' محمد فراز کامل' حبیب لودھی محمد یوسف ملک محمد جاوید اطہر شامل تھے۔

☆ اسلام آباد (حافظ نور احمد) نعت گوئی اور نعت خوانی اس عالم کون وفساد میں خالق ازل کا سب سے بڑا احسان ہے۔ جو لوگ اس وصف سے متصف ہیں ان کے بلندی اقبال کا کیا کہنا۔ نعت کا زمانی و مکانی دائرہ اپنی وسعت کے لحاظ سے ازلی وعرشی ہے جو اپنا سفر جاں فزا طے کرتا ہوا اس دور میں اپنی تمام تر تابانیوں کے ساتھ داخل ہو چکا ہے۔ اور اب تا قیام قیامت حمد ونعت ہی کا دور رہے گا۔

نعت گوئی کے فروغ کے لئے ''بزم حمد ونعت' اسلام آباد'' کی خدمات گزشتہ پانچ سالوں سے زیادہ عرصہ پر محیط ہیں۔ اس سلسلے کا 65 واں ماہانہ نعتیہ مشاعرہ حسب دستور ''المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی'' کے تعاون سے منعقد ہوا۔ جس کی صدارت ''بزم حمد ونعت'' کے صدر اور بزرگ نعت گو علامہ بشیر حسین ناظم نے کی۔ جناب محمد فیاض اعوان نے تلاوت قرآن کریم سے محفل کا آغاز کیا۔ نظامت کے فرائض حسب روایت ''بزم حمد ونعت'' نے سیکرٹری نے انجام دیئے۔ اس موقع پر اپنے مختصر خطاب میں علامہ بشیر حسین ناظم نے فرمایا کہ نعت گوئی صحابہ کرام

Marfat.com

کی سنت ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی محبت کے اظہار کا ایک طریقہ ہے۔ نعت گوئی اور نعت خوانی صرف حصول ثواب ہی نہیں بلکہ آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بھی ہے۔

موسم سرما کی شدید سرد رات میں منعقد ہونے والی اس بابرکت محفل میں جن مقتدر شعرائے کرام نے اپنے گلہائے عقیدت بحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پیش کئے ان عبدالرشید ساقی، ظفر اکبر آبادی، سید عطاء اللہ اکبر حمزائی، بیدل جونپوری، اطہر ضیاء، محمد عثمان خان (لیہ) اور ناظم مشاعرہ حافظ نور احمد قادری شامل ہیں۔

☆ اسلام آباد (حافظ نور احمد) ''بزم حمد و نعت'' کے زیر اہتمام چھیاسٹھواں (66۔ واں) ماہانہ نعتیہ مشاعرحسب دستور ''المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی'' کے تعاون سے منعقد ہوا جس کی صدارت نعت گو شاعر سید ابرار حسن (ڈائریکٹر جنرل وزارت خارجہ) نے کی۔ نظامت کے فرائض بزم کے سیکرٹری حافظ نور احمد قادری نے انجام دیئے۔ محفل کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جس کی سعادت مظہر سعیدی نے حاصل کی۔ ناظم مشاعرہ نے اپنے ابتدائی کلمات میں کہا کہ نعت گوئی سنت صحابہ رضی اللہ عنہ ہے جو اللہ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا باعث ہے۔ یہ سلسلہ گزشتہ پندرہ صدیوں سے جاری ہے اور تا قیام قیامت جاری رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نعت گوئی کے ذریعے اپنے الفاظ کو پر وقار اور باعظمت بناتے ہیں۔ نعت گوئی ہمارے لئے دونوں جہانوں میں کامیابی کا راستہ ہے۔ نعتیہ مشاعرہ میں جن معزز شعرائے کرام نے بارگاہ رسالتمآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گلہائے عقیدت پیش کیے ان میں ابرار حسین سید (صدر نشیں) عبدالرشید ساقی، آصف اکبر، رشید امین، شاہنواز سواتی، باسط ترمذی، عبدالرشید چوہدری، اکبر حمزئی، بیدل جونپوری اور ناظم مشاعر حافظ نور احمد قادری شامل ہیں۔ محفل کے اختتام پر وطن اور اہل وطن کی سلامتی وخوشحالی کے لئے خصوصی دعا کی گئی۔

☆

Marfat.com

اتحادِ اُمت سیمینار

تحریر: سید ارتضیٰ علی کرمانی

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیک سید المرسلین! محترم المقام حضرت علامہ مولانا محمد محبوب الرسول قادری مدظلہ العالی نے بندہ ناچیز کو فرمایا کہ اتوار کے روز عجائب گھر لاہور میں ایک سیمینار منعقد کیا گیا ہے، جس میں ضرور آنا ہے۔ موصوف بڑے ہی دردِ دل رکھنے والے صاحب ہیں اور اس ناچیز کی بڑی قدر افزائی فرماتے ہیں۔ چنانچہ یہ عاجز وقت مقررہ پر وہاں پر حاضر ہو گیا۔

جیسا کہ میرا خیال تھا کہ وہاں پر حاضرین کی تعداد معدودے چند ہی ہوگی' لہٰذا وہی کچھ ہوا۔ لیکن یہ بات ایسی نہیں تھی کہ اس پر کسی بھی لحاظ سے بددل ہوا جائے۔ پہلے تو نعت خوان حضرات نے دلوں کو گرمایا اور پھر سب سے پہلے مقرر تھے جناب وسیم صاحب' آپ نے حسبِ معمول گفتگو فرمائی اور چل دیئے۔

اب گفتگو فرمانے کی باری آئی جناب علامہ محمد محبوب الرسول قادری صاحب کی۔ حضرت علامہ نے سب سے پہلے تو اسی بات کو موضع سخن بنایا کہ اس قدر کم تعداد میں حاضرین کی موجودگی باعث مایوسی نہیں ہونا چاہیے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اسی وقت شہر لاہور میں کوئی ناچ گانے کا پروگرام ہوتا تو بلاشبہ اس میں شرکا کی تعداد ہزاروں سے بھی تجاوز کر جاتی۔ اس لئے ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ آج ہمارے شرکاء محض چند سو کیوں ہیں۔

بات دراصل یہ ہے کہ حاضرین کی تعداد وہاں زیادہ ہوتی ہے جہاں پر مقصد ایک ہوتا ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ کسی ایک نکتہ پر اتفاق ہوتا ہے۔ یہ سیمینار تھا اتحاد امت کا۔ ہم ابھی تک اپنے قریبی لوگوں کو اس بات پر کما حقہ قائل ہی نہیں کر پائے کہ ہمارا مقصد کیا ہے اور اس کے فوائد کیا ہوں گے۔ کوئی بھی انسان کسی فائدہ کے بغیر کسی کام میں کبھی شریک نہیں ہوتا۔

فی الوقت ہمارے عام لوگوں کے اذہان میں زیادہ تر مادی فوائد ہی کارفرما ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے اکابرین لوگوں میں یہ شعور اجاگر کرنے کی کاوش کریں کہ اگر ہم اسلام کے ذریں اصولوں پر کاربند ہو جائیں تو یہ تمام تر فوائد ہمیں بلا مبالغہ حاصل ہو جائیں گے۔

بات ہو رہی تھی کہ حاصل کرنے کی' تو بندہ ناچیز عرض گزار ہے کہ اگر بندہ مومن کے دل میں حصول جنت کی آرزو نہ ہو تو وہ اپنی قیمتی جان کا نذرانہ کیوں کر پیش کرے اگر چہ وہ یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ ایک مرتبہ اس دنیا سے جانے کے بعد دوبارہ اسی دنیا کی رنگینی میں دوبارہ لوٹ نہیں سکتا تو جب اس کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ نذرانہ پیش کر کے وہ دائمی فائدہ حاصل کرے گا تو پھر اس کو یہ نذرانہ بہت ہی کم دکھائی دیتا ہے۔

اسی طرح ہمیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبارک زندگیوں میں دکھائی دیتا ہے کہ ان متبرک ہستیوں کو جب یہ معلوم ہو گیا کہ ان کے نیک اعمال کے فوائد ان کو آخرت میں بہت زیادہ حاصل ہوں

Marfat.com

گے تو پھران کا ہر عمل ہی قرآن وسنت کے مطابق ہو گیا اور پھر عام زندگی میں اور جنگ کی زندگی میں ان پاک اصحاب کا طرز عمل ایک سند کا درجہ اختیار کر یگا۔شومئی قسمت کہ آج ہمارا مطمع نظر ہی کچھ اور ہو گیا ہے اور ہم بسا اوقات خود کو مسلمان کہلانے سے بھی شرماتے ہیں۔

کیا یہ بات قابل صدا افسوس نہیں ہے کہ آج اصل اسلام کو اپنا تشخص برقرار رکھنا ہی دشوار ہو گیا ہے کل تک ہم جس مسلح جدوجہد کو جہاد شمار کرتے تھے کیا آج ہم اس کو دہشت گردی نہیں کہہ رہے۔کل تک کے مجاہد کیا آج کے دہشت گرد نہیں ہو گے۔ہمیں یہ ضرور سوچنا ہو گا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ پوری دنیا میں جب کسی خطرناک کارروائی کے نتیجہ میں پکڑ دھکڑ شروع ہوتی ہے تو صرف مسلمانوں ہی کو کیونکر گرفتار کیا جاتا ہے اور اکا دکا نام غیر مسلموں کے بھی منظر عام پر آجائیں تو ان کو باآسانی رہا کر دیا جاتا ہے۔

ہم نے اپنی لاپرواہی اور آپس میں ایک دوسرے سے لاتعلقی کی وجہ سے خود کو ایک انتہائی مظلوم اور بے بس قوم کے طور پر پیش کر دیا جس کی وجہ سے محض چند عشروں میں ہی دو بڑے اسلامی ملک یہود ونصاریٰ کی دستبرد میں آسانی کے ساتھ چلے گئے۔کیا یہ تاریخ انسانیت کی سب سے بڑی ستم ظریفی نہیں کہ مسلمانوں کے مذہبی تہوار یعنی عید الاضحیٰ کے روز ہی مسلمانوں کے ایک رہنما کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا اور ایک ارب سے زیادہ کی تعداد میں مسلمان بے بسی کی تصویر بنے رہے۔

اسی پر اکتفا ہوتا دکھائی نہیں دے رہا اب تو یوں لگتا ہے کہ ایران بھی لقمہ مغرب بن جائے گا۔ ہمارے اکابرین کو اسی بات پر کم از کم اتفاق ضرور کرنا چاہیے کہ ہم اپنا تشخص کیسے برقرار رکھ سکتے ہیں۔کیا ہم اپنی بے بسی کو اپنے ایمان کی قوت سے ختم نہیں کر سکتے۔یہودیوں اور عیسائیوں نے ہمارے معاشرہ میں بے حیائی اور بے راہروی جیسے عفریت داخل کر کے ہمارے نوجوانوں کو تن آسان بنا دیا ہے اور اب ان کے ہیرو سلطان صلاح الدین ایوبی جیسے بلند کردار لوگ نہیں بلکہ مائیکل جیکسن جیسے بدکردار لوگ بن گئے ہیں۔

بندہ ناچیز تو صرف یہی عرض کرنا چاہتا ہے کہ پوری امت کا اتحاد تو بہت دور کی بات دکھائی دیتا ہے اگر ہم محض اہل سنت و جماعت کو ہی یکجا کر لیں تو یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ٹھہرے گی۔بلاشبہ اگر ہم صرف پاکستان کی سطح پر ہی اسی کام کو سرانجام دے لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم بڑی سے بڑی کامیابی نہ حاصل کر لیں۔ مگر اس عظیم کام کے لئے بھی ہم کسی معجزہ کی توقع لگائے بیٹھے ہیں۔

اتحاد امت سیمینار کے منعقد کرنے والے یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے اس دور انحاط میں ایک عظیم کام کا بیڑہ اٹھایا۔اگر ان کی کاوشوں سے چند لوگوں میں ہی شعور پیدا ہو گیا تو آگے چل کر یہ ضرور تناور درخت بن جائے گا۔جس میں مایوسی کو تج دینا چاہیے اور عمل پیہم سے اپنا اسلامی تشخص اجاگر کرنا چاہیے۔

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے　شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

☆

Marfat.com

تعارف وابستگان نعت

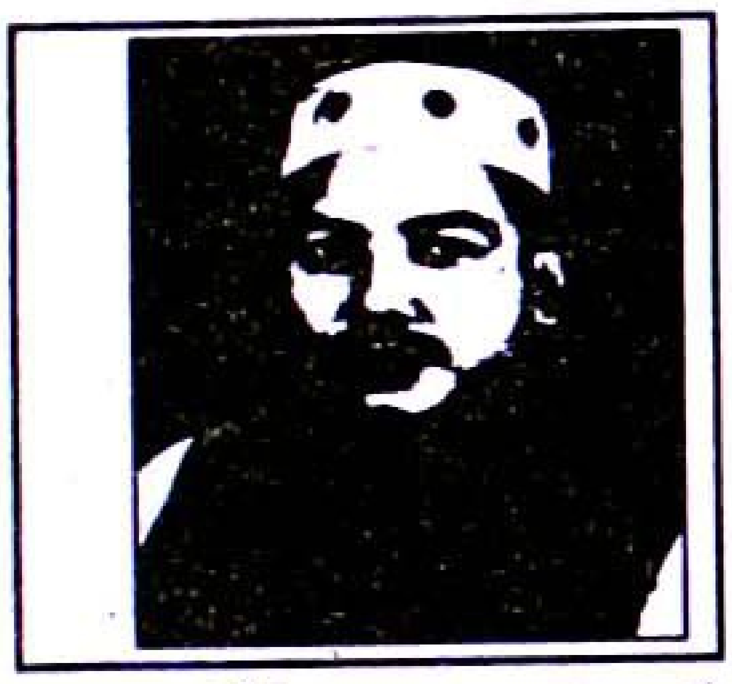

نام: ڈاکٹر محمد خالد قادری

عمر: 41 سال **تعلیم:** ایم اے

شعبہ: نعت خوانی، نعت گوئی۔

مشغلہ: گورنمنٹ سروس۔

خدمات: 25 سال سے نعت خوانی کر رہا ہوں۔ سیف الملکوک، کلام میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ پر مشتمل کیسٹ ریلز ہو چکی ہے۔ ریڈیو سنگر۔ بانی نعتیہ اکیڈمی جہلم۔

پتہ: قادری ہاؤس سعیلہ، جہلم۔ فون: 0333-5835950

نام: سعید احمد سومرو رحمانی حسینی

عمر: 30 سال **تعلیم:** بی اے

شعبہ: نعت خواں

مشغلہ: آٹوز کمپنی میں ملازمت

خدمات: ہر مہینے گیارہویں کی محفل منعقد کرانا۔ محافل نعت میں شرکت کرنا، عشق مصطفےٰ نعت اکیڈمی کے توسط سے نعتیں سیکھنا اور سکھانا۔

پتہ: خضراء آٹوز' آدم خان' پنھور روڈ جیکب آباد' فون: 03337342530

نام: صاحبزادہ ڈاکٹر سید شکیل احمد کاظمی

عمر: 35 سال **تعلیم:** بی اے

شعبہ: ثناء خوان مصطفیٰ ﷺ

مشغلہ: زمیندار، کلینک اینڈ سٹور

خدمات: محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، شب بیداری، ٹی وی پروگرامز اور سی ڈی پروگرامز کے ذریعے فروغ نعت کی کاوش

پتہ: سید کلینک (ہربل وہومیو) منظور منزل' وارڈ نمبر 2' ضلع راجن پور' 03006720045

Marfat.com

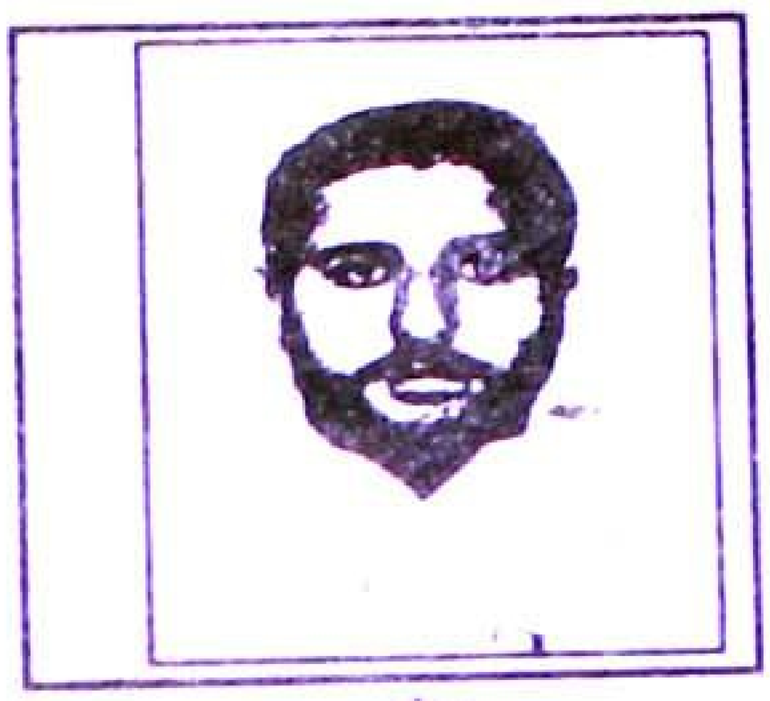

نام: خالد محمود مغل

عمر: 22 سال **تعلیم**: پرائمری

شعبہ : نعت خوانی

مشغلہ: دکاندار

خدمات: میلاد نبی ﷺ کا اہتمام کرنا' فروغ نعت اور بے لوث خدمت میرا مشن ہے۔

پتہ: چک نمبر 122 ج ب' نور پور' صدر چوک ملت روڈ فیصل آباد۔ فون: 0321-7678079

نام: منظور احمد فریدی

عمر: 27 سال **تعلیم**: میٹرک

شعبہ: نعت خواں

مشغلہ: کاشتکار

خدمات: نعت محافل میں ذوق وشوق سے پڑھنا۔

پتہ: جھوک منجھانی' موضع سکنہ گیانمل ڈاک خانہ عمر کوٹ' براستہ کوٹ مٹھن شریف ضلع راجن پور۔
فون: 0322-4836306, 0300-4836306, 0333-4836306

نام: محمد ندیم بھٹی

عمر: 25 سال **تعلیم**: پرائمری

شعبہ: منتظم محفل' ڈیکوریٹر

مشغلہ: ملازمت

خدمات: جنرل سیکرٹری' غلامان صدائے مدینہ' رپورٹر ماہنامہ کاروان نعت

پتہ: مکان نمبر 23' سی زمان پارک' زمان روڈ' سانده کلاں لاہور۔ فون: 0300-4412055

نام: چودھری محمد یوسف ورک

عمر: سال **تعلیم**: بی اے

شعبہ : خدمت نعت

مشغلہ: ریٹائرڈ سپروائزر ڈاک خانہ جات

خدمات: بانی وناظم "کاروان رضائے مصطفےٰ" ونعت لائبریری' شاہدرہ' معاون ماہنامہ "کاروان نعت" لاہور۔

پتہ: 5- راجا کالونی' عقب تھانہ شاہدرہ لاہور۔ فون: 042-7927855

Marfat.com

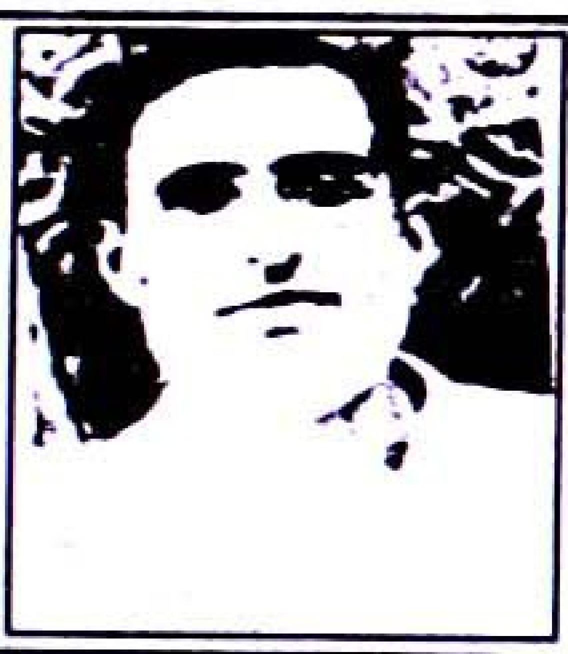

نام: محمد حسین آزاد

عمر: 65سال **تعلیم**: انڈر میٹرک

شعبہ: نعت گویائی۔

مشغلہ: ریٹائر پنشنر

خدمات: محفلوں میں جانا' نعت پڑھنا۔

پتہ: مکتبہ غوثیہ سلطانیہ' ارشد مارکیٹ' جھنگ بازار' فیصل آباد۔فون: 041-637877

نام: رفعت اقبال قادری

عمر: 51سال **تعلیم**: میٹرک

شعبہ: نعت گو

مشغلہ: گورنمنٹ سروس

خدمات: محافل نعت سجانا' لوگوں میں نعت کہنے' پڑھنے اور سننے کا جذبہ پیدا کرنا

پتہ: المنہاج سیل سنٹر' گلی فاروق سناروالی' سی ایم ایچ روڈ' جہلم کینٹ۔

فون: 0321-5409703

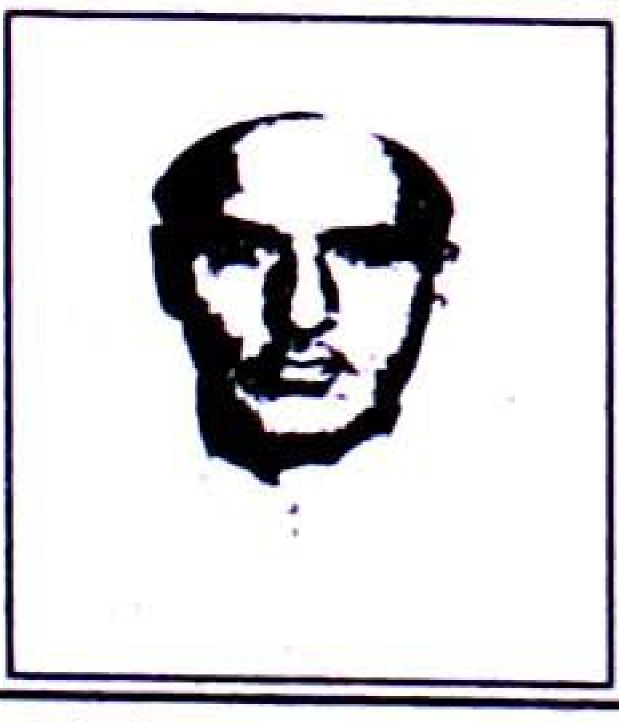

نام: منور حسین چشتی

عمر: 50سال **تعلیم**: ایف اے

شعبہ: نعت گو و نعت خواں

مشغلہ: محکمہ پوسٹ آفس جہلم جی پی او

خدمات: گذشتہ 35 برس سے نعت خوانی کی سعادت حاصل ہے۔سرکار مدینہ کی نعت گوئی کی دولت بھی میسر ہے۔غلام از غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پتہ: موضع وڈاکخانہ سعیلہ' تحصیل وضلع جہلم۔فون: 0544-611799

Marfat.com

نام: ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم

عمر: 38 سال **تعلیم**: بی اے

شعبہ: نعت گو شاعر

مشغلہ: جیولری

خدمات: دس نعتیہ کتب کے خالق' تین نعتیہ مجموعہ زیرِ طبع / چیئرمین فروغ حمد و نعت کونسل پاکستان

پتہ: کاشانہ راجپوت' P-2 چوک مسجد عمر مقام حیات سرگودھا۔ فون: 0321-7960150

نام: محمد اقبال قلمی نام اقبال ناز

عمر: 38 سال **تعلیم**: ویٹرنری ڈاکٹر

شعبہ: نعت گوئی

مشغلہ: ویٹرنری پریکٹس

خدمات: نعتوں کی مفت عروضی اصلاح

پتہ: B#252' ناظم آباد' فیصل آباد۔ فون: 041-2655751

نام: رفیع الدین ذکی قریشی

عمر: 71 سال **تعلیم**: میٹرک

شعبہ: نعت گو (صدارتی ایوارڈ یافتہ)

مشغلہ: ریٹائرڈ منیجر حبیب بنک لمیٹڈ

خدمات: نعتیہ تخلیقات: خورشید حرا' سازِ عقیدت' نور و نکہت' حرفِ نیاز' مہرِ فاران' عنوانِ نما' نوید رحمت' ریاضِ نعت' فیضان' توشہ' جواہرِ نعت' صدیرِ خامہ مدحت' طراز۔

پتہ: 26- رحمت علی روڈ' گل زیب کالونی' سمن آباد لاہور۔ فون: 042-7583091

Marfat.com

نام: محمد یونس حسرت امرتسری

عمر: 72 سال **تعلیم**: ایم اے

شعبہ: نعت

مشغلہ: ریٹائرڈ ڈپٹی سیکرٹری ہوم۔

خدمات: نعتیہ شاعری طرحی وغیر طرحی

پتہ: 59 گل زیب کالونی' گلی نمبر 40' سمن آباد لاہور۔فون: 0345-4028744,042-7592862

نام: قمر الزمان قمر قادری

عمر: 58 سال **تعلیم**: ایم اے' بی ایڈ

شعبہ: نعت گوئی اور نعت خوانی

مشغلہ: اسسٹنٹ پروفیسر

خدمات: میلاد نبی ﷺ کا اہتمام کرنا و کتب نعت۔

پتہ: ہجویری ٹاؤن گلی نمبر 2' ملت روڈ فیصل آباد۔فون: 0300-6657960

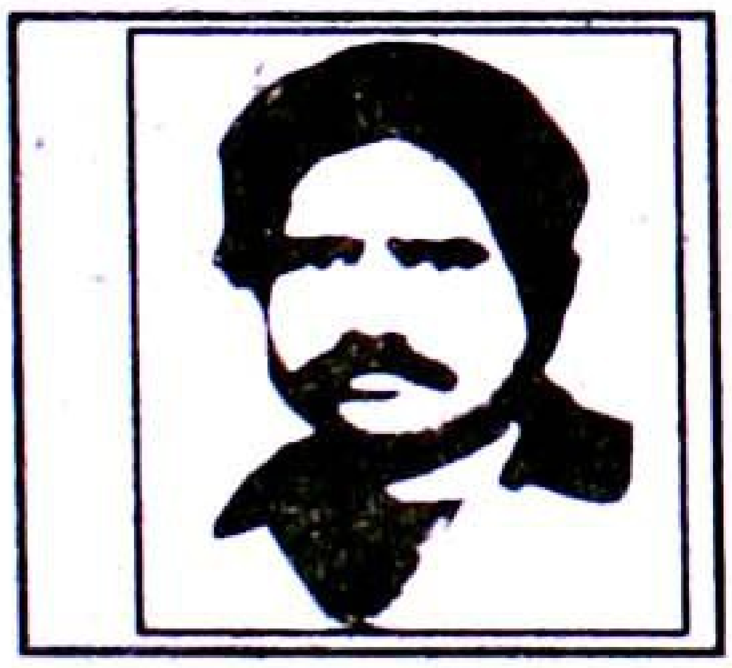

نام: خالد یوسفی

عمر: 46 سال **تعلیم**: مڈل

شعبہ: شاعری

مشغلہ: کشیدہ کاری

خدمات: نعت گویان سرگودھا کو مرتب کرنے میں معاونت کی۔

پتہ: خالد کشیدہ کاری' گول چوک' سرگودھا۔فون: 0321-7715366

نام: محمد بشیر رزمی

عمر: 65 سال **تعلیم**: ایم اے' ایم ایڈ

شعبہ: نعت گوئی

مشغلہ: درس و تدریس

خدمات: ایک سو سے زائد نعتیہ غزلیں۔تیس سے زائد نعتیہ رباعیاں۔

پتہ: مکان نمبر 1071' گلی نمبر 85' صدر بازار' لاہور کینٹ۔فون: 6663280

Marfat.com

نام: محمد فیروز شاہ

عمر: 54 سال **تعلیم**: ایم اے، ایم ایڈ

شعبہ: نعت گوئی

مشغلہ: تدریس

خدمات: باوضو آرزو (نعتیہ مجموعہ) رنگِ نعت (انتخاب نعت) نعت ایوارڈ (انجمن فقیرانِ مصطفیٰ ﷺ فیصل آباد)۔

پتہ: K-221، گانگوی سٹریٹ، میانوالی۔

فون: 0300-6095606, 0459-232106-0333-9832106

نام: ارشد محمود ارشد

عمر: 32 سال **تعلیم**: ایف اے

شعبہ: نعت گو

مشغلہ: کاروبار

خدمات: محافلِ نعت کا انعقاد کرنا۔

پتہ: مکان نمبر 52، گلی نمبر 1، عزیز کالونی، سرگودھا۔ فون: 0333-9801168

نام: تنویر پھول (تنویر الدین احمد صدیقی)

عمر: 58 سال **تعلیم**: ایم اے

شعبہ: نعت گو

مشغلہ: ریٹائرڈ آفیسر (پنشنر)

خدمات: مجموعہ ہائے نعت "انوارِ حرا"۔ "قندیلِ حرا"۔

پتہ: R-340، سیکٹر 15-A/3، بفرزون نمبر 3، گلشن سرسید کراچی۔ فون: 021-6998404

Marfat.com

نام: مخدوم شاہد عزیز رضوی قادری مصطفائی

عمر: 17 سال **تعلیم**: مڈل

شعبہ: نعت خوانی

مشغلہ: تجارت کتب اسلامیہ

خدمات: بے لوث محافل نعت کا اہتمام کرنا

پتہ: روحانی پبلشرز، ظہور ہوٹل، دربار مارکیٹ لاہور۔فون: 0301-4237934,042-7236056

نام: قاری نور عالم چشتی ولد مرزا محمد شریف (مرحوم)

عمر: 27 سال **تعلیم**: ایف اے

شعبہ: تلاوت + نعت شریف

مشغلہ: ڈاکٹر آف ہربل میڈیس (معالج)

خدمات: نائب صدر انجمن فروغ، قرات ونعت پاکستان۔محافل نعت کا اہتمام کرنا۔

پتہ: سٹریٹ نمبر 5، بازار نمبر 2، رضا آباد، فیصل آباد۔فون: 0300-7644117

نام: علی شیر مرزا ولد مرزا محمد شریف مغل

عمر: 40 سال **تعلیم**: بی اے

شعبہ: ثناء خوانی / ثناء گوئی

مشغلہ: دکانداری

خدمات: جنرل سیکرٹری بزم عندلیبان شہر نعت ﷺ، فیصل آباد۔

پتہ: P-6039 ابراہیم قادری ہاؤس، گلی نمبر 3 جاموسلیقہ روڈ حاجی آباد، فیصل آباد۔فون: 0300-7688571

نام: محمد اویس رضا القادری

عمر: 19 سال **تعلیم**: میٹرک

شعبہ: تقریر، تصنیف، نعت خوانی **مشغلہ**: خطاطی

خدمات: محافل نعت کا انعقاد کرنا۔

پتہ: 20 ہیمانی مینشن، ایم اے جناح روڈ، کراچی۔فون: 0321-7401174

Marfat.com

نام: یونس ارشاد
عمر: 70 سال **تعلیم**: دینی
شعبہ: شعر گوئی، نعت خوانی، **مشغلہ**: کیپ میکرز
خدمات: نعتیہ محافل میں ذوق شوق سے شرکت۔
پتہ: مکان نمبر P-292، گلی نمبر 5، اربن ایریا نزد واٹر سپلائی روڈ، بلاک نمبر A29، سرگودھا۔ فون: 0321-7715366

نام: سید اکرم علی شاہ
عمر: 55 سال **تعلیم**: ایم اے
شعبہ: طلباء و طالبات کیلئے نعت خوانی کا مقابلہ کرنا
مشغلہ: ہائی سکول ٹیچر
خدمات: کالج اسکول کے طلباء و طالبات کے درمیان عرصہ 20 سال سے زائد مقابلہ کا انعقاد کراتا۔
پتہ: 495/B ایوب کالونی، لطیف آباد نمبر 11، حیدر آباد، سندھ۔ فون: 033-9372898

نام: میاں محمد اقبال زخمی مہروی
عمر: 65 سال **تعلیم**: ایم اے
شعبہ: نعت گو، **مشغلہ**: ریٹائرڈ ٹیچر
خدمات: بانی بزم غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیا موسیٰ، شاہدرہ۔ چھ نعتیہ کتب ترتیب دیں، ایڈیٹر سہ ماہی مجلّہ ”مہر تاباں“، ایڈیٹر ماہنامہ لکھاری، لاہور
پتہ: ادارہ پنجابی لکھاریاں، جیا موسیٰ، شاہدرہ لاہور۔ فون: 0300-4988665, 042-7920929

نام: محمد ابراہیم عاجز قادری
عمر: 44 سال **تعلیم**: میٹرک
شعبہ: نعت گو، **مشغلہ**: ریٹائرڈ جونیئر آفیسر پاکستان اسٹیل ملز کراچی
خدمات: شاعری
پتہ: 5/36 سوڈیوال کالونی، ملتان روڈ، لاہور۔ فون: 0300-4553931, 042-7468569

نام: صلاح الدین سعیدی
عمر: 42 سال **تعلیم**: جاری ہے
شعبہ: نعت گوئی **مشغلہ**: صحافت، پروف ریڈنگ، کالم نویسی
خدمات: ”لغتِ سعیدی“ حصہ اول، دوم، سوم۔ انتخاب حدائق بخشش اردو۔
پتہ: ریلوے پاور ہاؤس، جامع مسجد رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مغلپورہ۔ لاہور۔ فون: 0333-4821518

Marfat.com

نعت خوانی اور تغنّم و ترنّم

محمد عمران انیس طاہری

'نعت' اور 'خواں' کا تعلق تو اس وقت سے ہے جب عدم تھا اور ہست کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ اس وقت نہ زمان و مکان کی قیود و حدود، نہ عرش و فرش، نہ کرسی نہ لوح نہ قلم نہ سموات کی رفعتیں اور نہ ہی زمین کی پستیاں، نہ چاند کی حسین چاندنی اور نہ ستاروں کے سے جگمگ قمقموں کا کوئی وجود تھا نہ کسی نوری خلقت کو نور سے آراستہ کیا گیا تھا اور نہ ہی کسی ناری خلقت کو اس عالم مکاں میں پیراستہ کیا گیا۔ حتیٰ کہ اشرف المخلوقات "آدم" کو بھی پیکر نوری و بشری سے نوازا نہ گیا تھا مگر نعت کے سفر کا آغاز ہو چکا تھا۔ عالم امر میں اول نور منعوت (جس کی نعت بیان کی جائے) کا ظہور و اتمام ہوا جس سے کائنات عدم سے ہست میں آئی۔ عالم خلق میں حضرت انسان کی صورت میں اس کاروانِ نعت کے پہلے نعت خواں حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں عالم بشریت کو اس کے مبدأ و آغاز کا شرف نصیب ہوا۔ چونکہ! اس کی تعظیم و توقیر اصلاً اس نور اول ﷺ کی نعت کی عظمت و رفعت کا اقرار تھا۔ لہٰذا جس نے اِس نعت کا انکار لایعنی کیا وہ راندہ درگاہ ہوا اور جس نے دل و جاں سے قبول کیا اس کو سیادت و قیادت سے نوازا گیا۔ رفتہ رفتہ اس کاروانِ نعت کے معزز و محتشم نعت خواں تشریف لاتے رہے اور اپنے آقا کی نعت کے 'خواں' بن کر اس کے ڈنکے بجاتے رہے اور یوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت و خوشخبری سے پانچ سو سال بعد اس کائنات کو حقیقت منتظر کا جلوہ نصیب ہوا۔ بالآخر پیارے آقا، حبیب کبریا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بشری صورت میں اس پیکر جمال کو آسمان دنیا پر اُتارا گیا۔ جس کی منادی اس کاروانِ نعت کا ہر حدی خواں کرتا رہا۔

عہد رسالتمآب ﷺ میں بھی یہ کاروانِ نعت حضور کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی صورت میں ان اصحاب اُنہا کی صورت میں منظم تھا، جب پیارے آقا ﷺ کی ناموس پر کفار و مشرکین نے ہجو گوئی کی تو اس وقت اس کاروان میں پروانۂ شمع رسالت ﷺ مداح ممدوح خدا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کا منہ توڑ جواب دیا اور اپنے آقا ﷺ کی مستجاب دعاؤں اور عطاؤں کا حقدار ہوا۔ حضور ﷺ کے اصحاب میں ۲۶۱ صحابہ کرام و صحابیات رضی اللہ عنھم جن میں اُم مصطفیٰ کریم حضرت آمنہ بنت وہب علیہا الصلوٰۃ والسلام، چچا کرام

Marfat.com

میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوطالب، پھوپھی جان حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں یہ سعادت حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، بنات کرام میں سیدۂ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور نواسوں میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، خلفائے راشدین میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت کعب بن زُہیر رضی اللہ عنہ جیسے قابل ذکر نعت خوانوں کے علاوہ دیگر اصحاب النبی ﷺ بھی اس کاروانِ نعت کے عظیم نعت خواں ہوئے۔ آج امت اصحاب النبی ﷺ کے اسی کاروانِ نعت کے نقوش پر اپنے سفر کو رواں دواں کئے ہوئے ہے۔

قارئین کرام! جب نعت خوانی کی بات کی جاتی ہے تو اس سے مراد معروف انداز جس میں تغنم بھی پایا جاتا ہو تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا عہدِ رسالتمآب ﷺ میں بھی نعت خوانی میں غناء کا بھی کوئی عمل دخل تھا؟ تو حقائق و واقعات سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ عربوں کے ہاں بھی غناء کو خاص اہمیت حاصل تھی اور وہ اس کو پسند بھی کرتے بھی تھے۔ مگر دورِ جاہلیت کے اس انداز کو ظہور اسلام کے بعد حضور ﷺ نے قرأت قرآن پاک کی نغمگی سے پڑھنے پر استعمال فرمایا نیز اس کو دفاع ناموس رسالت ﷺ میں نعت خواں صحابہ نے بھی استعمال کیا۔ عصر حاضر میں نعت خوانی اپنے ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے کئی انداز و طرق اختیار کر چکی ہے تو آج ہم اس اولیں دور کے سنہری طرق سے فیضیاب ہوتے ہوئے نعت خوانی میں تغنم و ترنم (غناء) کی ضرورت و اہمیت کو سمجھیں گے۔

غناء کا لغوی معنٰی و مفہوم:

عربی زبان میں اس لفظ کا مادہ (غ۔ن۔ی) ہے اور اس کا مصدر "الغناء" ہے جس کا معنٰی گیت، سر یا راگ کے ہیں۔ جب باب تفعل سے بروزن تفعل یتفعل ہو تو تغنی یتغنی تغنیاً (۱) آتا ہے۔ ائمہ لغت نے غنا کی درج ذیل معنٰی و مفہوم بیان فرمائے۔

(۱) لِسانُ العرب (علامہ ابن منظورؒ): لکھتے ہیں کہ الغناء: "غین کی فتح کے ساتھ اس کا معنٰی نفع

حاصل کرنا' جبکہ الغناء: غین کی کسرہ کے ساتھ اس کا معنٰی 'سماع کرنا' کے ہیں۔"(۲)

(۲) القاموس المحیط (مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی): کہتے ہیں کہ "الغناء: کے معنٰی آواز کو حرکت دینا یعنی گیت، سر اور راگ کے ہیں۔"(۳)

(۳) تاج العروس (علامہ مرتضٰی زبیدیؒ): کہتے ہیں کہ "الغناء: کے معنٰی آواز کو حرکت دینا یعنی گیت، سر اور راگ کے ہیں۔"(۴)

(۴) الصحاح (علامہ جوہریؒ): لکھتے ہیں کہ الغناء اور اس کی جمع اغانی ہے اس لئے کہتے ہیں کہ تغنی وغنی اگر "غین کی فتح کے ساتھ اس کا معنٰی 'نفع حاصل کرنا' جبکہ الغناء: غین کی کسرہ کے ساتھ اس کا معنٰی 'سماع کرنا' کے ہیں۔(۵)

(۵) المنجد (لوئیس معلوف): کہتے ہیں کہ الغناء: کے معنٰی گیت، سر اور راگ کے ہیں۔ الأغنية ،الأغنية ،الأُغنية: کے معنٰی گیت، سر، راگ جبکہ اس کی جمع اغانی اور اغان آتی ہے۔(۶)

(۶) معجم مقائیس اللغۃ (ابی الحسین احمد بن فارس): لکھتے ہیں کہ غنی: غین، نون اور حرف معتل اس کے اصلی وصحیح لفظ ہیں ان میں سے ایک کفایت جبکہ دوسرا: آواز پر دال ہے جس کے معنٰی راگ، سُر کے ہیں اور الاغنیہ :غناء کے مختلف سر ہیں۔"(۷)

ترنم کا لغوی معنٰی ومفہوم :

عربی زبان میں اس لفظ کا مادہ (ر-ن-م) ہے اور اس کا مصدر 'ترنیم اور ترنم" آتے ہے جس کے معنٰی 'خوش آوازی سے گانا' کے ہیں۔ جب باب تفعل سے بروزن تفعل یتفعل ہو تو ترنم یترنم(۸) آتا ہے۔ ائمہ لغت نے ترنم کے درج ذیل معانی بیان فرمائے۔

(۱) القاموس المحیط (مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی): کہتے ہیں کہ "الرُنم: دو ضمہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنٰی 'خوش آواز سے گانے والیاں' یا راگ اور سر کے ساتھ آواز کو حرکت دینا۔"(۹)

(۲) تاج العروس (علامہ مرتضٰی زبیدیؒ): الرُنم: دو ضمہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنٰی 'خوش آواز سے گانے

Marfat.com

والیاں اَلرُّنُمُ: (راپر فتح کے ساتھ ہو تو) راگ اور سر کے ساتھ آواز کو حرکت دینا۔ اور رنم:(راپر کسرہ کے ساتھ ہو تو) آواز کا لوٹنا ہے۔" علامہ زبیدی حنفیؒ نے اس کے مزید معانی پر بحث کرنے کے یہ احادیث بھی نقل فرمائی ہیں:

﴿وما اذن اللہ بشیء اذنہ لنبی حسن الترنم بالقرآن﴾

اللہ تعالیٰ نے کسی شے کے لئے ایسا حکم نہیں دیا جس قدر تاکید کے ساتھ (اپنے محبوب) نبی ﷺ کو ترنم کے ساتھ قرآن پڑھنے کا حکم دیا۔"

اور ایک روایت میں بیان فرمایا: ﴿حسن الصوت بترنم بالقرآن﴾

"قرآن پاک کو خوبصورت آواز و ترنم سے پڑھا کرو۔"(۱۰)

(۳) الصحاح (علامہ جوہریؒ): لکھتے ہیں کہ الرُّنُم و ضمہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنٰی خوش آواز سے گانے والیاں اَلرُّنُمُ: (راپر فتح کے ساتھ ہو تو) راگ اور سر کے ساتھ آواز کو حرکت دینا۔ اور رنم:(راپر کسرہ کے ساتھ ہو تو) آواز کا لوٹنا ہے۔"(۱۱)

(۴) المنجد (لوئیس معلوف): کہتے ہیں کہ رنم (س): رنّم و ترنّم: خوش آوازی سے گانا، جبکہ الرنم والرنمۃ: گیت، راگ، آواز۔ الرُّنُم: خوش آواز سے گانے والیاں۔ (۱۲)

تغنم و ترنم میں لطیف معنوی مفارقت: ائمہ لغت کی آراء کی روشنی میں غناء اور ترنم میں درج ذیل معنوی مفارقت پائی جاتی ہے۔

۱۔ تغنم میں راگ اور سرُ کا معنٰی پایا جاتا ہے۔

جبکہ ترنم میں راگ اور سرُ کا معنٰی نہیں پایا جاتا ہے۔

۲۔ تغنم میں خوش گلو کا معنٰی بھی پایا جاتا ہے۔

جبکہ ترنم میں خوش آواز کا معنٰی ہی پایا جاتا ہے۔

۳۔ تغنم میں راگ کے ساتھ سوز و گداز بھی پایا جاتا ہے۔

جبکہ ترنم میں راگ کے ساتھ سوز و گداز ہونا لازم نہیں پایا جاتا ہے۔

Marfat.com

۴۔ تغنم کی معنوی وسعت زیادہ ہے۔

جبکہ ترنم کی معنوی وسعت کم ہے۔

۵۔ تغنم کی معنوی اعتبار سے کامل لفظ ہے۔

جبکہ ترنم کی معنوی اعتبار سے نسبتاً ناقص لفظ ہے۔

یعنی! جس کو تغنم حاصل ہوگا اس میں راگ اور سُر کے ساتھ ساتھ خوش گلو وسوز گداز کا ہونا لازم پایا جائے گا جبکہ ترنم میں حسن صوت کا جادو ہوگا دیگر کا پایا جانا ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔

غناء کی معنوی اقسام:

غناء کو معنوی اعتبار سے دو طرح تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ غناء بمعنٰی خصوص۔ ۲۔ غناء بمعنٰی عموم۔

۱۔ غناء بمعنٰی خصوص: اِس سے مراد وہ غناء جس کا حکم صرف قرآن کے لئے خاص کیا جائے۔

۲۔ غناء بمعنٰی عموم: اِس سے مراد وہ غناء جس کا عہد رسالتمآب وخلفائے راشدین میں جائز سمجھا جاتا تھا۔ یعنی حمد یہ ونعتیہ اشعار کو تغنم کے ساتھ پڑھنا، اسی طرح اچھے مضمون پر مشتمل اشعار کا پڑھنا درست و مستحسن ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ان معانی کو ترویج دی جائے ہمارے اسلامی معاشرہ کو قرآن کے غناء سے محبت ہو جائے اسی طرح حمد ونعت اور مناقب وشان اولیا کے غناء کا ذوق نصیب ہو جائے۔

عرب میں غناء کے رواج کا پس منظر:

ابن الاعرابی لکھتے ہیں کہ:

''عربوں کے ہاں 'رکبانی' کے نام سے غناء کا رواج پایا جاتا تھا، جب وہ اُونٹ پر سوار ہوتے تو اس وقت سر اور راگ کے ساتھ اشعار پڑھتے تھے اور یہ کثرت سے ان کے احوال میں شامل تھا۔ اور جب قرآن کریم نازل ہوا تو حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ محبوب و پسندیدہ ہوا کہ 'غناء رکبانی' کی جگہ قرآن کریم کو ہجر وفراق میں نغمگی کے

Marfat.com

ساتھ پڑھا جائے اور جس شخص نے سب سے پہلے قرآن کریم کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھا وہ حضرت عبداللہ بن ابی بکرہؓ ہوئے۔ اُن سے حضرت عبید اللہ بن عمرؓ نے یہ وراثت حاصل کی اور اسی وجہ سے اس کو قرأت عمری کہا جاتا ہے اور ان سے سعید العلاف الاباضی نے اسے سیکھا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث میں ہے کہ (آپؓ فرماتی ہیں کہ): "میرے پاس انصار کی بچیاں یوم بُعاث کے نغمات گا رہی تھیں یعنی اشعار پڑھ رہیں تھیں جو کہ یوم بعاث کے موقع پر کہے گئے تھے اور یہ انصار کی ایک جنگ تھی۔ چونکہ یہ غناء لہو ولعب کی طرح نہیں تھا۔ لہٰذا حضرت عمر فاروقؓ نے غناء عرب میں خوش آواز سے پڑھنے کی رخصت فرمائی۔" (۱۳)

اس درج بالا عبارت سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ عربوں کے میں غناء کا رواج پایا جاتا تھا۔ اور عہد رسالتمآب ﷺ اور عہد صحابہ کرامؓ میں بھی اس کو جائز سمجھا گیا جس کے اولاً غنا بالقرآن اور بارگاہ باری تعالیٰ میں حمد و مناجات پیش کرنا ہوں یا آقا ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ نعت پیش کرنا یا مناقب صحابہ کرام کا منظوم بیان ہو اور ایسا کلام جس کا مضمون جائز ہو۔ ایسا کلام ہرگز نہ ہو جس میں لہو ولعب شائبہ ہو۔

آئیں! ذیل میں غناء کے اس معنیٰ خصوص وعموم پر احادیث وآثار اور فقہائے کرام کی آراء کی روشنی میں اس پر بحث وتمحیث کرتے ہوئے اس کی توضیح وتشریح کرتے ہیں۔

غناء بالقرآن:

قرآن پاک کو تلاوت کے وقت اس کو نغمگی وترنم اور حسن صوت کے ساتھ پر احادیث مبارکہ میں خاصی تاکید وحکم آیا ہے جس سے مطالعہ غناء بالقرآن کی ضرورت اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اس سے یہ بات بآسانی سمجھی جاسکتی ہے کہ تغنم وترنم کا استعمال اولیں قرآن پاک کے لئے کیا جائے۔ اس اسلوب کو سامنے رکھتے حمد ونعت کیلئے بھی اس کا استعمال مستحسن ہوگا۔ ذیل میں غناء بالقرآن پر احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

ا۔غناء اور تلاوت قرآن:

(۱) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿وما اذن اللہ بشیء اذنہ لنبی حسن الصوت یتغنی بالقرآن یجھر بہ﴾ (۱۴۔۱۵)

"اللہ تعالیٰ نے کسی شے کے لئے ایسا حکم نہیں دیا جس قدر تاکید کے ساتھ (اپنے محبوب) نبی ﷺ کو خوبصورت لہجہ اور نغمگی کے ساتھ باآواز بلند قرآن پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔"

(۲) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿وما اذن اللہ بشیء اذنہ لنبی ﷺ ان یتغنی بالقرآن﴾ (۱۶۔۱۷)

"اللہ تعالیٰ نے کسی شے کے لئے ایسا حکم نہیں دیا جس قدر تاکید کے ساتھ (اپنے محبوب) نبی ﷺ کو خوبصورت لہجہ اور نغمگی کے ساتھ قرآن پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔"

(۳) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿لیس منا من لم یتغن بالقرآن﴾ (۱۸)

"وہ شخص ہم سے نہیں جو قرآن مجید کو نغمگی والی خوبصورت آواز کے ساتھ نہیں پڑھتا۔"

(۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ان ھذا القرآن نزل بحزن فاذا قرأتموہ فابکوا فان لم تبکوا فتباکوا وتغنوا بہ فمن لم یتغن بالقرآن فلیس منا﴾ (۱۹)

"بیشک یہ قرآن غم سے لبریز نازل ہوا ہے پس جب تم اس کو پڑھو تو رویا کرو اور اگر رونہ سکو تو رونے والی حالت ہی بنا لیا کرو اور نغمگی کے ساتھ خوش الحانی سے تلاوت کیا کرو پس جو حسن صوت سے قرآن کی تلاوت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔"

۲۔حسن صوت اور تلاوت قرآن:

(۵) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿زینوا القرآن باصواتکم﴾ (۲۰۔۲۱)

Marfat.com

"قرآن حکیم کو اپنی آوازوں سے زینت دو۔"

(٦) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿زینوا اصواتکم بالقرآن﴾ (٢٢-٢٣)

"اپنی آوازوں کو قرآن حکیم سے زینت دو۔"

ان احادیث یہ بات واضح ہوگئی کہ قرآن کو نغمگی، حسن صوت اور بلند آواز کے ساتھ پڑھا جائے یہ اس کے آداب میں سے ہے۔ ہم اسی قرآن کے اسلوب سے اپنے لئے کچھ گوہر وجوہر کو بطور نصاب غناء حمد و نعت کیلئے کے لئے کشید کرتے ہیں کہ:

قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کہ اس کو خوبصورت لہجہ میں پڑھا جائے مگر اس کلام کو بھی اس ذات حق نے نعت کی صورت میں ذکر مصطفی ﷺ سے مملو فرمادیا اور قرآن سے مثل کان خلقہ القرآن ہمہ قرآن در نعت مصطفی ﷺ کا مژدہ سنائی دیتا ہے تو اس قرآن کو غناء سے پڑھنا بھی نعت مصطفی ﷺ کو پڑھنا ہوا اور جو اسلوب غناء قرآن کے لئے ہو وہی حضور ﷺ کی نعت کے لئے ہوا لہٰذا حضور ﷺ کی نعت کی ادائیگی بھی نغمگی، حسن صوت اور بلند آواز کو شامل کیا جائے تو نعت خواں کے لئے نصاب غناء بھی متعین ہو گیا۔ اب تقاضائے عشق وادب یہ ہے کہ آداب نعت کا بھی اہتمام لازم کیا جائے۔

عہد رسالتمآب ﷺ میں غناء:

(٦) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

﴿عندی جاریتان من جواری الانصار تغنیان بما تقاولت الانصار یوم بعاث﴾ (٢٣)

"ہمارے پڑوس کے انصار کی دو بچیاں ہمارے گھر میں انصار کے بُعاث کے نغمات گا رہی تھیں۔"

امام نووی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

حضور ﷺ کے دور مبارک میں غناء کی ایسی صورتیں جائز تھیں اور اس کو دور صحابہ

Marfat.com

کرام میں بھی مباح سمجھا گیا۔(۲۵)

علامہ بدرالدین عینیؒ، قاضی عیاضؒ جیسے محدثین اور علامہ شامی، ابن ہمام جیسے فقہاء نے فرمایا ہے کہ حمد الٰہی و نعت مصطفیٰ ﷺ اور شان اہل بیت و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں آواز کے زیر و بم کے ساتھ پڑھنا مباح ہے۔

علاوہ ازیں عہد رسالتمآب ﷺ اور عہد خلفائے راشدین میں متعدد مثالیں موجود ہیں جن کو بخوف طوالت ذکر نہیں کیا گیا۔ ان سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ تغنم و ترنم سے پڑھا جا سکتا ہے مگر حد اعتدال کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔

قارئین کرام! اسلام دین فطرت ہے اور اس نے انسانی میں پائے جانے والی کیفیت ردھم کو قرآن کی قرأت میں موجود نغمگی میں سمو دیا ہے اور اس نغمگی ہی کے اسلوب کو نعت خوانی میں استعمال کیا جانا چاہیے جس سے طبعیت انسانی فرحت و تازگی نصیب ہو۔ اور اگر یہ تازگی حمد و نعت کے ذریعے میسر آئے تو روح کو اپنے پردیسی ہونے کا احساس نہیں رہتا کیونکہ کٹا ہوا رابطہ پھر بحال ہو جاتا ہے۔ اور یوں درج بالا بحث سے بھی پتہ چلا کہ نعت خوانی میں تغنم و ترنم بھی اسی مقصد کے لئے ہے۔ جس کی حوصلہ افزائی لازم ہے تاکہ حمد و نعت کی نغمگی، حسن صوت عام ہو۔ ہمیں ذوق غناء بھی نصیب ہو اور شوق لقاء بھی نصیب ہو۔ اللہ کریم سے بارِدگر دُعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی بارگاہ سے ایسا زیور غناء عطا فرمائے جو صرف اور صرف اس کے محبوب ﷺ کی نعت کو عام کرنے کا موجب ہو۔ آمین! بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

......☆......

حوالہ جات:

(۱) معجم ابواب الصرف: ۸۰، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) علامہ ابن منظورؒ، لسان العرب، ج ۱۵، ص ۱۳۷، مطبوعہ: الدار الصادر بیروت لبنان۔

(۳) یعقوب فیروز آبادیؒ، القاموس المحیط، ج ۴، ص ۳۷۴ باب الواؤ والیا فصل الغین، مطبوعہ: الموسسۃ العربیۃ

Marfat.com

بیروت لبنان۔

(۴) علامہ مرتضیٰ زبیدی حنفی، تاج العروس، ج ۲۰ ص ۲۹۔۳۰ باب الواؤ والیا، مطبوعۃ: دار الفکر بیروت ۱۹۹۴ء

(۵) علامہ جوہریؒ، صحاح، ص ۲۱۱، مطبوعۃ دار الحضارۃ العربیہ بیروت ۱۹۷۴ء

(۶) لوئیس معلوف، المنجد، ص ۵۶۱، مطبوعۃ: مکتبہ الشرقیہ بیروت لبنان ۱۹۸۶ء

(۷) ابی الحسین احمد بن فارس، معجم مقاییس اللغۃ، مطبوعۃ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان ۲۰۰۱ء

(۸) معجم ابواب الصرف: ۷۳، مطبوعۃ: قدیمی کتب خانہ کراچی

(۹) یعقوب فیروز آبادیؒ، القاموس المحیط، ج ۴ ص ۱۲۴، مطبوعۃ: المؤسسۃ العربیۃ بیروت لبنان۔

(۱۰) علامہ مرتضیٰ زبیدی حنفی، تاج العروس، ج ۱۶ ص ۳۰۶، مطبوعۃ: دار الفکر بیروت ۱۹۹۴ء

(۱۱) علامہ جوہریؒ، صحاح، ص ۵۱۴، مطبوعۃ دار الحضارۃ العربیہ بیروت ۱۹۷۴ء

(۱۲) لوئیس معلوف، المنجد، ص ۲۸۲، مطبوعۃ: مکتبہ الشرقیہ بیروت لبنان ۱۹۸۶ء

(۱۳) علامہ ابن منظورؒ، لسان العرب، ج ۱۵ ص ۱۳۷، مطبوعۃ: الدار الصادر بیروت لبنان۔

(۱۴) بخاری، الصحیح، کتاب التوحید، باب: قول النبی ﷺ الماہر بالقرآن......، ۶: ۲۷۴۳، رقم: ۷۱۰۵

(۱۵) مسلم، الصحیح، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب تحسین الصوت القرآن، ۱: ۵۴۵، رقم: ۷۹۲

(۱۶) بخاری، الصحیح، کتاب فضائل القرآن، باب: من لم یتغن بالقرآن......، ۴: ۱۹۱۸، رقم: ۴۷۳۵

(۱۷) مسلم، الصحیح، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب تحسین الصوت القرآن، ۱: ۵۴۵، رقم: ۷۹۲

(۱۸) بخاری، الصحیح، کتاب فضائل القرآن، باب: قولہ اللہ تعالیٰ واسرّوا......، ۶: ۲۷۳۷، رقم: ۷۰۸۹

(۱۹) ابن ماجہ، سنن، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، باب فی حسن صوت بالقرآن، ۱: ۴۲۴، رقم: ۱۳۳۷

(۲۰) ابو داؤد، سنن، کتاب الصلاۃ، باب استحباب ترتیل فی القراۃ، ۲: ۷۴، رقم: ۱۴۶۸

(۲۱) نسائی، سنن، کتاب الافتتاح، والسنۃ فیھا، باب تزیین القرآن بالصوت، ۲: ۱۷۹، رقم: ۱۰۱۵۔۱۰۱۶

(۲۲) حاکم، المستدرک، ۱: ۷۶۲، ۷۶۴، رقم: ۲۰۹۹

(۲۳) عبد الرزاق، مصنف، ۲: ۴۸۵، رقم: ۴۱۷۶

(۲۴)

(۲۵)

Marfat.com

lifetime of the Prophet there was a man called 'Abdullah ... he used to make Allah's Apostle laugh. The Prophet lashed him because of drinking (alcohol). And one-day he was brought to the Prophet on the same charge and was lashed. On that, a man among the people said, "O Allah, curse him! How frequently he has been brought (to the Prophet on such a charge)!" The Prophet said, "Do not curse him, for by Allah, I know for he loves Allah and His Apostle." **(Bukhari Vol. 8, Book 81, No. 771)**

Above Hadith clearly rejects the theory of "love is same as doing good acts". The only good act of that person mentioned here was that *"he used to make Allah's Apostle laugh"*. It shows that he used to care for the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) and tried to relax him through his jocks. No other good act of him is mentioned. On the other hand he was quite habitual of drinking alcohol and received punishment for several times. Even on this, when someone tried to curse him, the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) responded: *"Do not curse him, for by Allah, I know for he loves Allah and His Apostle."* This shows that love was a state of his heart, which he expressed through his attempts to please the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) through his jocks. His lack of doing good acts or his personal weakness (i.e. drinking alcohol), does not prove his lack of love for the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم).

Conclusion

Though doing good acts is important in Islam, but it is not a proof of love for the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) as such. Love has its own ways of expression, and Sahaba adopted many of such ways (e.g. telling jocks to the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) in the above example).

In the coming atricles, we would be studying some ways in which Sahaba showed their love and respect for the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (Inshallah).

Marfat.com

made any preparation (in terms of good acts) and on the second place he clearly mentioned that *"I haven't prepared for it much of prayers or fast or alms"*. If the theory "love is same as doing good acts" was correct then the response of the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) should have been something like this: "What love are you talking about? I have taught you about prayers, fasts and alms etc which you are deficient in. You haven't done any preparation (by following my teachings), then how can you claim to love me. Go and remember: my love is the same as doing good deeds."

But this didn't happen. The response was *"You will be with those whom you love."* So the prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) gave the decision: **"Lack of acts (i.e. lack of following the teachings) does not imply lack of love; the two are independent of each other."**

This point is further clarified from this Hadith: Hazrat Abu Zar narrated that he asked: *"O Prophet of Allah, a man loves some people but cannot act like them?" He said: "O Abu Zar, you would be with whom you love." He said: "I love Allah and His Prophet. He (i.e. the Prophet* (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)*) repeated: "O Abu Zar, verily you would be with those whom you love."* **(Abu Daood / Ibn-e-Habban / Ahmad Bin Hanbal / Bukhari (Ada-ul-Mufrad) / Hathmi / Munzari)** and others.

Again the prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)'s response shows the love is not the same as doing good deeds.

An Extreme Example from Hadith

One should understand that love is an act (or state) of heart. There can be good deeds that are without love, and there can be love without good deeds.

Ibn-e-Taymiya has quoted the following Hadith very often in his discussions on Iman (i.e. faith). The Hadith shows that the love is deeply rooted in heart; it cannot be measured from one's outward acts only:

Hazrat Umar bin Al-Khattab (RA) narrated: *During the*

Marfat.com

"If ye do love Allah, Follow me: Allah will love you and forgive you your sins: For Allah is Oft-Forgiving, Most Merciful." **(Al-Imran 3:31)**

No doubt following the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) is one of the conditions laid down for our success and is very important for every Muslim, but following His teachings is Itai'ba, it is not love. Al-Imran 3:31 is not giving the definition of the love of the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم). It is rather negating the direct attempts to love Allah. Allah is rejecting direct path and is saying that if you want to love Me, then come through My Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم), as only he can guide you through the right path for that.

We strongly believe in following the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) and doing good acts, but we believe that love is a separate thing with its own requirements. I'll elaborate on that in the light of Ahadith and the acts of Sahaba in this and next articles (Inshallah).

Love is Not Dependant on Acts

Hazrat Anas (RA) narrates: *A man asked the Prophet about the hour (i.e. Day of Judgment) saying, "When will the hour be?" The Prophet said, "What have you prepared for it?" The man said, "Nothing, except that I love Allah and His Apostle." The Prophet said, "You will be with those whom you love."* **(Bukhari Vol. 5, Book 57, No. 37)**

Hazrat Anas bin Malik (RA) narrates: *A man asked the Prophet "When will the hour be established O Allah's Apostle?" The Prophet said, "What have you prepared for it?" The man said, " I haven't prepared for it much of prayers or fast or alms, but I love Allah and His Apostle." The Prophet said, "You will be with those whom you love."* **(Bukhari Vol. 8, Book 73, No. 192)**

The claimant of love at one place stated that he hasn't

Marfat.com

Love and Iteba (اتباع) are Two Different Things

By Syed Sami Naushahi

Note:

The Hadith numbers given for the Ahadith of Bukhari are based on the translation of Sahih-ul-Bukhari done by Dr Mohsin Khan.

Love of the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) is a part of our faith and has been emphasized in many Ahadith. For example the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) said:

"None of you will have faith till he loves me more than his father, his children and all mankind." **(Bukhari Vol. 1, Book 2, No. 14)**

Some people, who cannot deny this love as such, try to give love their own definition. They usually present the theory "love is same as iteba (doing good acts)" According to this theory love of the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) is the same as following Him. They also suggest that Islam has no place for reciting Naats of the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم), talking about His beauty, expressing the love to visit Madina or to give special consideration to things associated with Him etc.

They say that as they follow the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) and do good deeds, it is their love for Him. In order to support this view they usually quote the following verse of Quran:

Marfat.com

Western Hemisphere.

2. Large numbers have arrived from South Asia, including India, Pakistan, Bangladesh and surrounding countries.

3. A culture having being able to develop largely due to economic prosperity.

4. Much of which was lacking in the lives of their parents and surrounding communities.

5. The sayings and traditions of Prophet Muhammad (صلى الله عليه وآله وسلم).

6. The practical actions, norms and customs of the Prophet (صلى الله عليه وآله وسلم).

7. Islamic monotheism.

8. Arabic word for faith.

9. (plural of *'aqeedah*) doctrines.

10. Qur'an *(al-Ahzab)* 33:56.

11. Qur'an *(Fatir)* 35:43.

12. Remembrance.

13. Qur'an (*Al-'Imran*) 3:191.

Marfat.com

according to the above verse it is permissible to send the blessings in any of the three ways. There is no specific Qur'anic verse or command which stipulates that sending blessings whilst standing is prohibited nor is there any contrary verse saying standing is preferable. The Qur'an is silent on this issue. This comes under the law of generality, which applies to all of the remembrances of Allah as pointed out in the verse above.

Despite this clear-cut view some people continue to criticize those who stand and recite *salat* and *salam* claiming standing constitutes a way of worship permissible only for Allah. Again this is a self-concocted argument with no base or rationale from the Qur'an or *sunnah*. The Qur'anic verse is clear-cut and concise in that remembrance of Allah is not solely restricted to the standing position but can be done in all three positions. Moreover, there is no differentiation or speciality in any one of the positions. Each holds an equal standing in merit. If the standing position is said to be disliked as it constitutes a position reserved for the worship of Allah alone, then sending blessings whilst sitting or lying down should also be banned as they are of equal merit and stature!

Finally there is no Muslim whose *'aqidah* is based on the premise that reciting *salam* whilst standing is done in the Prophet's reception or that he arrives in some form during the recitation. This again is a false accusation which has no base at all. The only reason why Muslims stand whilst reciting *salam* is fulfilling the command of Allah that it must be done with utmost respect.

References:

1. A term loosely used to describe the dominant culture prevalent in Europe, the Americas and elsewhere in the

Marfat.com

Raza Khan because it is Allah's *sunnah.* It is free from all restraints. In view of this, no one has the right to subject *salat* and *salam* to any condition of time, condition of place and condition of posture, i.e. of standing, sitting or lying down.

Unfortunately though this has become an unnecessary issue of controversy. Many recent commentators have declared that standing and reciting *salat* and *salam* upon the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) is a form of innovation, *bid'ah* and must never be done. Unfortunately this is a misguided view acted upon due to ignorance of the nature of *shari'ah.* A principle of *shari'ah*, denotes that any order in the Qur'an or *sunnah* which is in an absolute form, cannot be qualified. No conditions can be placed upon it. Similarly if a basic command has been revealed with qualifications then it too cannot be changed into an absolute command. By applying this Qur'anic principle to the verse in question, the commands of *sallu 'alayh* and *sallimu taslima*, as far as their format and modality are concerned, are in the absolute form. There is no specification of type, no qualification in their form and thus no condition can be added to it.

In Islamic terminology the concept of *'ibadah*, worship, is a broad based one encompassing all acts that are done to seek the pleasure of Almighty Allah. Through this verse it has already been established that sending *salat* and *salam* on to the Holy Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) is considered a *dhikr*[12] of Allah, and the *dhikr* of Allah can be done in any manner – standing, sitting or lying down. There is no exclusion in manner or exclusivity in type. Allah the Almighty states in the Holy Qur'an:

Those who remember Allah while standing, sitting and lying on their sides.[13]

Sending *salat* and *salam* upon the Holy Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) is one of the *azkar*, remembrances of Allah. So

Marfat.com

sentence — and *jumlah ismiyyah* — a nominal clause or sentence. A verbal sentence is related to some specific time (past, present or future) and falls within the confines of any of the three specific times. Time is also temporal and transient. If it is present, it is about to elapse; if it is future, it is yet to come.

However, a nominal sentence is not related to time but spread over all times. It is lasting and abiding. After adhering to a name, it relates to all times; past, present and future. In this verse Allah the Almighty has opted to use a nominal sentence. Instead of using the past tense "*...Allah and His Angels **sent** blessings...*" or the future tense of "*...Allah and His angels **will send** blessings...*", Allah has stated "*Allah and his Angels **send** blessings...*". This is not a command or directive but a declaration and announcement of an event that is continuing to occur or news that is happening. As such blessings and salutations upon the Prophet (صلى الله عليه وآله وسلم) is an ongoing process, an act for all times, securing its perpetual nature.

Sending *Salat* and *Salam* whilst Standing

Allah has subjected His worship and the *sunnah* of His beloved Prophet (صلى الله عليه وآله وسلم) to bounds and binding but He has set His *sunnah* free from the same. That is why Allah has made His devotees free from restraint and binding whilst offering *salat* and *salam*. Greetings can be sent in any language. We can send our greetings to the Prophet (صلى الله عليه وآله وسلم) in Arabic, English, Hindi, Persian, Punjabi, Urdu or in any other language. *Salat* and *salam* can be sent in the form of prose or verse, silently or loudly, collectively or individually, It can be sent in *imam* Bawsiri's invocation or in the melody of *imam* Ahmad

Marfat.com

worship. Take the example of the Muslims' prayer. It has the binding of time. If time elapses, the specific prayer is deferred. If someone wants to perform the night prayer *('Isha')* the next day, he is not allowed to do so because the time has elapsed. In the same way the afternoon prayer *('Asr)* cannot be performed in the evening. Similarly if someone wants to perform his sunset prayer *(Maghrib)* before sunset, he cannot do so.

Moreover, the Muslims' prayer has some external form to be followed, namely the way the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) performed it. Standing, bowing and prostration are required to be maintained in the prayer similar to the Prophet's *sunnah.* The prayer will only be acceptable if all the parts of the prayer are executed as taught by Prophet Muhammad (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم).

Fasting is also conditional and stipulated with time. The duration for the fast is from dawn to dusk. During this time, the observer of the fast abstains from eating, drinking and other religious prohibitions. If the observer of the fast does not abide by time, his fast will not be acceptable or if he eats during the fast, his fast will be futile. Since the fast warrants the observance of all its requisites it is also conditional in its apparent form.

All these examples indicate that the acts, which are the Prophet's *sunnah*, have the binding of time and compliance with all its respective requisites. They are subject to the observance of forms and conditions of the acts because they belong to the *sunnah* of the creation. But *salat* and *salam* are the *sunnah* of the Creator, so they are free from all bindings of time and other subsidiary obligations.

A simple grammatical analysis of this verse helps elucidate this point further. In the Arabic language there are two types of sentences, *jumlah fi 'liyyah* — a verbal clause or

Marfat.com

faithful and devotee of Allah. Amongst all of creation, his ranking is the highest and the most reverend. Yet regardless of this ranking and reverence, no human can be equal to the Creator. So in the same way, the *sunnah* of the Prophet (صلى الله عليه و آله وسلم) cannot equate with the *sunnah* of Allah (سبحانه و تعالى).

Secondly sending *salat* and *salam* (blessings and greetings) upon the Prophet (صلى الله عليه و آله وسلم), being the *sunnah* of Allah, is deemed the most esteemed and glorified act as compared to all others, a unique and peerless act. *Salat* and *salam* (blessings and greetings) is a Divine practice, whereas other acts are pertaining to humans. On account of being a Divine practice, it is preferential and exalted standing conspicuous and explicit. Allah is the Omnipotent, the One and Only and none is equal to Him. He is Infinite in His attributes, His qualities being above everything. So his *sunnah* is also unique, peerless and infinite. Contrary to Allah's attributes, human attributes are limited. Human beings are Allah's creation so they are limited in their powers and traits. They are subject to natural human constraints whereas Divine practice and attributes are not.

What is unique about this verse is that in order to convey the exalted status of Prophet Muhammad (صلى الله عليه و آله وسلم) Almighty Allah did not solely allow the Prophet (صلى الله عليه و آله وسلم) to convey this message to his followers but deemed it necessary to do so himself. This ensured for all times the paramouncy of Prophethood.

Perpetual Nature of *Salat* and *Salam*

If one studies commands relating to worship it can be noted that they are mostly conditional and subject to rules and regulations. There are different conditions for all kinds of

Marfat.com

subjugating older Divine laws. In contrast to this Divine practice has been constant and abiding. Divine practice is an inevitable reality, entirely safe from all sorts of alterations and effects. The Qur'an states:

Yet you will never find any change in Allah's practice. [11]

With the passage of time Divine practice is abiding and eternal. If we ponder over the Qur'anic verse, we come to know that conveyance of greetings to the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) is not a commandment but also a Divine practice. This Divine practice will be abode and last for all times to come. The conveyance of *salat* and *salam* divulges the glory and sublimity of the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) as well as exaltation of this pious act. Since there is no change and transition in the practice of Allah this act is free from any retrogression and change. It is incumbent upon the faithful to abide by Divine practice and to offer salutations to the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم).

As Allah Himself has acted upon this command this divine practice becomes the *sunnah* of Allah. This is unlike most of Allah's other commands. All worships such as prayers, fasting, the pilgrimage, charity and donations are the commandments of Allah but not His *sunnah*. Allah neither performs *hajj* nor fasts nor prays. He is above all these things. All these duties and deeds are not His *sunnah* but the *sunnah* of the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم). So if a person offers prayers or goes to Makkah for the pilgrimage or keeps the fasts of Ramadan or gives the poor due or does any other virtue, he is following the *sunnah* of the holy Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) not the *sunnah* of Allah.

However, the showering of blessings and salutations upon the Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) is the Divine practice of Allah, His *sunnah*. As the glory of Allah is the highest and the most exalted, so His *sunnah* is also the highest and the most exalted. The Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) is the

Marfat.com

spiritual attachment to him. If it is done lovingly and with care then any Muslim will benefit practically by having the love of the Prophet (صلى الله عليه وآله وسلم) as motivation to adhere strictly to the Islamic way of life. Moreover at the same time he or she will be able to achieve spiritual guidance and contentment by developing a hearty attachment to Prophet Muhammad (صلى الله عليه وآله وسلم). In recent times this beautiful pious act has been neglected and ignored in attempts to "purify" the *'aqeedah* of the Muslims. This book hopes to clarify the position relating to *salāt* and *salām* upon the Prophet and hopes the reader will receive some form of spiritual benefit.

CHAPTER 1

Salat and *Salam* is the Divine Practice

The Qur'anic verse pertaining to *salat* and *salam* is highly meaningful and replete with wisdom. Allah proclaims in the Qur'an as follows:
Undoubtedly, Allah and His angels send blessings on the Prophet (صلى الله عليه وآله وسلم). O believers! You (too) send your blessings upon him and salute him with all respect. [10]

All worships are accomplished under the subjection of Divine commandments. It is obligatory for Believers to show reverence to Divine commandments, as they have traditionally held a superior position. Divine laws have also changed with the passage of time and from nation-to-nation. New Prophets brought new Revelations often

Marfat.com

of the Holy Prophet (صلی الله علیه وآله وسلم) they have decentralized religion, belief and practice from the pivot of love of the Holy Prophet (صلی الله علیه وآله وسلم). Consequently this results in the denial of the necessary and final authoritativeness of the *sunnah* and *hadith*. By inculcating in the minds of the Muslim youth that love and extreme respect for the Holy Prophet (صلی الله علیه وآله وسلم) is contradictory to the teachings of Islam is a dangerous by product of the recent Islamic resurgence.

Religious practices such as offering prayer, performing *hajj*, giving *zakat*, keeping fasts, preaching, and spending in charities comprises the ***body*** of Islam. The extreme love and reverence of the Holy Prophet (صلی الله علیه وآله وسلم) constitutes the ***soul*** of the body. Both the body and the soul are combined to make a human. A soul can exist without a body as it did in the spiritual world. It exists in the material world and it will continue to exist until the Hereafter. However, a body without a soul cannot exist instead it decays. Similarly our practices and good acts *without* the love of the Holy Prophet (صلی الله علیه وآله وسلم) can never be proved to be fruitful, everlasting or rewardable. Like the soul, the love of the Holy Prophet (صلی الله علیه وآله وسلم); even in its abstract form can remain positive and earn reward. However, it would not be a complete and productive *eiman*[8]. Although the love of the Holy Prophet (صلی الله علیه وآله وسلم) helps a man to restore its relation with the body, an enlightened and strong *eiman* can only be achieved by combining the soul and the body. Religious acts and obligations must be strictly adhered to as well as developing love for the Holy Prophet (صلی الله علیه وآله وسلم).

It is in this context that this series of books on *'aqaid*[9] have been written in order to readdress the balance. Sending salutations and peace upon the Prophet (صلی الله علیه وآله وسلم), *salat* and *salam*, is one manner in developing a

Marfat.com

the fundamental beliefs in their daily lives[4]. They are able to quote readily sections of Qur'an and *hadith*[5] and implore others to come to the path of Islam. Unfortunately in the midst of reformation, there is often a lack of true understanding of Islam – its heritage and true moral values. These are essential if a balanced way of life is to be lived.

One such misunderstanding is the position of Prophet Muhammad (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) in Islam. Some of the new generation Muslim youth have in essence reduced him to a Prophet alone, who came with a message sent by God. They believe his value lies in the message he brought rather than in the personality itself. Unfortunately this is a misguided and erroneous concept. Perhaps this view is understandable since the original Muslim settlers seemed only to be attached with the personality of the Prophet rather than what he taught. They discussed his life, his personality and wonders rather than implement in their lives the Qur'anic injunctions that were Divinely revealed to him. They claimed to love him dearly and celebrated his birth but failed to act upon his *sunnah*[6] and live the way he lived.

Witnessing a dichotomy between belief and actions, sections of the Muslim youth have sought to readdress the balance. Unfortunately they have gone to the other extreme and become unbending. They argue that Islam is based not on love but on obedience alone. They are convinced that the purity of *tawheed*[7] can only be achieved by eliminating from the faith, love, respect and all emotional attachments with the Holy Prophet (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم). Extreme love and reverence for the Holy Prophet (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) for them has become irrelevant in Islam.

Unfortunately this is an erroneous and misguided view. By maintaining the outward practices and obligations of Islam, but departing from the idea of the fundamental significance

Marfat.com

against the policy of multi-culturalism, and concessions made by the education authority for special needs of the Muslims. Honeford made derogatory remarks about Islam and its followers. This was followed by huge demonstrations asking for his removal and became known as the 'Honeford Affair'. This was followed in 1989 by the now infamous 'Rushdie Affair'. Muslims were deeply hurt not just by the book itself but by press coverage in which the media portrayed Muslims as mad book burning fanatics. During these two instances the Muslim community became united in their demands to be heard and their grievance to be addressed. Moreover they realized that having been dormant for so long, adopted much of the host culture at the expense of their own beliefs they were still considered as outsiders, unwelcome immigrants.

Many Muslim youngsters began to question their irreligious lives and sought for a new Islamic identity – an identity that surpassed nationality, not Pakistani or Indian, Arab nor British but Islamic in its totality. Disillusioned with many parents who failed to impart pure Islamic teachings, the new generation Muslims began to discover Islam again for themselves. However this is where hidden dangers have arisen, despite sincere attempts to the contrary. In an attempt to return to orthodox Islam, some Muslims have become over zealous. Many blamed the culture of their forefathers, particularly the Pakistani culture in having contaminated Islamic teachings. Where was the 'pure' Islam revealed 1400 years ago? What was this Islamic concoction preached to us by our parents? What does it really mean to be an active practicing Muslim?

Impatient for revival many Muslim youth have adopted the outward obligations of Islam, praying five times a day, adhering to strict Islamic dress codes and implementing all

Marfat.com

regularly attended by most of the first generation Muslims, formal Islamic education was not given. Any that was offered was done in an alien environment and style more suited to the traditional *madrasah* of the Indo-Pak subcontinent rather than the education techniques prevalent in the schools of the West. The new generation spoke or preferred English, French or German rather than Urdu, Punjabi, Bengali or Somali. They were more at ease with the pop culture of the 80s and 90s rather than learning about the birth of a distant Prophet and all that he preached. Islamic beliefs and teachings were inter mingled with the cultural lifestyles of the migrant settlers sometimes almost undistinguishable.

Parts of the Islamic teachings were distorted and exaggerated, especially so by parents who were worried about their children 'straying' from the 'right' path. Moreover the indigenous population did not understand this strange Eastern religion with all its apparent constraints and regulations. So the up and coming Muslim youth have found it very difficult to marry the demands of their cultural heritage, Islamic beliefs and the demands of a society perceived by most as modern and progressive but at odds with their faith.

Britain holds a large and expanding Muslim community who are key players in the cultural dynamics highlighted above. Perhaps they would have been content to live quietly and evolve passively along with the host community. However events in the 80s projected the Muslim community firmly into the limelight that not only surprised the British public at large but Muslims themselves. In the mid-80s Ray Honeford, the Head teacher of a Bradford inner city school with a majority of Muslim pupils, offended the Muslim community with remarks made about the education system and Islam. He argued

Marfat.com

community consists of settlers from the subcontinent[2] and Africa. They arrived during the post-Second World War economic expansion where the victorious allied forces of Europe and America sought to rebuild their economies. The migrants arrived from mainly British and French colonies, accommodated by their hosts who took advantage of the cheap labour being readily available. This was desperately needed to keep adrift with the demands of industrial development. Most of the migrants eventually hoped to return to their homelands after becoming financially secure. Instead though a period of chain–migration took place where first close relatives and friends were sponsored to come over after which wives and children arrived and settled permanently.

When one faces a new more advance culture[3] comes in contact with technology only ever seen in dreams, observes the indigenous nation as *appearing* more educated, knowledgeable and dominant in their views, it becomes very difficult for any minority to retain its own identity and code of life. The migrant settlers huddled in their own small communities holding on to their culture and civilizations. They became inward looking and tried to recreate their original homelands in the face of changing life patterns. Although most of the settlers managed to retain their independent national cultures they failed in a large extent to pass much on to their first, and second generation inheritors. In the midst of these changes, Islamic values and ideas, the Islamic culture and all that accompanies any civilization became blurred and almost unrecognizable. Much of Islam had been already distorted in the eyes of Muslims by hundreds of years of colonial rule. Now sitting in the heart of their former colonial rulers it became even more difficult to retain an Islamic lifestyle.

Although mosques were built and Qur'anic classes were

Marfat.com

Greetings and Salutations on the Prophet (صلى الله عليه وآله وسلم)

By Sheikh-ul-Islam ***Dr Muhammad Tahir-ul-Qadri***

Editor's Note:

We have decided to print the complete booklet ***Greetings and Salutations on the Prophet*** (صلى الله عليه وآله وسلم) *written by great Islamic scholar* ***Sheikh-ul-Islam Dr Muhammad Tahir-ul-Qadri****. We are thankful to his organization (i.e. Minhaj-ul-Quran) for giving us the permission to print this book.*

It is the first part of the booklet. The whole booklet would be printed by parts on monthly basis (Inshallah).

Introduction

As we enter into the new millennium Muslims are facing many challenges, externally from outside forces as well as from within the Muslim world. In the last few decades there has been an enormous resurgence of Islamic thinking and an attempt to revive traditional orthodox teachings. Having witnessed the decay of 'western society'[1], its preoccupation with materialism and all over decadence, Muslims generally but in particular the new rising generation of Muslim youth have sought to discover their identities and origins.

In much of Europe and North America the Muslim

Marfat.com

بابا بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ

1680ء

اِکو الف تیرے درکار
علموں بس کریں او یار
پڑھ پڑھ لکھ لکھ لاویں ڈھیر
وید کتاباں چار چوفیر
گرد دے چانن وچ انھیر
اپنے آپ دی خبر نہ سار

اے دوست بیکار علم پر فخر کرنا چھوڑ دے۔ تجھے صرف ایک ''الف'' کی ضرورت ہے۔ ''الف'' جو سیدھا اور سچا راستہ دکھاتا ہے۔ تم نے پڑھ لکھ کر ہزاروں کتابوں کے ڈھیر لگا دیئے ہیں۔ تم ویدوں، پرانوں اور ان جیسی کتنی ہی متبرک کتابوں میں گھرے ہوئے ہو۔ تمہارے چاروں طرف روشنی ہی روشنی، نور ہی نور ہے۔ تاہم تمہارا اندر، تمہارا دل، اتھاہ اندھیروں میں کھویا ہوا ہے۔ تمہیں اپنی ذات کی بالکل خبر اور ہوش نہیں ہے۔ ان اندھیروں سے نجات پانے اور ان ظلمتوں سے باہر آنے کے لیے ''الف'' کی انگلی تھام لے۔ یہی ہر مسئلے کا حل ہے۔

What you really need is just one "ALIF" and don't feel pride of you knowledge.You are reading and writting piles of books. All the sacred books are heaped around you. Despite the fact that you are surrounded by light, your innerself is dark.You are unaware of yourself; your realself, so catch hold of "ALIF" strongly, (Alif stands for Allah), the all knowledge.

☆

Marfat.com

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ

1629ء

ایہہ تن رب سچے دا حجرہ، وچ پا فقیرا جھاتی ہو
نہ کر منت خواج خضر دی، اندر آب حیاتی ہو
شوق دا دیوا بال ہنیرے، لبھی وست کھڑاتی ہو
مرن تھیں اگے مر رہے باہو، حق دی رمز پچھاتی ہو

اے فقیر! یہ تیرا جسم، یہ تن من، اللہ تعالیٰ کے رہنے کی جگہ ہے۔ تیرا رب تیرے اندر ہے، تو ایک بار اپنی ذات میں جھانک تو سہی۔ تو آب حیات کے لیے کسی خواجہ خضر علیہ السلام کا احسان مت اٹھا۔ تیرا آب حیات تیرا رب اور اُس کا سب علم تیرے اندر ہے۔ تیرا دل، تیری ذات تیرے رہنما ہیں۔ اپنے من میں عشق حقیقی کا دریا روشن کر لے۔ سب اندھیرے دور ہو جائیں گے اور تو اپنا گم شدہ خزانہ، اپنا رب اور اس کا سچا عشق پا لے گا۔ اے باہو (رحمتہ اللہ علیہ)! جو لوگ سچ کا بھید، خدا اور اپنی ذات کا راز پا جاتے ہیں، وہ ہمیشہ اپنی نفی کرتے ہیں۔ وہ زندگی کی خواہشات سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ گویا وہ اپنی موت آنے سے پہلے مر جاتے ہیں۔

This body of your's is your God's dwelling. O Bahu! just keep into it. Do not beg from Khaaja Khizar for the water of Life. You, too, have your own water of life within you. Kindle the lamp of love in the darkness of your heart. You will find everything that you have lost; the knowledge & love of God.

O Bahu, those who see and recognise the secret of the ultimate Truth, negate their Self. They die before their physical Death. (And they live forever)

......☆......

Marfat.com

حضرت شاہ حسین رحمتہ اللہ علیہ

1538

ربا میرے حال دا محرم توں ......!
اندر توں ہیں' باہر توں ہیں' روم روم وچ توں
توں ہیں تانا' تو ہیں بانا' سبھ کجھ میرا توں
کہے حسین فقیر نمانا' میں ناہیں' سبھ توں!

اے اللہ! صرف تو میری حالت کا جاننے والا ہے۔ میرا ہر دکھ درد تجھ پر عیاں ہے۔ میرے باطن اور میرے ظاہر میں تو ہی تو ہے۔ میرے بدن کے ایک ایک روئیں میں تو رچا بسا ہے۔ میرا تانا' میرا بانا' میرا سب کچھ صرف تیری ذات ہے۔ تو ہی میرا سب کچھ ہے۔ شاہ حسین رحمتہ اللہ علیہ اپنی ذات کی مکمل نفی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں ہو کر بھی نہیں ہوں۔ جب کہ ہر شے میں تیری ذات ہے اور ہر شے تیری ذات سے ہے۔

Allah! you are all awair of my miseries & pains. You are within me and you are outside me. You dwell in every pore of my body. You are everywhere. You are my physical as well as spiritual constructor. You are everything for me. You are my warp and my woof. I am nothing; you are everything!

عاشق ہویں تاں عشق کماویں
راہ عشق دا سوئی دا نکا' دھاگہ ہوویں تاں جاویں
باہر پاک' اندر آلودہ' کیہا توں شیخ کہاویں!
کہے حسین جے فارغ تھیویں' خاص مراتبہ پاویں

(رب) محبوب کے دل میں گھر کرنا دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔ عاشقی کا پیشہ اور عشق کا مذہب اختیار کرنا دل گردے کا کام ہے۔ سچا عاشق بن کر ہی عشق کی کمائی کی جا سکتی ہے۔ عشق کا راستہ سوئی کے نکے میں سے ہو کر گزرتا ہے۔ اس کے لیے عاشق کو دھاگے کی مانند ہونا پڑتا ہے۔ باریک بھی اور عشق میں مضبوط بھی۔ تم اپنے آپ کو شیخ (درویش' رہبر' عاشق) کہلوانے کے مطلق لائق نہیں ہو کیونکہ تم ظاہر میں تو پاک صاف ہو لیکن تمہارا باطن بے حد آلودہ ہے' غلاظت سے لبریز ہے۔ اس لیے اگر تمہیں عشق کی اعلیٰ ترین کمائی کرنی ہے' تو تمہیں دنیا کی ہر شے ترک کرنا ہوگا۔ تمہارا اندر باہر ایک جیسا ہونا چاہیے۔

You have to be true lover to win the heart of your beloved and to earn his love. The path of love passes through the eye of a needle. You have to reduce yourself to a thread to pass through it. How can you desire to be called a Saint by maintaining piety outwardly and impiety inwardly? You can only attain and achieve a high position as a saint and a lover if you foresake everything and all else.

☆

Marfat.com

بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ

1175ء

فریدا گلییں چکڑ، دور گھر، نال پیارے نینہہ
چلاں تاں بھجے کملی، رہاں تاں ٹٹے نینہہ

اے فرید! (رحمتہ اللہ علیہ) گلیاں کیچڑ سے بھری پڑی ہیں۔ گھر دور ہے یعنی لمبا سفر درپیش ہے اور محبوب سے بڑی گہری محبت ہے۔ اگر سفر جاری رکھتا ہوں تو کملی (چادر۔ کمبل) بھیگتی ہے۔ (کیچڑ میں لت پت ہو سکتی ہے) اور اگر رک جاتا ہوں تو محبوب سے تعلق ٹوٹتا ہے۔

The streets are full of mud. The dwelling of my Beloved, with whom I have strong & deep relations, is fac off. If I continue my journey, my blanket gets wet & soaked with water. And if I stop, my relationship breaks. The life is a hindrance in the union between a man and his Lord.

فریدا کالے مینڈے کپڑے، کالا مینڈا ویس
گناہیں بھریا میں پھراں لوک کہن درویش

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُن کے کالے رنگ میں رنگا ہوا بھیس اور پہنے ہوئے کالے کپڑے اُن کے عصیاں اور گنہگار ہونے کی دلیل ہیں۔ یہ کپڑے ان کے گناہوں کی کالک سے سیاہ ہو گئے ہیں اور حیرت ہے لوگوں پر جو اُنہیں اس حال میں دیکھ کر درویش کہتے ہیں۔

Baba Farid says that his dress; his robe etc. are all black. These are the signs of a sinful man. On the contrary people regard him as a very pious man.

......☆......

Marfat.com

نعت رسول مقبول ﷺ

آنکھوں میں برسات بہت نعت کے امکانات بہت
لگ جائے گی مزدوری طیبہ میں باغات بہت
پڑے رہیں گے چھاؤں میں پیڑوں پر ہیں پات بہت
امن کے شہر میں رہ جاؤ باہر ہیں خطرات بہت
آسانی سے گزریں گے طیبہ میں دن رات بہت
اس در میں یہ خوبی ہے سائل کم، خیرات بہت
امت کا غم کرتے ہیں فخرِ موجودات بہت
رات بہت میں رویا تھا یاد آئے وہ رات بہت
دیکھیں کب تک آنا ہو بھیجے پیغامات بہت
پہلے ہی سے ہم پر ہیں! اُن کے احسانات بہت
اشک ذخیرہ کر رکھو ہوں گے اخراجات بہت
پیاس اگر آنکھوں تک ہے زمزم اور فرات بہت
عشق کو اک سجدے سے کام حسن کے معمولات بہت
کافی ہے ایک عشق مجھے مجھ کو ایک ہی ذات بہت
اُن کو سوچ کے ہو جائیں نازک احساسات بہت
یاد آئی ہر گام وہاں مجھے میری اوقات بہت
اب بھی ہونا باقی ہیں مجھ میں اصلاحات بہت
کافی ایک غزل دن میں اک شب میں اک نعت بہت
دو آستینوں بیچ تھا میں اور میرے تھے ہاتھ بہت

منیر سیفی

Marfat.com

جانثار ابن العاص میں بھی تو
سعد ابن وقاص میں بھی تو

تو ہی سولی میں تو ہی مسند میں
تو ہی منصور تو ہی سرمد میں

تو مدینہ کے لمحے لمحے میں
تو ہی مکہ کے ذرے ذرے میں

ہر فنا میں ہے تو بقا میں تو
تو ہی اقصیٰ میں قرطبہ میں تو

تو عبادت میں تو معابد میں
تو کلیسا میں تو مساجد میں

تو ہی ہیکل میں تو کنشت میں ہے
تو ہی ہر دین کی سرشت میں ہے

تو ہی انجیل بھی ہے قرآں بھی
لا مکاں بھی، مکاں بھی امکان بھی

تو ہی توریت میں، زبور میں تو
فہم و ادراک میں شعور میں تو

تو گرنتھوں میں تو ہی گیتا میں
تو ہی نانک میں تو ہی سیتا میں

تو ہی الہام، شاعری بھی تو
وحی بھی تو پیمبری بھی تو

تو اوامر میں بھی نہی میں بھی
تندہی میں بھی بے دلی میں بھی

تو ہی حسرت میں تو ہی وحشت میں
نفی میں تو ہے تو ہی مثبت میں

مبتدی بھی ہے منتہی بھی ہے
تو جلی بھی ہے تو خفی بھی ہے

تو ہی یوم نشور میں بھی ہے
تو ہی غلمان و حور میں بھی ہے

تو حجر تار عنکبوت میں تو!
تو ہی فولاد میں ہے سوت میں تو

''عشر کلمات'' میں بھی تو ہی تھا
''درس عرفات'' میں بھی تو ہی تھا

Marfat.com

ایک طویل حمد سے اقتباس

(منیر سیفی)

تو ہی اول رقم میں رہتا ہے — تو ہی لوح و قلم میں رہتا ہے
تو ہی آقائے دو جہاں میں ہے — تو ہی اصحاب خفتگاں میں ہے
تو حریم نسیم میں بھی ہے — تو ہی در یتیم میں بھی ہے!
"حسن تقویم" میں بھی تو ہی ہے — ماہِ دونیم میں بھی تو ہی ہے
انبیاء مرسلین میں بھی تو — تو ہی صادق امین میں بھی تو
کیسے عالی نسب میں رہتا ہے — تو جو امی لقب میں رہتا ہے
تو ہی آدم میں، تو خلیل میں ہے — تو ثبوت اور تو دلیل میں ہے
تو ہی طوفان میں تھا نوح کے ساتھ — تو ہی رہتا ہے جسم و روح کے ساتھ
دست داؤد میں بھی تو ہی تھا — نار نمرود میں بھی۔ تو ہی تھا
صبر ایوب میں بھی تو ہی تھا — چشم یعقوب میں بھی تو ہی تھا
تو ہی موتی کو خاک میں رولے — تو ہی یوسف کو سوت میں تولے
تو ہی موسیٰ کی لن ترانی میں — تو ہی عیسیٰ کی سرگرانی میں
تو ہی یونس میں تو ہی ماہی میں — تو ہی فرعون کی تباہی میں
تو ہی جبریل کے پروں میں ہے — تو ہی مٹی کے سب گھروں میں ہے
تو ہی صدیق کی رفاقت میں — تو ہی فاروق کی بصیرت میں
ابن عفان سا غنی تجھ سے — اور علی کی دلاوری تجھ سے
تو حسن میں حسین میں بھی تو — تو ہی دکھ میں ہے چین میں بھی تو
تو ابوذر میں ہے اویس میں ہے — تو ہی حاتم میں تو ہی قیس میں ہے
جب رگ و پے میں کیف بھرتا ہے — تو ہی خالد کو سیف کرتا ہے
تو ہی عبرانیوں کے خوف میں تھا — تو ہی رحمان ابن عوف میں تھا

Marfat.com

6

Love to Allah's Friend

Allah's Messenger (SAW) said : When Allah loves some Person love. He sends for Jibril and commands him : Verily ,I love such and such person ;you should also love him ,so Jibril loves him as well .Then Jibril proclaims in the heavens that Allah loves such and such person; you should also love him. Then the residents of the heavens love him as well. Then his love is sent down to the earth (The world,)

Marfat.com

5

Special Dua for self Protection

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَايَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ
شَىْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَافِى السَّمَآءِ
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

Prophet Sallallhu Alaihi Wasallam said, "He Who reads this Dua thrice in the morning,will be protected untill evening and he who , reads it thrice in the evening, will be protected until morning from all harm things."

[Tirmidhi & Abu-Dawood]

Marfat.com

4

بسم الله الرحمن الرحيم

اللّٰهم انی اسئلك واتوجه اليك

بمحمد صلی الله عليه وسلم نبی الرحمة يا محمد

انی قد توجهت بك الی ربی فی

حاجتی هذه لتقضی اللّٰهم

فشفعه فی

O Allah, I appeal to you, and submit to you through the mediation of the merciful Prophet Muhammad (SAW). O Muhammad, through your mediation I submit my self to my Lord to have my need granted .O Allah, acknowledge his intercession in my favour .

Marfat.com

3

Dua for leaving a meeting

Prophet Peace be upon him said that a person who attends a gatherthing full of useless talks, & then on leaving this meeting, he reads this dua, all of his sins committed during that meeting will be forgiven.

سُبْحَانَکَ رَبَّنَاوَبِحَمْدِکَ
لَااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ
اَتُوْبُ اِلَیْکَ

Normally in meeting with friends, sins are comitted like backbiting, jealousy .That's why we should read this Dua always before leaving such kind of meetings.

(Amali-ul-Youm wal Lailah by Nsa'i)

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

مَوْلَایَا صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ خَلْقِ کُلِّھِمِ

وَکُلُّھُمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ مُلْتَمِسٌ

غَرْفًا مِنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِنَ الدِّیَمِ

Marfat.com

نعت خوانی نمبر؟

ذاتِ مصطفی ﷺ وجہ تخلیق کائنات ہے اور نعت وظیفہ کائنات ہے۔ تاریخ نعت میں نعت کے مبداء سے نعت کو عربی زبان و لہجہ و آہنگ کی آغوش ملی اور اس زبان کو عہدِ رسالتمآب ﷺ میں اولین کاروانِ نعت صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی جماعت کی صورت میں ملا۔ بعد ازاں ارتقاء کے ادوار سے گزرتے ہوئے فارسی لب ولہجہ میں اپنائیت کا سانچہ میسر آیا اور پھر کاروان کا یہ سفر ایک نئے خطہ وارض یعنی ''اُردو زبان'' کی صورت میں اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوا۔ اگرچہ دیگر زبانوں میں بھی نعت کہی جارہی ہے مگر یہ حقیقت بھی محقق ہے کہ نعت کی ادبی وفنی خدمات میں نعت اُردو زبان وادب کو امتیازی مقام حاصل ہے۔ اس امتیازی حسن کارکردگی کے باوجود اُردو تاریخ نعت میں نعت گوئی پر تحقیقی وتنقیدی شذرے ستیاب ہیں مگر نعت خوانی پر فنی وادبی صورت میں بوجوہ باقاعدہ تحقیقی مواد موجود نہیں۔

بحمدہ تعالیٰ! سرکار کریم ﷺ کے نعلین پاک کے تصدق سے کاروانِ نعت کو ''دنیائے نعت'' کی تاریخ میں یہ اعزاز حاصل ہورہا ہے کہ اس نے پہلی بار ''نعت خوانی'' پر اپنی نوعیت کا واحد شمارہ پیش کیا جو ویسے تو متعدد محاسن وخصائص کا حامل ہے جن کا فرداً فرداً محل نظر ہے یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ یہ شمارہ نعت خوانی پر حرف آخر نہیں۔ یہاں چیدہ چیدہ خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

قارئین کرام! اس شمارہ کا مطالعہ

☆ منفرد انداز اسلوب، تقسیم ابواب بندی سے مطالعہ کے دوران فنی وعلمی نقاط سے آگاہی۔

☆ تاریخ نعت خوانی کی صورت میں نعت میں ایک نئے باب کا اضافہ اور تکمیل کی طرف پہلا قدم۔

☆ نعت خوانی کے فن سے آشنائی اور باریک ولطیف فنی مباحث کو جاننے کا ذریعہ۔

☆ سفر نعت میں گامزن ہوتے وقت اس کے آداب وتقاضوں کی معرفت کے حصول کا زیور۔

☆ سفر نعت کے پل صراط پر اپنے اور دیگر مسلمان بھائیوں کی اصلاح کیلئے اخروی زادِ سفر کے ثمرات سمیٹنے کے لئے۔

☆ قرآن وسنت کی حدود میں افراط وتفریط سے اپنی انفرادی واجتماعی زندگی کو بچانے کے لئے وادیٔ تنقید کا سفر بھی آپ کے لئے مدد ومعاون ثابت ہوگا۔

☆ نعت کی ترویج وفروغ نعت میں اپنے محبوب ومقبول نعت گو شعراء اور نعت خواں حضرات سے ملاقات۔

☆ عصر حاضر میں میڈیا کی صورت میں نعت کا ابلاغ تحریکوں اداروں اور محافل کی کاوشوں کا کیا کردار رہا؟

☆ دور حاضر میں نعت خوانی پر اُبھرنے والے موجودہ سوالات کے جواب قرآن وسنت کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ نعت پر تبصرے تجزیے، آراء اور بہت سی مزید معلومات جاننے کے لئے۔

ادارہ کاروانِ نعت

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ 38۔ اردو بازار لاہور Ph:7312801-7320682

Marfat.com

نعت خوانی نمبر؟

ذاتِ مصطفیٰ ﷺ وجہ تخلیق کائنات ہے اور نعت وظیفہ کائنات ہے۔ تاریخ نعت میں نعت کے مبداء سے نعت کو عربی زبان و لہجہ و آہنگ کی آغوش ملی اور اس زبان کو عہد رسالتمآب ﷺ میں اولین کاروانِ نعت صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی جماعت کی صورت میں ملا۔ بعد ازاں ارتقاء کے ادوار سے گزرتے ہوئے فارسی لب ولہجہ میں اپنائیت کا سانچہ میسر آیا اور پھر کاروان کا یہ سفر ایک نئے خطہ ارض یعنی ''اُردو زبان'' کی صورت میں اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوا۔ اگر چہ دیگر زبانوں میں بھی نعت کہی جا رہی ہے مگر یہ حقیقت بھی محقق ہے کہ نعت کی ادبی وفنی خدمات میں نعت اُردو زبان وادب کو امتیازی مقام حاصل ہے۔ اس امتیازی حسن کارکردگی کے باوجود اُردو تاریخ نعت میں نعت گوئی پر تحقیقی وتنقیدی شذرے ستیاب ہیں مگر نعت خوانی پر فنی وادبی صورت میں بوجوہ باقاعدہ تحقیقی مواد موجود نہیں۔

بحمدہ تعالیٰ! سرکار کریم ﷺ کے نعلین پاک کے تصدق سے کاروان نعت کو ''دنیائے نعت'' کی تاریخ میں یہ اعزاز حاصل ہو رہا ہے کہ اس نے پہلی بار ''نعت خوانی'' پر اپنی نوعیت کا واحد شمارہ پیش کیا جو ویسے تو متعدد محاسن وخصائص کا حامل ہے جن کا فرداً فرداً ذکر محل نظر ہے یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ یہ شمارہ نعت خوانی پر حرف آخر نہیں۔ یہاں چیدہ چیدہ خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

قارئین کرام! اس شمارہ کا مطالعہ

☆ منفرد انداز اسلوب، تقسیم ابواب بندی سے مطالعہ کے دوران فنی وعلمی نقاط سے آگاہی۔

☆ تاریخ نعت خوانی کی صورت میں نعت میں ایک نئے باب کا اضافہ اور تکمیل کی طرف پہلا قدم۔

☆ نعت خوانی کے فن سے آشنائی اور باریک ولطیف فنی مباحث کو جاننے کا ذریعہ۔

☆ سفر نعت میں گامزن ہوتے وقت اس کے آداب وتقاضوں کی معرفت کے حصول کا زیور۔

☆ سفر نعت کے پل صراط پر اپنے اور دیگر مسلمان بھائیوں کی اصلاح کیلئے اخروی زادِ سفر کے ثمرات سمیٹنے کے لئے۔

☆ قرآن وسنت کی حدود میں افراط وتفریط سے اپنی انفرادی واجتماعی زندگی و بچانے کے لئے وادیٔ تنقید کا سفر بھی آپ کے لئے مدد ومعاون ثابت ہوگا۔

☆ نعت کی ترویج وفروغ نعت میں اپنے محبوب ومقبول نعت گو شعراء اور نعت خواں حضرات سے ملاقات۔

☆ عصر حاضر میں میڈیا کی صورت میں نعت کا ابلاغ تحریکوں اداروں اور محافل کی کاوشوں کا کیا کردار رہا؟

☆ دور حاضر میں نعت خوانی پر ابھرنے والے موجودہ سوالات کے جواب قرآن وسنت کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ نعت پر تبصرے تجزیے، آراء اور بہت سی مزید معلومات جاننے کے لئے۔

ادارہ کاروانِ نعت

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ 38۔ اردو بازار لاہور Ph:7312801-7320682

Marfat.com